



NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کشمکش  
EDITGRAPHY

دستگیری

سکست

ز ماہم اشفاق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دستکِ محبت

از ماہم اشفاق

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول۔ ناولٹ۔ افسانہ۔ کالم۔ آرٹیکل۔ شاعری۔ پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

یہ کہانی ہے محبت کو پانے کی۔۔۔

دلی جذبات کو اجاگر کرنے کی۔۔۔

یہ کہانی ہے کھوئے ہوئے رشتوں کو پانے کی۔۔۔

یہ کہانی ہے وعدوں کی نبھانے کی۔۔۔

یہ کہانی ہے عشق کے سفر پر چلنے کی۔۔۔



تیز تیز چلتے ہوئے وہ سڑک عبور کر رہی تھی جب اچانک سے ایک گاڑی یکدم بربیک لگا کر رکی تو وہ وہی بیٹھ گئی۔ گاڑی کے اندر سے ایک رعب دار آواز آئی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا ہو ملک داد؟

آواز میں جھنجھلاہٹ تھی غصہ تھا کہ پہلے ہی دیر ہو چکی اور اب گاڑی رک گئی۔۔۔ ملک داد اپنے باس کے غصے سے واقف تھا اسی وجہ سے فوراً ہلکلاتے ہوئے بولا۔

صاحب وہ۔۔۔ وہ۔۔۔

داد کیا وہ وہ لگائی ہوئی ہے جلدی بتاؤ میں لیٹ ہو رہا ہوں اور تمہیں پتہ بھی ہے مجھے جلدی پہنچنا ہے۔۔۔

داد نے فوراً سے جواب دیا۔۔۔

سر وہ ایک لڑکی ہے آگے۔۔۔

مقابل کے ماتھے پر بل پڑے اور غصے سے بولا۔

واٹ۔۔ شٹ۔۔ جلدی دیکھو جا کر کون ہے؟؟ یہاں کیا کر رہی ہے۔۔۔؟

ملک داد نے تابعداری سے جواب دیا۔

جی صاحب میں ابھی دیکھتا ہوں۔۔۔

ملک داد فوراً سے اتر اور جا کر آزدی۔

میڈم آپ ٹھیک تو ہے چوٹ تو نہیں لگی آپ کو۔۔۔

ایک انجانی آواز سے تھوڑا ہوش میں آئی اور پھر سمجھ میں آیا کہ وہ بالکل ٹھیک ہے دل میں سوچا

۔۔ او خدا یا شکر ہے میں بچ گئی۔۔۔

کھڑے ہو کر بلا خوف مقابل کو سنادی۔

آپ کو کیا نظر نہیں آتا کہ کوئی گزر رہا ہو تو اسپید ذرا آہستہ کر لی جائے۔۔۔ نہیں آپ لوگ

کیوں کریں گے سپید کم کوئی مرتا ہے تو مر جائے آپ کو کیا؟؟

ملک داد بولا۔

میڈم ایک منٹ ایک منٹ میری بات تو سنیں۔۔۔ آپ خود غلط راستے پر آئی ہے میں تو بالکل

صحیح راستے پر جا رہا تھا۔

اب مقابل کو پتا تھا جلدی جلدی کے چکر میں وہ خود غلط راہ سے گزر رہی تھی اور گاڑی کو آتا دیکھ کر بھی نہیں رکی تھی۔۔ ابھی کچھ اور بھی بولتی کہ گاڑی کے سائیڈ مرر سے انگلی کے اشارے سے داد کو بلا یا گیاد فوراً سے گیا۔۔ اور تابعداری سے پوچھا۔

جی سر۔۔؟

مقابل غصے سے بولا۔

اگر ملک داد تمہارا یہاں سارا دن گزارنے کا ارادہ ہے تو ٹھیک ہے میں خود چلا جاؤں گا اور تمہیں یہ جاب مبارک ہو۔۔۔

کہہ کر بات ختم کر دی گئی تھی۔۔ داد جلدی سے گیا۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
میڈم آپ سائیڈ پر ہو جائیں پلیز سر بہت غصہ ہو رہے ہیں۔۔ بہت دیر ہو گئی ہے ویسے بھی۔

اور اتنا کہہ کر داد گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔۔

ہوں۔۔ دیر میں تو جیسے بہت فارغ ہوں نا؟

کہہ کر ایک طرف ہو گئی تھی اتنی جلدی ماننے والوں میں سے نہیں تھی پرمان گئی کیوں کہ وہ بھی بہت لیٹ ہو چکی تھی۔۔ جاتے جاتے پیچھے مڑی جس کی وجہ سے صرف دو کالی گھنٹی آنکھیں ہی نظر آئیں کیوں کہ وہ ہمیشہ باہر اپنا چہرہ ڈھانپ کر رکھتی تھی اور اونچی آواز میں کہا۔  
چچا جان اپنے باس کو تمیز بھی سیکھا دے بڑوں سے بات کیسے کرتے ہیں؟

اشارہ داد کی طرف تھا جو کہ ڈرائیور کے ساتھ ساتھ ادھیڑ عمر شخص بھی تھا وہ کہہ کر رکی نہیں تھی چلی گئی تھی جاتے جاتے ایک لقب سے نوازا گیا تھا کھڑوس باس۔۔۔ آواز اتنی آہستہ تھی کہ بمشکل سنائی دی یہ سن کر ملک داد مسکرا بھی نہ سکا وہ اپنے باس کے غصے سے واقف تھا۔۔۔ کھڑوس باس پہلا لقب دے دیا گیا تھا۔۔۔



تیزی سے چلتے کلاس میں داخل ہوئی زبان پرورد جاری تھا آج وہ پھر کلاس میں دیر سے آئی تھی۔۔۔ سر سعید بورڈ پر کچھ لکھ رہے تھے جب ایک نسوانی آواز ان کے کانوں میں پڑی۔

May I come in sir?

سر نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔ دوبارہ سے پوچھا گیا لیکن کوئی جواب نہ پا کر پھر سے پکارا گیا۔۔۔ اب سر کی طرف سے صرف ایک لفظی جواب آیا تھا۔

نو۔۔۔ مقابل نے بے یقینی سے کہا۔

سر۔۔۔ پلیز آئندہ نہیں ہوگا۔۔۔ سر میں تو جلدی ہی آرہی تھی آپ کو نہیں پتہ میرا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا راستے میں تھوڑی سی چوٹ بھی لگی لیکن پھر بھی دیکھیں میں میڈیسن لینے کی بجائے آپ کی کلاس لینے آئی ہوں۔

اس کی اس بات پر کلاس میں دبی دبی ہنسی گونجی تھی۔۔۔

سر نے ایک گھوری سے نوازا اور غصے سے بولے۔

مس عفاف فرقان حیدر جائیں جا کر بیٹھ یے۔۔۔

اور یہ سننے کی ہی دیر تھی کہ وہ فوراً اپنی بیسٹ فرینڈ کے ساتھ جا کر بیٹھ گئی جو کب سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔ اور پھر لیکچر نوٹ کرنا شروع کر دیا مقابل بس اسے دیکھ کر سر ہی جھٹک سکی کیوں کہ جو مرضی وہ کہہ لیتی لیکن اس نے کرنا وہی ہوتا تھا جو اس کا دل کرتا وہ ایسی ہی تھی اپنی من مرضی کرنے والی۔۔۔ کیا ہمیشہ ہی اس کی زندگی اپنی مرضی سے چلنے والی تھی یہ تو وقت ہی بتائے گا۔۔



لینڈ کروزر جیسے ہی شاہ انڈسٹریز آ کر رکی فوراً سے گاڑنے آ کر دروازہ کھولا اور سلام کیا مقابل تیزی سے اتر کیوں کہ آج اس کی ایک اہم میٹنگ تھی اور وہ لیٹ ہو چکا تھا بلیو جینز کے ساتھ وائٹ شرٹ لائٹ بلیو ٹائی بلیو ہی کوٹ پہنے ہوئے آنکھوں پر بلیک گلاسز لگائے ترتیب سے جیل سے بال سیٹ کئے آئی فون کان کو لگائے مغرور چال چلتا آفس میں داخل ہوا۔ ہر ستائشی نظر اٹھی تھی سب آفس ورکرز نے فوراً سے کھڑے ہو کر سلام کیا تھا اور مقابل نے صرف سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔ سب اپنے اپنے کام میں دوبارہ مصروف ہو گئے سوائے ایک جسکی نظروں نے ابھی بھی اسی کا احاطہ کیا ہوا تھا جب تک وہ اپنے کیمین میں داخل نہیں ہو گیا۔۔۔ جیسے ہی وہ اپنے کیمین میں داخل ہوا۔

اوکے میں تم سے بعد میں بات کرتا میٹنگ کا وقت ہو گیا ہے۔

کہہ کر کال کاٹ دی گئی تھی۔ جیسے ہی مقابل نے ٹیبل سے فائل اٹھائی تو ایک گرج دار آواز پورے آفس میں گونجی۔

پی ایس۔۔۔۔۔ سعدی ہ جو کہ پرسنل سیکریٹری تھی اپنے باس کی آواز پر فوراً بھاگتی ہوئی کیمین میں آئی۔

باس کے غصے سے ہر کوئی واقف تھا۔ ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

جی۔۔۔۔۔ جی۔۔۔۔۔ جی سر؟

مس سعدیہ کیا آپ کو یہ کہا تھا فائل لانے کے لئے؟؟؟

NEW ERA MAGAZINE  
Are u in your senses???

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مقابل آج بہت غصے میں تھا ایک تو صبح کے واقعہ کی وجہ سے لیٹ ہو گیا اور اب یہ سب۔۔۔ ابھی سیکریٹری نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ دوبارہ سے کہا گیا؟؟

What is this??Damn it...U fired ...

۔۔۔۔۔

بے یقینی سے کہا گیا۔۔۔۔۔

I say you are fired now u can leave...

ابھی سیکریٹری روتے ہوئے آفس سے نکلی ہی تھی کہ ملک داد اندر داخل ہوا۔

سر وہ آپ کی فائل گاڑی میں ہی رہ گئی تھی۔۔۔ مقابل کا غصہ کچھ حد تک کم ہوا اور وہ میٹنگ اٹینڈ کرنے چلا گیا جہاں اس کا کب سے انتظار ہو رہا تھا۔۔۔ وہ ایسا ہی تھا دوسروں سے اہمیت لینا جانتا تھا دینا نہیں لیکن جو اس کے دل کے قریب لوگ تھے ان کے لیے جان تک دینے کے لئے تیار تھا اب دیکھنا یہ تھا کہ کیا کوئی ایسا اس کی زندگی میں آئے گا جو اس کو بدل کر رکھ دے گا یہ تو وقت ہی بتائے گا۔۔۔



یہ منظر ہے مراد ہاؤس کا جہاں سب لوگ بیٹھے باتوں میں مشغول تھے۔ راین جو کب سے عفاف کا انتظار کر رہی تھی بیسویں دفعہ پوچھ چکی تھی۔

یار عافی کب آئے گی؟؟۔۔۔ کتنی دیر ہو گئی اب تک تو آجانا چاہیے تھا۔۔۔

اب کی بار اکتا ہٹ سے جواب دیا گیا۔

یار آپو کتنی بار آپ یہ پوچھ چکی ہیں اور ہر بار ہم آپ کو یہی جواب دے رہے ہیں کہ ابھی تو انہیں گئے صرف چار گھنٹے ہوئے ہیں انتظار کریں۔۔۔۔۔

یہ تھاریان، عفاف کا چھوٹا بھائی۔۔۔

انتظار وہی تو نہیں ہو رہا ہے پتہ بھی تھا آج میں نے آجانا ہے لیکن پھر بھی ابھی تک نہیں آئی۔۔۔

ہیں۔۔۔ کب پتہ تھا؟ ریان حیران ہوا تھا۔۔۔

آپ نے آنا ہے ہمیں تو بتایا نہیں گیا تھا۔

نہیں پتہ تو کیا ہوا اسے پتہ تو ہونا چاہیے تھا نا۔

رائین نے مسکرا کر کہا۔۔

آپو ویسے دن ہی کتنے ہوئے تھے آپ کو گئے ہوئے اور اب انتظار ایسے ہو رہا جیسے محبوب نے آنا

ہو اور آپ ان کے دید کی خاطر آنکھیں بچھائے بیٹھی ہوں۔۔۔۔ ہا ہا ہا ہا

دونوں کا فلک شگاف قہقہہ بلند ہوا تھا۔

ہاں یہی سمجھ لو عفاف میرا دوسرا نمبر والا محبوب ہے پہلا نہیں۔

تھوڑا سا شرماتے ہوئے کہا گیا اب کی بار مناہل جو کب سے مسکراہٹ کا گلابا کر بیٹھی ہوئی تھی

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہنس پڑی۔۔۔۔

ہاں سچ ایک اور بات۔

بمشکل ریان نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔

آپو جب سارا دن فارغ بیٹھ کر اپنے دوسرے۔۔۔

کو ذرا کھینچ کر کہا گیا۔۔۔ نمبر والے محبوب کا انتظار کریں گی تو دن کیسے گزرے گا بھلا اٹھیں جا

کر کوئی کام وغیرہ کر لیں برتن دھونے والے پڑے ہیں وہ دھو آئیں یا پھر کچھ بنا لیں ساتھ ہمیں

بھی کھلا دیں۔۔۔۔

رامین تو حیران اور غصے کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ ریان کو دیکھ رہی تھی اس بات پر حیران ہی رہ گئی۔

کیا؟؟؟؟ بھکڑ اس کی بجائے کہ تم مجھے کوئی کھانے پینے کا پوچھو آخر میں دو ہفتوں بعد آئی ہوں اور تم مجھے ہی کہی جا رہے ہو کچھ بنانے کا۔

دونوں کٹھن لے کر آگے پیچھے بھاگ رہے تھے وہ سب ایسے رہتے تھے جیسے وہ سگے بہن بھائی ہوں۔ ان کے طنز میں بھی کہیں پیار چھپا ہوتا ہے۔۔۔ دور بیٹھے فرحان صاحب ان کی نوک جوک دیکھ کر مسکرائے اور ان کے ہمیشہ اتفاق کے ساتھ رہنے کی دعا کی۔۔۔۔

مراد صاحب جن کے دو بیٹے فرقان حیدر اور فرحان حیدر اور ایک بیٹی شمینہ بیگم۔۔۔۔

مراد صاحب گاؤں کے سرینچ ہونے کے ساتھ ساتھ مراد فیکٹری کے مالک بھی تھے اب ان کی وفات کے بعد سربراہی کر سی پران کے بڑے بیٹے فرقان حیدر تھے جنہوں نے ہر فرض کو بخوبی انجام دیا۔۔۔ فرقان صاحب کی شادی ان کی خالہ زاد ربینہ بیگم سے ہوئی تھی جن کے تین بچے سب سے بڑی عفاف فرقان حیدر، جو ان کی زندگی کا کل اثاثہ اور اپنے باباجان کی لاڈلی بیٹی پھر دوسرے نمبر پر آتا ان کا بیٹا ریان فرقان حیدر اور سب سے چھوٹی مناہل فرقان حیدر جو ہاد کی لاڈلی اور اس کی توجان بستی ہے اس میں۔۔۔۔۔

اب باری فرحان صاحب کی جن کی شادی ان کی پھوپھی زاد ربیعہ بیگم سے ہوئی تھی۔۔۔ جن کا بڑا بیٹا ہاد اور بیٹی رامین فرحان حیدر ہے۔۔۔



اس کی سحر انگیز آواز میں کھوئے ہوئے تھے سوائے چند لوگوں کے جو اب بھی سنجیدگی سے میٹنگ اٹینڈ کر رہے تھے بغیر کسی طرف توجہ دیئے اور خلل کے۔۔ اور غور و فکر کرنے میں مصروف تھے۔۔ جیسے ہی میٹنگ ختم ہوئی سب اپنے اپنے ہوش میں واپس آئے سوائے ایک کہ جو ابھی بھی مقابل کی شخصیت میں کھوئی ہوئی تھی۔۔ جب اس کے ساتھ بیٹھی اور کرنے سے کہنی مار کر ہوش دلوایا۔۔ کان میں آہستہ سے کہا۔

میٹنگ ختم ہو چکی ہے ہوش کی دنیا میں واپس آ جاؤ اگر سر نے تمہیں ایسے دیکھ لیا نہ تم تو سمجھو آج نکلو گی جا ب سے اپنے ساتھ ساتھ میرا بھی ٹکٹ کٹواؤ گی۔ مقابل نے گھوری سے نواز اور سیدھا ہو کر بیٹھ گئی۔۔۔

میٹنگ کا اختتام ہو گیا تھا پورے میٹنگ روم میں تالیوں کی گونج تھی۔۔۔ سب اس کی تعریف کر رہے تھے کوئی اس داد رہا تھا کوئی اسے دیکھ کر خوش ہو رہا تھا۔۔ وہ ہر کسی سے اپنے بارے میں کچھ نہ کچھ سن رہا تھا کوئی تعریفی کلمات سے نواز رہا تھا کوئی اسے مبارک باد دے رہا تھا۔۔۔ کوئی اسے ٹیلنٹڈ بزنس

(Talented buisnessman)

کہہ رہا تھا لیکن اسے کسی سے بھی سروکار نہ تھا۔۔۔ وہ یہ سب سننے کا عادی ہو چکا تھا۔۔۔ اسے کسی آواز سے کوئی سروکار نہ تھا صرف انتظار تھا تو ایک آواز کا جس کے لئے اس نے دن رات

ایک کی تھی۔۔۔ جس کو حاصل کرنا اس کا مقصد اس کا جنون تھا۔۔۔ اب صرف اسے انتظار تھا اس آواز کا۔۔



عفاف اور ایمن کلاس کے بعد کیفیٹریا کی طرف جا رہی تھیں جب عفاف نے ایمن کو بلایا۔  
ایمی یار ناراض ہو مجھ سے۔۔۔؟ ایمن نے ایک خفا نظر عفاف پر ڈالی اور چہرہ موڑ لیا جیسے کہہ رہی ہو۔ کیا نہیں ہونا چاہیے تھا؟

ایمی یار تجھے پتہ تو ہے مجھ سے جلدی نہیں اٹھا جاتا اور پھر میں تھوڑا سا لیٹ ہو جاتی ہوں۔۔۔  
سونے پر سہاگہ یہ کہ تھوڑا سا جھک کر ایمن کے کان میں کہا۔  
سب سے پہلا ہی فضول لیکچر کے ساتھ ساتھ فضول۔۔۔۔۔ ابھی کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ ایمن نے ایک چپت لگائی۔

بس بس اور کچھ نہیں بولنا ایک تو تم پتہ نہیں کب سدھر وگی اتنی دفعہ تمہیں بتایا ہے کہ استاد کا مقام ہمارے اسلام میں بہت اعلیٰ ہے۔۔۔۔

کیوں ہم نہیں سمجھتے ہمیں پتہ بھی ہے کہ اگر ہم اپنے استاد کی عزت ان کا احترام کریں گے تو ہی کامیابی ملے گی اس کے بغیر ہم کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔

عافی تم نے سنا تو ہو گا ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں وہ اپنے رو میں ہی بول رہی تھی۔۔

کیوں ہم اتنے گرچکے ہیں کہ ہمیں استاد کا احترام نظر ہی نہیں آتا ہم جانتے بھی ہیں کہ آج جو کچھ بھی ہیں جہاں تک بھی پہنچے ہیں صرف ان کی ہی بدولت ہیں۔ ہمیں سمجھنا چاہیے سوچنا چاہیے کہ اگر ہمیں اساتذہ نہ کچھ سکھائیں تو کیا ہم آج جہاں موجود ہیں پہنچ سکتے؟ سامنے ایک دیوار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

وہ دیکھو وہ جو سامنے عبارت لکھی ہوئی ہے کیا ہم اسے پڑھ سکتے تھے نہیں میری جان نہیں اس لئے تو یہ قول ہے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels | Afsana | Art | Poetry | Urdu | English

جس نے مجھے ایک لفظ بھی سکھایا وہ میرا استاد ہے۔

وہ اپنی دھن میں بول رہی تھی اور عفاف اسے دم سادھے سن رہی تھی۔۔۔

اب سمجھ آئی کچھ کہ نہیں۔۔۔

عفاف نے ہاں میں سر ہلایا یمن اس کی معصوم حرکت کو دیکھ کر مسکرا اٹھی۔۔۔ اور دونوں گلے ملیں۔۔

تھینکیو سوچی۔۔۔۔۔

اوہو میرا فرض ہے تمہیں بتانا۔۔ مسکرا کر ایمن نے کہا۔۔۔

اسی وجہ سے میں بھی سوچوں پوری یونیورسٹی میں سب تمہارے اتنے فین کیوں ہیں۔  
مسکراہٹ دبا کر کہا گیا۔۔۔

اچھا جی

دونوں کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔۔۔ ایمن کا شمار ہونہار طلبہ میں ہوتا جبکہ عفاف بھی کم نہیں تھی کیوں کہ جب بھی وہ پڑھتی دل و جاں سے پڑھتی بس تھوڑی سی لاپرواہ تھی اپنی دھن میں جینے والی اپنے مطابق زندگی گزارنے والی۔۔۔

اچھا سوری آئندہ نہیں کہوں گی ٹھیک ہے اب تو ناراض نہیں ہونا؟

معصوم سی بچوں جیسی شکل بنا کر عفاف پوچھ رہی تھی۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوو میں ناراض تھی مجھے یاد ہی نہیں رہا۔

ایمن نے مسکرا کر کہا۔۔ عفاف صرف اتنا ہی کہہ سکی

ای۔۔۔ی۔۔۔

پھر ہنس پڑی اب کی بار پاس سے گزرتے شخص کے دل میں یہ ہنسی ہل چل مچا گئی تھی۔۔۔

اچھا مطلب تب کا مجھے ایویں بھوکار کھا ہوا ہے اب کچھ کھلا دو جلدی سے۔ مسکرا کر کہا گیا۔۔۔

ایمن نے ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور پوچھا۔

ویسے وجہ جان سکتی ہوں کس خوشی میں؟؟

بس اس خوشی میں کہ میں کہہ رہی ہوں۔۔۔۔۔ عفاف نے کہا۔۔

اور عافی میڈم آپ یہ بتانا پسند کریں گی کہ ایسا کونسا دن ہوتا ہے جس میں آپ کی خوشی نہیں ہوتی۔۔۔

سوچ کہ بتاؤں گی ویسے میرے پاس ٹائم بالکل بھی نہیں ان چھوٹے موٹے جواب دینے کا۔  
ایک ادا سے جواب دیا گیا۔۔۔

ایمن تو بس اس کی اس بات پر قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔

اوو اچھا۔۔۔ تم نے مجھے کبھی بتایا ہی نہیں کہ تمہاری پرائم منسٹر کے ساتھ بھی میٹنگ ہوتی ہے۔۔۔ مسکراہٹ دبا کر کہا گیا۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں نابس ضروری نہیں سمجھا نظر ہی نہ لگ جائے۔

فوراً سے جواب دیا تھا۔

عافی۔۔۔ی۔۔۔ی۔۔۔

ایمن اتنا ہی کہہ سکی۔۔۔ اور دونوں کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔۔۔ جب ان کے ٹیبل پر اچانک ناک ہو اور ٹیبل کے سامنے کی چیئر پر کوئی آکر بیٹھ گیا۔۔۔ جسے دیکھ کر دونوں کی مسکراہٹ پل بھر میں غائب ہوئی تھی۔



میٹنگ ختم ہو چکی تھی۔ کلائنٹس آپس میں چیقلش میں مصروف تھے۔ آفس ورکرز مقابل کو مسکرا کر مبارکباد دے رہے تھے۔۔

Congratulations sir!

مقابل کو تو بس اس آواز کا انتظار تھا جس کو حاصل کرنے کے لیے وہ دو سال سے محنت کر رہا تھا۔۔ جب اچانک سے مقابل کو آواز سنائی دی۔۔

Congratulations Mr. Azlan shah at last u acheived this project.. Proud of u my boy.. u r such a great buisnessman ..well done my boy

آخر کار اسے وہ آواز سنائی دی تھی۔۔۔ ازلان شاہ کو وہ پروجیکٹ مل ہی گیا تھا جس کے لئے اس نے دن رات محنت کی تھی۔۔ آج دو سال بعد ریاض ملک کا سب سے بڑا پروجیکٹ اس سے لے لیا گیا تھا۔۔ یہی سوچتے ہوئے ازلان کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ در آئی تھی جس کی وجہ سے اس کے دایاں گال کا ڈمپل نمایاں ہوا تھا۔۔ جو کسی سے بھی مخفی نہیں رہا تھا۔۔ ریحام جو کب سے اپنے دل کو سنبھال رہی تھی اب تو ازلان کو مسکراتے دیکھ کر پاگل ہونے کو تھی اگر بروقت سمعیہ جو ریحام کی کولیگ تھی اسے نہ سنبھالتی تو یقیناً گر جاتی۔۔۔

ریحام ازلان کی آفس ورکر ہے جو ازلان پر اپنا دل ہار بیٹھی تھی۔۔ لیکن ہر بار اپنی پوزیشن اور ازلان کی پوزیشن کو دیکھتے ہوئے اپنے دل کو ڈپٹ دیتی۔۔۔

ازلان سب کو تھینکس بول کر اپنے کیمین کی طرف بڑھ گیا۔ آج وہ بہت خوش تھا۔  
سعدیہ جو ازلان کی پرسنل سیکریٹری تھی اسے بھی واپس آفس بلا لیا گیا تھا۔ اور یہ آفس ورکرز  
کے لئے سب سے حیران کن بات تھی۔

جیسے ہی ازلان شاہ اپنے کیمین میں آیا اور کسی کو کال ملانے کے لیے ابھی فون کان کو لگایا ہی تھا  
اور ایک فائل کو دیکھنے کے لیے جھکا تھا جب دھڑام سے دروازہ کھلنے کی آواز آئی لیکن ازلان  
اپنے کام میں ہی مصروف رہا۔ کیوں کہ وہ جانتا تھا سامنے کون ہوگا۔ صرف وہی اس طرح  
آفس میں آنے کی حرکت کر سکتا تھا اور کسی کی ہمت کیا جرأت بھی نہیں تھی کہ بغیر اجازت  
کوئی اس کے آفس میں آجاتا۔۔۔

ازلان ہنوز فائل پر جھکا رہا۔ مقابل نے جب ٹیبیل ناک کیا۔ لیکن ازلان نے سر نہ  
اٹھایا۔۔۔ مقابل کو پتہ تھا ازلان کی کیسے توجہ مبذول کی جائے۔ فوراً سے ٹیبیل پر پڑا فون اٹھا  
کر کافی کا آرڈر دیا گیا۔ ازلان نے اب کی بار ایک ابرو اٹھا کر سوال کیا یہ کیا تھا؟؟

ہاں جو کب سے مسکراہٹ دبا کر بیٹھا تھا ہنس پڑا۔

بس ایسے ہی دل کر رہا تھا۔ تمہیں تو میرے آنے کی خبر نہیں تھی تو میں نے سوچا کیوں نہ کافی  
کے ساتھ انجوائے کر لیا جائے۔ مسکراتے ہوئے کہا۔۔

ازلان جو اس کی بات کو غور سے سن رہا تھا اب کی بار گھور کر رہ گیا۔۔

ویسے مسٹر ہاد آپ وجہ بتانا پسند کریں گے یہاں تشریف کاٹو کرالانے کی۔۔ ازلان نے پوچھا۔۔

ہاد اس کی اس بات پر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ ہا ہا ہا۔۔ تجھے واقعی ہی نہیں پتہ میں کیوں آیا ہوں۔۔ جو اب نامیں آیا تھا۔۔

ارے یار کیوں اپنے چھوٹے موٹے دماغ پر زور دے رہا ہے؟ ہنس کر کہا گیا۔۔ بہت بہت مبارک ہو میرے یار۔۔۔

آخر کار تجھے یہ ڈیل مل ہی گئی جس کے لئے توں نے دن رات ایک کر دیا۔۔ بس ایسے ہی کامیاب ہوتا رہ اور میرا نام روشن کرتا جا۔ آنکھ مار کر کہا۔۔ ازلان تو ہاد کے سٹائل کو دیکھ کر قہقہہ لگانے پر مجبور ہو گیا۔۔

ساتھ ہی دروازہ نوک ہوا تھا ازلان سنجیدہ ہو گیا اور ریحام کافی لے کر اندر داخل ہوئی۔۔ السلام وعلیکم سر آپ کی کافی۔۔۔

یس پلیز کیپ اٹ۔

(Yes please keep it)

اور وہ رکھ کر چلی گئی آج اس کے چہرے پر ایک مسکراہٹ تھی جو ہاد دیکھ چکا تھا۔۔

اسکے جانے کے فوراً بعد ازلان نے آئی برواٹھا کر پوچھا۔

تمہیں تو میں نے ابھی بتایا نہیں تو پتہ کیسے لگا۔؟ اس بات پر ہاد نے بمشکل اپنی اٹڈنے والی مسکراہٹ کو روکا اور سنجیدگی سے تھوڑا آگے جھک کر جواب دیا۔۔

در اصل مجھے میٹنگ کی ساری ریکارڈنگ فوراً مل گئی تھی اور مجھے پورا یقین تھا کہ آج یہ پروجیکٹ تمہیں مل کر ہی رہے گا۔ اسی لیے میں گاڑی میں بیٹھا اسی انتظار میں تھا کہ مجھے میسج ملے اور میں اڑ کر آجاؤں لیکن میرے پاس جہاز نہیں تھا اس لیے میں آہستہ آہستہ آیا۔۔

ریکارڈنگ کے نام پر تو از لان حیران کن تاثرات سے ہاد کو دیکھتا ہی رہ گیا۔۔ ہاد نے از لان کے اس طرح سے دیکھنے پر چوٹ کی۔۔

اچھا نہ ایسے تو مت دیکھ مجھے پتہ ہے تم سے زیادہ ہینڈسم اور پیار الگ رہا ہوں نظر نا لگا دے مجھے اب۔۔

اس بات پر دونوں قہقہہ لگا کر ہنس پڑے تھے ہا ہا ہا۔۔

از لان نے سنجیدگی سے سوال کیا۔۔

ویسے مجھے سمجھ نہیں آتا کہ یہ آفس اور ورکرز میرے ہیں یا تمہارے؟؟۔۔۔ ہر ایک بات کی رپورٹ ٹائم سے پہلے تمہیں پہنچا دیتے ہیں۔۔ مطلب کمال ہو گیا میٹنگ کی ریکارڈنگ تک بھیج دی۔۔

ہاد نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

ہاں نہ تجھے آج پتہ چلا آفس تو میرا ہی ہے ور کرز بھی میرے ہی ہیں بس ایک باقی بچے تم۔ سر  
کھجاتے ہوئے کہا۔

تم پر میں نے ترس کھا کر آفس میں جگہ دے دی کہ کہیں میرا دوست بیچارا بھیکاری نابن  
جائے پھر میری بھی بے عزتی کروائے گا سب کہیں گے وہ دیکھو وہ دیکھو ہاں کا دوست جا رہا ہے  
کیا عزت رہ جائے گی میری؟ مسکراہٹ دبا کر کہا گیا۔

بس اسی لیے سوچا تجھے یہاں رکھ لوں۔ اس کی اس بات پر تو از لان عیش عیش کراٹھا اور پیپر  
ویٹ اٹھا کر مارنے لگا ہی تھا اگر بروقت ہاں اس کا ہاتھ نہ پکڑتا۔ دونوں ہنس ہنس کر پاگل ہو  
رہے تھے اگر یہی کوئی آفس ور کر از لان کو ہنستے ہوئے دیکھ لیتا تو یقیناً حیران رہ جاتا۔ از لان کی  
زندگی میں کچھ ہی لوگ تھے جن کے ساتھ وہ ہمیشہ ہنس کر بات کرتا۔  
ایک بات اور تمہیں پتہ ہے تھوڑا سا سنجیدہ آواز میں کہا گیا۔

ریحام تمہاری ور کر تجھ پر دل و جاں سے فدا ہے۔ اور مسکرانے لگا۔۔ صرف ایک لفظی جواب  
دیا گیا۔

ہاں پتہ ہے۔۔۔

میں نے دیکھا تھا میٹنگ ریکارڈنگ میں اسے کیسے تجھے دیکھ رہی تھی افس وہ نظریں ہٹانے سے  
بھی نہیں ہٹ رہی تھیں۔۔

آہستہ سے از لان منہ میں ہی بڑبڑایا۔

ہو گیا شروع ایکٹنگ کی دکان۔۔۔

ہا داب بس بہت ہوا تمہیں پتہ ہے نہ مجھے کسی دوسرے کو زیادہ ڈسکس کرنا بالکل نہیں پسند

۔۔ سو لیو دس ٹاپک۔۔۔

او کے راجر باس۔ تابع داری سے جواب دیا گیا۔۔

اچھا مجھے بتا پارٹی کب دے رہے ہو۔۔ میں کب آؤں؟ معصومیت کے ساتھ کہا گیا۔۔

کل گھر آجانا وہیں ڈیساڈ کر لیں گے۔۔ آج میں بہت تھک گیا ہوں۔۔ چلو ٹھیک ہے ڈن میں

آجاؤں گا۔۔ دونوں کی میز پر پڑی کافی ٹھنڈی ہو چکی تھی۔۔ ہادا سے افسوس سے دیکھتا رہا اور

۔ کہا بیچاری میری کافی۔۔۔

NovelstAfsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دونوں جانے کے لیے کھڑے ہو گئے گلے ملے اور الوداعی کلمات کے بعد دونوں کیمین سے

نکل گئے۔۔

عفاف اور ایمن نے جیسے ہی مقابل کو چیئر پر بیٹھے دیکھا تو دونوں اٹھ کھڑی ہوئیں۔۔ دونوں کو

کھڑا ہوتے دیکھ کر مقابل ان کے سامنے آیا۔

ارے ارے جانِ من کدھر چلی۔۔ اتنے سال بعد سامنے دیکھ رہا ہوں تھوڑا دیدارِ یار تو بنتا

ہے نا کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا تمہیں ملی بھی تو کہا۔۔ ہا ہا ہا اپنے ہی علاقے میں۔ خباث سے

ہنستے ہوئے کہا۔۔

عفاف تھوڑا ہمت کر کے آگے بڑھی۔ حسن ملک

چیخ کر کہا۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی ہمارا راستہ روکنے کی اگر آئیندہ ہمارا راستہ روکا یا پھر کہیں نظر بھی آئے تو مجھ سے برا کوئی نہیں۔ یہ کہہ کر ایمن کا ہاتھ پکڑ کر جانے ہی لگی تھی کہ پھر سے آواز دی کہ جان من اسی ادا پر تو ہم آپ کے دیوانے ہیں۔۔۔

اور دھمکی آمیز انداز میں کہا۔ آئیندہ مجھ سے بچ کے رہنا لگتا ہے سب کچھ بھول چکی ہو کہہ کر وہ چلا گیا۔۔

عفاف اور ایمن تو وہیں بیٹھ گئیں۔۔ آج پھر ایک بار وقت اپنا کھیل کھیل گیا تھا۔ ماضی کی یاد کو سامنے لا کر رکھ دیا گیا تھا۔ وہ جتنا اس سے بھاگنے کی کوشش کرتی تھی وہ سامنے آ ہی جاتا تھا۔۔ جتنا بھی ہم تلخ یادوں سے بھاگنا شروع کرتے ہیں وہ ہمیشہ ہمارے سامنے کسی نہ کسی صورت میں سامنے آ ہی جاتا ہے۔۔

وقت کھیل ہی دیتا ہے اپنی ستم ظریفی وہ تلخ باتیں، تلخ لہجے بھول کیوں نہیں جاتے  
(ماہم)



عفاف اور ایمن کو نیچے بیٹھے دیکھ کر شہرام جو کلاس لینے کے لیے جا ہی رہا تھا کہ اس کا دوست بھاگتے ہوئے آیا۔۔

شہرام --- شہرام --

کیا ہوا یا وہ عفاف --

کیا ہوا ہے عفاف کو علی جلدی بولو کیا ہوا ہے؟؟؟

یار میں کیفیٹریا کے پاس سے گزر رہا تھا کہ کیفیٹریا کے پاس سے حسن ملک کو جاتے دیکھا اور جب میں آگے تھوڑا سا بڑھا تو عفاف اور اس کی دوست کو زمین پر بالکل خاموش بیٹھے دیکھا ہے سنتے ہی شہرام فوراً سے آگیا تھا --

عفاف آپ کو کیا ہوا ہے اٹھیں آپ نیچے کیوں بیٹھی ہیں -- ایمن اٹھیں آپ دونوں ٹھیک تو ہیں؟  
 NEW ERA MAGAZINE  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
 دونوں کافی حد تک سنبھل چکی تھیں --

جی جی ہم ٹھیک ہیں بس ایمن کے پاؤں میں چوٹ لگی تھی جس کی وجہ سے ہم نیچے بیٹھے تھے --

مسکرا کر کہا -- جیسے ہی عفاف نے جواب دیا شہرام نے آنکھیں جھکالی --

چلو ایمن چلتے ہیں بہت ٹائم ہو گیا -- او کے خدا حافظ --'

شہرام بس ان کی پشت کو ہی گھورتا رہ گیا --



ہا د جیسے ہی گھر میں داخل ہوا چھپکے سے جا کر مناہل کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا جو مگن ہو کر اپنے کارٹون دیکھنے میں مصروف تھی ہا د نے ہلکا سا سے ہلایا لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئی اب کی بار کی ترکیب کام آئی ہا د نے اس کی چٹیا زور سے کھینچی جیسے ہی وہ غصے سے پیچھے مڑی سامنے دیکھ کر اچھل پڑی۔

بھائی آپ کب آئے؟؟۔۔ آنے سے پہلے بتایا بھی نہیں پتہ ہے کتنی دیر بعد آئے ہیں آپ کتنا میں نے آپ کو یاد کیا۔۔ کیا آپ کو ایک بار بھی میری یاد نہیں آئی؟ ساتھ رونے والی شکل بنا کر پوچھا۔۔

ارے میری جان منہا!! ایک ہی سانس میں اتنے سوال؟ معصوم سی شکل بنا کر ہا د بولا۔۔ اب بھائی ایک دم اتنے سارے سوالوں کے جواب کیسے دے گا۔۔  
اوہو اچھا زیادہ پوچھ لئے چلیں بس یہ بتادیں آپ کو میری یاد آئی۔۔؟؟

منہا ایسا ہو سکتا ہے کہ بھائی کو آپ کی یاد نا آئی ہو۔۔

ہیں سچ بھائی؟

ہاں نا۔ ہا د نے سر ہلا کر جواب دیا۔۔ وہ ایسی ہی تھی چھوٹی چھوٹی باتوں پر خوش ہونے والی جتنی مرضی بڑی ہو گئی لیکن عادت اور شوق ابھی بھی وہی تھے بچوں والے۔۔

ہا د دیکھ کر مسکرا اٹھا۔۔

چلیں بھائی سب سے ملتے ہیں جا کر ابھی تو آپو کو بھی سر پر انڑ دینا۔۔ آپو را مین کو کہتی تھی۔۔  
باقی سب کدھر ہیں نظر نہیں آ رہا کوئی بھی۔۔؟

باباجان اور چچا جان فیکٹری گئے ہیں جبکہ امی اور چچی جان ہمسایوں کی طرف گی ہیں۔۔۔ ریان  
نے ایک جگہ آنلا انین اپلائی کیا تھا اس کے ٹیسٹ کی تیاری کر رہا ہے۔۔  
اور تمہاری ہٹلر بہن مناہل؟

اس بات پر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بھائی وہ ہٹلر تو نہیں ہے وہ تو بہت اچھی ہے۔

ہاں ہاں مجھے پتہ ہے کتنی اچھی ہے۔ دونوں ہنس پڑے۔۔۔

چلیں آئیں آپ کو ریان سے ملو اؤں وہ تو جل بھن کے کوئلہ ہو جائے گا۔ ایک ادا سے کہا۔  
آخر میرے سپورٹرز بڑھنے جو والے ہیں۔

بالکل۔ ہاد نے ہلکا سا اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر کہا۔۔ اور دونوں ریان کے کمرے کی  
طرف بڑھ گئے اور آگے کا منظر دیکھ کر حیران رہ گئے۔۔۔۔۔



ایمن اور عفاف دونوں کیفیٹر یا سے نکل کر یونیورسٹی کے مین گیٹ کی طرف بڑھ  
گئیں۔۔ دونوں نے تب سے اب تک کوئی بات نہ کی تھی۔۔

اس خاموشی کو عفاف نے توڑا۔۔ ایسی یار۔۔

ایمن نے صرف ہوں کہہ کر جواب دیا۔۔

ایسی بات تو سنو۔ وہ اب مکمل ایمن کی طرف گھوم گئی تھی۔۔ ایمن تو حیران رہ رہی گئی وہ ایسے

ری ایکٹ کر رہی ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔۔۔

عفاف موڈ چینیج کرنے کے لئے اپنی ٹون میں واپس آئی۔۔ معصوم سی شکل بنا کر کہا۔

آج تو میرا کھانا ٹھنڈا ہو گیا تھا کھایا بھی نہیں گیا۔

ایک آنکھ بند کر کے فوراً سے کہا۔

کل تم مجھے ڈبل کھانا کھلاؤ گی۔۔ ایک آج کا ایک کل کا۔ اور وہ یہ کہہ کر بھاگ گئی تھی۔۔ کیوں کہ اسے پتہ تھا اگر کھڑی رہی تو ایمن سے نہیں بچنا تھا ایمن عفاف کو ایسے جاتے دیکھ کر

مسکراتی رہ گئی جب دور کھڑی ہو کر عفاف نے آواز دی۔

اللہ حافظ کل ملیں گے۔۔ ایمن مسکرا کر دیکھتی رہی۔۔۔

وقت نے سکھا دیا ہے ہمیں جینا

ہر وقت چہرے پر مسکراہٹ سجائی رکھتے ہیں

(ماہم)

شہرام جو کب سے دور کھڑا نہیں دیکھ رہا تھا اب کی بار اس کی اس حرکت پر مسکرا دیا۔۔

ارے شہرام تم اکیلے اکیلے ہی مسکرائی جا رہے ہو ہمیں بھی بتاؤ بھلا کیا بات ہے؟؟  
 احمد ایسی کوئی بات نہیں ہے بس ایک بات یاد آگئی تھی اس لیے مسکرا رہا تھا۔۔۔ چلو چلتے ہیں  
 اب کافی ٹائم بھی ہو گیا کلاس بھی اب تو ختم ہو چکی ہو گی۔۔۔ اوکے خدا حافظ۔۔۔

علی جو ابھی کلاس لے کر آیا تھا فوراً سے آواز دی۔

شہرام شہرام رکو۔۔۔

ہاں بول علی۔۔۔

شہرام بات ہوئی عفاف سے کچھ پتہ چلا کیا ہوا تھا؟؟

زخمی سی چہرے پر مسکراہٹ سجا کر جواب دیا۔

وہ پہلے کرتی ہے کیا بات جواب کرے گی۔۔۔؟

علی اور شہرام دونوں بیسٹ فرینڈ ہیں ایک دوسرے کے رازداں دونوں ہی بچپن کے آخری

سمیسٹر میں تھے۔۔۔

عفاف اور ایمن کے سینئر۔۔۔

شہرام نے تھوڑی سی مسکراہٹ سجا کر کہا۔

لیکن مجھے لگتا ہے وہ اب ٹھیک ہیں ان کو وقت کے ساتھ جینا آتا ہے یہی تو ان کی سب سے اچھی

بات ہے۔۔۔

علی نے تھوڑا آہستہ سے کہا۔

اچھا چل یار تو ٹینشن نہ لے۔۔ شہرام نے مسکرا کر جواب دیا۔

علی جو دل کے قریب ہونہ ان کے لیے فکر مند ہونا لازمی لکھ دیا جاتا ہے۔

وہ کہہ کر رکا نہیں تھا چلا گیا تھا۔۔ علی بس اسے جاتا دیکھتا رہا۔۔

ایمن کا ڈرائیور اس کا کب سے انتظار کر رہا تھا۔۔

بی بی جی آپ آج کچھ زیادہ ہی لیٹ نہیں ہوگی۔۔

ہاں چچا جان تھوڑا کام تھا اس وجہ سے۔ ایمن نے احترام کے ساتھ جواب دیا۔

چلیں جی۔ کہہ کر گاڑی منزل کی طرف روانہ ہو گئی تھی۔۔



ہاں اور مناہل دونوں ابھی ریان کے کمرے میں داخل ہی ہوئے تھے کہ سامنے کا منظر دیکھ کر

حیران رہ گئے۔۔ وہ جو سمجھے ریان پڑھ رہا ہوگا۔۔ ریان صاحب آرام سے بیڈ پر سوئے ہوئے

۔۔ جگہ جگہ چیزیں بکھری پڑیں۔۔ بیڈ شیٹ بیڈ کی بجائے زمین کو سلام کر رہی۔۔

صوفہ پر کپڑے بکھرے پڑے تھے۔

کمرہ کم چڑیا گھر زیادہ لگ رہا تھا۔۔ مناہل تو گرتے گرتے بچی کیوں کہ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی

صفائی کر کے گئی تھی اور اب یہ کمرے کی حالت۔۔

ہاد تو ہنس ہنس کے لوٹ پوٹ ہو رہا تھا جیسے ہی مناہل نے ایک نظر دیکھا تو فوراً سے سنجیدہ ہو گیا۔۔ بمشکل اپنی مسکراہٹ کو روکے ہوئے تھا۔۔

ریان جو ابھی سویا ہی تھا اپنے اوپر یکدم ٹھنڈا پانی پڑنے سے ہڑبڑا کے اٹھا۔۔ سامنے مناہل کو دیکھ کر تو چیخ ہی پڑا جواب مزے سے ہنسنے میں مصروف تھی۔۔ ہاد بس دونوں کو ہی دیکھتا رہا جو اب بچوں کی طرح لڑنے میں مصروف تھے۔۔ ہاد نے ہلکا سا کہا۔

میں بھی یہاں ہوں اگر کسی کو نظر آ رہا ہو تو۔۔

ریان فوراً سے اٹھ کر گلے ملا۔

بھائی آپ کب آئے بتایا بھی نہیں میں لینے ہی آجاتا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں تم ضرور آتے جیسے اب آئے ہو۔ کہہ کر مسکرایا۔۔

دونوں باتوں میں مصروف ہو گئے تھے جب اچانک سے مین گیٹ کھلنے کی آواز آئی۔۔

بھائی لگتا ہے آپ آگئی ہیں میں دیکھتی ہوں جا کر۔۔ مناہل نے کہا۔۔

ہاد نے آواز لگائی۔ میرا مت بتانا کہ میں آیا ہوا ہوں میں خود ملوں گا آکر۔۔

ٹھیک ہے نہیں بتاتی۔ کہہ کر چلی گئی۔۔

عفاف جو ابھی گھر میں داخل ہوئی تھی اپنا نقاب اتار اتنی گرمی ہونے کے باوجود اس کا چہرہ نکھر نکھرا تھا لیکن چہرے پر تھکان واضح تھی۔۔

جیسے ہی پورچ سے ہوتے ہوئے لاؤنج میں آئی کوئی بھی وہاں موجود نہیں تھا۔ آواز لگانا شروع ہی کی تھی کہ مناہل نے جلدی سے آکر بتایا کہ۔

امی ہمسایوں کے گئی ہوئی ہیں کافی دیر کی اب تک آنے والی ہوگی۔

اور پانی پلایا کھانا دیا۔۔

اور کچھ باتیں کی آج کے دن کے واقعہ کو وہ بالکل فراموش کر چکی تھی۔۔

عفاف اٹھنے ہی لگی تھی کہ ہاد نے آکر اسے ڈرا دیا اور وہ اچھل کر پیچھے ہوئی حیرانی کے اور خوشی کے ملے جلے اثرات تھے۔۔

بندر۔۔ تم کب آئے؟؟ کل تک تو تمہاری کوئی خبر نہیں تھی۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاد تو اسے دیکھ کر ہنس رہا تھا۔ بندر کہنے پر تو گھور کر رہ گیا۔۔

ایک منٹ ایک منٹ چڑیل بندر کس کو بولا کتنی دفعہ بولا ہے تم سے بڑا ہوں تمیز سے بولا کرو

۔۔۔

عفاف نے بھی دو بدو جواب دیا تھا۔۔

کتنی دفعہ بولا ہے بندر چھوٹی ہوں تمیز سے بلایا کرو۔ کہہ کر وہ اپنے کمرے کی طرف بھاگ

گئی۔۔ ہاد اور مناہل قہقہہ لگا کر ہنس پڑے بابا بابا۔۔

میں نے تمہیں کہا تھا نا یہ تمہاری بہن کم ہٹلرز زیادہ ہے۔۔۔

اچھا چلیں بھائی آپ بیٹھیں آپ نے کچھ کھایا بھی نہیں جب سے آئے ہیں۔۔  
ہاں یہ تو تم نے صحیح کہا بھوک تو مجھے لگ ہی گئی ہے۔۔ دونوں بیٹھ کر کھانا کھانے لگ گئے  
تھے۔۔۔

عفاف کمرے میں آئی اپنا رجسٹر سائیڈ ٹیبل پر رکھا اپنے حجاب کی پنز کھول رہی تھی جب اس  
کے کمرے کا دروازہ کھلا۔۔ اور آواز آئی عافی۔۔ ی۔۔ ی۔۔ جیسے ہی پلٹی سامنے ہی رامین کو دیکھ  
کر مسکرا اٹھی۔۔ رامین فوراً سے آکر عفاف کے گلے ملی۔۔  
دونوں الگ ہوئیں۔۔

تم کب آئی رامین تم نے مجھے بتایا بھی نہیں۔۔ تم دونوں بہن بھائی نے تو آج سر پرانز ہی کر  
دیا۔۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اگر تم بتا ہی دیتی تو میں جلدی آجاتی یا پھر جاتی نا۔۔ آج کا واقعہ سوچتے ہوئے کہا۔۔۔

اوہو چٹکی بجا کر کہا۔ کہاں کھو گئی۔۔؟

کہیں بھی نہیں۔ مسکرا کر عفاف نے جواب دیا۔۔

بتا دیتی تو سر پرانز کیسے رہتا؟ مسکرا کر رامین نے کہا۔۔۔

ہاں یہ بھی ہے۔۔۔

دونوں باتیں کرنے میں مصروف ہو گئی تھیں جن کا اب نہ ختم ہونے والا سلسلہ تھا۔۔

جب اچانک سے رامین نے کہا۔

عافی باہر چلیں گھومنے اپنے فیورٹ ریستورنٹ کافی دیر ہو گئی ہے ہم گئے ہی نہیں۔۔

عفاف نے فوراً سے حامی بھر لی کیونکہ اب وہ تھوڑا فریش ہونا چاہتی تھی۔۔

چلو ٹھیک ہے ریڈی رہنا ہم چلیں گے تا یا جان آتے ہیں تو ان سے اجازت لے لیں گے۔

ہاں ٹھیک ہے۔

ایمن جیسے ہی شاہ ولاد داخل ہوئی سامنے صوفہ پر میر شاہ براجمان تھے۔۔ جن کے ساتھ ہی

روحیلہ میر شاہ بیٹھی ہوئی تھیں۔۔

ان کے بالکل سامنے از لان شاہ بیٹھا ہوا تھا۔۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میر شاہ جانے مانے سیاستدان کے ساتھ ساتھ بزنس مین بھی ہیں ان کی شادی ان کی ماموں زاد

روحیلہ سے ہوئی تھی۔۔ جن کے دو بچے پیٹا از لان شاہ اور بیٹی ایمن میر شاہ ہے۔۔

آتے ہی اس نے سلام کیا۔۔ اور از لان شاہ کو دیکھ کر اس کی طرف بڑھی۔۔

بھئیو آپ آگئے؟؟ کیسی رہی آپ کی میٹنگ مجھے امید تو ہے کیسی رہی ہوگی آپ بتائیں۔۔

ایسے بولتے ہوئے بالکل بچی لگ رہی تھی۔۔

جی بھئیو کی جان بھئیو کی میٹنگ اچھی رہی۔

اور میر شاہ کی طرف دیکھ کر مسکراہٹ اچھالی۔۔ میر شاہ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔۔

ڈیڈ کو کیا ہوا؟

وہ میر شاہ کو جاتے ہوئے دیکھ کر بولی۔

کچھ بھی نہیں ہوا ویسے ہی تمہیں پتہ تو ہے ان کا موڈ بدلتے دیر نہیں لگتی۔ ازلان نے سنجیدگی

سے جواب دیا۔۔۔

روحیلہ میر شاہ بولیں۔

چلو شاہاش ایمن جاؤ فریش ہو جاؤ میں کھانا لگاتی ہوں۔

اوکے موم۔ تا بعد اری سے جواب دیتے ہوئے اٹھ گئی۔۔

ازلان بیٹا آپ بھی فریش ہو جاؤ تھک گئے ہو گے میں آپ کا کھانا بھی بھجواتی ہوں۔۔۔

نہیں آپ رہنے دیں مجھے بھوک نہیں ہے۔ کہہ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

ابھی کچھ دیر ہی ہوئی تھی کہ فون بج اٹھا۔

کال پہلی بیل پر اٹھالی۔۔۔

Yes Azlan shah is speaking!!

فون کے دوسری سائڈ پر کچھ کہا گیا کہ ازلان کے ماتھے پر کچھ بل پڑے اوکے میں آتا ہوں کہہ

کر کال کاٹ دی۔۔



عفاف اور راین کمرے سے نکلی تو کافی دیر ہو گئی تھی۔۔ روبینہ بیگم کچن میں پیاز کاٹ رہی تھیں۔۔ جبکہ مناہل اور ریان لاؤنج میں بیٹھے ریمونٹ سے لڑ رہے تھے۔۔ عفاف نے ان دونوں کو دیکھا اور بولی۔

یہ دونوں کبھی بڑے نہیں ہو سکتے۔ کہہ کر مسکرا دی۔۔

ہاڈسویا ہوا تھا۔۔ فرقان صاحب اور فرحان صاحب گاؤں کے کسی فیصلے پر بات چیت کر رہے تھے۔۔ جب عفاف اور راین آکر ان کے پاس بیٹھی۔۔

دونوں کو مشترکہ سلام کیا۔۔ اور ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر راین نے بات شروع کی۔

باباجان ایک اجازت چاہیے تھی جی بیٹا بولیں۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

ہم آج تھوڑا باہر گھوم آئیں کیا؟؟۔۔ میں اتنے دنوں بعد آئی ہوں عافی کے ساتھ کہیں جاہی

ناسکی پلیز جلدی

آجائیں گے۔۔ دونوں اب ان کے جواب کی منتظر تھی۔۔

باباجان پلیز۔۔

تھوڑی دیر بعد فرقان صاحب نے کہا۔

ٹھیک ہے چلے جائیں۔۔ دونوں خوش ہو گئی تھیں۔۔ اب عفاف بولی تھی۔

باباجان یہ ہمارا ٹاپ سیکرٹ ہے ماما کو ناپتہ چلے۔۔

نہیں پتہ چلے گا آپ بے فکر ہو کر جاؤ۔۔۔

تھینکیو باباجان ان کے گلے ملتے ہوئے کہہ کر چلی گئی۔۔

فرقان صاحب اور فرحان صاحب مسکرا اٹھے اور ان کے ہمیشہ خوش رہنے کی دعا کی۔ اور نم آنکھوں سے کہا۔

فرحان برا وقت گزر رہی جاتا ہے لیکن بہت کچھ سکھا بھی جاتا ہے۔۔ وہ وقت بھی گزر ہی گیا

---



NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وقت اچھا ہو برا ہو جیسا بھی ہو

وقت کا کیا ہے گزرتا ہے گزر ہی جاتا ہے

(ماہم)



ازلان جیسے ہی ریسٹورنٹ آیا جہاں اس کا انتظار ہو رہا تھا۔ ماتھے پر بل واضح تھے۔۔ آکر ٹیبل پر بیٹھ گیا۔ مقابل نے کھڑے ہو کر سلام کیا۔۔ اووو بڑے بڑے لوگ آئے ہیں۔۔ سلام میں بھی طنز ظاہر تھا۔۔

ریاض ملک سیدھ بات پر آؤ میں تمہارے ساتھ کپس مارنے نہیں آیا۔۔ مقابل ہنس پڑا۔

ارے شاہ صاحب ہم کونسا آپ سے باتیں کرنے آئے ہیں۔۔ بات تو آپ بھی جانتے ہیں کس وجہ سے بلایا گیا ہے لیکن ہم آپ کو یاد کروادیتے ہیں۔۔ یہ پراجیکٹ ہمیں دے دیجئے آپ کو پتہ ہے ہمارا یہ پروجیکٹ نہ ملنے کی وجہ سے کڑوروں روپے کا نقصان ہوا ہے۔۔ ازلان نے سنجیدگی سے بات سنی اور صرف اتنا کہا۔۔

ریاض ملک ایک بات دھیان سے سن لو ازلان شاہ کا جو ہے وہ صرف ازلان شاہ کا ہی ہے۔۔ جو چیز ازلان کی ہے وہ صرف ازلان کی ہے۔۔ اگر کوئی اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے گا ازلان شاہ بہت برا پیش آئے گا۔۔ رہی بات پراجیکٹ کی ایک دفعہ جو مل گیا مجھے وہ صرف میرا ہے اس لیے یہ پراجیکٹ بھول جاؤ۔۔

کہہ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔ ریاض ملک فوراً سے کھڑا ہوا اور بولا۔  
ازلان شاہ بہت پچھتاوے اور اسے وجہ سے کہیں اپنی کوئی قیمتی شے نہ کھو دینا۔۔ اور کہہ کر وہاں سے چلا گیا۔۔

ازلان نے آنکھوں پر گلاسز لگائے۔۔ ریستورنٹ سے باہر نکل گیا۔۔ پارکنگ میں جا کر گاڑی ابھی روڈ پر ڈالی ہی تھی کہ ایک دم گاڑی کو بریک لگائی۔۔

عفاف اور رامین جو ابھی میکڈونلڈ سے نکلی ہی تھیں کہ عفاف کو تھوڑی دور سڑک کے کنارے پر گول گپے نظر آگئے۔۔ اور سدا کی گول گپوں کی شوقین اسے دیکھ کر فوراً سے کہا۔  
رامین وہ دیکھو گول گپے چلو آؤنا یا ر چلتے ہیں کھاتے ہیں پلیز۔۔

عافی ابھی تو اتنا کچھ کھایا ہے یار۔۔

اب یہ پلیز پلیز نا۔۔

اچھا چل ایسے تو تم نے ماننا نہیں۔۔ وہ دونوں جا رہی تھیں جب عفاف نے اچانک سے ایک بچے کو سڑک کے درمیان میں جاتے ہوئے دیکھا تو فوراً سے بھاگ گئی۔۔

بچے کو ابھی اٹھایا ہی تھا کہ گاڑی آ کر رکی۔۔

ازلان فوراً سے گاڑی سے نکل کر آیا۔۔ عفاف نے شکر کیا آج پھر وہ بچ گئی تھی جلدی سے بچے کو سائڈ پر کیا اور ازلان کے سامنے آ کر کھڑی ہوئی۔۔

آپ کو نظر نہیں آتا کیا اگر کسی کو چوٹ لگ جاتی تو کون ذمہ دار ہوتا آپ؟؟ وہ بالکل لڑا کا عورتوں کی طرح کمر پر ہاتھ رکھ کر بول رہی تھی۔۔

اگر ابھی کوئی یہاں بے ہوش ہو جاتا تو کیا آپ اسے ہسپتال چھوڑ کر آتے نہیں نہ تو آئندہ اپنی گاڑی آنکھیں کھول کر استعمال کریں۔ وہ کیا بول رہی تھی کچھ پتہ نہیں تھا ازلان تو اس کی کانچ جیسی کالی آنکھوں کے سحر میں کھویا ہوا تھا جس پر مسکارا اور کاجل لگایا گیا تھا جو اس کی آنکھوں کو اور خوبصورت بنا رہا تھا۔۔

یہ آنکھیں ہی ہے نہ بٹن تو نہیں؟ عفاف کی آواز پر ہوش میں آیا۔۔ ہلکا سا مسکرا دیا جس کی وجہ سے اس کے گال کاڈمپل نمایاں ہوا تھا جسے وہ آسانی سے چھپا گیا تھا لیکن عفاف نے دیکھا نہیں تھا۔۔۔

او ہیلو مسٹر!! میں کچھ بول رہی ہوں۔۔

وہ صرف سوری بول کر گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔۔

تم سمندر کی بات کرتے ہو

لوگ آنکھوں میں ڈوب جاتے ہیں

جیسے ہی از لان شاہ لینڈ کروزر میں آکر بیٹھا مسکراہٹ نے اس کے ہونٹوں کا احاطہ کیا۔۔ جسکی

وجہ سے ڈمپل باقی دنوں کے مقابل کچھ زیادہ ہی نمایاں ہوا۔ او ہیلو مسٹر آواز سنائی دی وہ پھر

سے مسکرا دیا۔۔۔ گاڑی زن سے بھگاتے ہوئے شاہ ولا کی طرف روانہ ہو گئی۔۔۔ عفاف جو

ابھی غصے سے کھڑی تھی گاڑی کو جاتا دیکھ کر تو زیادہ ہی غصے میں آ گئی۔۔۔

تبھی رامین بھاگتی ہوئی آئی۔۔ عافی عافی تم ٹھیک تو ہونہ کہی لگی تو نہیں۔۔ عافی نے تنک کر

جواب دیا تمہیں اس سے کیا جب بھی ضرورت ہوتی ہے پتہ نہیں غائب ہو جاتی ہے۔۔ رامین

تو بس دیکھتی رہی پھر بولی۔

یار مجھے کیا پتہ تھا کہ تم ادھر ہو میں تو گول گپے لے رہی تھی کہ میں نے مڑ کر دیکھا تو تم غائب۔

۔ میں تمہیں ڈھونڈنے آئی تو میڈم ایک ہینڈ سم سے لڑ رہی تھی۔۔

عافی نے گھورتے ہوئے کہا۔

کون ہینڈ سم؟؟؟

راہین نے مسکراہٹ دبا کر کہا۔

وہی جس سے ابھی تم لڑ رہی تھی اور سب سے حیران کن بات ہینڈ سم نے کوئی بھی جواب نہیں دیا۔۔

چپ چاپ سنتا رہا۔۔ اچھا اچھا بس اب مجھے مسٹراکس۔۔ وائے۔۔ زی ہینڈ سم کی کوئی بات نہیں سننی۔۔ بس تعریفوں کے پل ہی باندھتے ہوئے رات یہی رہنا ہے کیا یا پھر چلے گھر۔۔ ہاں نہ چلو گھر اس سے پہلے تائی جان کو پتہ چلے کہ ہم اتنی دیر سے آئے ہیں تو اگلی دفعہ سے ہمارا کہیں بھی اکیلے آنا جانا بند ہو جانا ہے۔۔۔

عفاف بولی۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

واہ ویسے جب سے تم اپنے ننھیال سے گھوم کر آئی ہونہ کچھ نہ کچھ سمجھ دار ہو ہی گئی ہو شکر ہے۔۔ مجھے تو ہر وقت یہی ڈر رہتا تھا کہیں تم۔۔۔

کہہ کر الفاظ چھوڑ دیئے اور ہنس پڑی۔۔۔

عافی تم نہ کبھی بھی باز نہ آنا۔

راہین نے خفگی سے کہا۔۔

کیوں آؤں بھائی۔۔ جس نے باز آنا ہے آجائے۔

ایک ادا سے کہا۔۔۔

بس کرا ایکٹر پہلے گول گپے کھا کر جانا ہے اتنے پیسے لگوا دیئے۔۔  
 ہاں چل پھر چلتے ہیں۔۔ عافی گول گپا منہ میں ڈالتے ہوئے بولی۔۔  
 یار واقع میں وہ ہینڈ سم بہت ہینڈ سم تھا۔ اور مسکرا دی۔۔۔



عفاف اور راین رات کے دس بجے جیسے ہی لاؤنج میں داخل ہوئیں۔۔ سامنے ہاد کو بیٹھا دیکھا تو  
 مسکرا دی۔ ہاد بہت ہی سافٹ نیچر کا مالک اور ہنس مکھ مزاج رکھتا۔۔ اسی وجہ سے ہر کوئی اس  
 سے آسانی سے مل جاتا تھا۔۔ اسی وجہ سے از لان کے آفس ورکرز بھی اس کے ساتھ بہت  
 فرینک تھے۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاد کھڑا ہوا۔

تم دونوں نے ٹائم دیکھا ہے گھر آنے کا میں گھر تھا مجھے ساتھ لے جاتے ایسے اکیلے تو نہ جاتے۔۔  
 تم لوگوں کو ملک کے حالات کا پتہ بھی ہے اتنی لیٹ آئی ہو دونوں۔۔  
 راین بولی۔

بھائی آپ سوئے ہوئے تھے تب اس لیے ہم نے جگانا مناسب نہیں سمجھا۔۔

رامو۔۔۔ ہاد نے پیار سے کہا۔

اگلی دفعہ کہیں بھی گھومنے جانا ہو تو مجھے ساتھ لے جانا اکیلے مت جانا۔۔

جی بھائی۔ تا بعد اری سے جواب دیا۔۔۔

عفاف بولی۔

بندر تم ہمارے ساتھ چلے بھی جاتے تقریباً چار سال بعد تم پاکستان آئے ہو تمہیں یہاں کی سڑکوں کا کیا پتہ؟

چڑیل ایک تو تم مجھے بندر کہنا بند کرو لڑکیاں تو پاگل ہوتی ہے میری پر سنلٹی دیکھ کر اور تم مجھے بندر بولتی رہتی ہو۔۔۔ میری پر سنلٹی خراب نہ کیا کرو۔۔۔ دوسری بات یہ کہ نہیں پتہ تو لگ جائے گی پتہ۔۔۔ تم دونوں ہونہ بتانے کے لئے۔

مسکرا کر کہا۔۔۔  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
عافی بولی۔

میں تو بندر ہی بولوں گی تمہاری سو کالڈ گرل فرینڈز کے سامنے بھی۔

دونوں کھلکھلا کر ہنس پڑے۔۔۔

کبھی بھی چڑیل بھائی کی مدد مت کرنا کہ کبھی کوئی پیاری لڑکی ہی نہ مل جائے۔۔۔

اب کی بار ان کی کھکھلاہٹ میں راین بھی شامل تھی۔۔۔

چلو بس اب سونے چلے تائی امی اتنی دفعہ پوچھ چکی تھی تو میں نے ان کو کہا وہ اپنی ایک دوست کی طرف چلے گئی ہیں۔۔۔ تھوڑی دیر تک آجائیں گی۔۔۔

اچھا کیا بندر تم ہی مشکل وقت پر کام نہیں آؤ گے تو کون آئے گا؟ مسکرا کر کہا۔۔۔ لیکن ہاد نے افسوس سے سوچا۔

جب ہونا چاہیے تھا تب میں ہی موجود نہیں تھا۔۔۔ اور چلا گیا۔۔۔

عافی نے اسے جاتے دیکھ کر کہا۔

اسے کیا ہوا۔۔۔ پتہ نہیں۔۔۔ کندھے اچکا کر راین نے کہا۔۔۔

تھک گئے ہونے ہیں اس لیے چلے گئے چلو اب ہم بھی چلتے ہیں آج تو مزہ بھی آ گیا اور تھک بھی بہت ہو گیا ہے۔۔۔ ہاں چلو گڈ نائٹ۔۔۔ اور دونوں اپنے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔۔



Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

لینڈ کروزر شاہ ولا میں داخل ہوئی۔۔۔ گاڑی راہداری سے ہوتی ہوئی جس کے دونوں اطراف خوبصورت سا گارڈن بنایا گیا تھا۔۔۔ پورچ میں آکر رکی۔۔۔ گارڈن آکر تیزی سے دروازہ کھولا اور سلام کیا۔۔۔ جس کا جواب ہاتھ ہلا کر دے دیا گیا۔۔۔ لاؤنج میں آکر ایمن کو آواز دی۔۔۔

گڑیا۔۔۔ ایمن فوراً سے آئی تھی۔

جی بھو؟

میری کافی کمرے میں پہنچا دو۔۔۔

اوکے بھو میں بھیجتی ہوں۔۔۔

وہ کہہ کر رکنا نہیں تھا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔

کمرے میں جا کر چینیج کرنے کی غرض سے وارڈراب سے کپڑے نکالے۔۔ اور ہاتھ لینے چلا گیا۔۔ فریش ہو کر آیا تو کافی سائیڈ ٹیبل پر تھی۔۔ کافی کاگ اٹھایا اور صوفے پر آکر بیٹھ گیا۔۔ ابھی کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ کان میں آواز گونجی اوہیلو مسٹر مسکراہٹ نے خود بہ خود ہونٹوں کا احاطہ کر لیا۔۔ صوفہ پر ہی اپنا سر ٹکا لیا اور آنکھیں موند لی۔۔ آنکھیں بند کرتے ہوئے دوکانچ جیسی کالی آنکھیں لہرائی۔۔ مسکراہٹ گہری تر ہو گئی۔۔

فوراً سے آنکھیں کھولی تھی۔۔ یہ کیا ہو رہا ہے مجھے ہر جگہ وہ دوکانچ آنکھیں ہی کیوں نظر آرہی ہے۔۔ کیوں میں ان آنکھوں کے سحر میں کھورہا ہوں۔۔ کیوں ایسا لگ رہا ہے کہ پہلے کبھی ایسی سحر انگیز آنکھیں نہیں دیکھی۔۔ ایسا کیا تھا ان آنکھوں میں ہے جو از لان شاہ کو اپنی طرف راغب کر رہا ہے۔۔؟

پھر صوفہ پر سر ٹکا کر دوبارہ سے آنکھیں بند کرنے کی کوشش کی مقصد شاید یہ تھا کہ وہ اس سحر سے ابھی نکلنا چاہتا تھا۔۔

آپ کی آنکھوں میں ایک ڈر تھا جو شاید آپ چھپا رہی تھی لیکن آپ کے لہجہ بالکل برعکس۔۔ جس میں کوئی خوف نہیں تھا۔۔ جو نڈر تھا جو بھی تھا اچھا تھا مسکرا دیا۔۔ آپ کی آنکھیں بہت خوبصورت ہیں اپسرا۔۔

سوچتے ہوئے پھر سے آنکھیں کھول لی کیا ہو رہا ہے کیوں میں بار بار ان کالی آنکھوں کو سوچ رہا ہوں۔۔۔ اب تو نیند آنکھوں سے کوسوں دور ہو چکی تھی۔۔۔

کیا تھا ان نظروں میں ایسا ماہم

کہ ہم سے ہماری نیند ہی چھین لی

(ماہم)



شہرام جو کب سے اپنے بیڈ پر کروٹ پر کروٹ بدل رہا تھا۔ علی کب سے اسے دیکھ رہا تھا اب

تنگ آکر اٹھ بیٹھا۔۔۔

Novel | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

یار شہرام تمہیں نیند نہیں آرہی کیا۔۔۔ شہرام نے آنکھیں بند کیئے ہوئے ہی جواب دیا۔

کوشش کر رہا ہوں۔۔۔

علی نے سائنڈ لیمپ آن کر دیا۔۔۔ وہ دونوں ہاسٹل میں رہتے تھے۔۔۔ پڑھائی کے سلسلے میں کوئٹہ

سے اسلام آباد آئے تھے۔۔۔ اور دونوں کلاس فیلو ہونے کے ساتھ ساتھ اتفاقاً دونوں کا ہاسٹل

اور ہاسٹل روم بھی سیم تھے۔۔۔ ان کو یہاں رہتے تقریباً چار سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔۔۔ اب تو

وہ دونوں سب سے بہترین دوست ہیں۔۔۔ ایک دوسرے کے دکھ درد کے ساتھی ایک

دوسرے کو

سمجھنے والے۔۔ ایک دوسرے کے ساتھ اپنے مسائل کو بتانے والے۔۔ ایک دوسرے کے  
رازداں۔۔۔۔

یہ کیسا رشتہ ہے دوستی کا جو ایک احساس کا ہے  
جنہیں ہم جانتے تک نہ تھے وہ آج دل کے قریب ہے  
(ماہم)

ہاں یار صحیح کہہ رہا ہے نیند نہیں آرہی۔۔

چلو ٹھیک ہے پھر آؤ باہر چلتے ہیں۔ علی نے کہا۔

تھوڑا فریش ہو گے تو ماسنڈ بھی فریش ہو جائے گا۔

علی میرا دل نہیں ہے ضد مت کر۔۔

علی نے معصوم سی شکل بنا کر کہا یار اٹھ جا میرے لئے۔۔۔

اچھا چلو چلتے ہیں۔ شہرام راضی ہو گیا۔۔ دونوں نکلے۔

ویسے جانا کدھر ہے علی؟؟ شہرام نے پوچھا۔۔

ہاں یار یہ تو سوچا نہیں۔۔ لیک ویو چلتے ہیں ٹھیک ہے؟

علی نے پوچھا۔۔

ہاں چلو ٹھیک ہے وہی چلتے ہیں۔ شہرام نے مسکرا کر کہا۔

گارڈ سے بھی پوچھ لے جا کر۔۔

گارڈ سے میں نے اجازت لے لی ہے۔ علی نے مسکراہٹ دبا کر کہا۔۔ شہرام حیران ہوا

واہ!! یہ تو ایسے لگ رہا جیسے تو نے پہلے ہی سوچا ہوا تھا۔۔

ارے نہیں یار تجھے پتہ تو ہے میرے اثر و رسوخ کتنے ہیں۔

ہنس کر کہا۔۔۔ دونوں ہنس دیئے۔۔

چلو شکر ہے تم کسی بات پر ہنسے تو سہی۔

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علی نے مسکرا کر کہا۔۔۔

اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔۔

شہرام نے مسکرا کر علی کی طرف دیکھا۔۔ وہ دونوں چلتے چلتے لیک ویو پہنچ گئے۔۔ وہ دونوں

وہاں جا کر پارک کے سائڈ ٹیبیل پر بیٹھ گئے۔۔

شہرام اب خاموش بیٹھا ہوا تھا۔۔ علی اس کی طرف مکمل متوجہ ہوا۔۔

شہرام کچھ کہنا ہے کیا؟

شہرام کی نظریں زمین پر تھی چہرے پر مسکراہٹ سجائے نفی میں سر ہلایا۔۔

شہری کال کر لو۔۔

اب کی بار شہرام پورا گھوما تھا۔

کسے؟

شہرام حیران ہوا۔۔

جس کی وجہ سے پریشان ہو۔۔ علی نے آہستگی سے کہا۔۔

علی ایسی بات نہیں ہے۔۔ تم پتہ نہیں کیا سوچ رہے ہو۔۔ شہرام نے کہہ کر گردن دوسری

طرف کر لی۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم جو بھی کہو ہمیں آتا ہے

تیری آنکھیں پڑھنے کا ہنر

تیرے دل کا حال بیان کرتی ہیں

تیرا درد عیاں کرتی ہیں

(ماہم)



معمول کے مطابق ابھی بھی صبح کے وقت عفاف سوئی ہوئی تھی کتنی دفعہ مناہل اور روبینہ بیگم اٹھا کر گئی۔۔۔ پر مجال ہے کہ ٹس سے مس بھی ہوئی ہو۔۔۔ بس دو منٹ کا کہہ کر پھر سو جاتی۔۔۔ مناہل دوبارہ اب کمرے میں اٹھانے کے لیے آئی تھی۔۔۔

آپی اٹھ جاؤ یار۔۔۔ اکتاہٹ سے مناہل نے کہا۔۔۔

ٹائم دیکھیں اٹھ کر آپ کے یونی جانے میں صرف بیس منٹ رہ گئے ہیں۔۔۔ اٹھ جائیں۔

بلینکٹ کے اندر سے ہی لفظی جواب آیا تھا۔۔۔ اچھا۔۔۔ پورے دو منٹ بعد عفاف بیڈ سے اچھلی تھی۔

منہا۔۔۔۔۔ تم نے بتایا کیوں نہیں۔۔۔ او نو آج تو پھر سے پہلا لیکچر سر سعید کا ہے۔۔۔ او نو۔۔۔۔۔ اب کیا کروں۔۔۔ ٹائم سے آجاتا اٹھانے بندہ۔۔۔۔۔

منہا بولی۔۔۔ آپی میں آپ کو تقریباً ایک گھنٹے سے اٹھا رہی ہوں۔۔۔ اور امی بھی آپ کو دو دفعہ اٹھا کر گئی ہے۔۔۔ لیکن آپ تو گھوڑے گدھے بیچ کر سو رہی تھی۔۔۔

انف اتنے لوگ اٹھا گائے مجھے پتہ ہی نہیں۔۔۔ عفاف نے سر پکڑ کر کہا۔۔۔

آپی آپ بیٹھی سوچتی رہیں گی یا پھر ریڈی بھی ہوں گی امی آگئی نہ تو پھر آپ کو تو پتہ ہی ہے۔۔۔ مسکراہٹ دبا کر کہا۔۔۔

عفاف فوراً سے اٹھی وارڈ روم سے اپنے کپڑے نکالے اور ریڈی ہونے کے لیے چلی گئی۔۔۔

عفاف ریڈی ہو کر باہر آئی تو ڈائمنگ ٹیبل پر بیٹھے فرقان صاحب مناہل اور روبینہ بیگم ناشتہ کر رہے تھے۔۔۔ عفاف کے آتے ہی سب کی نظریں اٹھی تھی۔۔۔ نکھر نکھرا چہرا۔۔۔ آنکھوں پر مسکار اور کاجل جو اس کی آنکھوں کو پرکشش بنا دیتا۔۔۔ بالوں کو حجاب میں ہی جوڑے کی شکل میں کور کیا ہوا تھا۔۔۔ سب اسے دیکھ کر مسکرا دیئے۔

عفاف نے آتے ہی سلام کیا اور فرقان صاحب نے دل سے اس کے ہمیشہ خوش رہنے کی دعا کی تھی۔۔۔ روبینہ بیگم نے بھی کی تھی لیکن سمجھنا ضروری سمجھا۔۔۔ فرقان صاحب بولے۔  
آجاو۔۔۔ آجاو۔۔۔ بیٹا بیٹھ کر ناشتہ کرو لیٹ ہو گئے ہو آپ؟

جی۔۔۔ جی۔۔۔ بابا بس ناشتہ کر کے نکلنے لگی۔۔۔  
روبینہ بیگم بولیں۔ رات کو تو جلدی سونا نہیں تو صبح پھر یہی حال ہوگا۔۔۔ اتنی دفعہ منع کیا ہے کہ ٹائم سے سو جاؤ گی تو ہی ٹائم سے اٹھو گی لیکن سنتا کون ہے یہاں؟

اب ڈانٹ کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔۔۔ عفاف نے مدد طلب نظروں سے اپنے بابا کی طرف دیکھا تو وہ مسکرا دیئے۔۔۔

ارے ارے بیگم کتنی دفعہ کہا ہے ہماری بیٹی کو کچھ مت کہا کریں ہم ہے نہ آپ کی بات سننے کے لیے۔ مسکرا کر کہا۔۔۔

کیوں نہ کہوں ماں ہوں اس کی میں نہیں بتاؤں گی تو کون بتائے گا۔۔۔

عفاف بولی: اچھانہ آکر سمجھا دیجیئے گا ماما میں چلتی ہوں اور ساتھ مسکرا دی۔۔

پھر روبینہ بیگم بولیں: کیسے جا رہی ہو گاڑی تم لے کر نہیں جاتی۔۔ پیدل چل کر جانے میں پتہ نہیں کونسی تمہاری منطق ہے۔۔ ہادا اٹھ گیا ہو گا اس کے ساتھ چلی جاو۔۔ ریان تو چلا گیا ہے ورنہ اس کے ساتھ ہی چلی جاتی۔۔

جی امی میں دیکھتی ہوں جا کر۔۔۔ عفاف نے ہادا کے کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے دل میں سوچا۔

انف اب بندر سے مدد لینی پڑے گی۔۔۔

عفاف نے جیسے ہی دروازہ نوک کیا۔۔ دروازہ کھل گیا مطلب یہ تھا کہ ہادا اٹھا ہوا ہے۔۔ اندر داخل ہوئی تو دیکھا ہادا ڈریسنگ کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے بال بنا رہا تھا۔۔ ہادا نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو عفاف کھڑی تھی۔۔

کیا ہوا چڑیل صبح صبح میرے کمرے میں؟

مسکرا کر ہادا نے کہا۔۔ عفاف کو تو سن کر غصہ آیا۔۔ بند۔۔۔

ابھی کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ یاد آیا وہ لیٹ ہو چکی ہے اور اس کام کے لیے اب ہادا ہی اس کی مدد کر سکتا کہ یونیورسٹی پہنچا دے۔ پھر جہان بھر کی معصومیت چہرے پر سما کر بولی۔

ہادا بھائی آپ مجھے یونیورسٹی ڈراپ کر دیں گے؟۔۔۔ لیٹ ہو چکی ہوں پلیز۔۔

ہاں جو ابھی آپ کہنے کے شاک سے نکلنا تھا اور اب ہاں بھائی پر تو مانو حیرت کے پہاڑ ٹوٹ گئے۔۔

ارے ارے کوئی تمیز سے بلا رہا ہے مجھے یقین نہیں آ رہا ہے چڑیل۔۔

عفاف نے ایک گھوری سے نوازا۔۔

اوو میرا مطلب میری بہنا چلو۔۔ بس تم اس طرح کی شکل نہ بنایا کرو مجھے خود بہ خود ہنسی آجاتی ہے۔

اور ہنس پڑا۔۔۔ عفاف نے نقاب کیا ساتھ ہی نکل پڑے لاؤنج میں سے گزرتے ہوئے سب

کو سلام کیا اور گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی عفاف نے ہاں کو سارا راستہ سمجھا

دیا اور اسے باسانی سمجھ بھی آگیا۔۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

ویسے بندر تم جا ہمارے تھے اتنا تیار ہو کر وہ بھی اتنی صبح کہیں کوئی گرل فرینڈ سے ملنے کا

پلان تو نہیں تھا۔؟

ہاں مسکرا دیا۔

نہیں ابھی یہ دن نہیں آئے جب آہیں گے تو تمہیں ساتھ لے کر ہی جاؤں گا۔۔

وہ دونوں ہنس پڑے۔۔ باتوں باتوں میں عفاف کی یونی آگئی۔۔

او چلو میری یونی آگئی ہے بس روک دو یہیں اوکے خدا حافظ شام کو ملتے ہیں۔۔

عافی آف ٹائم مجھے کال کر لینا میں فری ہوا تو میں آجاؤں گا لینے۔

او کے کہہ کر وہ نکل گئی۔۔۔



جیسے ہی کلاس روم کی طرف بڑھی زبان پرورد جاری تھا۔ اللہ جی پلیز بچا لینا آج تو پکا کلاس سے نکالی جاؤں گی۔۔۔ جیسے ہی کلاس میں داخل ہوئی تو سامنے کا منظر دیکھ کر حیران ہوئی۔۔۔ کیوں کہ کلاس میں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔

عفاف ابھی مڑی ہی تھی کہ اس کی کلاس کی ہی لڑکی ملی۔۔۔ اسے روک کے پوچھا۔۔۔  
تہینہ کلاس کدھر ہے؟؟

عفاف تمہیں ایمن نے بتایا نہیں کہ آج سر سعید کی کلاس آف ہے ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو وہ آج آئے نہیں ہیں۔۔۔

اوو اچھا میں نے موبائل دیکھا ہی نہیں۔۔۔ اچھا بس اتنا بتا دو ایمن کا پتہ کدھر ہے؟؟  
تہینہ بولی: پتہ تو نہیں لیکن ہاں میں نے اسے لائبریری کی طرف جاتے دیکھا تھا۔۔۔  
اوو وگڈ۔۔۔ تھینکیو سوچ۔ کہہ کر لائبریری کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ لائبریری کے سیڑھیوں پر  
۔۔۔ بیٹھی ایمن کسی گہری سوچ میں تھی



علی کب سے شہرام کو آواز دے کر اٹھا رہا تھا لیکن وہ اٹھ ہی نہیں رہا تھا۔۔۔

شہرام یاراٹھ جارات بھی ہم جلدی آگئے تھے تمہاری وجہ سے اور اب تم اٹھ نہیں رہے  
 -- اٹھ جایا۔۔ گیارہ بجے کلاس ہے ہماری اور ٹائم سے پہنچنا بھی ہے پروجیکٹ بھی آج ہی  
 سبمنٹ کروانا ہے بہت کام ہے آج اٹھ جایا۔۔ اب اکتا کر علی شہرام کے پاس آیا تھا۔۔ لیکن  
 جیسے اٹھانے کے لیے اسے ہاتھ لگایا۔۔ وہ بخار میں تپ رہا تھا۔۔

شہری تجھے تو۔ بہت تیز بخار ہے۔ تو نے بتایا بھی نہیں۔۔ علی نے فوراً سے ٹھنڈے پانی سے  
 پٹیاں کی تو شہرام نے ہلکی سی آنکھیں کھولی۔۔ اور بولا۔ میں ٹھیک ہوں بس سر میں ہلکا سا درد  
 ہے۔۔۔ میں تیار ہوتا ہوں۔ پھر شہرام اٹھنے ہی لگا تھا۔۔ کہ علی غصے سے کھڑا ہوا  
 کدھر آرام سے ریست کر کوئی ضرورت نہیں ہے کہیں بھی جانے کی۔۔ ناشتہ تمہارا میں رکھ  
 جاتا ہوں اسے کھالینا۔۔ مطلب کھالینا۔ انگلی سے تنبیہی انداز سے کہا۔۔ شہرام مسکرا دیا۔۔  
 میڈیسن تیرے ڈرار میں پڑی ہیں ناشتے کے بعد لے لی۔۔

شہرام بولا۔ آج پروجیکٹ بھی جمع کروانا تھا۔۔ فنڈز بھی لینے تھے پریزینٹیشن بھی بنانی تھی میں  
 چلتا ہوں نہ میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔

شہرام بیڈ سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ علی نے غصے سے کہا۔ میں کیا کہہ رہا ہوں کہ میں کر لوں گا۔ تم  
 ٹینشن نہ لو اور رہی باقی کام کی مجھ پر بھروسہ ہے نہ میں کر لوں گا سب اور سب سے مین بات یہ  
 کہ تم جس وجہ سے جانا چاہتے ہو نہ اسے تمہاری کوئی پرواہ نہیں۔ وہ سفاکی سے بول کر چلا گیا تھا

یہ جانے بغیر کہ اس کے دل میں کتنے زخم لگے تھے۔۔ شہرام وہیں بیڈ پر سر ٹکا کر آنکھیں موند  
گیا ابھی وہ کچھ سوچنا نہیں چاہتا تھا۔۔

تیرے الفاظ گھائل کر گئے ہیں

تیرا لہجہ مجھے مار گیا ہے

تو یہ جانے بغیر ہی بول گیا

کہ میرا دل زخمی زخمی ہو گیا

(ماہم)



Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ازلان آج آفس میں ٹائم سے پہلے ہی موجود تھا۔۔ جب ہا داندرد داخل ہوا۔۔ ازلان اپنی چیئر پر  
ہی سر ٹکائے بیٹھا رہا۔۔ ازی کیسے ہو؟؟ ازلان نے آنکھیں بند کر کے ہی جواب دیا میں ٹھیک  
ہوں۔۔ تم بتاؤ۔۔ میں بھی ٹھیک ہا د کی طرف سے جواب آیا۔۔ ہا د بولا لیکن مجھے تم ٹھیک نہیں  
لگ رہے۔۔ نہیں میں ٹھیک ہوں بس رات کو نیند نہیں آئی اس وجہ سے لگ رہا ہونا۔۔ وہ  
ابھی اسے کیا بتاتا کہ رات کو جب بھی آنکھیں بند کرنے کی ناکام کوشش کرتا تو وہ کالی آنکھیں  
سامنے آکر اس کی نیند اڑا جاتی۔۔ وہ تو ابھی خود سمجھ نہیں پایا تھا تو اسے کیا بتاتا۔

!! کیا بتائیں تمہیں حالِ دل اپنا

کالی آنکھوں نے نیندا ڈار کھی ہے

(ماہم)

ازلان نے ویسے ہی سر ٹکائے سوال کیا۔

تمہیں رات میں کال کرتا رہا ہوں کہاں تھے تم؟

اب کی بار آواز میں وہی رعب اور غصہ تھا جو سب کے لیے ہوتا۔ ازلان ہاد کے ساتھ بہت کم غصے میں آتا تھا ہمیشہ اپنا غصہ کنٹرول کرتا تھا۔ ان پانچ سال میں ان کی دوستی اتنی مضبوط ہو چکی تھی کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر ہی سمجھ جاتے تھے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے بہت قریب ہو گئے تھے۔۔۔

اور اب یہ غصہ ہاد نے سوچا کہ کوئی بات تو ہے جو ازلان کو اس طرح غصہ دلارہی ہے۔۔۔ ہاد ابھی بولنے ہی لگا تھا کہ اگلا سوال کیا۔

تمہیں کل میں نے کہا تھا ٹائم سے آجانا اور اب ٹائم دیکھو۔۔۔۔۔

ہادا بھی بس سن رہا تھا کہ وہ بول لے پھر بتائے گا۔ جیسے ہی ازلان چپ ہو اب ہادا بولا۔

کل میرا فون سائیلنٹ پر تھا اس وجہ سے میں کال اٹھانہ سکا دوسری بات اتنی دیر بعد گھر گیا ہوں یہ الگ بات ہے کہ میں ایک مہینے سے ادھر ہی ہوں اور یہ بات صرف تم اور میں جانتے ہیں۔ تھوڑا سنجیدگی سے کہا۔ اس وجہ سے سب سے ملتے جلتے بات چیت کرتے ٹائم کا پتہ بھی نہیں

چلا۔۔ اور ٹائم سے آنے کی بات ہاں تھوڑا سا لیٹ ہو گیا ہوں ایک کام آگیا تھا اس وجہ

سے۔۔۔۔

اب کی بار صرف ایک لفظی جواب آیا تھا۔ ہممم۔۔۔

ازلی اب بتاؤ کیوں فون کیا تھا؟ ہاد نے تھوڑا سنجیدگی سے پوچھا۔۔ ازلان اب سیدھا ہوا تھا سیدھا  
بات پر آیا کیوں کہ ازلان شاہ کو بات گھمانی نہیں آتی تھی۔

کل میٹنگ کے بعد میں جیسے ہی گھر پہنچا مجھے ریاض ملک کی کال آئی تھی۔۔ اس کے بعد کل  
کی ریاض ملک کے ساتھ بات چیت کا سارا واقعہ ہاد کے گوش گزار کر دیا اور وہ سنجیدگی سے سن  
رہا تھا۔۔ اور تمہیں پتہ ہے ہمارے لیے یہ پروجیکٹ بہت اہمیت کا حامل ہے۔۔ اس لئے اس  
پروجیکٹ کی ذمہ داری تمہیں دے رہا ہوں کوئی بھی غلطی نہیں ہونی چاہیے ہاد۔

اب کی بار آواز میں وارننگ تھی۔۔۔ ہاد ایک ٹک ازلان کو دیکھ رہا تھا اور

بولامیں کیسے کروں گا؟؟ ازلان نے صرف اتنا جواب دیا۔

مجھے یقین ہے تم کر لو گے کہہ کر بات ختم کر دی تھی۔۔۔ کیوں کہ اب ازلان کی طرف سے جو

کہا دیا گیا تھا وہی ہونا تھا۔۔۔۔



عفاف تہمینہ سے بات کرنے کے بعد لائبریری کی طرف چلی گئی۔۔ اسے دور سے ہی لائبریری کے باہر بیچ پر بیٹھی ایمن نظر آگئی تھی۔۔ فوراً سے ایمن کے ساتھ آکر بیٹھی اور سلام کیا۔۔ لیکن ایمن اپنے ہی خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی۔۔ کوئی خاطر خواہ جواب نہ آنے پر دوبارہ سے تھوڑا سا اونچا سلام کیا اور ایمن کے کندھے کو جھنجھوڑا۔

ایمی۔۔ کدھر کھوئی ہوئی ہو۔۔ ایمن نے ادھر ادھر دیکھا پہلے پہلے تو سمجھ نہیں آئی کدھر ہے جیسے ہی سمجھ آئی فوراً سے کھڑی ہو گئی۔۔ دوسری سائڈ پر چہرہ موڑ لیا۔۔ عفاف نے آؤ دیکھانہ تاؤ جلدی سے کھڑی ہو کر ایمن کے گلے لگ گئی۔۔ لائبریری کے اس سائڈ پر رش بہت کم کم ہوتا جس وجہ سے ایمن یہیں آکر بیٹھ گئی تھی۔۔ ایمن اس کی اس حرکت پر ہنس پڑی اور ساتھ بولی۔

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ویسے عافی میں تمہیں بلاتی نہیں ہوں۔۔ آج پھر تم دیر سے آئی ہو اور کل گھر جا کر ایک دفعہ بھی تم نے کال نہیں کی مجھے۔

تھوڑا سی ناراضگی سے کہا۔۔۔

اوہو ایمی تم کر لیتی کال میں تھوڑا بڑی ہو گئی تھی۔۔

ایمن نے مشکوک نظروں سے عفاف کی طرف دیکھا تو عفاف کھلکھلا کر ہنس پڑی پر جوش انداز میں بتایا۔

ایمی کل راین اور بندراو و میرا مطلب کہ ہاد بھائی۔ی۔ی۔ کو تھوڑا سا کھینچ کر کہا۔

واپس آگئے ہیں اور مسکرا دی۔۔ ایمن نے خوش ہو کر کہا۔

چلو یہ تو اچھی بات ہے۔ راہین کو میرا سلام کہنا۔۔

ہاں کہہ دوں گی۔ عفاف نے جواب دیا اور کہا۔۔

اچھا۔ اب سب چھوڑو اور بیٹھو اور بتاؤ پریشان کیوں تھی۔۔

ایمن نے مسکرا کر عفاف کی طرف دیکھا اور بولی۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے بس تم لیٹ ہو گئی تھی اس وجہ سے تھوڑا پریشان ہوئی تھی۔۔

عفاف نے ایمن کی طرف دیکھا اور بولی۔

ایمی پتہ ہے خونی رشتوں سے زیادہ دوستی کا رشتہ کیوں اہم ہے کیوں کہ یہ رشتہ ایک احساس کا ہے۔۔ جہاں ہمیں ایک دوسرے کو سمجھنا نہیں پڑتا۔۔ یہ تو ایک ان چاہا احساس ہوتا ہے جس

میں جکڑے جاتے ہیں خود کو جتنا بھی نکالنے کی کوشش کریں ہم اس مضبوط احساس سے نہیں

نکل پاتے۔۔ پھر پتہ کیا ہوتا ہے؟؟

ایمن پوری توجہ سے عفاف کی باتیں سن رہی تھی۔۔ یہ دیکھ کر عفاف جو سنجیدگی سے بات

جاری رکھے ہوئے تھی ہلکا سا مسکرائی پھر بولی۔۔

ہم اس احساس کے رشتے کے اتنے قریب ہو جاتے ہیں کوئی آپ کا اپنا مشکل میں ہو یا پریشان

ہو تو آپ کو اسے دیکھ کر خود بہ خود اندازہ ہو جاتا ہے۔۔ آپ کو فکر مندی لاحق ہو جاتی

ہے۔۔ خونِ رشتوں میں کہیں نہ کہیں احساس ہوگا لیکن بہت کم۔۔ اسی طرح کچھ دوستی بھی تو  
 وقتی ہوتی ہے جو صرف ہمیں یہ سکھانے آتی ہے کبھی بھی کچھ بھی مستقل نہیں رہتا۔۔ جنہیں  
 آپ اہمیت دے رہے ہو ان کی زندگی میں آپ کی اہمیت بدل دی گئی ہے۔۔ لیکن جو دوست  
 دل کے قریب ہوتے ہیں نہ وہ خونِ رشتوں سے بھی بڑھ کر ہوتے ہیں جنہیں بن دیکھے ہی  
 سمجھا جاسکتا ہے۔۔ یہ تو نعمتِ خداوندی ہے کہ ہمیں اس احساس سے نوازا گیا اور وہ دوست  
 آپ کی زندگی میں بھیج دیئے گئے۔۔ جیسے میری زندگی میں تمہیں بھیجا۔ اور مسکرا دی۔۔  
 باندھ دیا گیا مجھے ایک احساس کے رشتے میں



اسے دوستی کا نام دیا جائے یا پیار کا ماہم  
 یہ تو ایک ان چاہا سا احساس کا رشتہ ہے

نعمتِ خداوندی کا جتنا شکر ادا کیا جائے  
 (ماہم)

ایمن کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔۔۔

عافی تم کب سے ایسی گہری باتیں کرنا شروع ہو گئی مجھے یقین نہیں آ رہا یہ میری عافی ہی ہے نہ  
 - مسکرا کر کہا۔۔

عفاف بھی مسکرائی اور بولی۔

ہاں وقت تو سب کچھ سکھا ہی دیتا ہے جس وقت نے مجھے اتنا مضبوط بنا دیا ہے کہ کوئی مجھ سے بات کرنے سے پہلے بھی سو بار سوچتا ہے۔۔ جس وقت نے مجھے اتنا مضبوط بنا دیا کہ اب لوگ جو بھی کہے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔

ایمن نے فوراً سے بات بدلی تھی اور مسکراہٹ دبا کر کہا۔

کہیں میری عافی کو چھپا تو نہیں آئی نہ؟

اور دونوں مسکرانے لگ گئیں۔۔ دور بیٹھی قسمت نے ہمیشہ ان کی دوستی کو مضبوط اور دائمی رہنے کی دعا کی تھی۔۔

اب بتا بھی دو ایسی کیا بات تھی جو تمہیں میں بھی دکھائی نہ دی۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عفاف نے رونے والی شکل بنا کر کہا۔۔ پھر خودی بولی۔

اوو کہیں پیار تو نہیں ہو گیا۔۔ ایسی تم نے بتایا بھی نہیں۔۔

ایمن کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ پیار۔۔۔۔۔ پیار ایسے ہی تو نہیں ہو جاتا۔۔

فوراً سے عفاف نے بات ٹوکی تھی۔

پیار تو کبھی بھی کسی سے بھی ہو جاتا ہے لیکن محبت کا کچھ کہہ نہیں سکتی لیکن جس سے ہوتی ہے

پھر سب کچھ پیچھے چھوڑ دیتی ہے ہاں یوں کہہ لو محبت ہوتی ہے تو صرف محرم سے ہوتی ہے

نا محرم کی محبت آزمائش بن کر رہ جاتی ہے۔ اور مسکرا دی۔

جب تمہیں ہوگی نہ محبت پھر پوچھو گی۔ عفاف نے کہا۔۔۔ ایمن سرسری سا بولی۔  
ہاں ہاں پوچھ لینا ہوگی تو ہی نہ جب ہوگی تب دیکھ لیں گے۔۔۔

ابھی تو چلو اگلی کلاس کا ٹائم ہو گیا۔ اور وہ دونوں کلاس کی جانب بڑھ گئی۔۔۔ دور کھڑی قسمت  
اس کی بات پر مسکرا دی کیوں کہ قسمت کو تو کچھ اور ہی منظور تھا کبھی کبھار آپ کی انجانے میں  
کبھی ہوئی بات پوری جاتی ہے۔۔۔



ازلان شاہ اپنے کیبن میں کام کر رہا تھا۔۔۔ جب دروازہ ناک ہو تو ریحام اندر داخل ہوئی۔۔۔

ازلان نے سر اٹھایا تو پوچھا۔

Yes miss Reham where is miss Sadia?

وہی غصہ وہی رعب جس سے پورا آفس ڈرتا تھا پوچھا گیا کیوں کہ ازلان کو ریحام کا اپنے کیبن  
میں آنا پسند نہیں تھا۔۔۔ ریحام بولی۔

سر مس سعدیہ آج آف پر ہے اس وجہ سے ان کے کام کی ذمہ داری مجھے ملی ہے۔۔۔

مس سعدیہ نے انفارم کس کو کیا تھا؟؟ فوراً سے جواب دیا تھا۔

سر وہ سر ہاد کو۔۔۔

او کے اب آپ جاسکتی ہیں۔

سر کوئی کام؟ ریحام نے وہی کھڑے کھڑے پوچھا۔ ازلان جو اپنے کام میں مصروف ہو چکا تھا ایسے ریحام کھڑے رہنے پر دوبارہ غصے سے بولا۔

اب آپ جاسکتی ہیں مس ریحام۔۔۔

اوکے سر۔ کہہ کر وہ باہر نکل گئی۔۔ ازلان سر جھٹک کر دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔۔ تبھی موبائل کی رنگ ٹون بجی۔۔ ازلان نے مصروف سے انداز سے کال اٹھائی۔۔ دوسری سائیڈ سے کچھ کہا گیا۔۔ ازلان نے جواب دیا۔

آج تو میں نہیں آسکتا کل کوشش کروں گا۔۔ اوکے ٹھیک ہے میں پہنچ جاؤں گا۔

کہہ کر کال کاٹ دی۔۔ ہاد کو کال ملائی۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

کدھر ہو؟ دوسری طرف سے جل بھن کر جواب آیا تھا۔

جہنم میں۔۔

ازلان ہلکا سا مسکرایا۔

ویسے وہاں کیا کر رہے ہو؟

دو بدو جواب آیا تھا۔

تمہارا انتظار۔۔ ازلان پھر مسکراہٹ دبا کر بولا۔

اچھی بات ہے تم جہنم میں رہو بس میری ایک بات سن لو یہ کام جو تمہیں دیا گیا ہے جلد سے جلد ہونا چاہیے اور دوسری بات کل ایک یونیورسٹی کی طرف سے چیف گیسٹ کے طور پر آنے کے لیے انویٹیشن آیا ہے اور ہم وہاں جا رہے ہیں کل تیار رہنا میں نہیں چاہتا کہ از لان شاہ کو کوئی کہے کہ کیسے دوست بنا رکھے ہیں؟

از لان شاہ نے مسکراہٹ دبا لی۔۔

ارے ارے بات سنو

لیکن بات سننے سے پہلے ہی کال کاٹ دی گئی تھی۔۔ ہاؤس دانت ہی پیتا رہ گیا۔

خود ہی حکم نامہ جاری کر کے کال کاٹ دی اگر میں نے نہ جانا ہوتا تو؟

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

غصے سے بس کہہ ہی سکا۔۔ اور واہ میری ہی بات میرے ہی الفاظ مجھے لوٹا دیئے ہنس پڑا۔۔



عفاف اور ایمن کلاس میں بیٹھی ہوئی تھیں جب کچھ سینئرز اور ایونٹ آرگنائزرز کے ممبر کے

ساتھ ساتھ وی۔سی بھی کلاس میں آئے۔۔ عفاف اور ایمن نے ایک دوسرے کی طرف

دیکھا اور آنکھوں ہی آنکھوں سے اشارہ کر کے ایک دوسرے سے سوالیہ انداز سے پوچھا۔ یہ

کیوں آئے ہیں یہاں؟؟

تبھی سینئرزمیں سے ایک سینئر نے سلام کیا سب نے ملکر جواب دیا۔۔ پھر اپنے آنے کا مقصد بیان کیا کہ۔

کل یونیورسٹی میں صرف بزنس ڈپارٹمنٹ، سائیکلاجسٹ، سوشیالوجسٹ ڈپارٹمنٹ کے لیے ایک گیٹ ٹوگیدھر کے ساتھ ساتھ کچھ اہم پوائنٹس کو اٹھانے کے لیے ایونٹ اور گنایز کر رہے ہیں۔۔ آپ میں سے جو جس چیز میں حصہ لینا چاہتا ہے وہ نام علی کو لکھوادیں۔۔۔

ایمن فوراً سے عفاف کی طرف مڑی تھی اور مسکرائی۔

عافی تم اسپینچ میں لے لو۔۔ پلیز۔۔

ایمی میں کیوں؟؟ میں کیا بولوں گی؟

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عافی پلیز کچھ بھی بول دینا لے لو میرے لئے۔۔

عفاف نے ہارمانتے ہوئے کہا۔

اوکے۔۔ ایمن پر جوش انداز میں مسکرائی۔۔ اگر کلاس میں وی۔سی نہ ہوتے تو یقیناً چھل پڑتی۔۔ ایمن نے علی کو بلا کر اپنا نام لکھوادیا تھا۔۔ کچھ سٹوڈنٹس نے نام لکھوائے اور پھر سب چل دیئے۔۔ ایمن اور عفاف بھی جانے لگی تھیں جب اس کی کلاس کی کچھ لڑکیاں عفاف کے پاس آئیں اور عفاف کو بیسٹ آف لک بولا جس پر عفاف نے تھینکیو بول کر جواب دیا۔۔

اور دونوں نکل آئیں اب دونوں کو گھر کی طرف جانا تھا تبھی ایمن بولی۔  
عافی ایسا کرو آج میری طرف آ جاو شام کو چلی جانا ساتھ تیاری بھی کر لینا۔  
عفاف نے مسکرا کر کہا۔

کل واپسی پر تمہاری طرف پکا آج کچھ کام بھی ہے اور رات کو میں کر لوں گی تیاری اگر کچھ  
پوچھنا ہوا تو کال کر لوں گی۔

اوکے جیسی تمہاری مرضی۔ کہہ کر دونوں اپنے اپنے راستے کی طرف بڑھ گئی۔



علی جیسے ہی روم میں آیا تو شہرام بیڈ پر نہیں تھا۔ علی پریشان ہوا تھا۔ یہ کہاں جاسکتا ہے؟

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تبھی ٹیرس سے ہلکی سی آواز آئی تھی کسی چیز کے گرنے کی فوراً سے علی ٹیرس کی طرف گیا تھا  
۔۔ وہاں دیکھا تو شہرام کچھ پڑھنے میں مصروف تھا۔ علی نے سلام کیا ہنوز جھکا رہا۔ علی نے  
پھر مخاطب کیا لیکن جواب نہ دیا۔ اب کی بار علی نے شہرام کی کتاب چھین لی۔ شہرام نے سر  
اٹھا کر پوچھا۔

کیا ہے؟؟

علی کی طرف سے سوال کیا گیا۔

ناراض ہو۔۔ شہرام نے عام سے انداز میں جواب دیا۔

میں نے کیوں ناراض ہونا۔؟

علی نے فوراً سے کہا۔

صبح والی بات سے۔۔۔

شہرام نے پھر ہلکے پھلکے انداز میں جواب دیا۔

نہیں میں بھول گیا تھا بات ویسے بھی بات تو تم نے صحیح ہی کی تھی۔۔ وہ تو جانتی بھی نہیں ہے۔

زخمی سی مسکراہٹ سجا کر کہا اور پھر نظریں جھکالی۔۔ علی کو جب بھی وہ ایسے دکھتا تو بہت دکھ

ہوتا ہمیشہ اس کے خوش رہنے کی دعا کیا کرتا۔۔

علی نے ماحول کو بدلنے کے لیے اگلی بات کی۔

میڈیسن لی تھی بخار ٹھیک ہے اب؟

صرف ہم میں جواب آیا۔۔

کھانا کھایا؟ شہرام مسکرا دیا۔

اتنی فکر نہ کیا کرو یا۔۔ علی نے شہرام کی طرف دیکھا اور بولا۔

امی کے بعد صرف تم ہی ہو جو میرے دل کے سب سے قریب ہو تو کیوں نہ کروں تمہاری

فکر؟

اچھا یہ سب باتیں چھوڑو کھانا کھاتے ہیں پہلے مجھے بھی بہت بھوک لگی ہوئی ہے۔۔ پھر تمہیں  
ایک بات بھی بتانی ہے یہ جو زرد رنگ کا چہرہ ہوا ہے نہ کھل اٹھے گا۔۔

اور کہہ کر مسکرا دیا۔۔ شہرام اور علی اب روم میں آچکے تھے۔ علی کھانا آتے ہوئے ہی لے آیا  
تھا۔۔ شہرام نے علی کی طرف دیکھا اور پوچھا۔

یہ کیا؟؟ ہم بنا ہی لیتے تم کیوں لائے۔۔

علی نے ہاں میں سر ہلایا۔

میں کونسا کہہ رہا ہوں تمہیں بنانا نہیں آتا ویسے بھی میں کونسا ادھار رکھ رہا ہوں اپنے ہاتھ کی  
مزے سے بنی ہوئی کافی پلا  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
دینا بس۔۔

اوکے ڈن شہرام مسکرا دیا۔۔

اب بات کا آغاز شہرام نے کیا تھا۔

کیسا رہا آج کا دن؟؟ پلیٹ میں چیچ گھماتے ہوئے شہرام نے پوچھا۔۔ علی نے کھانا کھاتے  
ہوئے ہی جواب دیا۔

بہت اچھا سارے کام ٹائم سے نپٹا دیئے تھے۔ پروجیکٹ بھی مکمل ہو کر جمع کروا دیا۔۔ باقی فنڈز سے ریلیٹیڈ جو کام تھا۔ وہ بھی ہو گیا اور کل وی۔سی نے ایک فنکشن اریج کر وایا ہے۔۔ جس کی ڈیوٹی کے کچھ فرائض تم نے انجام دینے ہیں۔ مسکرا کر کہا۔۔

شہرام حیران ہوا۔ یہ سب کیسے اچانک ہی۔۔؟

ہاں بس اچانک ہی وی۔سی کا پلین بن گیا۔۔

ہم صحیح چلو کچھ نیا بھی ملے گا۔ دونوں ہنس دیئے۔۔

تمہارے لئے ایک سرپرائز بھی ہے کل۔

علی بولا۔۔ شہرام نے تجسس سے پوچھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا؟؟

کل عفاف بھی آرہی ہے فنکشن میں۔۔ شہرام کھل کر مسکرا دیا تھا۔۔

جب بھی ذکرِ یار کیا جاتا ہے میرے سامنے

میرے ہونٹوں پہ مسکراہٹ رینگ جاتی ہے

(ماہم)



عفاف جیسے ہی گھر پہنچی سلام کیا۔۔ اور اپنا نقاب اتارا تبھی مناہل بھاگتی ہوئی آئی۔۔۔

آپی آپ آگئیں۔۔۔ آپ نے تو ہاد بھائی کے ساتھ نہیں آنا تھا۔۔۔

عفاف نے پانی پیتے ہی جواب دیا۔۔۔ میں جلدی فارغ ہو گئی تھی اس وجہ سے آگئی۔۔۔ ورنہ

ضرور اس بندر کو زحمت دیتی۔۔۔ کہہ کر مسکرا دی۔۔۔

آپی ہاد بھائی کو بندر مت بولا کریں۔۔۔ یار۔۔۔

اگر آپ آج لیٹ ہو جاتی تو کیا ہوتا۔۔۔؟

ہاد بھائی ہی تھے جو آپ کو یونیورسٹی چھوڑ کر آئے تھے۔۔۔ منہ بنا کر کہا گیا۔۔۔

عفاف مناہل کو ایسے دیکھ کر ہنس پڑی۔۔۔ اسے پتہ تھا مناہل کو بہت غصہ آتا جب بھی ہاد کا نام وہ

بگاڑتی۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔ عفاف نے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔

اتنی معصوم شکلیں نہ بناؤ۔۔۔ نہیں کہتی بندر کو میرا مطلب تمہارے بھائی کو کچھ۔۔۔

مناہل کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔۔۔

عفاف نے سر پر ہاتھ مارا۔۔۔ اونو۔۔۔

مناہل نے فوراً سے پریشانی سے پوچھا کیا ہوا۔۔۔؟

میں بتانا بھول گئی۔۔۔ کل ہماری یونیورسٹی میں گیٹ ٹو گید ہر ہے۔۔۔ اور ایچی نے زبردستی میرا

نام بھی پارٹیسپینٹ میں لکھوا دیا۔۔۔

اب میں کیا بولوں گی؟؟۔۔۔ کیا کہوں گی۔۔۔؟؟

مجھے تو کچھ پتہ ہی نہیں۔۔۔ نہ ہی میں نے کوئی ٹاپک سلیکٹ کیا ہے۔۔۔ او میرے اللہ۔۔۔

کتنا کام ہے اور میں تمہارے ساتھ گپیں مار رہی ہوں۔۔۔

بتا نہیں سکتی تھی مجھے۔۔۔ تھوڑا سا غصے سے کہا۔۔۔

مناہل جو ابھی توجہ سے عفاف کی بات سن رہی تھی۔۔۔

اس الزام پر تو اچھل پڑی۔۔۔۔۔ آپی مجھے کیا الہام ہونا تھا کہ آپ نے حصہ لے لیا ہے اور اب

آپ کو تیار ہی بھی کرنی ہے۔۔۔

اچھا بس۔۔۔ بس۔۔۔ اور ایکٹنگ کی دکان۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں کمرے میں جا رہی ہوں تھوڑا فریش ہو جاؤں۔ کھانا اندر ہی بھیج دینا۔ اور دوسری بات

الہام رکھا کرو کہہ کر مسکرا دی۔۔۔

آپی اب اپنی غلطی میرے پر نہ ڈالے۔۔۔ مناہل نے مصنوعی خفگی سے کہا۔۔۔

پھر دونوں ہنس پڑیں۔۔۔ ان کا رشتہ ایسا ہی تھا پیل میں ماشہ پیل میں تولہ۔۔۔

بہن، بھائیوں کا ہو یا پھر بہن، بہن کا رشتہ۔۔۔

یہ رشتہ ہی اتنا خوبصورت ہے کہ کبھی نوک جوک اتنی زیادہ کہ کسی کو سننے تک کو تیار نہیں۔۔۔

لیکن دوسرے ہی پل اس نوک جوک کا پتہ ہی نہیں۔۔ بلکل ایسے جیسے کبھی پہلے کوئی لڑائی جھگڑا ہی نہ ہوا ہو۔۔۔

اللہ تعالیٰ نے یہ اتنا پیار اور خوبصورت رشتہ بنایا ہے کہ ہمیں اس چیز کا احساس نہیں۔۔ ہمیں ہر اس رشتے اور چیز کا احساس تب ہوتا ہے۔۔۔

جب ہم سے وہ چھین لی جائے۔۔ ہمارے اندر احساس کا رشتہ جو کہیں سویا ہوتا ہے، تب جا کر اٹھتا ہے۔۔

ہمیں یہ احساس پہلے کیوں نہیں ہوتا کہ جو اتنے خوبصورت اور پیارے پیارے رشتے ہمارے پاس موجود ہیں ان کی قدر کریں۔۔۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

کیوں کہ ہر رشتے میں نوک جوک بھی ہوتی ہے، پیار بھی ہوتا ہے۔۔

آگر کوئی بات آپ کو بری لگے تو اسے درگزر کرو، نہ کے دل سے لگا کے بیٹھ جاؤ۔۔۔

یہی تو وہ رشتے ہیں۔۔۔ جن میں پیار ہے، احساس ہے، مذاق ہے۔۔۔

عفاف کمرے میں جاتے ہوئے مڑی۔۔ مناہل۔۔ آواز دی اور کہا۔۔۔

رامی کدھر ہے۔۔؟

میں جب سے آئی ہوں نظر نہیں آرہی۔۔۔

نظر کیسے آئے گی آپ کو مناہل نے جواب دیا۔۔

میڈم سو رہی ہیں ابھی تک۔۔۔

عفاف نے حیرانگی سے کہا۔۔۔ کیا ابھی تک۔۔۔

منابل ہنس پڑی۔۔ آپ کو تو پتہ ہے آج کل امی اور چچی گھر پر نہیں ہوتیں تو آپ کی مومجیں لگی ہوئیں ہیں۔

اف۔۔ عفاف آہ بھر کر رہ گئی۔۔

ایک تو یہ دوسری اس کی نیند۔۔ پتہ نہیں کب سدھرے گی۔۔

میں اٹھاتی ہوں جا کر میڈم کو۔۔

عفاف نے جیسے ہی راین کے کمرے کا دروازہ کھولا۔۔ راین خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھی۔۔

عفاف کو شرارت سو جھی۔۔ ہلکا سا مسکرائی۔۔

اپنا موبائل نکالا۔۔ ایک نمبر ڈائل کیا۔۔ فوراً سے سائیڈ پر پڑا ٹھنڈا پانی کا گلاس اٹھایا۔۔

جیسے ہی راین کے فون کی رنگ ہوئی۔۔

راین فوراً سے اٹھی تھی کہ ٹھنڈا پانی اس کے چہرے کی زینت بنا۔۔

یہ اتنا جلدی ہوا۔۔ کہ راین کو سمجھ ہی نہ آئی۔۔ کہ ہوا کیا ہے۔۔؟

پہلے پہل تو سمجھنے میں وقت لگا لیکن جیسے ہی نظر عفاف پر پڑی۔۔

تو ساری کاریگری سمجھ آگئی۔۔۔

رامین نے بیڈ سے چھلانگ لگائی ہی تھی کہ عفاف موقع کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے وہاں سے بھاگ گئی۔۔

اب دونوں ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ رہیں تھیں۔۔

کبھی عفاف آگئے اور رامین پیچھے۔۔ کبھی رامین پیچھے اور عفاف آگئے۔۔

منابل ان دونوں کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔۔

آخر تھک ہار کر عفاف صوفہ پر ہی بیٹھ گئی۔۔

بس۔۔۔ بس۔۔۔ میں تھک گئی کہہ کر دھڑم سے بیٹھی تھی۔۔

رامین بھی تھک کے ساتھ ہی بیٹھ گئی تھی۔۔

عافی کوئی طریقہ ہوتا ہے اٹھانے کا یہ کیا طریقہ تھا۔۔؟؟ رامین نے اپنے بال باندھتے ہوئے کہا۔۔

عفاف نے بھی ویسے ہی مسکرا کر جواب دیا۔۔

ہاں نہ۔۔۔ کوئی طریقہ ہوتا ہے سونے کا اور یہ کیا طریقہ ہے۔۔۔؟ کہ دوپہر کا ایک بج رہا ہے۔

میڈم ابھی تک سوئی ہوئی ہیں۔۔۔

اور دوسری بات یہ کہ مسکراہٹ دبا کر کہا۔۔۔ یہ میرے اٹھانے کا طریقہ ہے کہہ کر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔۔

راہین نے عفاف کی طرف دیکھا اور مسکرا کر بولی۔۔

اچھا نہ اب تم میری امی نہ بنو۔۔۔ وہ یہاں نہیں ہیں۔۔

اس لیے تو سو رہی ہوں ورنہ تو کام، کام بس کام۔ کہہ کر ہنس پڑی۔

اچھا اب تم چینیج کر لو۔۔ پھر بیٹھتے ہیں ملکر کھانا کھاتے ہیں۔۔

میں بھی فریش ہولوں تھوڑا سا۔۔

کہہ کر دونوں اپنے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئیں۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews



ازلان شاہ جو کب سے بیٹھا کسی سوچ میں گم تھا۔۔ دروازہ ناک ہونے پر متوجہ ہوا۔۔

مقابل کو دیکھ کر ازلان کے ماتھے کے بل واضح ہوئے۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو۔؟ غصے سے پوچھا گیا۔۔

مقابل آرام سے کرسی گھسیٹ کر سامنے بیٹھ گیا۔۔

ازلان غصے سے اپنی کرسی سے اٹھا تھا۔ سامنے جا کر مقابل کا گریبان پکڑا اور دھاڑا۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے آفس آنے کی۔۔

!!! ارے ارے شاہ صاحب۔۔

اتنا غصہ صحت کے لیے اچھا نہیں ہوتا۔۔ ریلیکس کریں۔۔۔

گھر آئے مہمان کی خاطر تو واضح کرتے ہیں نہ کہ گریبان پکڑتے ہیں۔۔

مقابل نے اپنی کالرد درست کرتے ہوئے کہا۔۔

شاہ صاحب بیٹھے تو سہیں۔۔ آرام سے بات کرتے ہیں۔۔

ازلان نے غصے سے مقابل کی طرف دیکھا اور بولا۔۔ تمہیں میرے کیبن تک آنے کس نے

دیا۔۔؟؟

NEW ERA MAGAZINE.com  
مقابل کا قہقہہ فلک شگاف بلند ہوا۔۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے شاہ صاحب! ریاض ملک کو کیا ایسا ویسا سمجھا ہوا ہے۔۔۔

اب آواز میں قہقہے کی بجائے غصہ تھا۔۔

جانی مانی ہستی، سب کے دلوں میں بستی شخصیت سامنے بیٹھی ہوئی ہے۔۔ خود ہی کہہ کر قہقہہ

لگایا۔۔

کچھ تو سوچ کر اور کر کے ہی آیا ہوں گا۔۔ ورنہ کون اتنی اپنی جان جو کھم میں ڈال کر آتا۔۔۔

شاہ صاحب۔۔۔ تم میرا کچھ بگاڑ بھی نہیں سکتے۔۔ نہ ہی بگاڑ پاؤ گے۔۔ تمہارے پاس تو

میرے خلاف کچھ بھی نہیں ہے۔۔ نہ ہی کبھی

ڈھونڈ پاؤ گے۔۔۔ از لان میر شاہ۔۔۔

از لان کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔۔

از لان تھوڑا سا آگے جھکا۔۔

ریاض ملک بس تم دیکھتے جاؤ۔۔ کیا ہو گا۔۔ اور کیا بگڑے گا۔۔

تم پچھتاؤ گے ایک دن۔۔۔۔

ریاض ملک کا بے ڈھنگا قہقہہ گونجا تھا۔۔

شاہ صاحب میں یہاں آپ کی گفتگو سننے نہیں آیا ہوں۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

میری چیز مجھے واپس کر دے یہ لاسٹ وارنگ ہے۔۔

ورنہ دوسرا آپشن آپ کے سامنے ہے۔۔ پھر جب وہ لے لئی گئی تو بہت پچھتاؤ گے۔۔۔ از لان

میر شاہ۔۔۔

وہ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ وہ دوسری کیا چیز ہے۔۔ ابھی الفاظ منہ میں ہی تھے کہ

از لان دھاڑا تھا۔۔

ریاض ملک۔۔۔۔

از لان کی دھاڑ سے باہر کام کرتے آفس ورکرز بھی سہم گئے۔۔

تبھی ریاض ملک اٹھا تھا۔۔ زوردار قہقہہ لگایا تھا۔۔

شاہ صاحب جلد اگلی ملاقات ہوگی سوچ کر رکھیں۔۔ کیا دینا چاہتے ہیں۔۔ کہہ کر وہاں سے چلا گیا۔۔

ازلان غصے سے ایک جگہ سے دوسری جگہ سے ٹہل رہا تھا۔۔

ریاض ملک تیری ہمت کیسے ہوئی۔۔؟؟ اب تم بس دیکھنا۔۔

تبھی فون کال رنگ ہوئی۔۔ فون پر جگمگاتا نمبر دیکھ کر کال اٹینڈ کی۔۔

غصہ کم نہیں ہوا تھا۔۔ سنجیدگی سے پوچھا گیا کام مکمل ہوا کہ نہیں۔

دوسری سائیڈ سے کچھ کہا گیا۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تبھی ازلان نے بات کاٹی۔۔ اور غصے سے بولا۔۔

مجھے کل تک رپورٹ میرے ٹیبل پر چاہیے کہہ کر کال کاٹ دی۔۔

ہاں جو ابھی ابھی کین میں داخل ہوا تھا۔۔

ازلان کو دیکھ کر سنجیدہ ہوا۔۔

کیوں کہ ورکرز سے خبر مل چکی تھی کہ سر بہت غصے میں ہیں۔۔

ازی۔۔۔ ہاں احتیاط سے پکارا کیوں کہ وہ ابھی صبح کی عزت افزائی نہیں بھولا تھا۔۔

اب پھر نہ کہیں دوبارہ سے ہو جاتی۔۔

از لان نے صرف ہاد کی طرف دیکھا جس کا مطلب تھا۔۔ بولو۔۔  
 پروجیکٹ سے متعلق آدھی سے زیادہ رپورٹ تیار ہو چکی ہیں۔۔ اس میں ساری معلومات دے  
 دی گئی ہیں۔۔

اب یہ پروجیکٹ صرف اور صرف ہمارا ہے۔۔

اور دوسری رپورٹ بھی تیار ہے۔۔ لیکن ابھی تھوڑا ٹائم لگے گا۔۔

ہاد کے کہنے سے از لان کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔۔

جسے وہ چھپانے میں ناکام رہا۔۔ ہاد دیکھ چکا تھا۔۔

اب دونوں بیٹھ گئے تھے۔۔ از لان کا غصہ کچھ حد تک کم ہو گیا تھا۔۔

ہاد مسکراہٹ دبا کر بولا۔۔

کھل کر مسکرانے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔۔ نہ ہی میں کوئی ٹیکس لاگو کروں گا۔۔

دونوں ہنس پڑے۔

اب تم صبح ٹائم سے تیار ہو کر ادھر ہونا۔۔ لیٹ ہوئے تو خود ذمے دار ہو گے۔۔ کہہ کر اٹھ  
 گیا۔۔

انداز میں وارننگ شامل تھی۔۔

ہاد پشت دیکھتا رہا اور بولا۔۔

بندہ کوئی دو شکریہ کے بول بول دیتا، حوصلہ افزائی کر دیتا اتنی جلدی کام ختم کرنے کی۔۔ نہیں  
تو بندہ بس اتنا ہی کہہ دیتا کہ مجھے امید تھی۔۔

ازلان جو ہاد کی طرف پشت کر کے کھڑا تھا مسکرایا۔۔

پچھے مڑا۔۔ اور سنجیدگی سے صرف اتنا کہا۔۔

مجھے امید نہیں تھی تم اتنی جلدی کام ختم کر لو گے۔۔ کل نیادے رہا ہوں اس پر غور کرنا اب

۔۔۔

اور ایک بات جس کو کام دیا گیا ہے وہی کرے گا آئندہ مجھے پتہ نہ چلے کہ پروجیکٹ سے متعلق  
رپورٹ تم نے رمیز سے نکلوائی ہے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novel | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

اور دوسری بات کل تم یہاں موجود ہو ٹائم سے۔۔ کہہ کر کیبن سے نکل گیا۔۔

ہاد بس دانت پیستہ رہ گیا۔۔ اور بولا۔۔ ہاد تیرے ہی اکیلے جاسوس نہیں ہے ادھر آج یقین  
ہو گیا۔۔

لیکن ازلان کو پتہ کیسے چلا کہ پروجیکٹ سے متعلق انفارمیشن نکلوانے میں رمیز میرے ساتھ  
تھا۔۔ یہ کس نے بتایا ہے۔۔ سوچتے ہوئے جل بھن کر رہ گیا۔۔ اور کیبن سے نکل گیا۔۔

سب درگزر سے مل کر کام دیکھ کر اپنی کار کی طرف روانہ ہوا۔۔

جیسے ہی پارکنگ ایریا میں آیا۔۔ اپنی گاڑی میں بیٹھا ہی تھا کہ سامنے پڑی ایک چٹ مٹی۔۔

جس پر لکھا ہوا تھا۔

سامنے تعریف کی جائے تو بندہ شوخا بن جاتا ہے۔۔

تھوڑا سا غرور بھی آپ میں جاتا ہے میں نہیں چاہتا کہ مغرور بنو تم۔۔

ہا دچٹ پڑھ کر مسکرا دیا۔۔

اور گاڑی اسٹارٹ کی اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔۔

دونوں کی دوستی ایسی ہی تھی سامنے ایک دوسرے کو جتاتے نہ تھے۔۔ پھر ایک دوسرے کو

خود سے زیادہ جانتے تھے۔۔



Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علی اور شہرام نے کھانا باتیں کرتے ہوئے ہی ختم کیا۔۔

جب سے علی نے بتایا تھا تب سے شہرام کے ہونٹوں سے مسکراہٹ ایک منٹ کے لیے بھی

جدا نہیں ہوئی تھی۔۔

آج وہ کتنے وقت کے بعد کھل کر مسکرایا تھا۔۔

علی نے شہرام کو دیکھتے ہوئے سوچا۔۔

اور اس کے ہمیشہ ایسے ہی خوش رہنے کی دعا کی تھی۔۔

محبوب کا ذکر ہو اور ہم مسکرائے نہ ایسا کب ہوتا ہے۔۔۔

آج ہی تو خبر ملی ہے کہ دیدارِ یار ہوگا، کتنے دن گزر گئے تھے آپ کو دیکھے ہوئے۔۔

شہرام خودی سوچ کے مسکرا دیا۔۔

جب بھی ذکر آتا ہے میرے محبوب کا

انجانی سی خوشی ملتی ہے دل کو

ایک خبر ملتی ہے منجر سے

دیدارِ یار ہوگا، بار بار ہوگا

(ماہم)

لیکن وقت بدلتے دیر نہیں لگتی۔۔ کیا ہمیشہ یہ مسکراہٹ باقی رہنی تھی۔ یہ تو وقت ہی بتائے  
گا۔۔ دور کھڑی قسمت سوچ کر مسکرا دی۔۔

علی نے برتن اٹھائے اور جا کر دھو دیئے۔ پھر آ کر شہرام کے پاس بیٹھ گیا۔۔

شہری۔۔ علی نے آواز دی۔۔

شہرام جو کتاب کھولنے لگا تھا متوجہ ہوا۔۔

ہوں۔۔۔ کہہ کر جواب دیا۔۔

پہلے کافی بنا کر لا پھر بات کرتے ہیں مسکرا کر شہرام کو کہا۔۔

اوہاں۔۔ میں ابھی بنا کر لایا۔۔

پانچ منٹ بعد دونوں کافی کے کپ پکڑ کر ٹیرس پر آگئے۔۔

—ہاں بولو علی۔۔ شہرام متوجہ ہوا

شہری ہماری دوستی کو چار سال ہو چکے ہیں۔۔ اور ہم ایک دوسرے کو بہت اچھے سے جانتے ہیں۔۔

ہاں۔۔ تو۔۔ شہرام حیران ہوا تھا۔۔ ایسی باتیں کیوں کہہ رہے ہو علی۔۔

علی نے تھوڑا خفگی سے کہا۔۔

مجھے آج تک تم نے ایک بات نہیں بتائی کہ تم پچھلے ڈیڑھ سال سے اپنے گھر نہیں جا رہے ہو

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شہرام حیران ہوا۔۔

علی تم سے کس نے کہا۔۔؟

شہری تم جو مرضی مجھ سے چھپالو، جتنا مرضی زبان سے جھوٹ بول لو، لیکن تمہاری آنکھیں

کچھ نہیں چھپاتی۔۔

علی نے غصے سے کہا تھا۔۔

یا تو انہیں بھی اپنا عادی بنا لو کہ تمہاری طرح یہ بھی ہر چیز، ہر دکھ چھپالیا کریں۔۔

یا پھر خود ان کے عادی بن جاؤ۔ ان کی طرح ہی سچ بتا دیا کرو۔۔

علی نے تھوڑا نرمی سے کہا تھا۔۔

علی ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میرا دل نہیں کرتا بس واپس جانے کو۔۔

شہرام نے دورا فق کو دیکھتے ہوئے بولا۔

شہری جھوٹ مت بولو۔۔ علی تھوڑا غصہ ہوا تھا۔

شہری آئی کی کال آئی تھی مجھے آج جب میں یونیورسٹی تھا۔ انہوں نے ہی مجھے بتایا کہ تم

ڈیڑھ سال سے گھر نہیں گئے۔۔

پتا کتنا پریشان ہو رہی تھیں وہ۔۔ کچھ تو خیال کرو ان کا بھی اور مجھے فون کر کے تم اتنی آسانی

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سے جھوٹ بول دیتے تھے۔۔ اور کہتے تھے میں گھر ہوں۔۔

یارا اگر تمہارا دل نہیں کرتا تو مجھے کیوں بھیجتے تھے گاؤں۔۔

تھوڑی سی نرمی آئی تھی۔۔

علی ایسی کوئی بھی بات نہیں ہے۔۔ تب میرا دل نہیں کرتا تھا جانے کو میں نہیں گیا۔۔ تم ٹینشن

نہ لو۔۔

علی اب کوئی اور بات کریں۔۔ پھر اس ٹاپک پر کبھی بات کریں گے۔۔

ٹھیک ہے جیسا تم مناسب سمجھو۔۔

علی نے بات ختم کی تھی وہ جانتا تھا جب شہرام کا دل کرے گا تب ہی وہ اسے وجہ بتائے گا۔۔۔  
دونوں نے کافی مکمل کی۔۔۔

اپنے اپنے بیڈ پر آکر بیٹھ گئے۔۔۔ دونوں میں ہنوز خاموشی تھی۔۔۔

اس خاموشی کو علی نے توڑا۔۔۔

شہری اب کی بار مسکرا کر کہا۔۔۔

شہرام نے سراٹھا کر علی کو دیکھا تو علی مسکرا دیا۔۔۔

اچھا اب ناراضگی چھوڑو میری بات سنو۔۔۔

شہرام اب کی بار بولا۔۔۔ سن رہا ہوں۔۔۔

بولو بھی گے کہ نہیں ورنہ میں سونے لگا۔ شہرام نے مصنوعی غصے سے کہا۔۔۔

علی ہنس پڑا۔۔۔ اچھا سن۔۔۔

اف۔۔۔۔ شہرام نے اکتا کر کہا۔۔۔

سن رہا ہوں لو سنو۔۔۔ علی بولا۔۔۔

!! مجھ سے ناراض مت ہو کر اے دوست

دوستی میں ناراضگی نہیں اچھی



NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تیری ہر بات میرے دل کے قریب ہے  
 تو ہنستا ہے تو لگتا ہے شام بہار ہے  
 تیرا مسکرا نا میرے دل کے قریب ہے  
 تیری ناراضگی مجھ سے سہی نہیں جاتی  
 !! مجھ سے ناراض مت ہو اکراے دوست

(ماہم)

علی جیسے ہی خاموش ہوا۔۔۔ شہرام دل سے مسکرا دیا۔۔۔  
 واہ۔۔۔ شہرام نے داد دی تھی۔۔۔ تم نے کب سے شاعری شروع کی۔۔۔ بس ابھی ابھی علی نے  
 کہا پھر دونوں مسکرا دیئے۔۔۔

دونوں اٹھ کے گلے ملے۔۔۔ شہرام نے دل سے اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔۔۔

اچھا اب بتا صبح کو نسا ڈریس پہنے گا۔۔۔

صبح ہم نے ہی فرنٹ پر ہونا ہے۔۔۔ تو خوبصورت بھی تو دکھنا چاہیے نا۔۔۔

آفٹر آل۔۔۔۔ علی نے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔۔۔

ہم سینئر ہیں۔۔۔۔

خوبصورت لگے گے تو کوئی لڑکی پسند آئے گی۔۔ علی بولا۔۔

ورنہ میں کنوارا ہی رہ جانا ہے لگتا۔۔ شہرام اس کی بات پر مسکرا دیا۔۔

پھر علی شہرام کی طرف دیکھ کر بولا۔۔

تم نہ بھی دکھو گے خوبصورت تو خیر ہے کہہ کر خود ہی مسکرا دیا۔۔

تم تو ویسے ہی بہت خوبصورت ہو۔۔ کوئی بھی آسانی سے پسند کر سکتا ہے۔۔ ایک ہم بیچارے

منہ بنا کر کہا۔۔

اتنی محنت کرنی پڑتی ہے۔۔ شہرام علی کی بات پر کھل کر ہنسا تھا۔۔

علی شہرام کو دیکھ کر مسکرا دیا۔۔ وہ ایسے ہی کوئی نہ کوئی بات کر کے شہرام کو ہنساتا رہتا تھا۔۔

علی نے اپنا ڈریس پسند کیا۔۔ شہرام کا بھی علی نے ہی پسند کیا اور دونوں لیٹ گئے۔۔

رات نے اپنا پہرہ بچھا دیا۔۔

لیکن نیند تو آنکھوں سے دور تھی۔۔ نیند آنی کسے تھی۔۔

اب انتظار تھا تو صرف صبح کا۔۔



عفاف دو پہر کا کھانا کھا کر فریش ہو کر اپنے کمرے میں ہی تب کی بیٹھی ہوئی تھی۔۔ جب ہاد

اندر آیا۔۔

چڑیل کیا کر رہی ہو۔۔۔ دوپہر سے کمرے سے باہر نہیں آئی۔۔

کب سے سب باہر تمہارا کھانے پر انتظار کر رہے ہیں۔۔

عفاف تنک کر بولی۔۔ بندر کو مارنے کی ٹپس دیکھ رہی تھی۔۔ لو تم بھی دیکھو۔۔

خبر ملی ہے اینیمل ایجنسی سے کہ کچھ بندر فرار ہو گئے ہیں۔۔ اپنے گھر کے کھڑکی دروازے

بند کر لیں۔۔ کیوں کہ وہ ہر کسی کے گھر خصوصاً لوگوں کے کمروں میں دندناتے پھر رہے

ہیں۔۔

بس یہی دیکھ رہی تھی۔۔ اس لیے کمرے سے نہیں نکلی معصومیت سے کہا گیا۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
ہاد کا فلک شگاف قہقہہ بلند ہوا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوو مطلب۔۔۔ اب چڑیلوں کی بھی یہ نوبت آگئی کہ بندروں سے ڈرتی پھر رہیں ہیں۔۔

ہاد کا ہنس ہنس کے لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔۔

یہاں تک بات آگئی کہ اب ایک چڑیل ٹپس دیکھتی پھر رہی ہے۔۔

ہاد کا ہنس ہنس کے برا حال ہو رہا تھا۔۔

تبھی عفاف نے زور سے تکیہ ہاد کی کمر پر مارا۔۔

اور بولی۔۔۔ جاؤ بندر سر نہ کھاؤ۔۔

آگے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔۔ اور اوپر سے تم میرا سر کھانے لگ گئے ہو۔۔

شاید میں مدد کر سکوں۔۔ مجھے بتاؤ۔۔ ہاد نے اب پیار سے کہا تھا۔۔ کیوں کہ عفاف واقعی ہی پریشان لگ رہی تھی۔۔

اب اسے اور پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

نہیں تم رہنے دو۔۔ میں خود ہی کر لوں گی۔۔

عفاف نے بھی نرمی سے جواب دیا۔۔

تبھی رامین اندر آئی۔۔ عافی آ جاؤ یار۔۔

سب تمہارا کھانے پر انتظار کر رہے ہیں۔۔ خود ہی تو کہتی ہو کھانے کو انتظار نہیں کرواتے کہہ کر مسکرا دی۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں چلو۔۔ اب تینوں باہر ڈائننگ ٹیبل پر آ چکے تھے۔۔

جہاں آج پورے مراد ہاؤس کے افراد موجود تھے سوائے شمینہ بیگم اور ان کے بچوں کے۔۔

سب نے کھانا شروع کیا تو سب سے پہلے فرقان صاحب بولے۔۔

کل ہم گاؤں جا رہے ہیں۔۔ ایک کیس کا فیصلہ کرنا ہے اس کی پنچائت ہے۔۔

کون جانا چاہتا ہے؟؟ سب بیٹھے افراد کو سانپ سو نگھ گیا۔۔

بالآخر بینہ بیگم ہمت جمع کر کے بولیں۔۔

فرقان صاحب آپ لوگوں کو یہ ذمہ داری دی گئی ہے۔۔ آپ لوگ خوشی خوشی نبھائیں۔۔

لیکن ہم سے کوئی بھی نہیں جائے گا۔ وہاں جہاں سے ہر رشتہ ہم چھوڑ کر آگئے بڑھ گئے ہیں۔۔۔  
دوبارہ میں اپنے بچوں کو اس کھائی میں دھکیلنا نہیں چاہتی۔۔۔ جہاں صرف اور صرف رسوائی  
ہے۔۔۔

عفاف جو بمشکل نوالہ منہ میں ڈال رہی تھی۔۔۔

آنسو تھے جو چھلکنے کو تیار تھے۔۔۔ ضبط کرتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ تو فرقان صاحب دوبارہ  
بولے۔۔۔ عفاف بیٹھ جاؤ۔۔۔

عفاف دوبارہ سے ناچاہتے ہوئے بھی بیٹھ گئی۔۔۔

کھانا تو اب کسی کے حلق سے نیچے نہیں جا رہا تھا۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فرقان صاحب بولے۔۔۔ عفاف بیٹا وقت کے ساتھ جینا سیکھیں۔۔۔

وقت کے ساتھ ہی جینا پڑتا ہے بیٹا۔۔۔

وقت بہت بڑا امر ہم ہے۔۔۔ وقت ہی تو ہے جو ہر ایک کو ماضی بنا دیتا ہے۔۔۔ وقت ہی ہمیں  
سکھاتا ہے کہ جو ماضی تھا۔۔۔ وہ گزر گیا۔۔۔ جو ہونا تھا، ہو گیا۔۔۔ اب حال ہے اس میں رہے، اس  
سے سیکھیں۔۔۔ ایک سبق سیکھا جاتا ہے ہمیں۔۔۔

مضبوط بنا جاتا ہے کہ ہمیں لڑنا کیسے ہے۔۔۔ گزر اوقت کسی نہ کسی صورت میں واپس بھی آتا ہے  
لیکن ہمیں ہمت اور مضبوطی سے کام لینا پڑتا ہے۔۔۔ اس لیے مضبوط بن کر رہنا سیکھیں۔

فرقان صاحب نے بات ختم کی اور دوبارہ کھانے کی طرف متوجہ کروایا۔۔

اب فرحان صاحب بولے تھے۔۔ بر خوردار۔۔

باد جو ہنوز سنجیدگی سے جھکا ہوا تھا۔۔

جھٹکے سے سراٹھایا۔۔ اور بولا۔۔ جی

تم کب سے فیکٹری آرہے ہو۔۔؟؟

بابا میں ابھی بزنس آفس جوائن کرنا چاہتا ہوں۔۔ فیکٹری میں ابھی نہیں آنا چاہتا۔۔ تابعداری

سے جواب دیا۔۔

ٹھیک ہے جو دل کرتا ہے کرو لیکن جلدی کتنے دن ہو گئے ہیں تمہیں آئے ہوئے۔۔

اور ابھی تک تمہیں کوئی نوکری نہیں ملی۔۔ فرحان صاحب نے کہا۔۔

جی بابا ڈھونڈ رہا ہوں۔۔ جلد مل جائے گی انشاء اللہ۔۔

ہمم۔۔ کہہ کر کھانے کی طرف متوجہ ہو گئے۔۔

کھانا کھانے کے بعد سب اپنے اپنے کمروں کی طرف چل دیئے۔۔

عفاف بھی اپنے کمرے میں آکر لیٹ گئی۔۔

ابھی وہ کچھ سوچنا نہیں چاہتی تھی۔۔ سونے ہی لگی تھی کہ تبھی موبائل فون بج اٹھا۔۔

ازلان جب سے آیا تھا کمرے میں ہی تھا۔۔

ہاد نے جو فائل دی تھی اسے پڑھنے میں مصروف تھا کہ دروازہ ناک ہوا۔

ایمن اندر آئی۔۔ بھيو۔۔ آپ کی کافی۔۔

ہاں رکھ دو یہاں۔۔ کہہ کر دوبارہ فائل کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔

بھيو۔۔ ایمن نے پیار سے کہا۔۔

جی گڑیا۔۔ ازلان متوجہ ہوا۔۔

بھيو آپ ہمارے ساتھ بیٹھ کر مل کر کھانا کیوں نہیں کھاتے۔۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے گڑیا۔۔ میں بزی ہوتا ہوں تو ٹائم نہیں ملتا اس وجہ سے مسکرا کر کہا۔۔

بھيو آپ ڈیڈ سے بات کیوں نہیں کرتے۔۔؟ ایک اور سوال کیا گیا۔۔

چلو گڑیا اٹھو شام بہت ٹائم ہو گیا ہے آپ سو جاؤ اب جا کر۔۔

جی بھيو۔۔ کہہ کر ایمن اٹھ گئی۔۔

ایمن کے جاتے ہی ازلان نے سر صوفے سے ٹکا دیا۔۔

وہ چاہ کر بھی ایمن پر غصہ نہیں کر پاتا تھا۔۔

ابھی آنکھیں موندیں کچھ دیر ہی ہوئی تھی کہ وہی کالی آنکھوں کا عکس سامنے آیا۔۔

ہونٹوں پر مسکراہٹ خود بہ خود در آئی۔۔

گال کا ڈمپل نمایاں ہوا۔۔

ازلان ایسے ہی سر ٹکائے عکس سے مخاطب ہوا۔۔

اپسرا۔۔۔ بس کچھ دن اور پھر جلد ہی ملیں گے۔۔

کہہ کر مسکراہٹ گہری ہو گئی۔۔

کیا پتہ تھا کہ وقت قبولیت کا تھا۔۔ زبان سے نکالے گئے الفاظ کی ادا ینگئی ہو گئی تھی۔

الفاظ کی ادا ینگئی پر کن، دلی خواہش پر پس آئین کہہ دیا گیا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں جب بھی مانگوں دعا

وہ ہوتا ہے وقت قبولیت کا

میری ہوتی ہیں پوری خواہشات

تیرے ایک کن کی صدا سے

(ماہم)

ایمن نے کمرے میں جا کر عفاف کو کال ملائی۔۔

پہلی ہی بیل پر کال اٹھالی گئی تھی۔۔

کیسی ہو عافی؟

میں ٹھیک عفاف نے جواب دیا۔۔۔ تم بتاؤ؟؟

ایمن نے بھی خوش ہو کر جواب دیا میں بالکل فٹ۔۔

جیسی صبح تھی۔۔ اور اب تو اور بھی فٹ ہوں کیوں کہ کل بہت مزہ آئے گا کافی دیر بعد کوئی

ایسی گیٹ ٹو گیدھر ہے جس میں سینئرز بھی ہو گے اور ہم بھی۔۔

ویسے بھی جتنے فنکشنز ہوئے ہیں ہم تو کبھی گئے ہی نہیں۔۔ اب اس لیے زیادہ ایکساٹڈ ہوں۔۔

عافی نے ایک لفظی جواب دیا تھا۔۔ ہاں۔۔

عافی اسپینچ کی تیاری کیسی ہے؟ ایمن نے خودی سر پر ہاتھ مارا۔۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں بھی پاگل۔۔۔ کیا پوچھ رہی ہوں۔۔

پہلے یہ بتاؤ کوئی ٹاپک سلیکٹ کیا۔۔؟؟

سب سے اہم پوائنٹ۔۔۔ دونوں ہنس پڑیں۔۔

واقعی میں زندگی میں دوستی کسی بھی نعمت سے کم نہیں۔۔

دوست وہی اچھا جو دکھ، درد میں ساتھ ہو۔۔ آپ کے چہرے پر خوشی لانا جانتا ہو۔۔

عفاف بولی نہیں یار۔۔ کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔

میں کیا بولوں گی؟؟ کیسے بولوں گی؟

اتنے سب لوگ ہو گے۔۔ ایسی تم نے نہ مجھے پھنسا دیا ہے۔۔

ایمن کھلکھلا کر ہنس پڑی۔۔

بس بس تم کر لو گی مجھے یقین ہے۔۔ ریلیکس رہو۔۔ سو جاؤ اب۔۔

صبح ٹائم سے پہنچنا ہے۔۔ یہ تنبیہ کرنا نہیں بھولی تھی۔۔

او کے خدا حافظ کہہ کر کال کاٹ دی۔۔

چاند کی چاندنی ہر سوں پھیل چکی تھی۔۔ رات کا اندھیرا گہرا ہو رہا تھا۔۔

کسی کی زندگی میں کل کے بعد یہ اندھیرا ختم ہونے جا رہا تھا۔۔ کسی زندگی میں یہ روشنی کی نوید دے رہا تھا تو کسی کی زندگی میں مستقل اندھیرے کی نوید سنائی جا رہی تھی۔۔

کسی کی آنکھوں میں نیند کو سوں دور تھی۔۔ اور کوئی نیند کی وادیوں میں جا کر حسین صبح کا منتظر تھا۔۔



صبح کا سورج ایک نئی کرن لے کر طلوع ہوا۔۔ ہر طرف گہما گہمی کا عالم تھا۔۔ کوئی تیاریاں کرنے کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ بھاگ رہا تھا۔۔

کوئی ایک دوسرے کو فون کر کے اٹھا رہا تھا۔۔ عجب افراتفری تھی۔۔

آپی اٹھو۔۔ آپ کا آج فنکشن ہے۔۔ آپ نے ٹائم سے پہنچنا تھا شاید۔۔

اٹھ جاؤ یار۔۔

تبھی فون کال رنگ ہوئی تھی۔۔

سوئے ہوئے ہی کال رسیو کیا گیا۔۔

نیند میں خمار زدہ آواز سے ہیلو۔۔ کہا۔۔

فون کے دوسری سائیڈ سے کچھ کہا گیا۔۔ عفاف کی نیند ایک دم سے اڑی۔۔

اچھل کر بیڈ سے چھلانگ لگائی۔۔ اور فون کان کو ہی لگایا ہوا تھا کہا۔۔

اف۔۔ ایبی یارا اتنی جلدی۔ تھوڑا سا ویٹ تو کر لیتی یار۔۔

ابھی ٹائم کتنا ہی ہوا ہے۔۔ دوسری سائیڈ سے پھر کچھ کہا گیا۔۔

عفاف ہتھیار ڈالتے ہوئے بولی۔۔ اچھا۔ میں بس پانچ منٹ میں تیار ہونے لگی۔۔

کہہ کر ہاتھ روم میں دوڑ لگائی فوراً سے ہاتھ لے کر نکلی۔۔

بالوں کو جوڑا سٹائل میں باندھا۔۔ اپنے سوٹ کے ساتھ کاہم رنگ سکارف لیا۔۔ اس کا

حجاب کیا۔۔

آنکھوں پر مسکار اور کاجل کے ساتھ ساتھ آج لائزر بھی لگایا۔

ہلکا سامیک اپ کیا۔۔ لپ سٹک کی بجائے لپ گلو ز ہونٹوں پر لگایا جو اس کے گلابی ہونٹوں کو اور پرکشش بنا رہا تھا۔۔

تیار ہو کر باہر آئی تو سب سے پہلے ربینہ بیگم نے ماشا اللہ کہا۔۔

اس نے بلیک کرتی گھٹنوں سے اوپر آتی ہوئی۔۔ جس کے اوپر شیشے کا کام ہوا تھا پہنی ساتھ میں بلیک جینز۔۔

اس کی گوری رنگت کو یہ رنگ اور نکھار گیا۔۔

لاؤنج میں آئی تو سب ٹیبل پر ناشتے کے لیے انتظار کر رہے تھے۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جلدی سے دو بریڈ کے سلائس اٹھائے اور خدا حافظ بول کر اپنا پرس اٹھا کر بھاگ گئی۔۔

ربینہ بیگم آواز دیتی رہ گئی۔۔ لیکن وہ جاچکی تھی۔۔

گھر سے باہر نکلی تھی کہ ایمن جو کب سے عفاف کا انتظار کر رہی تھی۔۔

آتے ہی چڑھ دوڑی ٹائم دیکھو تم ذرا۔۔۔ کب کا فون کیا ہوا ہے۔۔۔؟

اور میڈم اب آرہی ہیں۔۔۔

اچھا نہ بس کرو۔۔ صبح شروع نہ ہو۔۔۔ پھر بھی ٹائم سے آئی ہوں۔۔ مسکرا کر کہا۔

بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔ عفاف نے ایمن کی طرف سر سے پاؤں تک دیکھ کر کہا۔۔

جس نے گول گھیرے دارفراک کے ساتھ بلیو جینز پہنے ہوئے تھی۔  
آنکھوں پر کاجل لگایا۔ اور آنکھوں پر گول گول چشمہ لگائے ہوئے بہت معصوم اور پیاری لگ  
رہی تھی۔۔۔

ہلکے سے میک اپ اور لپ سٹک نے دونوں کو اور خوبصورت بنایا ہوا تھا۔  
ایمن مسکرا دی۔۔ تم بھی بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔

دونوں ہنس پڑیں۔۔ اب چلیں۔۔ دونوں گاڑی میں بیٹھیں اور گاڑی منزل کی طرف روانہ ہو  
گئی

شہرام جو کب سے علی کو اٹھارہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علی اٹھویا۔۔ ابھی جا کر اریج مینٹس بھی دیکھنی ہے۔۔۔

کیا شہری سونے بھی نہیں دیتا۔

آنکھیں مسلتے ہوئے علی نے کہا۔۔

علی نے جیسے ہی آنکھیں کھولی سامنے شہرام کو تیار کھڑے دیکھ کر زبان سے خود بہ خود ماشا اللہ  
نکلا۔۔

علی بیڈ سے فوراً سے اتر اٹھا۔۔

شہری یہ تم ہی ہو۔۔۔؟ حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔۔

شہرام نے وائٹ شرٹ کے ساتھ بلیک پینٹ پہنے بھرپور وجاہت کے ساتھ سامنے کھڑا تھا۔  
چہرے پر ہلکی ہلکی بیرڈ۔۔ براؤن آنکھیں جن میں آج الگ سی چمک تھی۔۔ گورارنگ۔۔  
وہ بلا کی خصوصیت کا حامل شخص تھا۔۔

کوئی لڑکی بھی آسانی سے فدا ہو سکتی تھی۔۔ علی ایسے ہی نہیں کہتا تھا۔۔

شہرام مسکرا دیا۔۔ میں ہی ہوں۔۔ جاؤ جا کر تیار ہو اب۔۔ بہت لیٹ ہو گئے ہیں۔۔  
جیسے ہی ایمن اور عفاف یونیورسٹی پہنچی۔۔

اندر ہال کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔۔ ہر طرف شور و غل تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews  
گہما گہمی عروج پر تھی۔۔

تبھی عفاف کے کلاس کے کچھ سٹوڈنٹس آئے جو سب سے ملے اور

پھر عفاف کو بیسٹ آف لک بول کر گئے۔۔ عفاف بھی جو اب مسکرائی اور تھینکیو بولا۔۔

ہال کو بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔۔ اسٹیج کو تھوڑا اونچا بنایا گیا تاکہ آسانی سے دیکھا جاسکے۔

اسی دوران شہرام اور علی بھی ہال میں داخل ہوئے۔

سب سے ملے تب تک سرطاہر جو کہ ایونٹ آرگنائزر تھے۔۔

انہوں نے شہرام کو بلایا اور آج کی ان سٹوڈنٹس کی لسٹ تھمادیں۔۔ جنہوں نے اسپینج کرنی تھی۔۔ کیوں کہ کمپیئرینگ کی ذمہ داری شہرام کو ملی تھی۔۔

اور ساتھ ساتھ گیسٹ کورسیو کرنے کی ذمہ داری شہرام اور ایک اس کے کلاس فیلو کو ملی تھی۔۔

اور علی کو سارے انتظامات دیکھنے کی ذمہ داری ملی تھی۔۔

شہرام کی نظریں اب کسی کو ڈھونڈنے کے تعاقب میں تھی۔۔ اندر سے ایک آواز آئی تھی۔۔ ابھی نہیں آئی وہ۔۔۔ جسے تلاش کر رہے ہو۔

دل سے آواز آئی تھی، نہیں۔۔۔ وہ یہی ہیں۔۔ ڈھونڈو گے تو نظر آئے گی۔۔  
 شہرام کبھی دل کی سنتا، کبھی دماغ کی۔۔۔

بے چینی تھی کہ بڑھتی جا رہی تھی۔۔

کیا وہ نہیں آئے گیں۔۔۔؟؟

نہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے انہوں نے تو پارٹیسپیٹ بھی کیا ہے۔۔۔

پھر آواز آئی تھی تو کیا ہوا۔۔؟؟ یہ تو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔۔

جسے تم جواز بنا کر پیش کر رہے ہو۔۔

پھر سے سوچا۔۔ تو اس کا مطلب وہ نہیں آئیں آج۔۔۔

ایک ہی سوال ذہن میں آ رہا تھا جو سب پر حاوی تھا۔۔

دل ایک دم اداس ہوا تھا۔۔

کہ اچانک سے کسی کے ہنسنے کی آواز کان میں پڑی۔۔

دل میں خوشی کی کونپل پھوٹی۔۔

مر جھایا چہرہ کھل اٹھا۔۔

اس ہنسی کو تو وہ لاکھوں میں بھی پہچان سکتا تھا۔

یہی تو وہ ہنسی تھی جو اس کے دل میں ہل چل مچا کر گئی تھی۔۔

دل کی تاروں کو چھیڑ کر گئی تھی۔۔

تبھی شہرام پیچھے مڑا تو عفاف کسی بات پر کھلکھلا کر ہنس رہی تھی۔۔

شہرام نے دل میں اس کے ہمیشہ یوں ہی خوش رہنے کی دعا کی تھی۔۔

شہرام کی نظر جب عفاف پر پڑی تو فوراً سے نظریں جھکالیں۔۔

ایک ان کے چہرے کی مسکراہٹ پر

ہم دل ہار بیٹھے ہیں، جان وار بیٹھے ہیں

(ماہم)



نقاب میں ہونے کے باوجود وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔

اور وہاں سے چل کے اسٹیج کی طرف بڑھ گیا۔۔

مائیک سے السلام علیکم کی آواز گونجی تھی۔۔

سب کو اس فنکشن میں ویلکم کیا گیا۔۔

سب کو تھینکیو بولا گیا۔۔ کہ وہ اپنا قیمتی وقت نکال کر یہاں ہم سب میں موجود ہیں۔۔

سر طاہر نے اپنا انٹرو۔۔ دینے کے بعد مائیک کی ذمہ داری شہرام کو دی تھی۔۔

یہ ہیں ہماری یونیورسٹی کے ہونہار طالب علم شہرام۔۔ کہہ کر مائیک شہرام کو دے دیا۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

فنکشن کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔۔

ایک سٹوڈنٹ نے نہایت ہی خوبصورت آواز میں سورہ رحمن کی چند آیات تلاوت

فرمائیں۔۔۔

پس! تم اپنے رب کی کون کون سی کو جھٹلاؤ گے۔۔

اس آیت پر ہر آنکھ اشک بار ہوئی تھی۔۔

کیوں کہ سچ میں ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔۔ جسے ہم اپنا کہہ سکیں۔۔

ہر چیز رب تعالیٰ کی عطا کردہ ہے وہ جب چاہے لے لے۔۔

وہ جب چاہے دے دے۔۔ اس کی رحمتوں، نعمتوں کا شمار نہیں۔۔

وہ کن فرماتا ہے، فیکون پس وہ ہو جاتا ہے۔۔

سب اس خوبصورت تلاوت کے سحر سے آزاد تب ہوئے جب ہال میں چیف گیسٹ کی آمد کا شور اٹھا۔۔

تبھی عفاف جو وہاں سے نکل کر اسٹیج کی طرف جانے ہی لگی تھی کہ وہاں سے گزرتے ہوئے ازلان کے ساتھ اس کا زوردار تصادم ہوا۔۔

مقابلہ پر تو کوئی اثر نہیں ہوا۔۔ لیکن عفاف کو دن میں تارے نظر آگئے۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس سے پہلے کہ ازلان کچھ کہتا۔۔ عفاف نے نظریں اٹھائیں تھیں۔۔

دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر حیران ہوئے تھے۔۔

کیا دعائیں ایسے بھی قبول ہوتی ہیں ازلان کو آج پتہ چلا تھا۔۔

جب سے ملی تھیں نظریں دونوں کی

طوفان سا مچا گئیں دل میں

وہ نظریں اٹھانا بھول گئے

ہم پلکیں جھپکانا بھول گئے

(ماہم)

ہال میں خاموش فضا کا راج تھا۔۔ ہر طرف سناٹا ہی سناٹا تھا۔۔ پورے ہال میں اتنی خاموشی تھی کہ صرف تلاوت قرآن پاک اور تلاوت کرنے والے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ اس آواز میں اتنا سحر تھا کہ کوئی بھی اس سحر سے آزاد نہیں ہونا چاہتا تھا۔۔ سحر سے آزاد تب ہوئے جب ہال میں چیف گیسٹ کی آمد کا شور اٹھا۔۔

تبھی عفاف جو ایمن کو بلانے کے لیے ابھی مڑی ہی تھی۔ اس کا کسی کے ساتھ زوردار تصادم ہوا۔۔

عفاف کی چیخ نکلتے نکلتے بچی۔ تصادم کے بعد عفاف کی نظریں اٹھی۔۔ وہیں نیلی آنکھیں ان کا لی آنکھوں سے ٹکرائیں۔۔ دونوں کی آنکھیں بے یقینی سے کھلی تھیں۔۔

ایک کی آنکھوں میں بے یقینی کے ساتھ ساتھ آنکھوں میں چمک آئی۔۔ اور دوسرے کی آنکھوں میں حیرت ہی حیرت تھی۔۔

وہ کیسے بھول سکتا تھا ان آنکھوں کو۔۔۔

ازلان کو لگا اس کی دنیا وہیں رک گئی۔۔ وقت تھم سا گیا۔۔ دھڑکنوں کا شور ایک دم تیز ہوا۔۔ دل کے کام کرنے کی رفتار میں یکدم اضافہ ہوا۔۔ جو دل ان دنوں کے بعد ایسا لگ رہا تھا۔۔ کہیں رک سا گیا ہے وہ آج تیز رفتار سے دھڑک رہا تھا۔۔

وہ آج پھر سے اس سحر میں جکڑا گیا جس سے نکلنا اس کے لیے ناممکن ہو گیا تھا۔۔

جس سحر نے اس کی راتوں کی نینداڑادی تھی۔۔

وہ کالی آنکھوں کے عکس کی بجائے آج وہ خود سامنے تھی۔۔

جس کو تلاش کرنے کے لیے وہ دو دن سے کوششوں میں تھا۔۔ وہ آج اس کے سامنے تھی۔۔

قسمت ایسے بھی دعائیں قبول کرتی ہے۔ از لان کو آج یقین آیا تھا۔۔

اپسرا۔۔۔

اتنی آہستہ آواز میں کہا کہ صرف لبوں ہی کی جنبش ہوئی۔۔

کوئی الفاظ پر غور کرتا تو پتا چلتا کیا کہا گیا ہے۔۔ جہاں از لان اپنی قسمت میں ایسے ملنے پر حیران تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہیں عفاف کے بھی تاثرات کم نہیں تھے۔۔ عفاف پر تو مانو حیرت کے پہاڑ ٹوٹے تھے۔۔ وہ

اس شخص کو دیکھ رہی تھی جس کے ساتھ ایک رات اس کا ٹکراؤ ہوا تھا۔۔۔

اور عفاف کے دل کی دھڑکن معمول سے ہٹ کر یک دم تیز ہوئی۔۔ عفاف کی نظریں ابھی

بھی ان نیلی آنکھوں کو بے یقینی اور حیرت سے دیکھ رہی تھیں۔۔

عفاف کو تو یقین ہی نہیں آیا۔ جسے وہ معمولی سا سمجھ رہی تھی۔۔ وہ ہی آج ان کے فنکشن کا

چیف گیسٹ تھا۔۔

از لان، عفاف کے نقاب میں ہونے کے باوجود اس کے تاثرات دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا۔۔ جسے  
بروقت چھپالیا گیا۔۔

عفاف فوراً ہوش میں آئی تھی۔۔ تیزی سے ایک سیوز کرتی سائیڈ سے نکلی۔۔ از لان کے  
چہرے پر جہاں کچھ دیر پہلے سنجیدہ تاثرات تھے۔۔ اب اس کی جگہ ہلکی سی مسکراہٹ نے لے  
لی تھی۔۔۔

از لان ابھی ابھی اسی جگہ کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔ جہاں سے ابھی اس کی دنیا گزری تھی۔۔  
تبھی آواز آئی۔۔۔ سر آئیں اس طرف۔۔

گو گلز آنکھوں پر چڑھائے اور آگے بڑھ گیا۔۔ عفاف جو بوکھلاہٹ کا شکار تھی۔۔۔ چلتے چلتے  
لابیریری کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ راستے میں کہیں بھی نہیں رکی تھی۔۔۔ لابیریری پہنچ کر لمبے  
لمبے سانس لیے۔۔۔

یہ۔۔۔ یہ ہمارے آج کے چیف گیسٹ ہیں۔۔

تھوڑا ریلیکس ہونے کی کوشش کی۔۔ تو کیا ہوا؟

چیف گیسٹ تو کوئی بھی ہو سکتا اس میں کونسا کوئی بڑی بات ہے۔ خود کو ناکام تسلی دینے کی  
کوشش کی گئی۔۔

مجھے کیا ہوا تھا؟؟؟ اف۔۔

خود ہی سوچ کر اپنی سوچ کو جھٹک دیا۔۔۔ از لان کو سب سے فرنٹ پر بٹھایا گیا۔۔۔ از لان کی آنکھیں ابھی اسے ڈھونڈنے میں مصروف تھیں۔۔۔

آنکھوں پر گوگلز لگانے کی وجہ سے کوئی بھی اس بات کو محسوس نہیں کر پایا تھا۔۔۔ از لان کے چہرے پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا ہوا تھا۔۔۔

تبھی از لان نے فون کال ملایا۔۔۔

کدھر ہو؟؟؟

دبے دبے غصے سے کہا۔۔۔

ہاد نے کال ریسیو کی۔۔۔ ایک منٹ میری بات تو سن لو۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں نے صرف یہ پوچھا کدھر ہو؟؟؟

ازی راستے میں ٹریفک بہت زیادہ ہے۔۔۔ تھوڑا سا لیٹ ہو گیا۔۔۔ بس تھوڑی دیر تک پہنچ جاؤں گا۔۔۔

ہمم۔۔۔ جلدی آؤ۔۔۔ کہہ کر فون کاٹ دیا۔۔۔

ایمن جو سرطاہر کے آفس میں ان سے عفاف کی ٹرن کے بارے میں پوچھنے گئی تھی۔۔۔ واپس اپنی سیٹ پر آئی۔۔۔ جہاں وہ عفاف کو بٹھا کر گئی تھی آکر دیکھا۔۔۔ تو عفاف موجود نہیں تھی۔۔۔ از لان کو ابھی تک ایمن نے نہیں دیکھا تھا۔۔۔

کیوں کہ وہ دونوں گیسٹ کی سیٹ سے بہت پیچھے بیٹھی ہوئی تھیں۔۔

اور ابھی ایمن نے دھیان بھی نہیں دیا تھا۔۔

کون چیف گیسٹ ہے؟

اسے ابھی اس سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ اس سروکار تھا تو بس عفاف کا جس کی ٹرن تھوڑی دیر تک آنے والی تھی۔۔

اس لئے اس نے ابھی دھیان ہی نہیں دیا تھا۔۔

اس سے پہلے دھیان دے پاتی وہ عفاف کو ڈھونڈنے چلی گئی۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علی سب انتظامات دیکھ رہا تھا۔ جب شہرام نے اسے آواز دی۔۔

ہاں! شہری بولو۔۔ جلدی جلدی میں بولا گیا۔۔

علی ایک کام کرو گے۔۔ بس۔۔

ہمم۔۔ جلدی بتا۔۔ الجھن میں کہا گیا۔۔

علی جیسے ہی ٹرن آئے تو پلینز کسی کو بھی ہوٹنگ مت کرنے دینا۔ تمہیں پتہ تو ہے سب کا جو

مرضی آجائے اسٹیج پر لیکن ہوٹنگ سب نے کرنی ہوتی ہے ایک دفعہ۔۔

بس اس بات کا دھیان رکھنا۔۔

علی نے الجھن بھری نظروں سے شہرام کی طرف دیکھا۔۔

کس کی ٹرن کی بات کر رہے ہو؟

شہرام نے حیرانی سے دیکھا۔ تمہیں نہیں پتا میں کس کی ٹرن کی بات کر رہا ہوں۔۔

علی کا ذہن الجھا ہوا تھا کیوں کہ کام بہت پڑے ہوئے تھے ابھی اور اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔

شہرام کس کی بات کر رہا ہے۔۔۔

اچانک سے ذہن میں جھماکا ہوا۔۔

جھٹکے سے چہرہ موڑ کر شہرام کی طرف دیکھا جواب سر جھکائے کھڑا تھا۔۔

اس کی طرف دیکھا اور صرف اچھا کہہ کر اسٹیج کی سیڑھیوں سے نیچے اتر گیا۔۔ شہرام بس اس کی پشت دیکھتا رہا۔۔۔

ازلان نے کئی بار ہاد کو کال ملائی تھی۔۔ ہر بار ایک ہی جواب آتا۔۔۔

بس پہنچنے لگا۔۔

بس ٹریفک ختم ہونے والی۔۔۔

ازلان نے غصے سے فون ہی بند کر دیا۔۔ اس کی خبر تو میں واپسی پر لوں گا کہہ کر دو بارہ سے اپنی

نظروں کو ایک دفعہ پورے ہال میں گھمایا تھا۔۔

ہاں۔۔۔ ہاں! جلدی کرو بس۔۔

دیر نہیں ہونی چاہیے۔۔۔ یہ سارا سامان پیک کر دو۔۔۔

لڑکے جاچکے ہیں کیا؟؟؟ کال کر کے پوچھا گیا۔۔۔

دوسری طرف سے کچھ کہا گیا۔۔۔

تبھی تہقہہ لگایا اور شاباش کہہ کر داد دی گئی۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔ میں فون رکھتا ہوں۔۔۔

ڈیڈ کو بھی تو اطلاع دے دی جائے۔۔۔ تہقہہ لگا کر کہا گیا۔۔۔

!!! السلام علیکم ڈیڈ

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Arts|Books|Beauty|Interviews

جیسا ہم چاہتے ہیں کام بالکل ویسا ہی ہو رہا ہے۔۔۔

یہ از لان شاہ نامی کوئی بھی شخص کچھ نہیں بگاڑ سکتا ہمارا۔۔۔

آپ بے فکر رہیں۔۔۔ اب آپ آرام کریں۔۔۔

دوسروں کو بے آرام کرنے کا وقت آ گیا ہے۔۔۔ کہہ کر ایک گلاس شربت کا منہ کو لگایا۔۔۔

میں ابھی ایک بہت اہم کام پر جا رہا ہوں ملتے ہیں واپسی پر کہہ کر فون کاٹ دیا۔۔۔

دوسرا گلاس پکڑ کر اس کا غور سے معائنہ کیا۔۔۔

اور کہا۔۔۔ آ رہا ہوں میں۔۔۔ کہہ کر گلاس کو نیچے پٹنچ دیا۔۔۔



ایمن، عفاف کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے لائبریری کے پاس پہنچ گئی۔۔۔

جولا لبریری کی سیڑھیوں کے درمیان میں ہی بیٹھی ہوئی کسی گہری سوچ میں تھی۔۔۔

ایمن نے آکر عفاف کا کندھا ہلایا۔۔۔

عافی۔۔۔ تم یہاں ہو۔۔۔ اور میں تمہیں وہاں ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔

چلو اٹھو۔۔۔

تمہاری ٹرن آنے والی ہے۔۔۔ جلدی چلیں۔۔۔

ایمی دل نہیں کر رہا پار۔۔۔  
NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں نے تو کوئی ٹاپک بھی سلیکٹ نہیں کیا کہ میں اس پر بول دوں۔۔۔ تھکے ہوئے لہجے میں

کہا۔۔۔

عافی میں نے تمہیں ایک لگانی ہے۔۔۔ یہ کونسا کوئی امتحان ہے جس میں کامیابی تمہارے لئے

لازمی جُز ہے کہ جیتنا ہی جیتنا بس۔۔۔

چپ کر کے اٹھو۔۔۔ اور جو دل کرے بول دینا کھلی چھٹی۔۔۔

میری طرف سے اجازت۔۔۔

ایمن کی بات پر عفاف مسکرائے بنا نہ رہ سکی۔۔۔

عفاف اسے کیا بتاتی وہ تو گھبرار ہی تھی وہاں جانے سے۔۔ ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ ایمن پھر سے بولی۔

اچھا اب ایک اور بات دھیان سے سنو۔۔۔

عفاف بولی۔۔ ہم بولو۔

پھر ایمن نے بولنا شروع کیا۔۔۔

ہم نے جو کام کرنے کا سوچ رکھا ہونا تو پھر پیچھے بالکل نہیں ہٹنا چاہیے۔۔۔

ہمیں ہر وہ قدم جو ہماری منزل کی طرف جائے مضبوطی سے رکھنا چاہیے۔۔ کیوں کہ جیسے ہی

ہمارے قدم لڑکھڑائیں گے۔۔ وہیں اس دنیا کے ظالم لوگ جو اسی تاک میں ہوتے ہیں۔۔

تجھی ان کے قدم فوراً اٹھ جاتے ہیں۔۔ اور ان کے بڑھتے قدموں کو ہم نازک مزاج کبھی بھی

نہیں روک سکتے۔۔

ایمن نے ایک لمبی سانس لی۔۔۔

عفاف یک ٹک ایمن کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔

اسی لیے ہمیں مضبوط بننا پڑتا ہے۔۔ معاشرے کو مضبوط بن کے دکھانا پڑتا ہے۔۔ ہم کسی سے

بھی کم نہیں۔۔ ہم آگے بڑھنا جانتے ہیں۔۔ یہ تم سے بہتر کون جانتا ہے۔۔

ایمن نے عفاف کی طرف دیکھا۔۔۔۔

جو آج اتنی مضبوط بن گئی کہ اب مجھ سے باتیں بھی چھپاتی ہے۔۔۔ ایمن اب تھوڑا سنجیدہ تھی

--

عفاف نے آنکھیں گھما کر ایمن کی طرف دیکھا۔۔

تبھی مائیک سے آواز گونجی تھی۔۔۔

آواز کا سحر ٹوٹا تھا۔۔۔ ہلکے سے دونوں کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔

چلو چلتے ہیں کہہ کر دونوں اٹھ کھڑی ہوئیں۔۔

جہاں قسمت ان دونوں کی نئی راہ کی طرف چلنے پر مسکرا رہی تھی۔۔

دوستی نام ہے اس احساس کا  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جسے سمجھا جائے، پہچانا جائے

جسے اپنے رنگ میں رنگا جائے

جسے احساس کا رشتہ سونپا جائے

(ماہم)

عفاف بیک اسٹیج پر جا کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔

کیوں کہ سرطاہر نے انہیں بتایا تھا کہ اب نیکسٹ ہی اس کی ٹرن ہے۔۔۔ از لان بظاہر فون پر

موجود تھا۔۔

لیکن نظریں ابھی بھی اسے ڈھونڈنے میں متلاشی تھیں۔۔۔

جیسے ہی پہلی اسپینج ختم ہوئی۔۔۔ پورے ہال میں تالیوں کی گونج تھی۔۔۔

شہرام نے مائیک سنبھالا تھا۔۔۔

شکر یہ کے ساتھ اور چند تعریفی کلمات کے ساتھ آنے والی لڑکی کو اسپینج سے رخصت کیا تھا

۔۔۔۔

مائیک ہاتھ میں تھا۔ الفاظ کو ترتیب دینا شہرام کو اس وقت بہت مشکل کام لگ رہا تھا۔۔۔

مائیک ہاتھ میں پکڑے ہی علی کی طرف دیکھا۔۔۔ جو کب سے اسے گھور رہا تھا کہ سٹارٹ کیوں

نہیں کر رہا۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آخر کار مشکل سے شہرام نے خود کو سنبھالا۔۔۔

مائیک میں بولنا شروع کیا۔۔۔

Hope you like this speech !

Now move to next speech...

I want to Call Afaf furqan Haider

یہ نام آج پہلی دفعہ بہت مشکل سے اس کے منہ سے ادا ہوا تھا۔۔۔ نام کیسے ادا کیا تھا۔۔۔ یہ تو

وہی جانتا تھا۔۔۔

جیسے ہی نام کال کیا۔۔ یکدم کچھ سٹوڈنٹس نے شور مچایا۔۔

وہیں شہرام نے علی کی طرف دیکھا انداز ایسا کہ آنکھوں ہی آنکھوں میں پوچھا گیا میں نے کیا کہا تھا؟؟؟

ایمن تو باقاعدہ پر جوش سی ہو کر تالیاں بجا رہی تھی۔۔

ساتھ ہی کچھ کلاس کی لڑکیاں اس سب میں ایمن کا ساتھ دے رہی تھیں۔۔

عفاف کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی۔

وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اسٹیج کی پہلی سیڑھی چڑھی۔۔ آج تو باقاعدہ اس کے ہاتھ، پاؤں کانپ رہے تھے۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جیسے ہی اسٹیج پر چڑھی۔۔ نام دوبارہ سے لیا گیا۔۔

ازلان جو کب سے فون کو گھورنے میں مصروف تھا۔۔

اسے رہ رہ کر ہادپر غصہ آ رہا تھا کہ وہ ابھی تک کیوں نہیں آیا۔۔

تبھی نام کال ہونے پر متوجہ ہوا۔۔

نیلی آنکھیں بے یقینی سے دوبارہ پوری کھولیں۔۔

قسمت نے دوبارہ سامنے لاکھڑا کر دیا۔ جو کب سے نظروں کی تلاش میں تھی۔۔

محبوب کی آمد متوقع نہیں تھی مگر

وہ سامنے آئے تو یقین آیا، اعتبار آیا  
 قسمت ایسے بھی کرتی ہے قبول دعائیں ذرا  
 نہ جانے کتنے پہروں میں سوچا تھا اسے  
 آج لگتا ہے پوری ہونے کو ہیں دعائیں یہ  
 (ماہم)

اب شہرام نے ہنوز جھکی نظر کے ساتھ مائیک عفاف کے ہاتھ میں دیا تھا۔۔

جن میں لرزش واضح تھی۔۔ شہرام نے محسوس کیا تھا۔۔

ہلکی سی نظر اٹھا کر دیکھا پر عفاف کسی اور ہی سوچ میں گم کھڑی تھی۔۔

تبھی نظروں کا زاویہ بدلہ تھا۔۔۔

ازلان اس کی طرف دیکھنے میں مصروف تھا۔۔ جو ہر چیز سے بے نیاز ہو کر مائیک پکڑنے کی  
 طرف متوجہ تھی۔۔

جب سامنے دنیا ہو۔ تو پیچھے دیکھنے کی ہمت کون کرے۔۔

مائیک ہاتھ میں پکڑتے ہی عفاف سیدھی ہوئی تھی۔۔ وہ اپنے آپ پر قابو پانا جانتی تھی اسی وجہ

سے اب کپکپاہٹ پہلے سے کم تھی۔۔ خود کو حوصلہ دیا۔۔

آنکھیں بند کر کے دوبارہ کھولیں اور لمبی سانس لے کر ہوا خارج کی۔۔

بولنا شروع کیا۔۔۔

!!! السلام علیکم

پھر اپنا تھوڑا سے تعارف کروایا۔۔

میرا نام عفاف فرقان حیدر ہے۔۔

بالکل اسٹیج کے فرنٹ پر بیٹھے از لان کے لب ہلے۔۔

زیر لب دوہرایا گیا۔۔۔ عفاف فرقان حیدر۔۔۔

مسکراہٹ گہری ہوئی۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تبھی مائیک سے دوبارہ آواز آئی۔۔۔

ہمارا اس یونیورسٹی میں سیکنڈ لاسٹ ایئر ہے۔

وقت کا پتہ نہیں چلتا کیسے گزرتا ہے۔۔ وقت تو ایک ہوا کا جھونکا ہے -- جو تھمنے کا

نام نہیں لیتا۔۔ گزرتے گزرتے ہر اچھی، بری چیز، یادیں اپنے ساتھ بہا کر لے جاتا ہے۔۔

وقت کو کیوں کہوں برا میں، وقت تو مرہم ہے

وقت کا کیا ہے گزرتا ہے، گزر ہی جاتا ہے

ایک ہوا کے جھونکے سے سب اڑا کر لے جاتا ہے

وقت کا کیا ہے گزرتا ہے، گزر ہی جاتا ہے

(ماہم)

اب باقاعدہ اپنی اسپینج کی طرف آئی تھی۔۔

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔۔

بسم اللہ پڑھ کے اسپینج کا باقاعدہ آغاز کیا۔۔

پورا ہال یکدم سناٹے کے زیر اثر آیا۔۔۔

عفاف نے بولنا شروع کیا۔۔۔۔

میں ہمیشہ سوچتی ہوں۔۔ ایک عورت کا سب سے مضبوط ہتھیار کیا ہے۔۔ مجھے سوچتے، سمجھتے وقت گزر جاتا ہے۔۔ وقت گزرنے کے آخری لمحے میں مجھے میرا دل گواہی دیتا ہے۔۔

عزت۔۔۔ ہاں عزت ہی تو ایک عورت کا گہوارہ ہے۔۔ وہی ہتھیار چھین لیا جائے تو کیا رہ جاتا ہے۔۔ اس کے پاس۔۔ ایک چلتی، پھرتی روح بس۔۔

ایک سانس لی۔۔۔

یہ کہتے ہوئے عفاف کے چہرے پر ایک سایہ لہرایا تھا۔۔ جسے بروقت چھپا لیا گیا۔۔ لیکن یہ بات ایمن سے چھپی نہیں رہی۔۔ وہ دیکھ چکی تھی۔۔

دوبارہ سے بولنا شروع کیا۔۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی عزت کی حفاظت کے لیے ایک راستہ دکھایا۔

وہ راستہ کیا ہے؟؟؟

حجاب۔۔۔ جو عورت کی خوبصورتی کو چار چاند لگا دینے والا۔۔۔ اس کو ہر بری نظر سے بچانے والا

--

کوئی میلی نظر تک نہیں دیکھتا۔۔۔ میلی نظر اٹھنے کا جواز بنتا ہی نہیں ہے۔۔۔ ہم اپنے آپ کو جہاں جہاں سے بچانے کی کوشش کر سکتے ہیں، کرتے ہیں۔۔۔

ہماری راہ میں ہر جگہ خاردار تاریں ہیں۔۔۔ جنہے ہمیں ہر حال میں عبور کر کے منزل کی طرف گامزن ہونا پڑتا ہے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ کانٹے ہر جگہ ہمارے راستے میں بچھے ہوئے ہوتے ہیں۔۔۔

جہاں سے ہمارا گزرنا ایک تکلیف دہ لمحہ ہے۔

وہ حجاب جو آپ کی طرف اٹھنے والی نظر سے حفاظت کر رہا ہے۔۔۔ وہی آپ کا ہتھیار آپ کو کانٹوں سے بھی گزارنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔۔۔

وہ سانس لینے کو رکھی۔۔۔

یکدم اپنی طرف اٹھنے والی نظروں کو دیکھا جن میں کہیں الجھن تھی۔۔۔ کہیں ستائش، کہیں

غصہ۔۔۔

ایمن کو لگا وہ آج سب کچھ بول دے گی۔۔ جو بھی اس کے دل میں ہے۔۔

وہ سانس رو کے اسے سن رہی تھی۔۔

سائیڈ پر کھڑے شہرام کی دھڑکن تیز سے تیز ہو رہی تھی۔۔

ہر الفاظ دل میں اترنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔۔

عفاف کی نظروں کا زاویہ ایک دم ایک جگہ رکا۔۔ کپکپاہٹ جس پر کب سے قابو پایا ہوا تھا

۔۔ دوبارہ سے ہونا شروع ہو گئی۔۔

فوراً سے نظروں کا زاویہ بدلہ تھا۔۔ اب کی بار نظر سامنے پڑی۔۔ دل کی دھڑکن کی رفتار تیز

ہوئی۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آنکھیں فوراً سے میچی تھیں۔۔

ازلان دیکھ کر مسکرایا۔۔

آنکھیں کھولی اور دوبارہ بولنا شروع کیا تو آواز میں لرزش واضح محسوس ہو رہی تھی۔۔

انسان کی کم عقلی ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم آج کسی کی بھی حفاظت نہیں کر پارہے۔۔

آج ہم خود اس ہتھیار کو اپنی کمزوری بنا کر رکھ رہے ہیں۔۔

اس نے جھکا چہرہ تھوڑا اوپر کیا۔۔

سامعین کو متوجہ کروایا۔۔ میں یہ سوال آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں۔

اگر یہ کمزوری ہے۔۔۔ تو بھر آپ کس چیز کو مضبوطی کہتے ہیں۔۔۔

آپ ہی جب بات پر عمل پیرا نہیں ہو گے کہ عزت کا۔۔۔ ع، ز، ت۔۔۔ تینوں بہت اہم ہیں  
۔۔ ایک بھی لفظ زندگی سے مٹ

گیا۔۔ تو زندگی میں تباہی مچ جاتی ہے۔۔

سوال کرنا سپیچ کے اصول کے خلاف تھا۔۔ پر کسی نے ابھی ٹوکا نہیں تھا۔۔

وجہ از لان کا کچھ کہنے سے منع کرنا تھا کہ کوئی بات نہیں۔۔ بات جاری رکھنے دیں۔ مسکراہٹ  
وقفے وقفے سے بڑھ جاتی تھی۔۔

لیکن جب بھی کسی کی نظر پڑتی۔۔ تو سنجیدگی دوبارہ چہرے پر چھا جاتی۔۔

اس نے کبھی اس طرح سے بالکل بھی سوچا نہیں تھا۔۔ بلکہ اس نے تو کبھی کسی صنف مخالف پر  
نظر تک نہیں کی تھی۔۔ لیکن آج دل ساتھ دینے سے انکاری ہو گیا تھا۔۔

اپنا دل، جو کسی اور کے لیے دھڑکنے لگا تھا۔۔ دل بغاوت کر گیا تھا۔۔

دل کا کام تو زندگی میں زندہ رکھنا تھا۔۔ اور یہی دل اب کسی اور کی زندگی کے لیے دھڑک رہا  
تھا۔۔

از لان کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔۔

ایک وقت آتا ہے آپ کا دل جب بغاوت پر اتر جائے تو واپسی کا راستہ بھی ضرور دیکھا جائے۔ کیوں کہ یہ ہی ناہو کہ ہم آگے نکل جائیں اور واپسی کے راستے ہمارے لیے بند ہو جائیں

---

کیوں کہ اگر آگے آگ ہے، تو پیچھے دریا بھی ہے۔۔

جس کو عبور کرنا ہی بڑا معرکہ ہے۔۔ جو عبور کر گیا۔۔ وہ آگ میں قدم رکھ چکا۔۔ آگ کا تو کام ہے جھلسا کے رکھ دینا۔۔

اور جو اس راہ پر چل پڑے تو آگے تو پھر اس راہ پر درد، تکلیف، کانٹوں اور آگ کے علاوہ کچھ

نہیں بچتا۔۔  
 NEW ERA MAGAZINE  
 Novelst | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews  
 محبت کے سفر سے نکل کر عشق کا سفر۔۔ جس میں انا نہیں رہتی۔۔ عشق کے سفر پر چلنا بھی تو آسان نہیں۔۔ جو چل گیا وہ مسافر بن گیا۔۔ کبھی واپسی کے راستے پر نہ آنے کے لیے۔۔

از لان سوچتے سوچتے کہاں پہنچ گیا۔۔ فوراً سے سر جھٹک کے دوبارہ متوجہ ہوا۔۔

اپنی اپسرا۔۔۔ کو دیکھا جو ابھی کچھ سٹوڈنٹس کے سوالات کے جوابات دے رہی

تھی۔۔ سوال ختم ہوئے۔۔ دوبارہ سے مائیک سے اس کی نازک سی آواز دوبارہ گونجی۔۔

اب کی بار بھی آواز میں لرزش واضح تھی۔۔ نظروں کا تعاقب ابھی بھی وہی شخص تھا۔۔ جو

بالکل سامنے کر سیوں پر کھڑا شیطانی مسکراہٹ سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

اب کی بار الفاظ ڈھونڈنے میں مشکل ہو رہی تھی۔۔

کیا بولے؟؟؟

ختم کر دیں۔۔

پھر سوچا۔۔ نہیں۔۔

کوئی کہے گا تو کروں گی۔۔

بولنا شروع کیا۔۔

ہاں۔ ہم بات کر رہے تھے۔ عزت کی جس پر انسان کی زندگی کا کل اثاثہ موجود ہے۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جیسے قرآن پاک میں یہ آیت بیان ہوئی ہے۔۔

اے نبی (صلی علیہ والہ وسلم) اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ

اپنے اوپر چادر لٹکا لیا کریں۔۔ اس سے بہت جلد ان کی پہچان و شناخت ہو جایا کرے گی۔۔

پھر ستائی نہ جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا، مہربان ہے۔۔

وہ یہ آیت سنا کر خاموش ہوئی۔۔ ایمن کی آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔۔ از لان یک ٹک عفاف

کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

شہرام پاس کھڑے مشکل سے اپنے آپ کو روکے ہوئے تھے۔۔

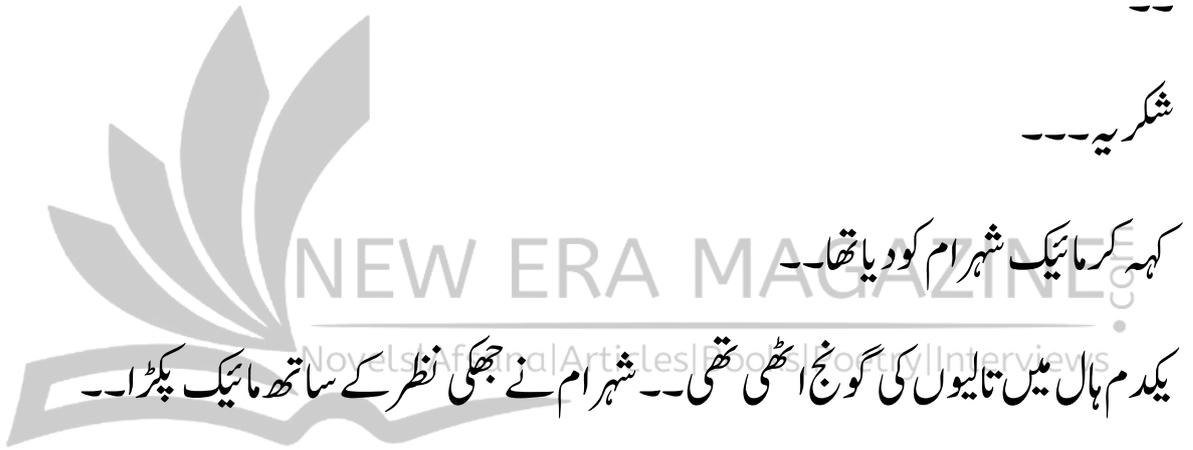
ہال میں سناٹا ایسا کہ سوئی گرنے کی بھی آواز آئے۔۔

آخر پر میں کہنا چاہتی ہوں کہ اگر کسی کو میری بات سے اختلاف ہے تو معذرت کیوں کہ میرے نزدیک یہ ہتھیار۔۔ یہ حجاب کی صورت میں ہی آپ کی حفاظت کا ضامن ہے۔۔ لیکن ہر ایک کی اپنی رائے ہوتی ہے۔۔ وہ جس زاویے سے چاہے سوچے، اس پر منحصر ہے۔۔ لیکن یہ میری سوچ تھی۔۔ جو شاید آج کل ختم ہو گئی ہے۔۔

ہر ایک کی اپنی سوچ ہے۔۔ وہ ضرور سوچیں۔۔ لیکن ان باتوں کو بھی ذہن نشین کر لیا جائے

--

شکر یہ۔۔۔



کہہ کر مائیک شہرام کو دیا تھا۔۔۔  
بیکدم ہال میں تالیوں کی گونج اٹھی تھی۔۔ شہرام نے جھکی نظر کے ساتھ مائیک پکڑا۔۔

اور عفاف اسٹیج کی سیڑھیوں سے اترنے لگی۔

آج پہلی بار شہرام کو لگا کچھ چھینا جا رہا ہے۔۔ کچھ تو ہونے جا رہا ہے۔۔

کیا آگ کے سفر میں شہرام اکیلا مسافر ہے۔۔

جہاں نوید کی کوئی رمت تک نہیں ہے۔۔ شاید وہ اندھیرے میں قدم رکھ رہا ہے۔۔

خود ہی سوچ کر خود ہی کرب سے مسکرایا اور سوچ جھٹک کر مائیک کی طرف متوجہ ہوا۔۔

ازلان نے سنجیدگی سے اسے جاتے دیکھا تھا۔۔ وہ دور سے ہی آنکھوں کی نمی دیکھ چکا تھا۔۔

دل ڈوب کر ابھرا تھا۔۔ وہ ایک سیوز کرتا وہاں سے اٹھ کر گیا۔۔  
 ہاں۔۔ ثمینہ تمہارے بھائی جان ہی کہہ رہے ہیں۔ جاؤ۔۔  
 میں نے بہت سمجھایا ہے۔۔ لیکن وہ سمجھیں تب نا۔۔ وہ تو سمجھتے ہی نہیں۔۔  
 تم بتاؤ پانچ سال کا عرصہ کیا زیادہ ہے کہ ہم آسانی سے بھول جائیں۔۔  
 آنسو ایک آنکھ سے لڑھک کے نیچے قالین پر گرا تھا۔۔  
 جب اپنے پرانے بنے تھے۔۔ تب سے ہی گلے شکوے کہیں دور جاسوئے تھے۔۔  
 مشکل وقت تھا گزر گیا۔۔ بس یہ ہی سب سے اچھی بات ہے۔۔۔  
 اچھا چھوڑو۔۔۔ تم بتاؤ کب آرہی ہو پاکستان؟  
 دوسری طرف سے کچھ کہا گیا۔۔  
 ہاں ٹھیک ہے۔۔ آرام سے آؤ۔۔ ہاں۔۔ ہاں مجھے یاد ہے۔۔  
 چلو پھر ٹھیک ہے۔۔ مسکرا کر کہا۔  
 میں بھی کام کر لوں اور تم بھی۔۔ دونوں نے اللہ حافظ بول کر کال بند کی۔۔  
 اور کچن کی طرف بڑھ گئیں۔۔ جہاں ایک نیا طوفان انتظار میں کھڑا تھا۔۔  
 عجلت میں کارڈ گھر میں ہی بھول آیا تھا۔۔

پندرہ منٹ ہو گئے تھے۔۔ گارڈز اندر آنے کی اجازت نہیں دے رہے تھے۔۔ کیسے وہ اندر  
آنے دیتے؟؟

یہاں جو مرضی آکر کہہ دے کہ میں چیف گیسٹ کے ساتھ آیا ہوں۔۔ بس ایک کام آگیا تھا  
۔۔ اس لیے دیر سے پہنچا میں۔۔ مجھے اندر جانے دیں۔۔

پتا نہیں کہاں سے آجاتے ہیں یہ لوگ۔۔ گارڈ بڑبڑایا۔ اور سامنے کھڑے شخص کو دیکھا جو  
جھنجھلاہٹ کا شکار تھا۔

تبھی دوسرا گارڈ جو ایک راؤنڈ لینے آیا اور ایک نظر بھر کر سامنے کھڑے شخص کو دیکھا جو  
خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ، تھری پیس پہنے ہوئے سن گلاسیز لگائے کوئی امیر زادہ ہی  
لگ رہا تھا۔۔

اویس! آنکھوں ہی آنکھوں سے اشارہ کر کے سامنے کھڑے شخص کے بارے میں  
پوچھا۔۔ جواب سائیڈ پر کھڑا کال پر کال ملا رہا تھا۔۔

اویس نے آہستہ آواز میں کہا۔۔

مجھے کہہ رہا ہے کہ میں چیف گیسٹ کے ساتھ ہوں۔۔

اگر یہ بات ہے تو جانے دے۔۔ ویسے بھی فنکشن ختم ہونے والا ہے۔۔ اگر سچ میں چیف

گیسٹ کے ساتھ ہی آئے ہوئے ناتو

وی۔۔ سی صاحب کو پتا چلا کہ ہم آنے نہیں دے رہے تھے انہیں۔ تو ہماری نوکری گئی  
سمجھو۔۔۔۔

اس نے سمجھ کر سر ہلایا اور آواز دی۔۔۔

سر جائیں آپ اندر کہہ کر ایک طرف ہو گیا۔۔

ایمن جو عفاف کو دیکھنے کے لیے بیک اسٹیج جا رہی تھی کہ ایک مردانہ آواز سنائی دی۔۔

یہ یونیورسٹی روڈ تک تو میں آیا ہوں پہلے۔ لیکن میں تو باہر ہی مین روڈ پر اتار کر چلا گیا تھا۔۔  
اب مجھے نہیں پتا کونسی یونیورسٹی تھی۔۔

میں نے تب اتنا غور بھی نہیں کیا تھا۔۔ لیکن آج تو ادھر ہی آنا تھا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دوسری طرف سے کہا گیا۔۔ فون کر لو۔۔۔

کر رہا ہوں لیکن نمبر بند ہے۔۔۔

فون کے دوسری طرف سے پھر کچھ کہا گیا۔۔۔

ہاں دیکھتا ہوں۔۔ کوئی نظر آتا ہے تو پوچھتا ہوں۔ کس طرف جانا ہے؟؟؟

ایمن نے جتنی باتیں سنی تھیں۔۔ حالانکہ یہ اس کی عادت نہیں تھی کہ کسی کی بات سنے وہ بھی  
اگر کوئی کال پر ہو تو۔۔

وہ تو کسی احساس کے تحت رکی تھی۔۔

اس کے مطابق اسے لگ رہا تھا کہ انہیں سمجھ نہیں آرہا کہ کدھر جائیں۔۔

اس نے ادھر ادھر نظر گھمائی۔۔

کوئی نظر نہیں آیا۔۔ جسے وہ کہہ پاتی کہ انہیں ہال میں چھوڑ آئے۔۔

اس لیے خود گئی۔۔۔

ایکسیوزمی۔۔ ایک نسوانی آواز پر ہاد نے چہرہ موڑا۔۔

جی۔۔۔ آئی برواچکا کر پوچھا گیا۔۔

ایمن کے چہرے پر اب پسینے کی ہلکی ہلکی بوندیں نظر آرہی تھیں۔۔

ہاتھ کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پھنسائے رگڑ رہی تھی۔۔

ہاد کھڑا سامنے اس کو دیکھ رہا تھا جواب نظریں جھکائے کھڑی تھی۔۔

اس نے پھر سے مخاطب کیا۔۔۔

جی۔۔ بولیں۔۔

اب ایمن نے بولنے کے لیے لب واکھے تھے۔۔

وہ میں نے آپ کی بات سن لی تھی۔۔ کہ آپ کو راستے کا نہیں پتا اس وجہ سے میں آپ کو ہال کا

راستہ بتانے آئی تھی۔۔

حالانکہ یہ غلط بات ہے کسی کی بات سننا۔۔ لیکن میں نے جان بوجھ کر نہیں سنی۔۔ وہ تو گزر رہی تھی بس اس وجہ سے۔۔۔

وہ ایک ہی رو میں اپنی ساری بات کر گئی۔۔۔

اب نظر اٹھا کر سامنے دیکھا تھا۔۔ جو ماتھے پر بل لیے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

سوری۔۔۔ کہہ کر جانے لگی تھی۔۔

جب ہاد نے مشکل سے اپنی مسکراہٹ دبائی اور کہا۔۔۔

اوکے۔۔ ٹھیک ہے۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com  
چھوڑ آئیں۔۔۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے سر ہلایا۔۔ اور پھر دونوں ہال کی جانب بڑھ گئے۔۔

عفاف ابھی اسٹیج سے اتر کر ایمن کے پاس جانے کی بجائے۔۔ بیک اسٹیج روم میں چلی گئی۔۔

تاکہ تھوڑا فریش ہو جائے اور ریلیکس بھی۔۔

ابھی اپنا نقاب ٹھیک کر رہی تھی تو دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔۔ یکدم مڑی سامنے کھڑے

وجود کو دیکھ کر چہرے کی ہوائیاں اڑی۔۔۔

کپکپاہٹ واضح ہوئی۔۔

آپ۔۔۔ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ الفاظ مشکل سے ادا ہوئے۔۔۔

مقابل سینے پر ہاتھ باندھے ریلیکس سے انداز میں دیوار سے ٹیک لگائے۔۔

چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھنے میں مصروف تھا۔۔

اگر آپ یہ کہنے آئے ہیں کہ میں آپ مسٹر سے سوری بولوں تو کان کھول کر سن لیں۔۔

میں آپ سے سوری نہیں بولوں گی۔۔ آواز کو مشکل سے نارمل رکھنے کی کوشش کی۔۔

کیوں کہ اس دن غلطی آپ کی تھی۔۔ میری نہیں۔۔ اب فخر یہ انداز میں کہا۔

ڈر تھا۔۔ اندر کیا کیا ہٹ ہو رہی تھی۔۔ لیکن قابو پانے کی بھرپور کوشش تھی۔۔

لہجے میں چٹان جیسی مضبوطی آج بھی تھی۔۔ ازلان ہلکا سا مسکرایا۔۔

اب ازلان کے آہستہ آہستہ قدم آگے بڑھ رہے تھے۔۔ دھڑکنوں کا شور تیز سے تیز تر ہو رہا تھا۔۔ دل کی رفتار بڑھ گئی۔۔ ماتھے پر پسینے کی بوندیں نمودار ہونا شروع ہوئیں۔۔ یکدم گھبرا کر

قدم پیچھے کی طرف اٹھانے لگی۔۔ دیوار کے ساتھ جا کر لگی۔۔

دھڑکنیں معمول سے ہٹ کر تھیں۔۔۔

ازلان کے چہرے پر سنجیدگی آئی ساتھ ہی دیوار دیکھ کر ہلکی سی مسکراہٹ خود بخود در آئی۔۔

دیوار کے ساتھ ڈری سہمی سی کھڑی کو دیکھا۔۔

وہ مضبوطی یکدم اڑن چھو ہوئی تھی۔۔۔

ازلان نے چند قدم پیچھے روکے۔۔۔

جو آنکھیں بند کر کے کھڑی تھی۔۔ فوراً کھولی تھیں۔۔ از لان دیکھ کر مسکرایا۔۔

گال کا ڈمپل ہلکا سا نمایاں ہوا۔۔

اور بولا۔۔۔

ویسے بول آپ اچھا لیتی ہیں۔۔ زبردست ایسا ہی ہونا چاہیے۔۔

مسکرایا ایک قدم آگے بڑھا۔۔ عفاف نے فوراً آنکھیں بند کیں۔۔۔

یہ دیکھ کر سنجیدہ ہوا۔۔

قابو پاتے ہوئے اس کی بند آنکھوں پر ہی نظریں جمائے سحر زدہ آواز میں بولا۔۔۔

لہجے میں تو چٹان کی طرح مضبوطی موجود ہے۔۔ لیکن آنکھیں۔۔ وہ تو آپ کے دل کی

عکاس بنی پھر رہی ہیں۔۔ انہیں بھی اپنے چہرے کی طرح ڈھانپ لیں۔۔ یہ دل کی باتیں

آسانی سے بیان کر جاتی ہیں۔۔ کسی کو بھی اپنا گرویدہ بنانا جانتی ہیں۔۔۔

اس نے فوراً سے آنکھیں کھولیں۔۔ اور اب وہ ہونق بنے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

میں نہیں چاہتا کوئی اور اسے پڑھے ڈھانپ کر رکھا کریں۔۔۔

سنجیدگی سے بات جاری رکھے ہوئے تھوڑا سا مسکرایا اور بولا۔۔

یہی نگاہیں قاتل ہیں، انہیں ہی کھول رکھا ہے۔۔

اچانک وہ ٹرانس کی کیفیت سے آزاد ہوا۔۔ وہ کہہ کر رکھا نہیں تھا فوراً چلا گیا تھا۔۔۔

ڈھانپ لیں اپنی ان آنکھوں کو

ڈوب جانے کا ہنر رکھتی ہیں

(ماہم)

ہوش تب آیا جب دروازہ بند ہونے کی آواز آئی۔۔۔ رکی ہوئی سانس بحال کی۔۔۔ دل نارمل  
رفتار پر واپس آیا۔۔۔ لمبے لمبے سانس لیے اور ایک ساتھ ہی پاس پڑ اپنی کا گلاس اٹھایا اور پی  
گئی۔۔۔

یہ۔۔۔ یہ کیا کہہ رہے تھے؟؟

یہ کون ہوتے ہیں؟؟ مجھے کہنے والے۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کچھ دیر بیٹھ کر نارمل ہونے کی کوشش کی۔۔۔ پھر اپنی ٹون میں واپس آئی۔۔۔

جو میرا دل چاہے گا۔۔۔ وہ میں کروں گی۔۔۔ اپنا نقاب ٹھیک کرتی اٹھی۔۔۔

ویسے بھی آج تو اتفاق سے سامنے آیا یہ مسٹر ایکس۔۔۔ وائے۔۔۔۔۔

آگے کونسا ملنا ہے ہمیں۔۔۔ میری زندگی، میری مرضی۔۔۔

میں جو چاہوں کروں۔۔۔ یہ بات سوچتے ہوئے دل دوبارہ ایک بار زور سے دھڑکا تھا۔۔۔

آواز آئی۔۔۔ اگر مل گئے تو۔۔۔

آواز کو فوراً دبایا گیا۔۔۔ تھپکی دے کر سلا دیا۔۔۔

قسمت اس کی اس بات پر ہنس پڑی۔۔۔

نجانے کتنے اتفاق ہونے باقی تھے ابھی۔۔۔۔

یا شاید عمر بھر کے اتفاق ہونے تھے اب۔۔۔

قسمت لکھ دی جاتی ہے

بدلی تو نہیں جاتی

ہاں۔۔ دعائیں رنگ لاتی ہیں

بدل دیتی ہیں تقدیریں

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
(ماہم)

عفاف اٹھی اور بیک روم کے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔۔

ہال کی طرف جاتے ہوئے قدم منجمد ہوئے۔۔

آنکھوں میں غصے کے ملے جلے تاثرات لیے وہ سامنے کھڑے شخص کو دیکھ رہی تھی جو چہرے

پر شیطانی مسکراہٹ لیے اسے دیکھنے میں مصروف تھا۔۔

ربینہ بیگم کال ختم کرنے کے بعد کچن کی طرف بڑھیں۔۔ کچن کے اندر پہلے ہی قدم پر وہ

ٹھٹھکی۔۔ حیران، پریشان ہو کر کبھی کچن کے اندر دیکھتیں، کبھی باہر۔۔

اور پھر غصے سے بھری آواز لگائی۔۔

منابل ---

منابل جو شلیف پر چڑھ کے ایک ڈبا اٹھا رہی تھی۔۔ آواز سے ایک دم مڑی اور ڈبا نیچے۔۔  
اب کچن کی حالت کچھ یوں تھی کہ کچن میں داخل ہوتے وقت سب سے پہلے زمین پر جا بجا  
بکھرا آٹا اسلامی پیش کر رہا تھا۔۔ ربینہ بیگم نے آگے دیکھا تو سامنے کچن کے شلیف پر ہر قسم کے  
مصالحہ جات کے پیکیٹس پڑے تھے۔۔ تھوڑی سی دائیں طرف نظر گھمائی تو چولہے پر پڑا پانی ابل  
ابل کر زمین کو گرم پانی سے دھونے کی خوب تگ و دو میں تھا۔۔

بائیں طرف نظر گھمائی تو سنک میں دھونے والے برتنوں کی لائن تھی۔۔ اور دوبارہ سامنے  
دیکھا جہاں منابل شلیف پر چڑھ کے بیسن کا ڈبا جواب نیچے گر چکا تھا، اسے اتارنے کی کوشش  
کر رہی تھی اور اس سب میں اس کا ساتھ ریان دینے میں مصروف تھا۔  
ربینہ بیگم چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی آگے بڑھیں۔۔

منابل اور ریان معصوم شکلوں کے ساتھ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔۔ آنکھوں ہی  
آنکھوں سے اشارہ کر کے منصوبہ بندی کرنے کی کوشش میں تھے۔۔  
منابل فوراً سے نیچے اتری۔

امی۔۔۔ وہ میں۔۔۔ بولنے ہی لگی کہ ربینہ بیگم کی طرف دیکھا جواب کڑے تیور کے ساتھ ان  
دونوں کو گھور رہی تھیں۔۔

مناہل یہ کچن کی کیا حالت بنائی ہے؟؟ وہ کمر پر ہاتھ رکھ کر بولیں۔۔

امی یہ ریان بھائی نے کہا تھا کہ آؤ کچھ بناتے ہیں۔۔ میں نے بہت منع کیا۔۔ لیکن ریان بھائی نہیں مانے۔۔ میں نے کہا بھی کہ مجھے کچن کا کوئی کام نہیں آتا۔۔ لیکن یہ میری سنیں تب نا۔۔ سارا مدعا بڑی آسانی سے ریان پر ڈال دیا اور پھر ریان کی طرف دیکھا جو غصے سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ مناہل نے اسے دیکھ کر معصوم سی شکل بنائی۔۔

اب ربینہ بیگم کی نظروں کا رخ ریان کی طرف تھا۔۔

جو کبھی ادھر دیکھتا اور کبھی ادھر۔۔ اور ساتھ آہستہ آہستہ کچھ بڑبڑا رہا تھا۔۔

ریان۔۔۔ آواز سے ربینہ بیگم کی طرف دیکھا جو اب اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دل میں مناہل کو ہزار باتیں سنائی اور پھر دھیمی آواز میں نہایت ہی معصومانہ طریقے سے بولا۔۔

امی میں نے اسے کچھ نہیں کہا۔۔ اس نے خود ہی مجھے کہا کہ بھائی کچھ کھانے کو دل کر رہا ہے۔

کچھ ٹرائے کرتے ہیں۔۔

تو میں نے ہامی بھر لی۔۔ مجھے کیا پتا تھا یہ اتنی پھوٹا ہے۔ کہہ کر اسے زبان دکھائی۔۔

لیکن ربینہ بیگم نے ریان کی اس حرکت کو نہیں دیکھا کیوں کہ وہ افسوس سے کچن کی بکھری حالت کو دیکھ کر تاسف سے سر ہلانے میں مصروف تھیں۔

تبھی مناہل کی آواز آئی۔۔ امی، امی۔۔ ریان زبان چڑھا رہا ہے مجھے۔۔

اب وہ بھائی سے نام پر آگئی تھی۔۔ وہ نام تب لیتی تھی جب اسے کسی چیز سے چڑایا جائے یا پھر ہاد کے سامنے خود کو بہت ہی معصوم دکھانا ہو جب پتا بھی ہو کہ غلطی اس کی اپنی ہے۔

امی یہ جھوٹ بول رہی ہے۔۔ جھوٹی کہیں کی۔۔ امی آپ نے دیکھا مجھے نہیں نا۔۔ بس ایوی بولی جا رہی ہے۔۔

ریان اپنے دفاع کے لیے بولا تھا۔۔

ربینہ بیگم کی دوبارہ آواز آئی۔۔ تم دونوں چپ کرو اب کوئی نہیں بولے گا۔ صرف پندرہ منٹ ہیں تم دونوں کے پاس پورا کچن چمکتا ہوا چاہیے۔ صرف پندرہ منٹ۔۔

انہوں نے تنبیہ والے انداز میں انگلی اٹھا کر کہا۔۔ جس میں وارننگ ہی وارننگ تھی۔۔ ورنہ اپنا علاج خود سوچنا۔ کہہ کر پلٹ گئیں۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو سنانے میں مصروف ہو گئے۔۔

تمہاری وجہ سے ہوا سب۔۔ یہ آواز مناہل کی تھی۔۔

میں نے کب کہا تھا کہ جا کر تم بناؤ۔۔ دو بدو جو اب ریان کا آیا تھا۔۔

دروازے کی اوٹ میں کھڑی رامین یہ سب دیکھ کر قہقہے لگا رہی تھی۔۔ کیوں کہ آئیڈیا اسی کا تھا لیکن پھر وہ پیچھے ہٹ گئی اور دونوں کھانے کے شوقین کچن کی طرف بڑھ آئے۔۔

مناہل نے خفگی سے پیچھے مڑ کر دیکھا تو رامین پیٹ پر ہاتھ رکھ کر تہمت لگانے میں مصروف تھی۔۔

ریان اور مناہل کو اچانک یاد آیا اپنا غصہ بھلا کر وہ دونوں رامین کی طرف بڑھے۔۔ آپو۔

آپ ہی تھیں ہمیں پھنسانے والی مسنی۔۔ خود بچ گئیں اور ہم پھنس گئے۔

اب کدھر جا رہی ہیں؟ ہمارے ساتھ کچن صاف کروائیں ذرا۔۔

بھاگیں مت۔۔ آپ ہمیں آئیڈیا نہیں دیتی تو یہ سب نہیں ہوتا۔ ہم نے آپ کو ڈانٹ سے بچا

لیا ہے۔۔ چلے آئیں۔۔ ہماری مدد کریں شاباش۔۔ یہ ریان بول رہا تھا۔۔ جب کہ رامین ابھی

بھی تہمت لگا رہی تھی۔۔

اچھا چلو میں مدد کرتی ہوں تم لوگوں کی۔ کہہ کر رامین نے ایک قدم کچن میں بڑھایا اور واپس

مڑی۔۔

کر اپنے کام خود ہی۔۔ میں کیوں کروں۔ کہہ کر اپنے کمرے کی جانب بھاگ گئی تھی۔۔

اور وہ آوازیں دیتے رہ گئے۔ آپو۔۔ آپو۔۔

اور وہ دونوں اب ایک دوسرے کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہے تھے۔۔ پھر بڑ بڑاتے

ہوئے کچن کی صفائی کرنے لگ گئے ورنہ پندرہ منٹ بعد شامت جو آنی تھی۔۔



از لان وہاں رکا نہیں تھا ہال سے فوراً نکل گیا۔ گاڑی کی چابی نکالی اور دروازہ کھول کر اندر بیٹھا۔ اور سر سیٹ سے ٹکایا۔ آنکھوں کے سامنے آج کا منظر آیا۔ مسکراہٹ ہو نٹوں پر بھاگی آئی، اب تو یوں لگتا تھا مسکراہٹ اسی انتظار میں رہتی۔

کب یاد کیا جائے، کب میں آؤں؟

وہ کیسا لمحہ تھا۔ اگر خواب تھا تو کبھی نہ ٹوٹا۔ اگر حقیقت تھی۔ تو ہمیشہ کے لیے یہ حقیقت سچ ہو جاتی۔

وہ تو اس دلفریب حقیقت سے تو بالکل بھی نہیں نکلنا چاہتا تھا۔ یہ ایک نیا جذبہ تھا جو اس کے اندر خوش دلی سے اجاگر ہو گیا تھا۔

اور اسے یہ جذبہ اچھا لگا تھا۔ آنکھوں کے پردوں سے آج کا عکس آہستہ آہستہ دھندلا ہوا اور پھر ساتھ ہی مسکراہٹ بھی مدھم ہو گئی۔

ایسے ہی سر سیٹ سے ٹکائے پھر فون آن کیا تو ہاد کی بے شمار مسڈ کالز دیکھ کر سیدھا ہوا۔ میسج ٹائپ کیا۔ میں گھر جا رہا ہوں وی۔۔ سی سے مل لینا اور اپنا تعارف کروا کر میرا بتا دینا کہ ضروری کام آگیا تھا اس وجہ سے جانا پڑا۔ اب مجھے ڈسٹرب مت کرنا۔ کہہ کر میسج سینڈ کر دیا۔۔۔

پھر سر سیٹ کے ساتھ ٹکایا۔ کچھ پریشان سی، گھبراہٹ سے بھرپور آنکھوں کا عکس ایک بار پھر سے لہرایا۔ مسکراہٹ نے دوبارہ سے عنابی ہو نٹوں کا احاطہ کیا۔ مسکراتے ہوئے بالوں

میں ہاتھ پھیرا۔ کوئی اس طرح مسکراتے دیکھ لیتا کبھی بھی یقین نہیں کرتا کہ یہ وہی ازلان میر شاہ ہے جس کی ایک آواز سے پورا آفس گونج اٹھتا۔ جس کے چہرے پر ہر وقت سنجیدگی کا بسیرا رہتا۔ جس کے قدموں کی آہٹ ہی مقابل کی مضبوطی اڑانے میں کافی ہے۔۔

اسی دوران ازلان کا فون بجا۔۔

فون کو پک کیا گیا۔۔

چہرے پر سنجیدہ تاثرات واپس لوٹے۔۔ فون بند کرنے کے بعد ایک میسج اور ٹائپ کر کے سینڈ کیا۔ اور گاڑی زن سے بھگا کر منزل کی طرف روانہ کی۔۔



ایمن نے ہاد کو ہال میں چھوڑا جہاں سے دور کھڑے وی سی نظر آگئے تھے۔

وہ رہے وی۔ سی سر۔۔ ایمن نے ہاتھ کے اشارے سے بتا دیا۔۔

جی شکریہ مِس۔۔ کہہ کر آگے بڑھ گیا۔ اور ایمن اس کی بس پشت دیکھتی رہ گئی۔۔

ہادا بھی تھوڑا آگے ہی بڑھا تھا کہ فون بیپ ہوا۔۔

ہاد نے موبائل نکالا جہاں پر ازلان کے میسج کا نوٹیفکیشن تھا۔ اسے پڑھ کر دانت پیسے یہ ہر بار

مجھے پھنسا جاتا ہے۔۔۔

غصے سے فون رکھنے لگا کہ دوبارہ نوٹیفکیشن ملا۔۔ اسے کھولا تو وہ بھی از لان ہی کا تھا۔۔ میسج پڑھ کے ماتھے پر لاتعداد شکنیں پڑی۔۔

میسج ٹائپ کیا۔۔ میں یہ سب کور کر کے آتا ہوں۔ تب تک ازی تم کچھ نہیں کرو گے کچھ بھی نہیں۔۔

کہہ کر میسج دوبارہ سینڈ کر دیا۔۔ اور موبائل جیب میں ڈال کر وی۔ سی کی طرف بڑھا۔۔ جو شہرام سے کوئی بات کرنے میں مصروف تھے۔۔

ہاد کی آواز پر متوجہ ہوئے۔۔ وی۔ سی صاحب مڑے اور بولے جی۔۔

ہاد نے تھوڑا سا اپنا تعارف ابھی کروایا ہی تھا کہ تبھی وی۔ سی صاحب دوبارہ بولے۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جی۔ جی ہاد سر۔۔

السلام علیکم۔۔۔

بہت دیر کر دی آپ نے آنے میں۔۔ وی۔ سی صاحب نے نہایت ہی شفقت آمیز لہجے میں کہا۔۔

جی۔۔ بس پاکستان کی ٹریفک کا تو آپ کو پتا ہی ہے اس وجہ سے دیر ہو گئی۔۔

کوئی بات نہیں سر آپ ہمارے لیے قابل احترام ہیں۔۔ آپ جب مرضی آئیں۔۔ آپ ہی

کا ہے سب کچھ۔۔ وی۔ سی صاحب تھوڑے پروفیشنل انداز میں بولے۔۔

بہت شکر یہ۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔ آپ چلائیں اسے۔۔ جب بلائیں گے ہم  
آجائیں گے۔ مسکرا کر کہا اور ازلان کے بارے میں بتا کر اور کچھ باتیں کر کے مخصوص سیٹ  
پر جا کر بیٹھ گیا۔۔

ایمن تب کی وہی کھڑی سب ملاحظہ کر رہی تھی۔۔ اور پھر عفاف سے ملنے کے لیے چلی  
گئی۔۔۔

نہ جانے کیوں ابھی تک وہاں کھڑی دیکھ رہی تھی۔۔ شاید پہلی ہی ملاقات ایمن کی زندگی  
بدلنے والی تھی۔

جو بھی تھا اسے یہ گیسٹ اچھا لگا تھا۔۔ سب سے مختلف سا۔



فرقان صاحب پنچائیت کے فیصلے کے لیے گاؤں گئے ہوئے تھے۔۔ فرحان صاحب بھی انہی  
کے ہمراہ تھے۔

واپسی پر فرحان صاحب بولے۔۔

بھائی صاحب ابا جان کے جانے کے بعد آپ نے سب کچھ بہت اچھے سے سنبھالا ہے۔۔ میں  
اکیلا تو کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

آپ نے کیسے پورے گھر کو جوڑ کر رکھا ہے۔۔ یہاں تک کہ آج تک کوئی بھی ایسی بات نہیں یا کوئی ایسا فیصلہ نہیں کیا جس میں کسی کو اختلاف ہو۔۔

لیکن بھائی صاحب مجھے آج بھی یہ بات بہت کھٹکتی ہے۔ کیوں اس رات کو آپ نے اچانک یہاں سے جانے کا فیصلہ کیا؟

آپ کو پتا بھی ہے کہ سر تیج ہم ہی تھے تو آپ نے فیصلہ یہ سنا دیا کہ ہم ہی چلے جائیں یہاں سے۔۔ نہایت ہی دھیمے لہجے میں فرحان صاحب نے کہا۔

فرقان صاحب نے سر گاڑی کی پشت سے ٹکایا۔۔ جو کہ ایک سنسان راستے پر گامزن تھی۔۔ جس کے دونوں اطراف سبزہ ہی سبزہ تھا۔۔ بولنا شروع کیا۔  
فرحان کچھ فیصلے اپنی مرضی سے نہیں کیے جاتے کچھ وقت اور حالات ایسے ہوتے جاتے ہیں جہاں وہ فیصلہ کر دیا جائے جس میں سب کی رضامندی ہو۔

کبھی تو وہ رخ بھی آتا ہے کہ آپ دورا ہے پر کھڑے ہوتے ہو۔۔ آریا پار۔۔ جہاں یہ نہیں دیکھا جاتا آپ کس عہدے پر ہو۔۔ وہاں بس دیکھا جاتا ہے کہاں کس کی خوشی ہے۔ کس میں سب محفوظ ہیں۔۔

اور ایک وہ شخص جس کی سیٹیاں بھی ہو تو انہیں ہر قدم احتیاط سے اٹھانا پڑتا ہے کہ کہیں ایسی جگہ پر قدم نہ رکھ دیں کہ وہی قدم ہماری جڑیں ہلا دی۔۔

تب تو بات بھی ایسی ہی تھی اور حالات بھی۔۔ تب ہمیں یہی فیصلہ سہی لگا۔۔ اور مجھے آج بھی لگتا ہے یہ ہی بالکل ٹھیک فیصلہ تھا۔ کہہ کر ایک آہ بھری۔

فرقان صاحب نے باہر مین روڈ پر ایک نظر ڈالی جہاں سے راستہ تیزی سے گزر رہا تھا۔۔ ہر شے پیچھے رہ گئی تھی۔۔ بس وہی آگے بڑھ گئے تھے اور کچھ یادیں ابھی بھی وہی تھیں۔ جوان راستوں کو پار نہیں کر سکیں۔۔

تبھی اس خاموش راستے میں دوبارہ فرحان صاحب کی آواز گونجی۔۔

بھائی صاحب آپ کی ہر بات بجا ہے۔۔ لیکن ہمیں پتا ہے کون کیسا ہے۔۔ لوگوں کے کہنے سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔ کون کیا کہتا ہے؟  
 جتنے منہ اتنی باتیں۔۔۔

میں آپ کے فیصلے سے اختلاف نہیں کرتا۔ لیکن آج بھی یاد آتا ہے کہ آپ کے اس فیصلے سے ہم نے اپنا ایک اہم فرد گنوا دیا تھا۔ کہہ کر سامنے کی طرف دیکھنے لگے۔۔ جہاں سے اب بکریوں کا ریوڑ گزر رہا تھا۔۔

ارے لوگو کن سے فیصلہ کرو اتے ہو۔۔ یہ وہی ہیں جو اپنا تو فیصلہ کر نہیں سکے ہمارا کرنے چلے ہیں۔ سر پنچی کرتے پھر رہے ہیں۔۔ اگر اتنی ہمت ہے تو لائیں سامنے اور فیصلہ سنائیں۔۔

ایک آواز کانوں میں سنائی دی۔۔ ماضی کی یہ تلخ آواز انہیں جھنجھوڑ کر رکھ دیتی۔ ابھی ایک اور بھی آواز سنائی دیتی کہ اچانک گاڑی کی بریک لگی۔۔

فرقان صاحب ماضی سے حال میں لوٹے۔۔ ارد گرد دیکھا۔۔ گاؤں کے راستے سے نکل کر وہ اب شہر کے راستے پر تھے جہاں ہر جگہ ٹریفک ہی ٹریفک تھی۔۔۔ بڑیک ٹریفک کے اشارے پر رکنے کی وجہ سے لگی تھی۔۔



لینڈ کروزر ایک جھٹکے سے رکی۔۔ لینڈ کروزر کا دروازہ کھولا اور تیزی سے نیچے اترا۔ کانوں میں بلوٹو تھ لگائے ہی بات کی۔۔

سہیل۔۔ یہ جو یونیورسٹی کی انفارمیشن بھیجی ہے مجھے ٹھیک دو گھنٹے بعد ساری انفارمیشن میرے ٹیبیل پر چاہیے۔ کہتے ہوئے نیلی آنکھوں میں چمک ابھری۔ آنکھوں کے سامنے ایک بار پھر سے عکس لہرایا۔

بلوٹو تھ بند کیا قدم آگے بڑھائے۔۔ وہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی۔ جہاں ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ پہلے سے ہی یہاں آتا ہے۔ بغیر موبائل ٹارچ آن کیسے قدم اندر راہداری کی طرف بڑھائے۔۔ سیدھا چلتے ہوئے ایک کالی کوٹھری نما کمرہ تھا۔ جو اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ کوٹھری کا دروازہ کھولا تو سامنے ہی ایک نفس نیم مدہوش حالت میں سر گرائے کرسی سے بندھا ہوا تھا۔۔ پاس کھڑے شخص نے ہاتھ کو ماتھے تک لے جا کر سلام کیا۔۔ مقابل نے انگلی کے اشارے سے باہر جانے کا حکم دیا۔ اور خود آہستہ آہستہ قدم بڑھا کر سامنے پڑی کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے براجمان ہوا۔۔

سامنے کرسی سے بندھے نفس نے آہٹ کو محسوس کیا تو نیم وا آنکھیں کھولنے کی کوشش کی۔۔ اور بولنے کی کوشش کی۔

میں۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔ ہکلاتے ہوئے اس شخص نے کہا۔ از لان کے چہرے کے سنجیدہ تاثرات میں کوئی فرق نہیں آیا۔

م۔۔ مجھے چھوڑ دو۔ ابھی کہا ہی کہ اپنے ہاتھ پر کچھ جلتا ہوا محسوس ہوا۔ درد بڑھنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی دوائی کے اثر کی وجہ سے بار بار اس نفس کی گردن جھک جاتی۔۔



عفاف جیسے ہی روم سے باہر نکلی سامنے کھڑے شخص کو غصے کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ دیکھا جو آنکھوں میں شیطانی چمک، ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ لیے اسے دیکھنے میں مصروف تھا۔۔

عفاف کے قدم منجمد ہوئے۔۔ نقاب کے نیچے سے کپکپاتے لب ہلے۔ حسن ملک۔۔ آس پاس نظر دوڑائی کہ شاید کوئی نظر آئے۔ کوئی آس، امید۔۔ لیکن کوئی اس طرف نظر نہیں آیا۔ نظر

آتا بھی کیسے۔ وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ اس طرف بہت کم لوگ آئے تھے۔ وجہ ہال میں ہونے والا فنکشن تھا۔ جس میں سب متوجہ تھے تو کسی ذی نفس نے اس طرف رخ نہیں کیا۔

سامنے کھڑے شخص نے اسی چیز کا فائدہ اٹھاتے ہوئے قدم بڑھانا شروع کیے عفاف کے قدم لڑکھڑائے۔۔

اسے لگا آج پھر وہ چار سال پیچھے چلی گئی۔۔ جو اتنے سالوں سے اپنے پر لگے الزام کو مٹانے کی کوششوں میں تھی۔۔ پھر سے وہ زخم ہرے ہونے جا رہے۔۔ آج ایک بار پھر رسوائی اس کا مستقبل بننے جا رہی ہے۔۔

جیسے جیسے مقابل کے قدم اٹھ رہے تھے۔ عفاف نے شدت سے اپنے رب سے دعا کی۔ کوئی تو مسیحا بن کر آئے۔ کوئی تو اس کو رسوائی سے بچالے۔۔ کوئی تو اسے پہلے والی عفاف بننے سے بچالے۔۔

مقابل قریب پہنچ چکا تھا۔۔  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry  
عفاف کو وہ مسیحا جو تھوڑی دیر پہلے یہاں سے گیا تھا یاد آیا۔۔ شاید وہ لوٹ آئے۔۔ وہ مدد کر دے۔۔

مقابل عفاف کے اب بالکل نزدیک تھا۔۔ عفاف نے چلانے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ مقابل نے نقاب میں ہی اس کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھا۔ عفاف کی آنکھیں حیرت سے پھٹیں۔۔

مقابل نے بازو کو پکڑا تو عفاف نے شدت سے اللہ پکارا۔۔ دل سے دعا نکلی۔۔

یا اللہ کوئی تو آجائے۔۔ وہ پھر سے ایک بار رسوا نہیں ہونا چاہتی تھی۔۔ آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔۔

مقابل نے بولنا شروع کیا۔۔

جانِ من۔۔۔ کہہ کر جاندار قہقہہ لگایا۔۔ باہا باہا۔۔

کتنے موقعے ڈھونڈے لیکن ہر بار ناکام۔۔ پیچ۔۔ افسوس سے کہا۔

لیکن دیکھو میں پھر آیا ہوں تمہیں لینے اتنا اچھا موقع تھا تب بھی لیکن پیچ۔۔۔ مقابل نے افسوس سے دائیں، بائیں سر ہلایا اور پھر مقابل نے ہاتھ میں پکڑی بوتل کو زمین پر زور سے دے مارا۔۔ بوتل پٹخنا تو مقابل کا پسندیدہ کام تھا۔

عفاف ڈر کے فوراً پیچھے ہوئی۔۔ ایک بازو بھی بھی مقابل کی گرفت میں تھا۔۔

ارے ارے جانِ من۔۔۔ کدھر۔۔۔ خباثت سے کہہ کر مسکرایا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور بازو کھینچنے لگا تبھی مقابل کے موبائل کی بیل بجی۔۔ فون سنتے ہی مقابل کی گرفت کم ہوئی۔۔

شٹ۔۔۔ قسمت بہت اچھی ہے تمہاری کہہ کر مقابل نے ہاتھ چھوڑا اور تیزی سے باہر کی جانب پکا۔۔

جس شدت سے رب کو پکارا گیا تھا۔ اسی شدت سے سن لی گئی تھی۔۔ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے مجھے جب یاد کرو گے۔ میں پکار سن لوں گا۔۔ لیکن ہم انسان ہیں نا خود غرض جب مصیبت

آتی ہے تبھی رب کو یاد کرتے ہیں۔۔ کتنے ناشکرے ہیں ناہم کہ صرف شکر بھی تب ادا کرتے ہیں جب ہماری پسندیدہ چیز ہمیں مل جاتی ہیں اور پھر بھول جاتے ہیں۔۔  
 آہ۔۔ یہ انسان وقت کا مارا ہوا۔۔ خود غرض۔۔۔

اللہ تعالیٰ کہتا ہے پکارو میں سن رہا ہوں۔۔ دل سے پکارو گے تو وہ پکار عرش تک جاتی ہے۔۔ اور جو پکار ہی عرش تک جاتی ہو تو کیا وہ ناامید لوٹ سکتی ہے کبھی بھی نہیں۔ تو کیسے نہ سنی جاتی پکار۔۔ جس رب کو سچے دل سے پکارا جائے وہ پکار تو خود بخود پوری کر دی جاتی ہے۔۔  
 اس کی پکار بھی سن لی گئی تھی۔ مسیحا بنا دیا گیا تھا۔۔

کیا پتا تھا جس شدت سے جس کو مسیحا بنانے کے لیے دعا کی تھی وہی مسیحا بنا تھا۔۔ یہ تو قدرت کا کھیل ہے۔۔ جیسے کھیلے۔۔۔

یہ کھیل ہیں قدرت کے جنہیں کھیلا جاتا ہے

جنہیں مانا جاتا ہے، جنہیں منوایا جاتا ہے

(ماہم)

جب دل سے دعا کرو تو کیوں نہیں سنتا۔۔ سنتا ہے ناوہ۔۔ اک وہی تو ہے جو سب کی سنتا ہے  
 جب کوئی نہیں سنتا۔۔ اک وہی تو رب کریم کی ذات ہے جو ہمیں ہر مشکلات سے بچاتی

ہے۔ ہمیں ہر راہ سے گزرنے کی ہمت دیتی ہے۔۔ ہمیں وہاں سے عطا کرتی ہے جس کا وہم و  
گمان تک نہیں ہوتا۔۔۔

تیرے ایک کن کی صدا

فیکون پس ہو جا ہو جاتا

تو عطا کرتا ہے وہاں سے

جہاں کسی کا گمان نہیں

(ماہم)

عفاف زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔ آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ نقاب میں ہونے کے باوجود پورا  
چہرہ گیلا محسوس ہو رہا تھا۔۔ تبھی ایمن آئی وہ حسن ملک کو باہر تیزی سے جاتا دیکھ چکی تھی۔۔

عفاف کو دیکھ کر اس کی طرف بھاگی۔۔ دل زور سے دھڑکا۔۔

کپکپاتے پاؤں سے چلنا دو بھر ہوا۔۔ عفاف کی طرف بڑھی۔۔

عفاف۔۔ عفاف کیا ہوا؟ ایمن نے کانپتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔۔

عافی بولو یار۔۔ کیا ہوا ہے؟؟ میرا دم گھٹ رہا ہے۔۔۔

بولو بھی۔۔

عفاف، ایمن کے گلے لگ کر ہچکیوں سے رو دی۔۔

وہ جتنی مضبوط بنتی تھی وہ اتنی تو بالکل بھی مضبوط نہیں تھی۔

ہم دیکھے بغیر انسان کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں، پر کھنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر خود ہی اس فیصلے پر پہنچ جاتے ہیں کہ اس سے زیادہ تو اس دنیا میں کوئی خوش نہیں ہوگا۔ اس نے تو کبھی دکھ دیکھے ہی نہیں ہونگے۔ لیکن جب تک ہم اس انسان کے ساتھ رہ نہ لیں، تب تک جان نہیں سکتے۔ کوئی کبھی بھی یہ جان نہیں پاتا کہ کون کتنے خول چڑھائے پھرتا ہے۔ کون کتنا اپنے آپ کو دوسروں پر عیاں کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

عافی۔۔ ساتھ لگائے حوصلہ دیا۔۔ اور اندر سے فوراً پانی لا کر پانی پلایا۔۔

اسے ہمت دے کراٹھایا اور اندر روم میں لے گئی۔ کرسی پر بٹھایا۔۔

عافی تم بہت بہادر ہو۔۔ میں جانتی ہوں۔۔

کچھ ہوا ہے کیا؟ ڈرتے ڈرتے دوبارہ پوچھا۔۔ کیوں کہ وہ حسن ملک کو جاتا دیکھ چکی تھی۔

ایک خوف حاوی ہوا تھا۔

تم اتنا رو رہی ہو عافی۔۔

ہاں۔۔ عافی بتاؤ کیا ہوا؟ کیوں مجھے پریشان کر رہی ہو۔۔ عافی۔۔

چہرہ ابھی بھی آنسوؤں سے تر تھا۔۔

بولو بھی۔۔ عفاف کا چہرہ نیچے جھکا ہوا تھا۔۔

ایمی۔۔ عفاف نے نرمی سے پکارا۔

ہاں بولو۔۔ لہجے میں فکر سمائے ایمن بولی۔

اسٹیج کی طرف سے آتے شور کو نظر انداز کرتے ہوئے دھیمی سی آواز میں بولنا شروع کیا۔۔

کیوں ہم تلخ یادوں کو بھول نہیں پاتے ایمی۔۔ سامنے لگے دروازے پر نظر ٹکائے عفاف

بولی۔۔

کیوں جب ہم سب بھول جاتے ہیں۔ تبھی دوبارہ سے وہ ہر بات، ہر لہجہ یاد آتا ہے۔۔ ٹوٹے

بکھرے ہوئے لہجے میں عفاف نے سوال کیا۔۔

ایمی تمہیں پتا ہے۔۔ آج بھی مجھے وہ طعنے، باتیں یاد ہیں۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا کچھ گنوا دیا تھا ہم نے۔۔ لیکن میں آج تک کچھ بھی نہیں کر سکی۔ شاید میں آج بھی وہی

کھڑی ہوں۔۔۔

اگر اس دن میں نے وہ غلطی نہیں کی ہوتی تو شاید ہم سب سکون سے ہوتے اور پھر وہ رات

کبھی بھی نہیں آتی۔

کہہ کر ایمن کے گلے لگ گئی۔۔

بس۔۔ شش۔۔ چپ۔۔ اب اور نہیں بولنا ٹھیک ہے۔۔ ایمن نے پیار سے اس کے گال

پر تھکی دی۔۔

اور عافی اس دن جو تم نے کیا۔۔ بالکل ٹھیک کیا تھا۔۔ ہمیں اپنے دفاع کے لیے ایک قدم اٹھانا ہی پڑتا ہے۔۔ لیکن اس کا ردِ عمل کیا ہو گا۔۔ اس انجام سے بغیر۔۔

ہم ہمیشہ تمہارے ساتھ ہیں۔۔ سب جانتے ہیں کون کیسا ہے۔۔ آج بھی کچھ لوگ ہیں جو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ تم نے بالکل ٹھیک کیا تھا میری جان۔۔ ہمیں کسی چیز کا پچھتاوا نہیں۔۔

سب سے بڑھ کے عافی ہمارا رب سب سے بہتر جانتا ہے کہ تم بے گناہ ہو۔۔ وہ ایک حادثہ اور حالات تھے اور کچھ جاہل لوگ جو ہمیشہ ساتھ رہتے ہوئے بھی تمہیں پہچان نہیں پائے۔۔ تمہارے کردار کے بارے میں نہیں جان پائے۔۔ میری عافی تو بہت اچھی ہے۔۔ جو ہر بات کو باہمت سنبھال لیتی ہے۔۔ جس کی آنکھوں میں سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کہنے کی عادت ہے۔۔۔

جو اتنی مضبوط ہے کہ اس دن حسن ملک کی آنکھوں میں دیکھ کر غرائی تھی۔۔ اتنا حوصلہ اور ہمت اس میں ہے نا تو ہی آج اتنے مضبوط قدم اٹھاتی ہے تو سب اسے آگے بڑھنے دیتے ہیں۔۔ ایمن بہت پیار سے اسے سمجھانے کی کوشش میں تھی۔۔ لیکن اسے پتا تھا ہر ایک کا ماضی ایک عذاب ہوتا ہے۔۔ جو ایک ناگ کی طرح آپ کو ڈستار ہتا ہے۔۔

وہ تلخ ماضی کی یادیں ہائے

کھا جاتی ہیں آہستہ آہستہ

(ماہم)

عفاف کچھ پُر سکون ہوئی تھی۔۔ سر کندھے سے ہی ٹکائے۔ آنکھیں اپنے دودھ جیسے  
سفید رنگ پاؤں پر جمائے۔۔ تھوڑا سا مسکرائی۔۔

شکر یہ جانم۔۔ ایمن نے گردن موڑی جانم کون؟ اور مسکراہٹ دبائی۔۔

عفاف بھی ہلکا سا مسکرائی۔۔ ایک پاگل لڑکی اور میری ایسی۔۔

عفاف اسے واپس اس کی ٹون میں دیکھتے ہوئے دل سے مسکرائی تھی۔۔

چلو عافی شاہاش۔۔ اٹھو۔۔ دیکھو کیا حالت بنائی ہوئی ہے۔۔ آئی لائسنس سارا بکھر  
گیا ہے۔۔ اف۔۔

اتنی محنت کی تھی میں نے۔۔ سر پر ڈرامائی انداز میں ہاتھ مارا۔

عفاف یہ دیکھ کر کھل کے مسکرائی۔۔ ڈرامہ کونین۔۔

ایک تو عافی تم نا۔۔ ناک چڑھا کے ایمن نے کہا۔۔ مجھے روزانہ ایک نئے لقب سے نواز دیتی ہو۔

ہاں نا اور کیا کروں تمہاری حرکتیں ہی ایسی ہیں۔۔ عفاف نے ایمن کے گال کھینچتے ہوئے کہا۔۔

ایمن کھلکھلا کر ہنس پڑی۔۔ چل پگی۔۔

پھر سرگوشی نما انداز میں بولی۔۔

اس ڈرامہ کو یمن کی ایک ٹوئین بھی ہے۔۔ کہہ کر ہنس پڑی۔۔ دونوں کھلکھلا کر ہنس رہی تھی۔۔

ایمن نے دل میں ہی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔۔

سیچ میں کچھ دوست آپ کی زندگی کے حسین ترین لمحوں میں سے ایک لمحہ ہوتے ہیں۔۔ جن میں کوئی بھی کسی بھی طرح سے اسے خراب نہیں کر سکتا۔۔ وہ آپ کی زندگی کی ہر بُری یادوں کو ہٹا کر ایک اچھی یاد میں لپیٹ کر رکھ دیتے ہیں۔۔ ان کا ساتھ ایسا جیسے دھوپ اور چھاؤں کا۔۔ وہی آپ کے دکھ، درد کے ساتھی بنتے ہیں۔۔ وہی آپ کو آپ کے دردناک لمحے کی اذیت سے نکال کر پھولوں کی سیچ پر قدم اٹھانے میں مدد کرتے ہیں۔۔ ہاں وہی تو ہوتے ہیں سچے دوست جو اپنا ہر فرض نبھانا جانتے ہوں۔۔

ایمن بھی عفاف کی زندگی میں یہی کردار ادا کر رہی تھی۔۔ ہر دکھ سکھ کی ساتھی۔۔ اسے دل و جان سے پیاری تھی عفاف۔۔ ہم یوں ہی تو نہیں کہتے آج کی دنیا میں خونی رشتوں سے بڑھ کے احساس کے رشتے زیادہ قابل بیان بنتے جا رہے ہیں۔۔ جن کو سمجھنے کی ضرورت ہی نہیں بنا سمجھے ہی سمجھ جاتے ہیں۔۔

میری دوستی کو اک نام تو دو

مجھے ہر دکھ، درد میں اپنا بنا تو لو

مجھے ہر وہ احساس عطا کرو

کہ رنجشوں کو بلا دوں  
 پھر دوستی کا رشتہ نبھالوں  
 مجھے دوسروں سے بڑھ کر بھی دوستی عزیز ہے  
 مجھے درد لمحوں سے نکل کر ہر وہ لمحہ عزیز ہے  
 مجھے خوابناک سا بنا دیا

مجھے ایک ڈراؤنا خواب دکھا دیا

میری دوستی کو ہلا دیا

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے وہ لمحہ عطا کر

جس میں دوستی حسین ہے

مجھے ہر وہ لمحہ عزیز ہے

مجھے دوسروں سے بڑھ کر بھی دوستی عزیز ہے

(ماہم)

باہر کھڑا شہرام جو ابھی وہاں سے کچھ سامان لینے آیا تھا۔ آدھ کھلے دروازے سے کھلکھلانے  
 کی گونج اٹھی۔ دروازے سے چند قدم باہر ہی رکے۔

اندر سے آتی کھکھلاہٹ کو وہ کیسے نہ پہچانتا۔ وہی تو جانتا تھا۔ وہی تو پہچانتا تھا۔ وہی تو ہر لمحہ فکر یہ میں گزارتا تھا۔ ایک وہی تو تھا۔ جو بنا کہے اس کے دکھ کو دکھ اور سکھ کو سمجھنے کی کوشش کرتا تھا۔۔

لیکن ایک وہ تھی جسے خبر تک نہ تھی۔ اتنی بے خبر تھی کہ اس کے ایک آنسو پر ہزاروں آنسو بہتے تھے۔ اس کی ایک ہنسی پر دل و جان سے فدا تھے۔۔

لیکن آہ قسمت کیا فیصلے کر بیٹھی تھی۔ یہ تو قسمت ہی بتائے گئی۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایک بے خبر کو خبر تک نہ ہوئی۔  
دل و جان سے کوئی فدا ہے ان پر

(ماہم)

تبھی ایمین کی آواز سنائی دی۔۔

چلیں باہر اتنی اچھی اسپینج کر کے آئی ہوں۔ تعریفی کلمات بھی تو سننے ابھی بنتے ہیں نا۔ کہہ کر ایمین مسکرائی اور پھر دوبارہ ایک وقفے کے بعد بولی۔ تعریف کرنے کا موقع ہی نہیں دیا تم نے تو مجھے۔۔ یار عاف تم نے اتنی اچھی ی ی۔۔ کو لمبا کر کے کہا اسپینج کی تھی نامیرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔۔ بیان کرنے کو۔۔

میں نے کہا تھا نا تمہیں تو ضرورت ہی نہیں ہے اسپینچ یاد کرنے کی دیکھ لو بس۔ فضول ٹینشن سے تم نے اپنا دماغ جو ہے نابھرا ہوا ہے ان کو نکال کے باہر پھینکو اور باہر چلتے ہیں۔ کہا اور باہر چند قدم فاصلے پر کھڑے شہرام نے اپنے تبھی قدم واپس ہال کی جانب موڑ لیے۔۔ پریشانی تھی جو چہرے پر عیاں تھی۔ لیکن ساتھ ہی مسکراہٹ تعریف سننے پر آئی تھی۔

ایمن کی بات سن کر فوراً عفاف بولی۔۔

ایمی ایک بات۔ کہہ کر عفاف کھڑی ہوئی پینز سیٹ کیں۔۔

تم اتنی لیٹ کیوں آئی؟ آبرو اچکا کے پوچھا۔۔

عفاف نے ابھی کچھ دیر پہلے والے واقعہ کے بارے میں نہیں بتایا تھا کہ اس کے کمرے میں کوئی آیا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے ابھی اس وقت بتانا مناسب نہ سمجھا۔ اسے لگا شاید غلطی سے آیا تھا یا ویسے ہی کوئی

سر پھر اہینڈ سم۔۔ سوچ جھٹک کر دوبارہ ایمن سے کیا سوال دوہرایا۔۔

قسمت ہنس دی اس کی سوچ پر اب تو یہ غلطی تا عمر کی تھی۔۔۔

قسمت، قسمت بس قسمت

یہی تو کھیل کھیلتی ہے

یہی تو بدلتی ہے تقدیریں

یہی تو بدل دیتی ہے زندگی

(ماہم)

ایمن کی آنکھوں کے سامنے ایک عکس آیا۔۔۔ چہرے پر مسکراہٹ آئی۔۔۔ بے شک وہ آنکھیں نیچی کر چکی تھی۔ لیکن نظریں تو اسی پر مرکوز تھیں۔۔۔ بے شک وہ پہلی ملاقات تھی لیکن لہجہ بھی تو شیریں تھا۔۔۔

آنکھوں کے پردوں پر گرمجوشی سے ملاتے ہاتھ اور مسکراہٹ سے بھرپور چہرہ آیا۔۔۔  
 اف۔۔۔ تیزی سے کھڑی ہوئی یہ کیا سوچ رہی میں۔۔۔ اف کہہ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ چکر لگائے اور بیٹھ گئی۔۔۔ آنکھوں پر اپنی انگلیاں رگڑیں۔۔۔  
 عفاف جو ابھی ایسے ایمن کی بوکھلاہٹ پر حیران تھی۔۔۔ اور اب یہ دیکھ کر قہقہہ لگا پڑی۔۔۔  
 (عفاف کافی حد تک اب سنبھل چکی تھی۔)

اوائے پاگل خیریت تو ہے۔۔۔ کوئی ہینڈ سم تو نظر نہیں آگیا؟ جانچتی نظروں سے عفاف نے پوچھا۔۔۔

ایمن نے پوری آنکھیں کھولیں۔۔۔ ہکلاتے ہوئے بولی۔

کون ہینڈ سم؟ ایک مسافر کو منزل تک پہنچانے گئی تھی تو دیر ہو گئی بس کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

چلیں میڈم۔۔ ایمن بولی۔

عفاف نے گھورا۔۔

میں تو کب سے تمہارے انتظار میں بیٹھی ہوں۔۔ کب میڈم تشریف کاٹو کر اٹھائیں اور چلیں  
پھر۔۔

ہاں۔۔ ہاں چلو کہہ کر ایمن آگے بڑھی۔۔ تبھی عفاف پھر بولی۔۔ اب بتا بھی دو۔۔ ایمن نے  
چٹکی کاٹی۔۔ چلو یار۔۔ پتا نہیں کیا بولی جا رہی ہو۔۔

دونوں ہال کی طرف بڑھ گئیں جہاں فنکشن کے تقریباً ختم ہونے کی مائیک سے اطلاع دی جا  
رہی تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews



ہاں مسلسل بیٹھا فون پر متوجہ تھا۔۔ اب مجھے چلنا چاہیے ایک تو یہ ازی۔۔ کچھ بتاتا بھی نہیں ہے۔

لیکن اسے روک بھی کون سکتا ہے؟

مجھے ہی باہر نکالنا ہے اس نے۔۔

کہہ کر دانت پیسے اور اٹھ کھڑا ہوا۔۔ وی۔۔ سی کو بلا یا کچھ الوداعی کلمات کہہ کر جانے کی اجازت

لی۔۔ لیکن وی۔۔ سی صاحب کے بے جا صراہ پر تھوڑی دیر دوبارہ بیٹھ گیا۔۔

عفاف اور ایمن پچھلی جانب آخری رو میں آکر بیٹھ گئیں۔۔

مائیک دوبارہ شہرام کے ہاتھ میں تھا۔۔

وہ سوچ جو کچھ دیر پہلے اس پر حاوی تھی۔ وہ کہیں دور جاسوئی۔۔

اب پھر چہرے پر مسکراہٹ سجائے مائیک سے بولنا شروع کیا۔۔

میں اپنی جانب سے، اسلام آباد یونیورسٹی کی انتظامیہ کی جانب سے اور سب سے بڑھ کر ہمارے سب سٹوڈنٹس کی جانب سے آنے والے معزز چیف گیسٹ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔۔

پھر کچھ تعریفی کلمات ادا کر کے کہا ہمارا ونریا پھر آپ بنانے کا ارادہ نہیں تھا۔ لیکن تھوڑی دیر پہلے ہی مجھے انفارم کیا گیا ہے کہ آج کے فنکشن کی بیسٹ اسپینچ کو انعام سے نوازا جائے۔۔

ہاں سب کچھ اب بیزاریت سے دیکھنے میں مصروف تھا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تبھی ایمن پُر جوش ہوئی عافی تمہارا نام اناؤنس ہونے لگا۔۔

عفاف، ایمن کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔۔

مائیک میں ایک بار پھر آواز گونجی۔۔

عفاف فرقان حیدر۔۔

کیا تھا ان الفاظ میں؟ ایک دفعہ تو علی نے بھی شہرام کی طرف آنکھیں پھاڑ کے دیکھا تھا۔۔

اسے سمجھ نہ آئی نام خوبصورت تھا۔۔ یا نام لینے والے کا انداز۔۔

اپنائیت سے بھرپور، چہرے پر مسکراہٹ۔ کچھ دیر پہلے جس طرح مشکل سے نام ادا کیا تھا۔۔ اب اس سے بڑھ کے خوشی کے ساتھ نام ادا کیا گیا۔۔

علی تو بس دیکھ کر سر ہی جھٹک سکا۔۔

وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔ کیوں کہ نہ تو شہرام بتانے دیتا تھا نہ ہی خود بتاتا تھا۔۔ اور علی دوستی کے ہاتھوں مجبور تھا۔

جیسے ہی نام پکارا اور ساتھ ہی ہاد کو اسٹیج پر بلا یا گیا۔۔

ہاد تو نام کی کشمکش میں مبتلا تھا۔۔

کہیں میں چڑیل ہی کی یونیورسٹی میں تو نہیں؟ پُر سوچ انداز میں سوچا اور ادھر ادھر نظر گھمائی۔۔

سامنے سے چلتی ہوئی عفاف نظر آئی۔۔

اوو تو مطلب چڑیل ہی کی یونیورسٹی ہے سوچ کے مسکرایا۔۔

نائس۔۔ اب مزہ آئے گا۔

نام دوبارہ متوجہ ہونے پر کھڑا ہوا۔۔ عفاف پاس پہنچی آنکھیں حیرانی سے پوری کی پوری کھولیں جیسے یقین کرنے کی کوشش میں ہو۔۔

بندر تم یہاں؟

ابھی چلو چڑیل اسٹیج پر بلا رہے ہیں۔۔ پھر بتانا ہوں۔۔ سرگوشی نما انداز میں کہا۔۔

عفاف نے سر کو جنبش دی اور اسٹیج کی طرف بڑھی۔۔

اسٹیج سے انعام وصول کر کے۔۔ کچھ پیکرز بنوائیں اور اسٹیج سے نیچے اتری۔۔

تبھی ہاڈسب سے مل کر باہر کی جانب بڑھا۔۔

اور عفاف بھی اس کے پیچھے فوراً سے گئی تھی۔۔

! اوو بندر سنو

کدھر جا رہے ہو؟ بتاؤ بھی کل تک تو تم نے بتایا نہیں تھا کہ تم نے آنا ہے۔۔

یہ اچانک۔۔ کیسے مطلب وہ بھی چیف گیسٹ بندر۔ تم چیف گیسٹ کب سے بن گئے؟

کل تک تو تم کام ڈھونڈ رہے تھے اور آج چیف گیسٹ بنے پھر رہے ہو۔۔ خیر تو ہے۔۔

عفاف نے آنکھیں گھمائیں۔۔

کہیں کوئی لڑکی تو نہیں پسند آگئی یا پھر اینیمیل ایجنسی کی خبر پکی ہے۔۔۔

عفاف منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسی۔۔

اوو چڑیل چپ کرو۔۔ کتنا بولتی ہو۔ تھکتی نہیں ہو۔۔

مجھے پتا ہوتا نا یہ 'چڑیلوں کی ملکہ' کی یونیورسٹی ہے تو کبھی کوئی پری دیکھنے نہ آتا یہاں۔۔ ہاد نے مسکراہٹ دبائی۔

لگتا ہے خبر غلط ملی تھی یہاں کوئی پری نہیں ملی۔۔ ہاد نے عفاف کو دیکھا جو غصے سے ہاد ہی کی طرف دیکھ رہی تھی۔

ہاد نے سنجیدہ ہونے کی کوشش کی۔۔ جہاں چڑیلوں کا بسیرا ہو۔۔ تھوڑا سا آگے جھکا۔ وہاں پر یاں کہاں آسانی سے ملتی ہیں۔۔ اور قہقہہ لگایا۔۔

ہے نا چڑیل۔۔۔ عفاف پاؤں پٹختی وہاں سے چل دی۔

گھر آ کر خبر لوں گی کہہ کر آگے بڑھی۔ جاتے ہوئے کہنا نہیں بھولی۔۔

جہاں بندر دند ناتے پھرتے ہونا وہاں چڑیلوں کا ہونا بہت ضروری ہے کہہ کر دانت پیسے اور

چل دی۔۔۔

ہاد نے شکر کیا۔۔

اس نے عفاف کا دھیان بٹا دیا تھا۔۔ اسے اب جلد از جلد از لان کے پاس پہنچنا

تھا۔۔ اور پھر رات کو گھر میں آ کر اس کے سوالات کے جواب بھی دینے تھے۔۔۔



حسن ملک تیزی سے ایک بلڈنگ میں پہنچا جس کے در و دیوار آسمان کو چھوتے ہوئے محسوس ہوئے۔

اندر پہنچ کر ادھر سے ادھر چکر لگاتے شخص کو دیکھا۔۔ پریشانی چہرے سے ہی عیاں تھی۔۔  
اندر قدم رکھ کر بازو پکڑا۔۔

ڈیڈ۔۔ ڈیڈ کیا ہوا ہے؟

اتنی مشکل سے مچھلی ہاتھ آئی تھی خباثت سے کہا اور آپ نے بلا لیا۔۔ خفگی دکھائی گئی۔

ورنہ ابھی تو بدلہ رہتا ہے اس مچھلی سے میں کبھی بھی نہیں بھولتا۔ کہتے ہوئے پاس پڑی شراب کی بوتل کو اٹھایا اور غٹا غٹ پی۔۔

اتنے موقعے ہاتھ سے گئے ہیں نا لیکن ڈیڈ شکاری بھی کبھی شکار چھوڑتا ہے کیا؟؟ کہہ کر خباثت سے قہقہہ لگایا۔۔ اپنی ہی سنائی جا رہا تھا۔

حسن ملک کو ہوش تب آیا جب ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے چہرے پر پڑا۔۔



حسن ملک کے چہرے پر تھپڑ پڑنے کی وجہ سے زبان کو بریک لگی۔ حسن ملک کا ایک ہاتھ گال پر تھا جو کافی حد تک سرخ ہو چکا تھا اور دوسرا ہاتھ سامنے کھڑے شخص کے بازو پر۔۔ بے یقینی

سے حسن ملک کی آنکھیں پوری کی پوری کھلی تھیں۔۔ اس نے اپنے ڈیڈ سے اس بات کی تو بالکل توقع نہیں کی تھی۔۔

سامنے کھڑا شخص اب بھی غنیض و غضب کا شکار تھا۔

سامنے کھڑا شخص غصے سے بولا۔۔

میں نے تمہیں منع کیا تھا نا کہ آج کہیں نہیں جانا، آج ہمارا ایک اہم دن تھا اس کے بعد پروجیکٹ ہمارے ہاتھ میں ہونا تھا لیکن تم پھر چلے گئے اور تمہاری وجہ سے آج وہ بزدل اصغر کے ساتھ ساتھ پورا ٹرک ہاتھ لگ گیا ہے اور ابھی تک مجھے پتا نہیں چل رہا کہ کس کی اتنی ہمت ہوئی ہے کہ ریاض ملک کے کام میں اپنی ٹانگ پھنسائے۔ وہ دھاڑے اور سامنے پڑے شیشے کے میز پر ایک زوردار ٹانگ رسید کی اور میز چکنا چور ہو گیا۔۔

ڈیڈ میری بات سنیں۔ کب کا چپ حسن ملک دوبارہ بولا۔۔

یہ کسی اور کا کام نہیں ہے یہ اسی از لان شاہ کا کام ہے۔ اسے تو میں کسی کام کا نہیں چھوڑوں گا۔ آپ فکر مت کریں۔ میں پتا کروانا ہوں کہاں لے کر گیا ہے وہ ان سب کو۔۔ ایک دفعہ، بس ایک دفعہ اس کی کمزوری ہاتھ لگ جائے میرے ڈیڈ میں اسے چھوڑوں گا نہیں ہر بار ہر بار یہ ہمارے کام میں رکاوٹ بنتا ہے۔۔ وہ طیش میں بولا لیکن ہاتھ ابھی بھی اسی گال پر تھا جو کچھ حد تک اب کم سرخ ہو گیا تھا۔۔

ریاض ملک جو سیڑھیاں چڑھنے لگے تھے واپس مڑے۔

میرے پاس اس کی کمزوری ہے لیکن موقع نہیں ملتا۔ وہ خیانت سے ہنسے۔

ایک دم حسن ملک کی آنکھوں میں شیطانی چمک آئی۔۔

ڈیڈ کیا؟

اب وہ سب بھلائے اس بات کی طرف متوجہ تھا۔۔

ارے بیٹا! باپ باپ ہوتا ہے۔ کہہ کر قہقہہ لگایا اور بولے

اپنے اس دماغ پر زور مت ڈال اور جو کہا ہے کر جا کر ورنہ تمہارا اس گھر سے کوئی رشتہ

نہیں۔ کہہ کر سیڑھیاں چڑھ گئے۔۔۔

حسن ملک نے فوراً جیب سے فون نکالا تھا اور اب تیزی سے کالز ملا رہا تھا۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews



ہا دہال سے نکل کر فوراً مطلوبہ جگہ پہنچا۔ قدم کال کو ٹھہری کی جانب بڑھائے۔ باہر کھڑے

شخص نے ایک سائڈ پر گن لٹکائی ہوئی تھی ہاد کو دیکھ کر مؤدب انداز میں سلام کیا۔ ہاد نے سر کو

ہلکی سی جنبش دی تو عمر خان نے کو ٹھہری کا دروازہ کھول دیا اور ہاد نے قدم اندر

بڑھائے۔ سامنے کا منظر ہاد کے لئے بھی قابل دید تھا۔۔

چھوٹا سا کمرہ تھا۔۔ جس کے چاروں طرف دیوار تھی۔ ایک دائیں جانب دیوار کے اوپر چھوٹی

سی جگہ خالی تھی جس پر لوہے کی سلاخ لگائی تھی تاکہ باہر کی روشنی آسکے اور پھر بھی بمشکل

کمرے میں روشنی آتی تھی۔۔ اسی وجہ سے پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا تھا سوائے اس دیوار کے اوپر والے حصے کے۔۔

دروازے کے بالکل سامنے وہ شخص بیٹھا تھا جس کو رسیوں سے جکڑا گیا تھا۔۔ اور ہاتھ پر پڑنے والے بار بار گرم پانی نے اس کے ہاتھ کو جلا کر رکھ دیا تھا اور وہ اب تڑپ رہا تھا۔۔ پاس پڑا ابلتا گرم پانی بار بار اس کے جلتے ہاتھ پر ڈالا جا رہا تھا۔۔ جتنی بار وہ ہاتھ جھٹکتا اتنی بار ڈالا جاتا۔۔ ہاد نے آکر روکا۔

ازلی تمہیں میں نے کیا کہا تھا کہ تم کچھ نہیں کرو گے جب تک میں نہ آؤں۔۔ دبے دبے غصے سے کہا۔۔

ازلان نے صرف ایک سنجیدہ نظر ہاد پر ڈالی کہ ہاد چپ کر گیا اور اب سامنے کا منظر دیکھنے لگا۔۔ ازلان نامی شخص دنیا میں صرف ایک ہی تھا جو صرف اپنی کرنا جانتا تھا اور کسی چیز کو پانے کا جنون اس کے سر چڑھ کے بولتا تھا۔

ہاد دل میں ہی سوچ سکا سامنے بولتا تو یقیناً دوستی کو ایک طرف رکھ کے سامنے بیٹھے شخص کی جگہ ہاد ہی ہوتا۔۔ ہاد نے مشکل سے اپنی اٹڈنے والی مسکراہٹ کو روکا اور سوچ جھٹک کر دوبارہ ازلان کی طرف متوجہ ہوا۔۔ اب جو ہونا تھا ہاد نے بس دیکھنا تھا۔۔

دوائی کا اثر ختم ہو رہا تھا۔۔ آنکھیں آہستہ آہستہ کھولیں۔۔ ازلان نے ہاتھ پر دباؤ ڈالا سامنے بیٹھے شخص کی دلخراش چیخ گونجی۔۔

ہا دبس کھڑا دیکھتا رہا۔۔

ازلان آگے کوچھکا اور بولا۔

اب بتاؤ سمگلنگ شدہ ٹرک کہاں لے کر جا رہے تھے؟ بتاؤ۔۔ ازلان دھاڑا۔

م۔۔ مجھے نہیں پتا۔۔ سامنے جکڑا شخص ہکلاتے ہوئے بولا۔۔ خوف کا عنصر آنکھوں سے ہی واضح تھا۔۔

زبان لڑکھڑا رہی تھی۔۔ ہا داب آگے بڑھا۔

چلو ٹھیک ہے تم پہلے اپنا نام بتاؤ۔۔۔

سامنے بیٹھے شخص نے مدد طلب نظروں سے ہا داب کی طرف دیکھا۔۔ ہا داب مسکرایا۔۔۔

نام تو بتاؤ۔۔

ازلان، ہا داب کی کاروائی دیکھنے میں مصروف تھا۔۔

مقابل نے آہستہ سے ٹوٹ پھوٹ کر نام بولا۔۔

ا۔۔ اص۔۔۔ اصغر۔۔

ہا داب نے طنزیہ مسکراہٹ اچھالی اور اپنے ہاتھ کی مٹھی سے مقابل کے بال جکڑے۔۔

اصغر ہمیں اتنا بتاؤ ٹرک کہاں لے کر جا رہے تھے؟؟ مقابل کچھ نہیں بولا تو ہا داب کی پکڑ سخت

ہوئی۔ ساتھ ہی ایک جھٹکے سے اس کی جھکی ہوئی ٹھوڑی کو اوپر اٹھایا۔۔

بتاؤ۔۔ ہاد دھاڑا۔۔

بتاتا ہوں۔۔ بتاتا ہوں۔۔ اصغر نے ہامی بھری۔۔

ہاد نے چھوڑا۔۔

سر مجھے معاف کر دیں۔۔ مم۔۔ مجھے نہیں پتا۔ کس نے بھیجا تھا اور ہم کہاں جا رہے تھے۔

ازلان سیدھا کھڑا ہوا اور زوردار مقابل کی کرسی پر ٹانگ ماری کہ مقابل کرسی سمیت زمین پر گرا اور کراہا۔۔

بتاتا ہے یا نہیں۔۔ ہاد نے دوبارہ بال جکڑے۔۔

سر ہم اسے لک۔۔ کراچی پورٹ کے ذریعے بھارت بھیجنے جا رہے تھے۔ کہہ کر بے ہوش ہو گیا۔۔

ازلان نے ایک سنجیدہ نظر مقابل پر ڈالی ایک ٹھوکر ماری۔۔ اور کوٹھری سے باہر نکل آیا ساتھ ہی ہاد بھی آگیا۔۔ باہر نکل کر عمر خان کو پکارا۔

عمر خان مہمان کی اچھی خاطر داری کرنا۔۔ میزبانی میں کمی نہیں آئے۔ کہہ کر دونوں آگے بڑھ گئے۔۔۔

ہاد، ازلان کے برابر آیا۔۔

ازی یہ اصغر کیسے ملا؟؟؟ یہ تو ریاض ملک کا ملازم نہیں ہے۔۔ ہاد نے پرسوچ انداز سے کہا۔

ازلان نے صر فہمکنے پر اکتفا کیا۔۔

اب ہم کیسے پتا کروائیں آخر یہ ریاض ملک چاہتا کیا ہے؟ ہاد نے سوال کیا۔

ازلان نے ایک سنجیدہ نظر ہاد پر ڈالی اور اپنی لینڈ کروزر کی طرف بڑھا اور جاتے جاتے سپاٹ لہجے میں بولا۔

جو بھی چاہتا ہو لیکن میں پورا نہیں ہونے دوں گا اپنے ملک کو غداروں کے ہاتھوں تو بیچنے نہیں دوں گا۔۔ کہہ کر گوگلز آنکھوں پر چڑھائے اور اپنی لینڈ کروزر سٹارٹ کی۔۔

ہاد بھی اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ ابھی جا کر بیٹھا ہی تھا کہ موبائل بیپ ہوا۔۔

ازلان کا نوٹیفکیشن دیکھ کر ہاد مسکرایا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گڈ جاب۔۔

اور ساتھ اگلے ہی سطر میں لکھا تھا۔

اگر آئندہ نام پوچھنا ہو تو کوئی علیحدہ انتظام کر لینا جہاں بیٹھ کر آرام سے باؤڈیٹالے سکو۔ ساتھ میں ایک منہ پر ہاتھ رکھنے والی ایبوجی اور دوسرا ایبوجی غصے والا تھا۔

ہاد دیکھ کر مسکرایا غصے کا اظہار بھی کر گیا تھا اور ساتھ اسے سراہ بھی گیا تھا۔

ہاد نے جو اب لکھا۔۔

یہ بات نکلوانے کا ہاد سٹائل ہے۔ کہہ کر آنکھ مارنے والا ایمو جی بھیجا ساتھ ہی سینڈ بٹن دبا دیا اور مسکراتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کر دی۔



عفاف ہاد کے پاس سے آکر غصے سے آتے کرسی پر بیٹھ گئی۔۔

ایمن نے اسے دیکھا۔

تمہیں کیا ہوا؟ غصے میں لگ رہی ہو شکل سے۔ اچھی بھلی گئی تھیں اب کیا ہوا ہے؟؟

کچھ نہیں کہہ کر عفاف نے گردن موڑی جہاں سے شہرام ان ہی کی طرف آرہا تھا۔۔

اب اسے کیا بتاتی کہ ہاد نے اسے چڑیل کہا ہے۔ لیکن وہ گھر جا کر بدل لینے کا تو ارادہ رکھتی (تھی)۔

عفاف نے دوبارہ گردن ایمن کی طرف موڑی۔۔

یہ شہرام یہاں کیوں آرہا ہے؟ سوالیہ نظروں سے ایمن سے پوچھا۔۔

ایمن نے کندھے اچکائے۔۔

عفاف نے آج غور سے شہرام کو دیکھا تھا اس وقت جب سارا فنکشن ختم ہو چکا تھا اور اب سب

اپنے اپنے گھر کی راہ لے رہے تھے تو کچھ تصویریں بنانے میں مصروف تھے۔۔

کف فولڈ کیسے ہوئے، کھڑے بال اب تھوڑے بکھرے ہوئے تھے۔۔ یقیناً کوئی بھی لڑکی اس پر آسانی سے فدا ہو سکتی تھی وہ ایک مکمل شخصیت کا مالک تھا۔ نظریں نیچی کر کے ان کے پاس ہی پہنچ گیا تھا کہ عفاف چونکی اور اپنی نظروں کا رخ پھیرا۔۔

ایمن اور عفاف دونوں کھڑی ہوئیں۔۔

ایمن بولی

جی شہرام بھائی۔۔ کچھ چاہیے؟ جانچتی نظروں سے پوچھا گیا۔۔

شہرام نے ایک پل کے لئے نظریں اٹھائیں پھر واپس جھکا لیں۔۔

دل نے گواہی دی۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں چاہیے نا کسی کا زندگی بھر کا ساتھ۔ ایک چور نظر عفاف پر ڈالی تھی۔ جو اپنے بیگ سے کچھ نکالنے میں مصروف ہو گئی تھی۔

دماغ نے غصے سے پکارا۔

پاگل تو نہیں ہو گئے۔۔ تمہاری ماں جو کب سے تمہارے انتظار میں ہے کہ کب آئے میرا

شہزادہ کب اس کی خوشیاں سجاؤں کتنے ارمان ہوں گے اسکے تجھے لے کر۔۔ سب توڑ دے گا؟؟؟

آخر پر دماغ نے خود ہی سوال کر دیا۔۔

دل نے فوراً نفی کی اور ساتھ ہی جواز دیا۔۔

میں نے کب کہا کہ میں ان کے ارمان توڑ رہا ہوں۔۔ ان کے ارمانوں ہی کا پاس رکھا ہے تو اب تک چپ ہوں۔۔

میں نے تو صرف اپنی خواہش ظاہر کی ہے۔۔ میں نے کچھ غلط کیا؟؟ ایک سوال دل کی جانب سے داغا گیا تھا۔ دماغ جواب دینے ہی لگا کہ اب عفاف کی آواز ٹکرائی۔۔

شہرام بھائی کیا ہوا؟ کچھ چاہیے آپ کو؟

دل میں کچھ چبھتا تھا۔ گردن نفی میں ہلی۔۔ نظریں ہنوز جھکی ہوئیں۔۔

یہ آپ کا انعام ادھر اسٹیج پر ہی رہ گیا تھا وہ دینے آیا تھا۔ نظریں اٹھائیں تو سامنے کھڑے پایا۔ عفاف نے شکر یہ بول کر قدم آگے بڑھائے جبکہ امین نے مسکرا کر ایک دو باتیں کی اور عفاف کے پیچھے چل پڑی۔۔

شہرام بس مسکرا کر ان کی پشت ہی دیکھتا رہا جب تک وہ آنکھوں سے او جھل نہیں ہو گئی۔۔

شہرام تب مڑا جب کندھے پر ہاتھ کا دباؤ پڑا تو مڑ کے دیکھا تو علی سامنے کھڑا تھا۔۔

چلیں؟؟ علی نے آبرو اچکا کے پوچھا۔۔

شہرام، علی کے گلے لگا اور مسکرا کر بولا۔

ہاں چلو۔۔

دونوں مسکرا دیئے۔۔

تیرا ذکر ہو میری مسکراہٹ ہو

تیری بات ہو، میری ہر رات ہو

تیری یاد ہو، میرا خیال ہو

تیری بات، تیری یاد، تیرا ذکر

میرے دل میں میری ہر خواہش سے بڑھ کر

(ماہم)

ایمن اور عفاف دونوں یونیورسٹی کے گیٹ پر کھڑی تھیں۔ شام ہو چکی تھی اب انہیں گھر جانا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عافی تم نے میری طرف جانا تھا شاید چلو پھر رات کو اپنی طرف چلی جانا۔ ایمن نے عفاف کو یاد کروانا ضروری سمجھا۔

ہم کھائیں گے پیسے گے۔ فل انجوائے کریں گے۔ میں مام، ڈیڈ سے بھی ملو اوں گی۔ ایمن نے پر جوش ہو کر کہا۔

عفاف اس کی خوشی دیکھ کر مسکرا دی۔

کافی دیر ہو گئی ہے تم مام سے بھی نہیں ملی۔ ایمن نے کہا۔

عفاف نے ایمن کی اس بات پر ہاں میں سر ہلایا۔

عفاف ایک، دو دفعہ ایمن کے گھر گئی تھی بس وہ بھی اسائنمنٹ جمع کروانی تھی تو بس اپنا کام کر کے واپس آجاتی۔۔۔ صرف ایک دفعہ ایمن کی مام سے ملی تھی تو وہ انہیں اچھی لگی تھی۔۔۔

اس کے بعد عفاف یونی آتی اور پھر گھر ٹائم ہی نہیں ملتا تھا کہ اس کے گھر جاسکے۔۔۔

یہی حال ایمن کا بھی تھا۔ دوستی جتنی مرضی تھی لیکن ایک دوسرے کے گھر آنے جانے میں دونوں کنجوسی کا شکار تھیں۔۔۔

چلو چلتے ہیں۔ عافی نے ہامی بھر لی۔۔۔ موبائل نکال کر اپنے لیٹ آنے کا ٹیکسٹ کیا اور دوبارہ موبائل جیب میں رکھ دیا۔۔۔

اب دونوں یونیورسٹی میں کھڑیں ایمن کی گاڑی کا انتظار کر رہی تھیں۔۔۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews  
جب گاڑی آکر رک کی تو ایمن نے عفاف کے لیے دروازہ کھولا اور پھر خود اسکے بعد گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔

بیٹھتے ہی سوال کیا۔۔۔

السلام علیکم! رحیم بابا آپ آج لیٹ ہو گئے؟ ہم کب سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔

رحیم بابا نے نہایت ہی مؤدب انداز میں جواب دیا۔۔۔

جی بی بی جی۔ راستے میں کچھ کام آگیا تھا اور صاحب جی کو بھی چھوڑنے جانا تھا اس وجہ سے دیر ہو

گئی۔۔۔ اگلی دفعہ سے نہیں ہوگی۔ کہہ کر خاموش ہو گیا۔۔۔

ایمن دوبارہ بولی۔

کوئی بات نہیں رحیم بابا۔ آپ بتا دیا کریں ایک بار۔

جی ضرور۔۔ مؤدب انداز سے کہا گیا۔

گاڑی کا رخ اب شاہ ولا تھا۔۔



ازلان سیدھا شاہ انڈسٹریز آیا۔ ملک داد کب سے اپنے باس کا انتظار کر رہا تھا۔ فوراً سے ملک داد نے سلام کیا۔۔ جس کا جواب سر کی جنبش سے دے دیا گیا۔

گاڑی سے نکلتے ہی گاڑی کی چابی اچھالی جسے بڑی مہارت سے ملک داد نے کچھ کر لی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تیز قدم اٹھاتے اپنے آفس کا رخ کیا۔۔ آفس سے گزرتے وقت سب آفس ورکرز کھڑے ہو گئے۔۔ جو جو بھی کام کر رہا تھا۔۔ وہیں رک گیا۔۔ کام کو بریک لگ گئی۔۔

پانی پیتا ہاتھ بھی وہیں ساکن ہوا تھا۔۔ جب تک آفس کا دروازہ کھول کر وہ اندر نہیں چلا گیا تھا۔۔

آفس کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا تو سب کام واپس شروع ہو گئے۔۔

آفس میں داخل ہوتے ہی ازلان نے اپنے آفس پر ایک طائرانہ نظر ڈالی۔۔

سامنے دیوار پر شیشے کی کھڑکی تھی جہاں سے باہر کا منظر آسانی دیکھ سکتے تھے۔۔ اس کھڑکی پر بلیک کلر کے پردے لگائے گئے تھے جو ابھی ایک سائنڈ پر کیے ہوئے تھے۔۔ درمیان میں ایک نفیس شیشے کا میز اور ساتھ ہی ریوالونگ چیئر پڑی تھی۔۔ دائیں طرف ڈبل سیٹر صوفہ تھا۔۔ پورا آفس روم خوبصورت طریقے سے بنایا گیا تھا۔ اپنی مثال آپ تھا۔

ازلان نے قدم اٹھائے اور اپنی ریوالونگ چیئر سنبھالی۔ سر کرسی پر ٹکا دیا۔۔ انتظار تھا تو بس فائل کا جس سے کسی کی زندگی بدلنے والی ہے۔۔

اپسرا کہہ کر آنکھیں موندیں اور بولا۔

ازلان شاہ کے لئے کسی بھی چیز کا پتا کروانا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔۔ لیکن آپ کے معاملے میں تھوڑی دیر ہو گئی ہے۔۔ چہرے پر اداسی کی ایک جھلک آئی۔۔ دوبارہ اپنی اصل حالت میں آیا۔۔

مجھے جس دن آپ سے ملاقات ہوئی تھی۔۔ تبھی سب کچھ کر لینا چاہیے تھا یوں آپ میری نیند تو نہیں اڑاتی۔۔ ویسے آپ کو حق کس نے دیا ہے ایسا کرنے کا؟؟ تھوڑا رعب اور غصے سے کہا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا وہ سامنے کھڑی ہے اور ازلان اس سے مخاطب ہے۔۔

چہرے پر مسکراہٹ پھیلی تھوڑا سا گال کا ڈمپل نمایاں ہوا۔۔ بروقت مسکراہٹ سمیٹ کر دوبارہ اپنے ہی کیے سوال کا جواب دیا۔۔

ہر ایک چیز کا وقت ہے، لگتا ہے وہ وقت آ گیا ہے۔

اسی لئے آپ کے بارے میں جان نہیں پائے تھے۔ مسکراہٹ عنابی ہونٹوں پر واپس آئی۔

لیکن پھر بھی ہم آپ کو نہیں جان کر بھی جان گئے ہیں اپسرا عرف عفاف فرقان حیدر۔۔

وقت کی ڈوروں کو کھلا رہنے دو

وقت کھیلتا ہے تو بڑا مزہ آتا ہے

(ماہم)

دروازے کے ناک ہونے پر ازلان کی مسکراہٹ سمٹی۔۔ اندر آنے کی اجازت دے دی گئی۔۔ اندر آنے والے کو دیکھ کر ماتھے کی لکیروں میں اضافہ ہوا۔۔ تیوری چڑھائے پوچھا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یس مس تحریم۔

تحریم جس نے شارٹ شرٹ کے ساتھ جینز پہنے۔ بالوں کو سٹریٹ کیے۔ منہ پر تیز میک اپ کیا البتہ اپنے ہونٹوں کو تھوڑا لائٹ کلر کی لپسٹک سے رنگین کیا ہوا۔ گلے میں مفلر سٹائل سے سٹالر لیے پاؤں میں مقید ہیل شوز اور ہاتھ میں فائل پکڑی مخاطب ہوئی۔۔

سر کچھ فائلز تھیں ان پر سائن چاہیے تھے۔۔ بڑے ہی نرم انداز سے کہا اور اپنے بال کی لٹ کو ایک ہاتھ سے پیچھے جھٹکا۔

ازلان نے سر سری سا کہا۔

او کے رکھیں۔۔

Now move out !!

کہہ کر اپنی چیمبر گھمادی۔۔۔

فائل رکھ کر تحریم وہاں سے اداس چہرہ لئیے چل دی۔۔

تبھی دروازہ دوبارہ ناک ہوا آنے والا سہیل تھا۔۔ جو لگ بھگ 28 سال کا حامل شخص تھا۔۔

فائل پکڑے اندر داخل ہوا۔

سر آپ کی فائل۔۔

چیمبر چھوڑ کر از لان کھڑکی کے پار کھڑا ہو گیا۔۔

سر سہیل نے دوبارہ مخاطب کیا۔۔

ہاں لاؤ دو اور اب جاؤ۔ کہہ کر وہیں کھڑا رہا۔۔۔

فائل ہاتھ میں پکڑے نیلی آنکھوں میں چمک ابھری۔۔

فائل کا مطالعہ گھر جا کر آرام سے کرنے کی غرض سے اپنا کوٹ اٹھایا اور آفس سے تیزی سے

نکلا اور ملک داد کو حکم دیا گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔ اب گاڑی کا رخ شاہ ولا کی طرف تھا۔۔



ہاد جیسے ہی گھر پہنچا۔۔ گھر میں داخل ہوتے وقت دبے پاؤں سے اپنے کمرے کی جانب بڑھنے لگا کہ دائیں جانب ڈائمنگ ہال سے فرقان صاحب کی آواز آئی۔

میں سوچ رہا ہوں کہ اب جتنی عیاشی کرنی تھی ہاد کرچکا اب وہ فیکٹری آئے سنبھالے سب کچھ۔۔

تاکہ ہمارے جانے کے بعد اسے پتا تو ہونا کہ کام دیکھنا کیسے ہے؟؟  
ہوں۔ فرحان صاحب نے تائید میں سر ہلایا۔

ہاد نے اپنے قدم ڈائمنگ ہال کی جانب موڑے۔۔ سب کو مؤدب انداز میں سلام کر کے وہیں بیٹھ گیا۔۔  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
فرحان صاحب جواب دینے کے بعد بولے۔۔

برخوردار خیریت، کہاں سے آرہے ہو؟ بال ماتھے پر تھوڑے سے بکھرے ہوئے، کف فولڈ کیے ہوئے۔۔ کالی آنکھوں میں ایک گہری خاموشی، عنابی ہونٹ ایک دوسرے سے پیوست ایک تنقیدی نظر ڈال کر فرحان صاحب نے پوچھا۔۔

کمرے میں گہری خاموشی۔۔ پنکھے کے چلنے کی آواز کے علاوہ کوئی آواز نہیں۔۔

پھر ایک وقفے کے بعد ہاد کی بھاری آواز اس پر سوز ماحول میں گونجی۔۔

ڈیڈ میں فیکٹری میں کام نہیں کر سکتا۔۔ جھکے سر سے کہا۔۔

فرحان صاحب پھر بولے۔

کیوں اس میں کیا قباحت ہے؟

ڈیڈ بس فیکٹری کا کام نہیں کرنا ہاں البتہ میں ہفتے میں چکر ضرور لگا لیا کروں گا۔ میں جب تک نہیں آؤں تب تک آپ دونوں سنبھال لیں یا پھر ریان کو بھی ساتھ لے جایا کریں۔

ریان جو ہاتھ میں چائے کی ٹرے لے کر ابھی اندر داخل ہی ہوا تھا بولا۔

میں کیوں؟ ہاد بھائی کی ذمہ داری ہے میری چھٹیاں ایسے ختم تو مت کریں۔ رونی صورت بنا کر کہا۔

ہاد نے ریان کی طرف دیکھا اور بولا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں مجھے پتا ہے گھر رہ کر جو تم کا نام سرانجام دے رہے ہونا۔

ہاد نے مسکراہٹ دبائی۔

ریان نے فوراً گھوری سے نوازا تھا۔

ڈیڈ، چچا جان یہ لیں چائے۔ ہاد بھائی آپ تھک تو نہیں گئے جا کر فریش ہو جائیں امی اور چچی جان کب سے آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔

پوری آنٹیوں کی روح ریان کے اندر آئی تھی۔

ریان نے تیزی سے بات بدلی تھی کہ ہاد کہیں آج کے واقعے کے بارے میں بتا ہی نہ دے۔

اچھاریان تم جاؤا بھی ہا د آتا ہے۔ فرقان صاحب بولے۔۔

جی ڈیڈ کہہ کر ریان اٹھنے لگا اور منہ میں بڑبڑایا۔

یہ ہا دبھائی کی چمچی کو تو میں جا کر دیکھتا ہوں نا ہر ایک بات بتا دیتی ہے اچھی بھلی عزت تھی میری۔ فرضی کالر جھاڑا

اب کیا رہ گئی ہوگی؟ جب ہا د نے بمشکل اپنی مسکراہٹ روکی۔۔

ریان میں بھی آتا ہوں ایک منٹ۔ ہا د نے سنجیدہ سا کہا اور بولا۔

ڈیڈ اور تایا جان آپ فکر نہیں کریں جس دن آپ کو پتا چلے گا میں کیا کر رہا ہوں آپ فخر کریں گے۔ میں اپنے فرائض اچھے سے جانتا ہوں تو اس وجہ سے آپ ٹینشن نہیں لیں۔۔ مجھے ابھی بہت کچھ کرنا ہے تو تب تک کے لئے میں فیکٹری نہیں آسکتا۔۔

ٹھیک ہے جیسا تمہیں مناسب لگے۔۔ یہ آواز فرقان صاحب کی تھی۔۔

شکر یہ تایا جان مسکرا کر کہہ کر اٹھ گیا۔۔

وہ اسے جاتا دیکھتے رہے۔۔۔

باہر نکلتے ہی سنجیدہ ہا د کی جگہ شوخ مزاج ہا د نے لے لی نکلتے ساتھ ہی ریان کی گردن دبوچی۔۔

ہاں اب بولو کیا بول رہے تھے چمچی اب بتاؤ کس کو بول رہے تھے؟

کون ہو سکتی آپ کی چمچی اور تو کوئی ہے ہی نہیں۔ ریان نے خفگی سے کہا۔۔

ہاد نے تھوڑا سا مسکرا کر دباؤ ڈالا۔

اچھا چھوڑیں ہاد بھائی میں تو مذاق کر رہا تھا۔ آپ سیریس ہی لے گئے۔ جب تھوڑا زیادہ دباؤ پڑا تو ریان اپنی اصل ٹون میں واپس آ گیا۔ ہاد نے ہلکی سی چپت لگائی۔

میری بہن کو کچھ کہا تو پھر دیکھنا تم۔ اور ریان کو وہیں چھوڑ کر اپنے روم کی طرف بڑھ گیا۔ پیچھے سے ریان بڑبڑاتا رہ گیا۔

ایک میں ہی ہوں اس گھر میں معصوم لگتا اور کوئی کچھ پوچھتا تک نہیں ہے۔ الٹا سنا کر چلا جاتا۔ ہاد نے کمرے کا دروازہ کھولا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی سامنے دیوار پر لگی کھڑکی جس پر گرے کلر کے پردے برابر کیے ہوئے تھے۔ سامنے کنگ سائز بیڈ موجود تھا۔ دائیں طرف ڈبل سیٹر صوفہ موجود تھا۔ کمرے میں بائیں طرف ایک چھوٹا سا دروازہ تھا جو اسٹڈی روم کی طرف کھلتا تھا۔

چلتا چلتا بیڈ تک آیا۔ اور دھڑم سے بیڈ پر لیٹ گیا۔ آنکھیں بند کیں کچھ دیر بعد اٹھ کر فریش ہو اور اسٹڈی روم کی جانب بڑھ گیا۔

اسٹڈی روم میں پڑا ایک سائڈ پر ٹیبل اور ساتھ ٹیبل لیپ جس کی روشنی کمرے کو نیم اندھیرے سے بچا رہی تھی وہاں بیٹھ کر ایک فائل کھولی۔

جس پر کچھ حروف درج تھے یہ وہی فائل تھی جس پر عفاف چند ماہ پہلے تک لکھتی تھی اور  
پر سوں ہی ہاد نے اس کے کمرے سے اٹھائی تھی۔

فائل کھولتے ہی سب سے پہلے صفحے پر موجود لکھی تحریر چار سال تھی۔۔

دوسرا صفحہ پلٹا جس پر کچھ ڈرائنگز کی گئی تھیں۔۔

تیسرا پلٹا اس پر درج تحریر بچپن کی یادیں۔۔

ایک دو اشعار بھی اسی صفحے پر درج تھے۔۔

کیا حسین یادیں تھیں، کیا حسین لمحے تھے؟

کیا گزرتے تھے، کیا کرنا چاہتے تھے؟

کیا زندگی تھی، کیا حسین ملاقاتیں تھیں؟

کیا عجیب شوق تھے، کیا عجیب باتیں تھیں

کیا پال رکھے تھے شوق ہم نے، کیا چنچل سی ہستی تھی؟

کیا حسین یادیں تھیں، کیا حسین لمحے تھے؟

(ماہم)

تبھی اسٹڈی روم کا دروازہ کھلا تو ہاد نے فائل بند کی اور اندر آنے والے کی طرف دیکھ کر متوجہ

ہوا۔۔

ہاد بھائی۔ پیار سے مناہل نے کہا۔

جی میری پیاری۔۔ ہاد نے ویسے ہی جواب دیا۔

مناہل نے مسکراہٹ بکھیری اور ہاد بھی مسکرا اٹھا۔۔

مما کھانے پر بلارہی ہیں آپ کو۔ مناہل نے اپنے آنے کا مقصد بتایا۔

ہاں میں آتا ہوں۔۔ کہہ کر ہاد کرسی دھکیل کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔

مناہل اپنا مقصد بتا کر دروازے کے پاس ابھی پہنچی ہی تھی کہ دوبارہ ہاد کی آواز سنائی دی۔۔

منہا۔ جاتے جاتے مناہل پکار پر مڑی اور بولی۔

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جی ہاد بھائی۔

ہاد نے بولنا شروع کیا۔۔

جب میں باہر تھا۔۔ کف فولڈ کرتے ہوئے اسٹڈی روم سے باہر آیا اور اس کے ساتھ ہی مناہل

بھی باہر آگئی۔۔ باہر آتے ہی الماری کی طرف بڑھا بات جاری رکھی۔۔

مجھے پتا چلا تھا کہ آپ کوئی کلاس لیتی ہو اور ابھی تک میں نے آپ کو کلاس لیتے نہیں

دیکھا۔ سنجیدہ ہو کر سوال کیا گیا۔

جی بھیو لیتی ہوں نا لیکن ابھی ایسی آپ نے کہا تھا کہ وہ تھوڑے دن مصروف ہیں اس وجہ سے

نہیں لے رہی۔۔

ہاد سرالماری کے اندر کر کے اپنی مطلوبہ شرٹ ڈھونڈنے لگا وہیں سے دوبارہ بولا

ویسے یہ تمہارے ایسی آپنی ہے کون؟

مناہل بیڈ پر آکر بیٹھ گئی۔۔

بھیو آپ کو نہیں پتا عفاف آپنی کی بیسٹ فرینڈ ان کی سب سے اچھی دوست ہر دکھ سکھ کی  
ساتھی۔

جب ہم گاؤں سے یہاں آئے تھے تب عفاف آپنی کہیں آتی جاتی نہیں تھیں۔ وہ یہی تو تھیں  
جنہوں نے ہر قدم پر ان کا ساتھ دیا۔۔

ہاد کو مطلوبہ شرٹ مل چکی تھی لے کر سرالماری سے باہر نکالا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اچھا ہاد کا اشتیاق بڑھا۔

اور بتاؤ کہ وہ کیسی ہیں؟ گھر تو کبھی آئی نہیں۔۔

بہت اچھی ہیں کیا بتاؤں اتنے پیار سے بات کرتی ہیں۔۔ بات کرتے کرتے ایک دم مناہل چپ  
ہوئی۔۔

خشمتیں نظروں سے ہاد کو گھورا۔

بھیو پہلے تو آپ اس طرح کسی بھی فرینڈ کے بارے میں نہیں پوچھتے اب کیوں؟

ہاد مسکراتا ہوا واش روم کی جانب بڑھا اور کندھے اچکائے۔

ویسے ہی۔۔

مناہل بھی مسکراتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔



گاڑی شاہ ولا آکر رکی۔۔ رحیم بابا نے باہر نکل کر دروازہ کھولا۔۔ ایمن اور عفاف باہر نکلیں۔۔  
 عفاف نے اطراف میں ایک نظر گھمائی۔ خوبصورت سی راہداری تھی جس کے چاروں  
 اطراف پھول ہی پھول تھے۔۔ جہاں بھی نظر گھمائی عفاف کو رنگ برنگے پھولوں کا ہی بسیرا  
 ملا۔



ایمن اس کو ارد گرد مگن دیکھ کر بولی۔۔  
 عافی اندر چلیں۔۔

عافی مگن سے انداز میں بولی ہاں، ہاں چلو۔۔

چلتے چلتے دونوں مین گیٹ میں داخل ہوئیں جہاں بڑے سے حروف میں شاہ ولا لکھا تھا۔۔  
 اندر داخل ہوتے ہی سامنے لاؤنج تھا جہاں بڑے سائز کی ایل۔ ای ڈی لگائی گئی تھی۔۔ لاؤنج  
 میں لگائے گئے گولائی شکل میں صوفے موجود تھے۔۔ جن کے درمیان میں ایک شیشے کا میز پڑا  
 تھا۔

دائیں طرف سیڑھیاں تھیں۔۔ سامنے دو ساتھ ساتھ کمرے موجود تھے ایک روم گیسٹ روم تھا دوسرا وحیلہ شاہ اور میر شاہ کا مشترکہ کمرہ تھا۔۔

بائیں طرف کچن بنایا گیا تھا۔۔

جہاں سے ایک ملازم نکلا۔۔

سلام بی بی جی۔۔

ایمن نے سلام کا جواب دیا۔۔ اور بولی۔

عمران کا کا ماما اور ڈیڈ کدھر ہیں؟ نظر نہیں آرہے کہیں بھی۔ میں جب بھی آؤں لاؤنج میں ہی موجود ہوتے ہیں۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایمن نے ارد گرد نظر گھما کر پوچھا۔۔

جی بی بی جی۔۔ بڑے صاحب جی تھوڑی دیر پہلے رحیم کے ساتھ گئے تھے وہی چھوڑ کر آیا ہے۔۔ اور میڈم اپنی دوست کی طرف گئی ہیں اور کہہ کر گئی تھیں کہ جب آپ آئیں تو آپ کو کھانا دے دوں اور وہ شام تک آجائیں گی۔ کہہ کر عمران چپ کر گیا۔۔

ٹھیک ہے کا کامیرے کمرے میں ہی بھیج دیں چلو عافی۔ کہہ کر ایمن سیڑھیاں چڑھنے لگی۔۔ دونوں سیڑھیاں چڑھیں اور اوپر دائیں طرف موجود کمرہ ایمن کا اور بائیں طرف کمرہ ازلان کا تھا۔۔

دونوں دائیں کمرے کی جانب بڑھیں۔۔ ایمن نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوتے ہی سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارا۔ پورا کمرہ روشنی سے چمک اٹھا۔۔

آؤ عافی اندر۔۔ ایمن نے بولا۔۔

عفاف بھی اندر داخل ہوئی مسکرا کر کمرے میں نظر دوڑائی۔۔ نظر کے بالکل سامنے ایک کھڑکی جہاں پر پردے برابر کیے گئے تھے۔۔ دائیں جانب صوفہ سیٹ موجود تھا اس کے ساتھ ہی ڈریسنگ تھا۔ درمیان میں سنگل بیڈ جس پر نفاست سے بیڈ شیٹ بچھائی گئی تھی۔۔ بیڈ کے ساتھ ہی میز موجود تھے۔۔

کمرے کے بائیں جانب واش روم تھا۔ کمرے کی دیوار پر گرے وال پیپر لگا یا گیا تھا۔

ایک نظر ڈال کر عفاف بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی۔۔

ایسی کتنا کچھ تبدیل کر لیا؟ پہلے تو ایسا نہیں تھا۔ ایمن جو الماری کی طرف بڑھ رہی تھی رکنا سمجھی سے بولی۔۔

کیا مطلب؟

مطلب یہ کہ جب میں پہلے آئی تھی تب باہر۔ ( اشارہ راہداری کی طرف تھا) وہاں اتنے اقسام کے پھول نہیں تھے۔

تمہارے کمرے میں بھی تمام ڈیزائننگ گرے میں نہیں تھی۔۔ عفاف مسکرا کر بولی اور اپنے  
حجاب کی پنز کھولنے لگی۔۔

واپس ایمن بیڈ پر آکر بیٹھ گئی مسکرائی اور بولی۔

ہاں تھوڑی دیر پہلے ہی تبدیل کیا ہے۔

اب دھیان سے میری بات سنو۔ ایمن نے کہا۔

جیسا کہ تمہیں پتا لگ گیا ہے کہ مام، ڈیڈ گھر پر نہیں ہیں تو تم مل تو نہیں سکتی آج ان سے۔ اس  
لیئے شرافت سے چپ کر کے بیٹھنا شام کو آرام سے جانا اگر تم نے جلدی کہانا تو میں نے۔۔

انگلی کپٹی پر رکھ کر سوچنے لگی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں۔۔ چٹکی بجائی۔

ناراض ہو جانا۔۔

اچھا میری ماں نہیں کہتی اب خوش۔۔ عفاف مسکرا کر بولی۔۔

اب بھو کی رکھنے کا ارادہ ہے کیا؟ معصوم سی شکل بنا کر عفاف نے کہا۔

نقاب عفاف کھول چکی تھی دکتا چمکتا چہرہ بالکل سامنے تھا۔ شفاف رنگت۔

ایمن نے گھورا۔

صبر کر لو خانسا ماں لاتی ہوں گی۔۔

عفاف دوبارہ چہرے پر معصومیت طاری کر کے بولی  
مجھے لگا شاید بھوک کی بھیجے کا ارادہ رکھتی ہو۔ اور اپنی مسکراہٹ روکی۔۔  
اچھا جی۔ بھوک کی بھیجنا میں نے اور تم نے جیسے چلی بھی جانا۔ ایمن نے تیوری اچڑھائی۔  
میں تو اپنی بھکڑ دوست کو جیسے جانتی ہی نہیں۔ ایمن مسکرائی۔۔  
عفاف نے بھی جو اب مسکرا کر کہا۔۔

میں جانے بھی نہیں لگی تھی بھوک بہت لگی ہے۔ کھانا چھوڑ کر جاؤں تو ایسے اچھا تو نہیں  
لگتا۔ میری ڈکشنری میں کھانے کو پڑا چھوڑنا بہت ہی غیر مناسب بات ہے۔ اس لیے فکر مت  
کرو۔ کہہ کر کندھے اچکائے۔۔  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
ایمن بس اتنا بولی۔

بھکڑ کچھ نہیں ہو سکتا تمہارا۔۔

چند لمحے کمرے میں خاموشی رہی صرف گھڑی جو سامنے دیوار پر لگائی گئی تھی اس کی ٹک ٹک  
ہی سنائی دے رہی تھی۔۔ اور پھر ٹک ٹک کی آواز مدھم مدھم ہونے لگی اور پورے کمرے میں  
دونوں کے قہقہوں کی گونج تھی۔۔

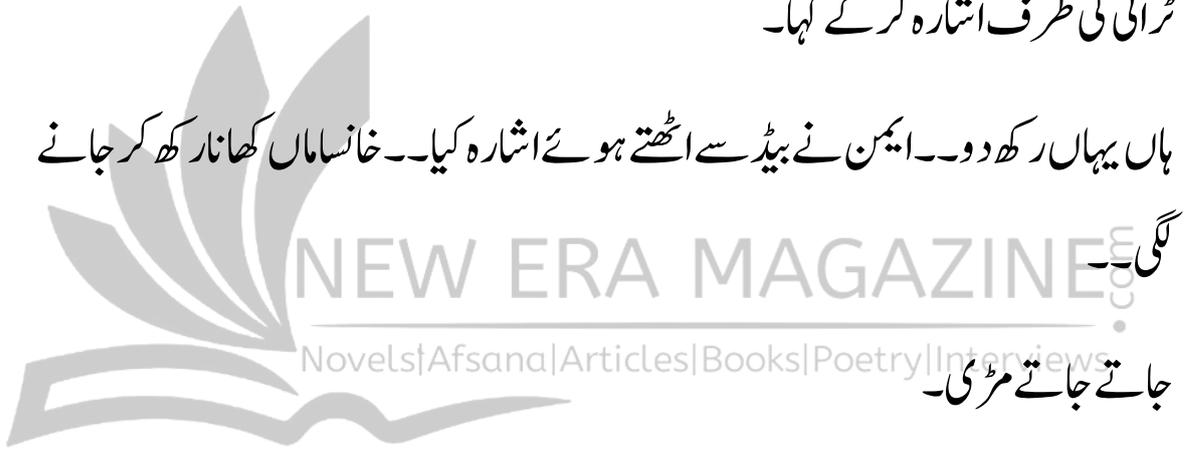
دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا عفاف کا حجاب ڈھیلا ہو چکا تھا۔۔ چہرے کے ساتھ  
آنکھیں بھی ہنس رہی تھیں۔ زیادہ ہنسنے کی وجہ سے آنکھوں سے نمی ٹپک رہی تھی۔ ہونٹ پر

موجود تل اس ہنسی کو اور خوبصورت بنا رہا تھا۔ ایمن نے ہنستے ہوئے ایک تفصیلی جائزہ لیا۔  
 عفاف ہنستے ہوئے رکی۔ اشارے سے ہی پوچھا کیا ہوا؟ ایمن نے بھی اشارے سے ہی سر کو  
 نفی میں دائیں، بائیں ہلایا اور آنکھوں سے اٹڈنے والی نمی کو صاف کیا۔

تبھی دروازہ بجا اور خانساماں کھانے کے لوازمات لے کر اندر داخل ہوئی۔

بی بی جی۔ کھانا؟ خانساماں نے ہاتھ میں پکڑی ٹرے اور ساتھ میں کھانے سے بھری لوازمات کی  
 ٹرالی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

ہاں یہاں رکھ دو۔ ایمن نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے اشارہ کیا۔ خانساماں کھانا رکھ کر جانے



لگی۔  
 جاتے جاتے مڑی۔

بی بی جی ایک بات کہنی تھی۔

ہاں بولو خالدہ۔

بی بی جی میرا بیٹا بڑا بیمار ہے اس کا علاج کروانا ہے بی بی جی۔ بڑے صاحب اور میڈم جی گئی ہوئی

ہیں ورنہ انہیں کہہ دیتی بی بی جی۔

خالدہ کہہ کر چپ کر گئی۔

اچھا کوئی بات نہیں تم پہلے بتاتی چھٹیوں پر چلی جاتی۔ ابھی یہاں کیا کر رہی ہو تمہیں تو اپنے بیٹے کے پاس ہونا چاہیے تھا۔ ایمن نے اپنے پرس سے نوٹ نکالتے ہوئے کہا۔۔

اور اس کے ہاتھ میں تھمائے۔

یہ لو اور اب جاؤ۔

لیکن بی بی جی چھوٹے صاحب۔۔ خالدہ نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔۔

چھوٹے صاحب کی فکر نہ کرو۔ وہ تو اتنے اچھے ہیں تم لوگ ایسے ڈرتے رہتے ہو۔ ایمن نے مسکراہٹ دہائی۔۔

خالدہ نے کانوں کو ہاتھ لگایا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہ بابانہ۔ تھوڑا آہستہ بولی۔

بی بی جی میں کہنا نہیں چاہتی تھی۔ لیکن کہنے سے خود کو روک بھی نہیں پائی کہ بڑے غصے والے ہیں چھوٹے صاحب آپ کو دیکھ کر لگتا ہی نہیں ہے کہ آپ ان ہی کی بہن ہو۔۔۔

ایمن نے گھورا تھا۔۔۔

اچھا بس کرو تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ میرا بھائی کیسا ہے میں اچھے سے جانتی ہوں چلو جاؤ اب۔۔۔

باہر قدم رکھتے ہی دوبارہ مڑی۔

بی بی جی آپ کی دوست بڑی پیاری ہے۔ رازدانہ انداز میں خالدہ نے کہا۔ ایمن نے مسکرا کر بیڈ پر بیٹھی عفاف کو دیکھا جو اب بیزارسی شکل کے ساتھ ایمن ہی کو دیکھ رہی تھی ایمن یہ سب دیکھ کر واپس خالدہ کی طرف متوجہ ہوئی۔۔

ہاں وہ تو ہے۔ فخر یہ انداز میں کہا۔۔

اچھا جاؤ اب۔ کہہ کر دروازہ بند کر لیا۔

عفاف جو کب سے بور ہو رہی تھی۔ ایمن کے آتے ہی بولی۔

کیا تم رام کہانیاں کھول کے بیٹھی ہوئی تھی کہ اتنی دیر کر دی؟

کچھ نہیں۔ وہ بس خالدہ کو گھر جانا تھا اسی سلسلے میں بات کرتے ہوئے دیر ہو گئی۔ ایمن نے تفصیلاً بتایا۔

عفاف نے صرف اچھا کہنے پر اکتفا کیا۔

عافی فریش ہو جاؤ منہ، ہاتھ دھو لو کھانا کھالیں پھر میں تمہیں گھر دکھاؤں گی۔

دونوں فریش ہو کر بیڈ پر بیٹھیں اور کھانے سے انصاف کرنے لگی۔

پانی کا گھونٹ پیتے ہوئے عفاف نے ایک بار پھر پوچھا ایمنی جب ایک بار میں آئی تھی تب تو باہر۔

انگلی سے اشارہ کیا۔ اتنے پھول نہیں تھے جتنے آج ہیں۔ بہت خوبصورت لگ رہے

تھے۔ عفاف نے دل سے تعریف کی۔۔

ایمی نے نوالہ منہ میں ڈالتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا  
ہاں بھیونے نئے لگوائے ہیں۔۔

اچھایک لفظی جواب عفاف کی طرف سے آیا۔

کھانا کھالیں پھر پچھلی طرف گارڈن میں چلتے ہیں وہاں اور بھی خوبصورت پھول ہیں۔ ایمن نے  
کہا۔

عفاف نے تائید میں سر ہلایا۔

ٹھیک ہے۔



NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پھر ایمن بولی۔

اچھا میں تمہیں ایک بات بتاتی ہوں۔۔

عفاف کا نوالہ توڑتا ہاتھ ایک منٹ کے لیے رکا۔ آنکھیں ایمن پر ٹکائیں۔ گول چہرہ، معصومیت  
چہرے سے ہی جھلکتی، آنکھوں پر گلاسز لگائے، معصومیت کا شاہکار تھی۔ عفاف مسکرائی۔  
ہاں بولو۔۔

عافی تمہیں پتا ہے ہماری زندگی بھی تو مختلف رنگوں کی امتزاج ہے۔۔۔ نوالہ توڑ کر منہ میں  
ڈالا۔ عفاف کا ہاتھ ابھی بھی نوالے پر ہی تھا۔

ہم خود کو ان رنگوں میں تلاشنا شروع کرتے ہیں۔۔ پھر ایسے یہ ہی مختلف رنگ ہمیں اپنے رنگوں میں رنگتے ہیں کہ باقی ہمیں کچھ نظر ہی نہیں آتا سوائے ان حسین رنگوں کے۔۔ ہم ان رنگوں میں کھو کر بھٹک جاتے ہیں۔ واپسی کا راستہ مشکل سے مشکل تر بنا لیتے ہیں خود کے لئے۔۔

ایمن نے عفاف کی طرف دیکھا جس کا ہاتھ ابھی بھی وہیں ساکن تھا۔ ایمن نے خود آگے بڑھ کر ہاتھ پر تھپکی دی اور کھانے کی طرف اشارہ کیا اور خود کباب کو کانٹے کے ذریعے منہ میں ڈالا اور پھر بولی۔۔

عافی پتا ہے کیا ہوتا ہے؟ جب ہم ان رنگوں میں کھو جاتے ہیں تو ہمیں کچھ نظر نہیں آتا کہ یہ دنیا ایک اندھیر کنواں ہے، ایک دلدل ہے جس کے رنگوں میں اتنی کشش ہے کہ ہم خود کو نکال ہی نہیں پائے اور اپنے رب سے دور ہو گئے۔۔ ایسا دور ہوئے کہ واپس جانا بہت مشکل کام لگا اور پھر گناہ کرتے چلے گئے، بدگمان ہوتے چلے گئے۔۔

ایمن نے عفاف کی طرف دیکھا جو غلٹکی باندھے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔ ایمن مسکرائی اور پاس پڑی پلیٹ سے چاول نکال کے ایک چمچ اس کے منہ میں ڈالا اور مسکرا کر دوبارہ بولی۔

عافی کبھی دیکھا ہے اتنا پیارا خوبصورت پھول بھی مر جھا جاتا ہے اپنی وقعت بھی ایک دن کھودیتا ہے آخر کو اسکی مدت ختم ہو جاتی ہے۔ یہی حال انسان کا ہے جتنا مرضی عروج پالے آنا تو فرس پے ہی ہے نا۔ ہونا تو مٹی ہی ہے نا۔ اللہ تعالیٰ جس کی رسی دراز کرتا ہے پھر کرتا ہی رہتا ہے جب

تک اسے زمین پر نہ لاپٹکے۔۔ پھر جب زمین پر پٹخا جاتا ہے اس کا غرور دور کہیں جاسوتا ہے۔۔ یہی حال ہمارا ہم اتنے مدہوش ہے نا ان رنگوں میں کہ اپنی اصل حقیقت کو بھلا بیٹھے اور یہ بھول گئے کہ ہم مٹی ہیں۔ ہمیں مٹی ہونا ہے بس فقط مٹی ہی رہ جانا۔

ایمن کے چہرے پر دکھ تھا۔ عفاف نے اب اسی کی کاروائی کی تھی اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر تھپکی دی۔ اور پانی کا گلاس دیا۔ ایمن مسکرائی۔

اچھا یہ بتاؤ یہ سب کیوں بتایا؟ عفاف نے آہستہ سے پوچھا کیوں کہ اسے سمجھ نہیں آئی تھی کہ اچانک یہ سب بتانے کا مقصد؟ ایسی تو کوئی بات بھی نہیں ہوئی تھی۔

ایمن نے ایک نظر عفاف کو دیکھا پھر اپنے ہی جون میں دوبارہ بولی۔

عافی ہم بھی تو ایسے ہیں ان رنگوں میں کھوئے ہوئے۔ جب ٹائم ملتا ہے ان رنگوں سے نکل کر اپنی حقیقت کو آشکار کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمیں اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہونا ہے لیکن پھر بھول جاتے ہیں۔ ہم بہت ہی نافرمان ہیں۔۔

اب دیکھو میں ایک دن راستے سے گزر رہی تھی لگ بھگ 10 سال کی ایک بچی کو میں نے اپنے کانوں سے ایک 8 سالہ بچی سے کہتے سنا۔ لو تم نماز پڑھتی ہو۔ اچھا مطلب تم نمازی ہو؟ کیسی نمازی ہو کہ شو۔ آف کرتی پھرتی ہو۔ کوئی لباس تو صحیح پہن لو۔

عافی میں حیران رہ گئی بچی کی سوچ پر کہ کیا سیکھ رہی ہے بچی؟ ایمن نے عفاف کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں میں بھی حیرت ہی حیرت تھی۔

اس دن میں نے سوچا عافی کیا ہم یہ سکھارہے ہیں کہ آپ کے ایمان کی پہچان۔ آپ کے پہناوے سے کی جائے کہ کون کتنا ایمان والا ہے؟ اس کو حج کر کے بتایا جائے۔۔ ہاتھ میں پکڑا پانی کا گلاس سائڈ ٹیبل پر رکھا۔ اور عفاف کی طرف دیکھا جو ابھی بھی گلاس ہاتھ میں لیئے بیٹھی تھی اور آنکھوں میں تجسس لیئے۔ تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر بولی

ایمی تم نے بچی کو سمجھایا نہیں۔ ایمن بیڈ سے اٹھی۔ برتن سمیٹتے ہی بولی

سمجھایا نا میں بچی کے پاس گئی اسے بتایا کہ بیٹا ایسے کسی کو نہیں کہتے۔ نہ ہی کسی کی دل آزاری کرتے ہیں۔ جو وہ کرتا ہے وہ اس کا عمل ہے۔ ہم کبھی بھی جان نہیں پاتے کون کتنا ایمان دار ہے؟ کون کتنا اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہے۔ کبھی بھی آئندہ کسی کو اس کی ڈریسنگ یا پھر اپنی جھمنٹ سے حج نہ کرو۔ کیا پتا وہ آپ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہو؟ بچی نے اعتراض اٹھایا کہ ایسے کیسے ہو سکتا ہے؟

میں مسکرائی بیٹا اس کا اور اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے جیسے بھی وہ کپڑے پہنے۔ وہ آپ کے سامنے شو آف چاہے کرے لیکن دل سے نہیں کرتی ہوگی دلوں کے حال تو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں نا۔ بچی نے ہاں میں سر ہلایا

تو پھر یہی بات ہے کہ شاید اس کا کوئی عمل آپ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہو۔ اور ہم اسی کے پسندیدہ بندے کو تنگ کریں یہ تو غلط بات ہے نا۔

آئندہ کسی کو ایسے نہیں کہنا ٹھیک ہے۔ بچی نے سمجھ کر سر ہلایا۔ اور مسکرائی تھینک یو آپنی میں  
 آئندہ کبھی نہیں کہوں گی۔ میں بھی تب مسکرا دی۔ پھر اس بچی نے دوسری بچی کو سوری کہا اور  
 پھر میں بچی کے گال پر تھپکی دے کر نکل آئی۔۔

بچے کتنے معصوم ہوتے ہیں۔ یہ میں نے اس دن جانا تھا کہ اگر ہم پیار سے سمجھادیں تو وہ  
 باآسانی سمجھ جاتے۔ ایمن نے مسکرا کر بچوں کی تعریف کی۔۔  
 دونوں بیڈ سے اٹھ چکی تھیں۔ عفاف نے مسکرا کر دیکھا۔

ایسی تم ہر بار مجھے حیران کر جاتی ہو۔ مجھے تمہارا پتا بھی ہوتا ہے لیکن میں ہر دفعہ شکا کڈ رہ جاتی  
 ہوں تمہاری باتیں سن کر۔ ایمن دل سے مسکرائی۔۔  
 تیری باتیں، تیرا لہجہ

ہر بار ایک نیارنگ لاتا ہے

ہر بار میں سنتی ہوں دل و جان سے

ہر بار حیران رہ جاتی ہوں

تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر

ہر بار میں کہہ جاتی ہوں

تیری باتیں، تیرا لہجہ

ہر بار ایک نیارنگ لاتا ہے

(ماہم)

دونوں کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکلیں۔ نکلنے سے پہلے ایمن نے انٹرکام سے ملازمہ کو بلا کر برتن اٹھانے کا کہہ دیا۔

کمرے سے نکل کر ایمن بولی

آؤ عافی گھر دکھاتی ہوں۔ عفاف نے ڈھیلا سا حجاب ابھی بھی کیا تھا لیکن نقاب نہیں کیا تھا۔

دونوں سیڑھیاں اتر کر نیچے آئیں۔ ایمن اسے اپنے گھر کی بیک سائڈ پر موجود گارڈن میں لے

گئی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جہاں پر نئے نئے ہزاروں قسم کے خوبصورت سے خوبصورت پھول لگائے گئے تھے۔ جن کی خوبصورتی کی مثال دینا قابل دید تھا۔ عفاف دیکھ کر کھل کے مسکرائی۔

ایمی یہ بہت پیارے ہیں۔

ہاں سچ میں۔ میں بھی صبح فجر کی نماز پڑھ کر یہاں آ کر بیٹھتی ہوں تو ایک عجیب سا سکون ملتا

ہے۔ یہاں بیٹھ کر آسمان کو دیکھنا اور وہ بھی صبح کے وقت ایک حسین لمحہ ہوتا ہے۔ ایمن نے

وائٹ روز کو پکڑتے ہوئے کہا۔

روز پکڑتے ہوئے ہی ایمن بولی۔

او سوچ عافی موبائل اندر رہ گیا ہے میں لے کر آتی ہوں اور پھر پکس بھی بناتے ہیں۔۔ کہہ کر اندر کی جانب تیزی سے بڑھی۔

لینڈ کروزر جیسے ہی شاہ والا آکر رکی تو گاڑی نے فوراً سے مین گیٹ کا دروازہ کھولا۔

ملک داد گاڑی سے تیزی سے اتر اور اتر کر گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا۔

تھری پیس پہنے ساتھ سیاہ چمکتے بوٹ، ہلکی ہلکی بیرڈ، نیلی آنکھوں میں ایک ہلکی سی چمک کی کرن، مغرور کھڑی ناک، سنجیدہ عنابی ہونٹ، رو لکس کی دائیں ہاتھ میں موجود گھڑی، بائیں ہاتھ میں تھامی فائل۔ کوٹ کے بٹن بند کرتا ہوا گاڑی سے اتر اور مغرور چال چلتے ہوئے اندر کی طرف قدم بڑھائے۔ اندر داخل ہوتے ہی کچن سے ملازمہ کو آواز دی۔

ملازمہ ایک آواز سے ہی بھاگی آئی۔

جی جی صاحب۔

ایمن کدھر ہے؟ انہیں کہیں میرے کمرے میں کافی بنا کر دے جائے۔ مجھے بات بھی کرنی ہے ان سے انہیں کمرے میں بھیجیں۔ وہی ازلی انداز، رعب دار آواز، سنجیدہ تاثرات کے ساتھ کہہ کر سیڑھی پر پہلا قدم رکھا۔

صاحب جی۔ بی بی جی کو پچھلی طرف جاتے دیکھا تھا۔ ملازمہ نے جلدی سے بات ختم کی صاحب غصہ ہی نہ کر جائیں۔۔

ازلان نے ٹائم دیکھا گھڑی چھ بج رہی تھی۔

اس وقت وہاں کیا کر رہی ہے؟ سنجیدہ آواز سے پوچھا گیا۔

صاحب جی وہ۔ وہ۔ ان کی۔۔ اس سے پہلے کوئی بات کہتی کہ ازلان اس کی بات بنانے پچھلی جانب بڑھ گیا۔۔

عفاف جو چنبیلی کے پھول کو ہاتھ میں لئیے کھڑی محویت سے تک رہی تھی کہ اپنے پیچھے قدموں کی آہٹ سن کر بولی۔

ایسی تم ٹھیک کہتی ہو سچ میں ان رنگوں میں ہم اتنا کھو جاتے ہیں کہ نکلنے کو دل نہیں کرتا۔ یہ اتنے پرکشش ہیں کہ اپنی طرف خود ہماری توجہ مبذول کرواتے ہیں۔ کہہ کر چنبیلی کے پھول کو ادھر رکھا اور بلیک روز کو اٹھایا۔

ایسی یہ کتنے نایاب ہیں نا۔ لوگ ریڈ روز بہت پسند کرتے ہیں لیکن مجھے بلیک روز بہت پسند ہیں۔ وجہ پتا کیا ہے ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی ایسی۔ بلیک رنگ وہ واحد رنگ ہے کہ ہم اس میں جتنا مرضی کھو جائیں لیکن اپنے اصل کو نہیں بھولتے۔ اس کو خاص پسند کرنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ یہ سب رنگوں کو اپنے اندر چھپا لیتا ہے۔ پیچھے کھڑا ازلان پہلے تو ایک دم انجان شخص کی بیک دیکھ کر ٹھٹھکا۔ ماتھے پر بلوں کا اضافہ ہوا۔ قدم آگے بڑھانے ہی لگا کہ آواز سے قدم وہیں رک گئے۔ آواز تو وہ پہچانتا تھا اتنی کم ملاقات میں بھی وہ آواز پہچان گیا۔ ماتھے پر بلوں نے اپنی جگہ ختم کی۔ حیرانی ہی حیرانی تھی۔

ایسا کیسے ہو سکتا تھا؟ جس کو تھوڑی دیر پہلے ہی یاد کیا تھا۔ وہ سامنے کھڑی تھی۔ ایک نظر سامنے ڈالی وہ سامنے پیٹھ کر کے کھڑی پھولوں کو پکڑ پکڑ کر دیکھ رہی تھی۔ دوسری نظر اپنے بائیں ہاتھ میں تھامی فائل کی طرف دیکھا جس میں اس ہی کی زندگی کے متعلق ساری معلومات تھیں۔ سنجیدہ عنابی ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔

کیا ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب سچے دل سے یاد کیا جائے تو اس شخص کو آپ کے سامنے حقیقت بنا کر کھڑا کر دیا جاتا ہے؟ از لان کی سوچتے ہوئے مسکراہٹ گہری ہوئی۔ خود ہی اس کا جواب دیا۔

جب آپ کا دل ایک راہ پر چل نکلتا ہے نا۔ جب دل بغاوت کر کے کسی کا ہمیشہ ہمیشہ کا ساتھ مانگتا ہے تب ہوتا ہے نا۔ جب سچے دل سے یاد کیا جائے تب ہوتا ہے نا۔ جیسے ابھی ہوا۔ جب دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر عشق کی راہ میں قدم بڑھادیں تب ہی تو ہوتا ہے۔

تجھے سوچا، تیری یاد سے بڑھ کر

تجھے دیکھا، ہر خواب سے بڑھ کر

(ماہم)

از لان دونوں ہاتھ فولڈ کر کے ابھی بھی اسے مسکرا کر سن رہا تھا۔

عفاف نے ہاتھ میں اب سورج مکھی کا پھول پکڑا تھا بولی۔

ایمی مجھے یہ پھول اتنا پسند نہیں ہے بس دور دور سے ہی پسند ہے۔

ایسی کچھ بولو بھی تم۔ گو نگئی ہو گیا؟ عفاف نے غصے سے کہا۔ اگلے کے جواب کا انتظار کرنے کی بجائے دوبارہ بولی۔

ایسی پتا میں بچپن میں سمجھتی تھی کہ یہ پھول سچ میں سورج کی کسی مکھی سے بنا ہے۔۔ کہہ کر کھلکھلائی۔

ایسی تم بھی ایسے ہی سوچتی تھی نا؟ کھلکھلاتے ہوئے واپس مڑی اور سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر چہرے کی ہوائیاں اڑیں۔

نیلی آنکھوں کا ٹکراؤ ایک بار پھر سے کالی آنکھوں سے ہوا تھا۔ از لان کی نظر اچانک کالی آنکھوں سے گزرتی ہوئی ناک پر پہنی چھوٹی سی چمکتی نوزپن پر ٹھہری کہ عفاف نے سکارف کا ایک پلو پکڑ کر فوراً اسے چہرے پر کیا۔ سامنے کھڑے از لان کے سنجیدہ تاثرات واپس آئے۔ ماتھے پر لاتعداد شکنیں ابھریں۔ قدم آگے بڑھائے۔

عفاف نے دو قدم پیچھے کیے۔

آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ کہیں آپ میرا پیچھا تو نہیں کر رہے؟ عفاف نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

از لان نے قدم وہیں روکے۔ اس کے سوال کو کسی خاطر میں نہ لاتے ہوئے از لان نے اپنا سوال کیا۔

میں نے آپ کو کیا کہا تھا؟ از لان نے سنجیدہ تاثرات سے کہا۔

عفاف کی آنکھوں میں حیرت ابھری۔

کیا؟ نا سمجھی سے عفاف نے کہا۔

ازلان نے وہیں رک کر بغیر کسی تاثر کے بات کی۔

میں نے کہا تھا آپ اپنے چہرے کے ساتھ آنکھیں بھی ڈھانپ لیں۔ لیکن آپ تو یہاں  
آنکھیں کیا چہرہ بھی کھولے کھڑی ہیں۔ آپ کو کس نے اجازت دی کہ آپ میری بات نہیں  
مانیں۔ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہا۔

عفاف ایک دم سہمی۔

عفاف پر تو مانو حیرت کا پہاڑ ٹوٹا۔ ایک وہ شخص جس سے کم از کم دو ملاقات ہوئی ہیں اور وہ شخص  
کیسے آکر اسی پر رعب دکھا رہا ہے۔۔ عفاف قدرے سنبھل کر بولی

آپ ہوتے کون ہیں مجھ پر رعب دکھانے والے؟ ایک تو آپ میرا پیچھا کرتے کرتے یہاں پہنچ  
گئے ہیں اور دوسرا مجھ پر رعب جمار ہے ہیں۔۔ ازلان اس بات سے مسکرایا۔

اب سے وہی ہو گا جو ہم چاہیں گے اپسرا۔۔ تھوڑا آہستہ آواز میں کہا۔

اب آئندہ ایسا مت کریئے گا ٹھیک ہے اور مجھے یقین ہے آپ میری بات مانیں گی۔ ازلان نے  
نر می سے کہا۔

ویسے آپ پہلے دن سے مجھے روزانہ تنگ کرتی ہیں اور اب تو حقیقت بن کر سامنے کھڑی ہیں۔ اچھا ویسے آپ بول بہت اچھا لیتی ہیں۔ میں آپ کو داد دینے بنا جاؤں یہ تو غلط بات ہے۔ آپ کی سوچ بھی متاثر کن ہے۔

نائیس۔ آئی لائک اٹ۔

(Nice I Like It)

ازلان کا اب لہجہ تبدیل ہوا۔۔۔

آپ کو کس نے یہ اجازت دی تھی کہ ازلان کی زندگی میں آنے کی کوشش کریں اپسرا؟ اور مجھے لگتا ہے اب آپ اس اجازت نامے کو مستقل کرنے آئی ہیں۔ اب آواز قدرے آہستہ تھی۔ جو عفاف کو سنائی نہیں دی تھی۔

عفاف ہونق بنے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ ازلان مسکرایا۔

دوبارہ بولا۔

اسی لئے کہا تھا چھپالیس انہیں اپنے چہرے کی طرح۔ بے خود کر دیتی ہیں اپسرا۔ آہستہ سی آواز میں کہا۔

آپ یہاں کیا کر رہی ہیں اس وقت؟ اب غصے سے کہا تھا۔

عفاف کے تو تاثرات ہر منٹ میں بدل رہے تھے۔

آپ کون ہوتے ہیں میرے پر حق جمانے والے اور دوسرا آرڈر تو ایسے دے رہے ہیں جیسے میں نے آپ ہی کی تو بات ماننی ہے جہاں دل کرتا ہے آجاتے ہیں۔ میں یہاں جو مرضی کروں آپ کو اس سے مطلب نہیں ہونا چاہیے خود لوگوں کے گھروں میں گھوم رہے ہیں اور کہہ مجھے رہے ہیں۔ ہونہ۔ کہہ کر چپ ہوئی۔

ازلان کی طرف دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

عفاف دوبارہ بولی۔

میری زندگی ہے، میری مرضی جو مرضی کرتی پھروں۔ آپ اپنے کام سے کام رکھیں۔

ازلان ہلکا سا مسکرایا۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

اپسرا جلد پتا چلے گا کس کی مرضی ہوگی۔ کس کی زندگی۔

عفاف کو تو خود سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ اتنی باتیں کیوں کر رہی ہے؟ کیوں سوال جواب کر رہی ہے؟ وہ تو تھوڑی دیر بھی کسی اجنبی سے بات نہیں کرتی۔

وہ تو شہرام، علی جوان کو اتنا جانتے ہیں اس سے بھی کھل کر بات نہیں کرتی تو اس سے کیوں؟ وہ خود بھی حیران تھی۔ شاید مقابل کی شخصیت ہی ایسی تھی کہ بات کی جائے۔ لیکن ساتھ ہی شہرام یاد آیا اسکی شخصیت بھی تو سحر انگیز ہے اس سے تو کبھی اتنی بات نہیں کی تو پھر اس سے کیوں؟ ساری سوچوں پر پانی ڈالتے ہوئے دوبارہ بولی۔۔۔۔۔

آپ نے کیا بولا ہے ابھی؟ عفاف تیوری چڑھا کر بولی۔۔۔

کسی کے بھی گھر میں کھڑے ہو کر یوں باتیں کر رہے ہیں کہ جیسے خود اس گھر کے مالک ہیں۔۔ میں سب کو چیخ چیخ کر بلاؤں گی۔

ایک تو جہاں دل کرتا ہے اٹھ کر چلے آتے ہیں۔ کبھی یونی اور کبھی کسی کے گھر۔ آواز اتنی آہستہ بھی نہیں تھی کہ از لان کو سنائی نہیں دیتی۔ وہ آرام سے سن چکا تھا۔

از لان کی ہنوز مسکراہٹ برقرار تھی۔ لیکن عفاف کی نظروں سے او جھل۔ از لان محظوظ ہوا۔

میں ابھی چیخ کر بلاؤں گی جب سب آئیں گے تو دیکھیے گا۔ غصے سے بھری عفاف بولی۔ ایک انجان شخص کھڑا اس سے بات کر رہا تھا، ڈر تو لگنا ہی تھا۔

بلا لیں ابھی۔۔ میں بھی دیکھ لوں کن کو بلانا چاہتی ہیں آپ؟ از لان نے کہا۔

عفاف کچھ کہنے لگی کہ پیچھے سے ایمن کی آواز آئی۔۔ بھیا آپ یہاں؟

عفاف حیرتوں کی زد میں تھی بھیا۔۔ مجھے سننے میں کوئی غلطی تو نہیں ہوئی۔ عفاف نے فوراً سوچا۔

مطلب یہ ایسی کے بھائی ہیں۔ شٹ میں تو ان سے بد تمیزی کر گئی۔۔

تو یہ بھی تو بد تمیزی کر رہے تھے زبان دانتوں تلے دبائی۔ جو بھی تھا اتنے فری ہو کر مجھ سے بات کر رہے تھے۔ ہونہ بد تمیز، کھڑوس۔۔

خود کی بات پر صحیح کی مہر لگا کر ارد گرد دیکھنے لگی۔

ازلان مڑا چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

ہاں بھینو کی جان۔

بھینو آپ ادھر کیا کر رہے ہیں؟ ایمن تیزی سے آگے آئی اور ازلان کے قریب آ کر حیرانی کے ساتھ اور خوشی سے پوچھا۔

کافی چاہیے تھی اس وجہ سے آپ کو ڈھونڈتے یہاں آ گیا۔ ازلان نے بتایا۔

او بھینو۔ میں یہاں تھی۔ میں بنا کر دیتی ہوں آپ کو۔ ایمن نے تھوڑا اثر مندگی سے کہا۔

کوئی بات نہیں۔ ازلان نے پیار سے کہا۔ ایک نظر دوبارہ سامنے عفاف پر ڈالی جو ارد گرد دیکھنے میں مصروف تھی۔

اچھا لگا مجھے یہاں آنا۔ ویسے بھی اگر نہیں آتا میں تو مجھے کیسے پتا ہونا تھا کہ یہاں آ کر تو قسمت خود

مجھے حیران کرنے والی ہے۔ ازلان بتاتے ہوئے مسکرایا۔ لیکن مسکراہٹ عیاں نہیں

کی۔ ایمن نے نا سمجھی سے ازلان کی طرف دیکھا۔

کچھ ہی لوگ تو اس کے عزیز تھے جو اس کے چہرے پر مسکراہٹ لانے کی وجہ بنتے تھے لیکن

اب ایک اور ہستی کا اضافہ ازلان کی زندگی میں ہو گیا تھا۔

کبھی پوچھو تو ہم سے مسکرانے کی وجہ

دل سے بتائیں گے دیوانے ہیں آپ کے

(ماہم)

ازلان دوبارہ بولا۔

لیکن اس وقت یہاں نہیں آنا چاہیے تھا آپ کو۔ سنجیدہ نظر عفاف پر ڈالی جو ابھی ابھی اس سے بے نیاز دگردیکھ رہی تھی۔

جی بھیسو۔ کہہ کر ایمن چپ ہوئی۔

دوبارہ ایمن کچھ وقفے کے بعد عفاف کو متوجہ کر کے بولی۔

عافی یہ میرے پیارے بھیسو۔ ایمن نے تعارف کروایا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بھیسو یہ عافی میری بیسٹ فرینڈ۔ کہہ کر کھل کے مسکرائی۔

اچھا۔ کہہ کر دوبارہ سنجیدہ سا بولا۔

ایمن اگلی دفعہ اس طرح اور اس وقت ادھر نظر نہیں آؤا کے۔ عفاف کی طرف دیکھا جو نیچے لگی گھاس پر نظریں جمائی کھڑی تھی۔

جو کہا ہے اس پر عمل بھی کیا جائے ورنہ اگلی دفعہ برا پیش آؤں گا۔ عفاف نے نظریں

اٹھائیں۔ دونوں کی نظریں ایک بار پھر سے ملیں۔ عفاف نے فوراً نظریں جھکا لیں۔ ازلان کے

چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی لیکن اسے ہونٹوں تک آنے نہیں دیا۔

عفاف سمجھ چکی تھی کسے کہا گیا ہے؟ دل میں ہی بولی۔

ہونہہ کھڑوس یہ کون ہوتے ہیں میرے پر حکم چلانے والے۔۔ سوچ کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

ازلان نے ایک نظر ہاتھ میں تھامی فائل کو دیکھا دوسری نظر عفاف پر ڈالی۔۔

ٹھیک ہے بات سمجھ آگئی؟ ازلان نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

جی بھو آگئی۔ ایمن نے پیار سے جواب دیا۔

اوکے۔۔ کہہ کر اندر کی جانب اپنے قدم بڑھائے۔

عافی ہم بھی چلیں۔۔ شام ہو گئی ہے گھر نہیں جانا؟ ایمن مسکرائی۔۔

ہاں ہاں چلو ایسی یہ کھڑوس تمہارے بھائی تھے؟

پہلے کبھی اس بارے میں انہوں نے بات ہی نہیں کی تھی۔

لیکن اب عفاف نے دل میں مچلتا سوال پوچھ ڈالا۔

عافی بھو کھڑوس کب ہیں؟ ایمن نے تیوری چڑھا کر پوچھا۔

ہونہہ کھڑوس اچھے بھلے کھڑوس ہیں۔ پتا نہیں کونسی بیوقوف لڑکی ان سے شادی کرے

گی۔۔ دکھ سے بولی۔

ایمن کا تو منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔

عافی یی۔۔ صد مے سے ایمن بولی۔۔

ازلان جاتے جاتے رکا۔ آواز کانوں میں پڑی۔ لیکن اپنی شاندار تعریف سن کر ہنسا۔  
محترمہ کے خیالات۔ محترمہ آپ تو بالکل پھنس چکی ہیں ازلان شاہ کی قید میں۔۔ کہہ کر دل  
سے مسکرایا اور آگے بڑھ گیا۔۔



عفاف اور ایمن دونوں گارڈن سے واپس آ گئیں۔۔ گھر میں قدم رکھے اور لاؤنج میں موجود  
صوفے پر ہی بیٹھ گئیں۔۔۔

صوفے پر بیٹھتے ہی عفاف نے ارد گرد نظر گھمائی تھی پھر سے کہیں وہ کھڑوس ہی نہ نکل  
آئے۔۔

ایمی ایک بات پوچھوں؟ عفاف نے آہستگی سے کہا تھا کہ کوئی سن ہی نہ لے۔۔ (خاص طور پر وہ  
سر پھرا، کھڑوس، بد تمیز لقب سے نواز کر) عفاف نے دل میں سوچا تھا۔۔  
ایمن جو اٹھنے لگی تھی مسکرا کر بولی۔۔

ہاں ہاں پوچھو۔۔ اس میں پوچھنے کی کیا بات؟

ہاں تو میں پوچھنا چاہ رہی تھی۔ عفاف ہاتھوں میں انگلیاں پھنسائے بولی۔

تمہارے بھائی پہلے تو کبھی نظر نہیں آئے۔ اب کیسے، مطلب کہاں سے آٹپکے؟ ٹپکے آہستہ سے بولا کہ کہیں ایمن سن کر ناراض ہی نہ ہو جائے۔

ہاں وہ باہر سٹڈیز کے لیے گئے ہوئے تھے ابھی تھوڑی دنوں پہلے ہی واپس آئے ہیں۔ سٹڈیز مکمل کر کے۔ اسی وجہ سے کبھی نظر نہیں آئے۔ ایمن نے مسکرا کر کہا تھا۔

اچھا۔ عفاف نے منہ بنا کر جواب دیا تھا۔

ہو نہہ مجھے کیا؟ سوچ کر چپ کر گئی۔

بد تمیز نہ ہو تو۔۔ میں نے کونسا اس ہیر و کی بات ماننی ہے جو اتنا سوچ رہی ہوں۔۔ خود ہی سوچ

کر اپنی ہی سوچ کو جھٹک کر ایمن سے باتوں میں لگ گئی۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

عفاف نے باتوں کے درمیان ہی سامنے دیوار پر لگے وال کلاک پر ایک نظر دوڑائی۔۔ گھڑی

شام کے سات بجار ہی تھی۔۔

عفاف ٹائم دیکھ کر فوراً اٹھی۔۔

ایمی اب مجھے چلنا چاہیے بہت دیر ہو گئی ہے، سب ویٹ کر رہے ہوں گے۔۔ عفاف نے تیز تیز

بولتے کہا۔

ایمن بھی سیدھا ہوئی۔

ابھی تو سات بجے ہیں بس رک جاؤ تھوڑی دیر مام بھی آتی ہوں گی مل کر چلی جانا۔۔ ایمن نے ہونٹوں پر مسکراہٹ سجا کر کہا تھا۔۔

نہیں ایچی بہت دیر ہو گئی ہے اب جانا چاہیے ویسے بھی کل سر رحمان کے سائیکو لوجی سبجیکٹ کا ٹیسٹ ہے، یاد ہے؟ وہ بھی تو تیار کرنا ہے۔ عفاف نے یاد دہانی کروانا ضروری سمجھا تھا۔۔

ایمن نے آنکھیں دکھائی۔۔ ٹیسٹ پورے دو دن بعد ہے تم پڑھ ہی نہ لینا آج جا کر۔۔ کتابی کیڑا تو تم ہو نہیں کہ تم آج جا کر ہی پڑھو گی۔۔ ایمن نے ہلکا سا طنز کیا تھا۔۔  
عفاف دبا دبا سا مسکرائی تھی۔۔

لیکن چاہے جو بھی ہے کتابی کیڑا نہیں ہوں۔ پھر بھی اللہ کا شکر ہے کہ جتنا پڑھتی ہوں اس حساب سے رزلٹ بھی آجاتا ہے۔۔ عفاف نے آنکھیں پٹیٹا کر کہا تھا۔

دونوں کا ہال میں جاندار قہقہہ لگا تھا۔۔

ایمن نے ہنستے ہوئے تائید کی۔۔ ہاں یہ تو ہے۔۔ ہمارا شمار ان بچوں میں ہے کہ سارا سارا سیمیٹر بکس کو ہاتھ نہیں لگاتے اور پیپر کی رات اودھم مچا کر رکھ دیتے ہیں۔ ہنستے ہوئے ایمن نے کہا۔۔

عفاف نے گھوری سے نوازا تھا۔۔

بات تو صحیح کی ہے۔۔ بس غرور نہیں کیا۔ الحمد للہ۔۔ عفاف نے ایک ادا سے فوراً کہا تھا۔۔

ایمن نے قہقہہ لگایا۔۔۔ بابا بابا

اچھا بیٹھو۔۔۔ کھانا کھا کر جاناب رات تو ہو گئی ہے۔۔۔ ایمن نے عفاف کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

نہیں یار ابھی تو کھایا ہے ویسے بھی بھوک نہیں ہے۔۔۔ عفاف نے رسمی انداز میں منع کیا تھا۔

ایمن نے آنکھیں سکیریں۔

بھکڑ دوست تم کہہ رہی ہو۔۔۔۔۔ مجھے یقین نہیں آ رہا۔۔

عفاف ہنسی تھی۔

ہاں کیونکہ اگر میں نے یہاں سب کچھ کھا لیا تو گھر میں جو بریانی بنی ہوئی ہے بندر نے

کھا جانی۔ عفاف نے نقاب لگاتے ہوئے ہاد کو یاد کرتے ہوئے کہا۔

اور میں نہیں چاہتی بندر سب کچھ چٹ کر جائے۔ اور میں بس دیکھتی رہ جاؤں۔۔۔ عفاف

نے آخری بات بیچارگی سے کہی تھی۔۔

ویسے بھی بریانی کے معاملے میں نوکمپر و مائز۔۔۔ عفاف نقاب لگا چکی تھی۔۔۔

اس لیے کہا گھر جا کر کھاؤں گی اب۔۔۔ عفاف نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ بات تو تم نے سننی نہیں ہوتی۔ ایمن نے خفگی سے کہا تھا۔

عفاف نے ایمن کے گال کھینچے۔ ناراض مت ہو پھر آؤں گی۔۔

چلو ٹھیک ہے جیسی تمہاری مرضی۔۔۔ ایمن نے مسکرا کر کہا اور پھر دونوں گلے ملیں۔۔

اور پھر دونوں گیٹ عبور کر کے باہر پورچ میں آگئیں۔۔۔

ایمن نے وہاں موجود ڈرائیور کو آواز لگائی۔۔

رحیم کا کا۔۔ رحیم کا کا۔۔

رحیم کا کا بھاگتے ہوئے آیا۔۔ ہانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔۔ جی بی بی جی۔۔

رحیم کا کا عفاف کو اس کے گھر چھوڑ آئیں۔۔ ایمن نے کہا تھا۔

ایمن نے ہلکی سی آواز میں پوچھا۔۔ ایڈریس یاد ہے نا آپ کو؟

جی بی بی جی یاد ہے۔۔ تابعداری سے رحیم نے جواب دیا۔۔

دونوں مسکرا کر گلے ملیں تھی اور پھر چند کلمات کہے تھے۔

اوپر رینگ پر کھڑے ازلان نے یہ منظر مسکرا کر دیکھا تھا۔۔

ڈرائیور نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور پھر عفاف اندر بیٹھ گئی۔۔

گاڑی شاہ ولا عبور کر کے مراد ہاؤس کی جانب بڑھی۔۔ ایک نئے سفر، ایک نئی منزل کا

آغاز ہو چکا تھا۔۔۔



ازلان نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اپنے بیڈروم کا دروازہ کھولا ایک نظر کمرے میں

گھمائی۔۔ چلتے چلتے سامنے کنگ سائز بیڈ پر آ کر بیٹھ گیا۔۔

ہاتھ میں موجود فائل کو سائڈ ٹیبل پر رکھا۔

روکس کی گھڑی اتاری۔ ٹائم دیکھا گھڑی تقریباً سات بج رہی تھی۔۔

تھوڑی دیر پہلے کا واقعہ فوراً دماغ میں آیا۔

گال کا ڈمپل نمایاں ہوا تھا۔ مسکراہٹ گہری سے گہری تر ہوئی۔۔ کالی آنکھوں کا عکس لہرایا تھا۔ ایک جاندار مسکراہٹ ہونٹوں پر آئی۔۔ آنکھوں کے سامنے اب ناک میں چمکتی چھوٹی سی نوزپن آئی تھی۔۔

دل زور سے دھڑکا تھا۔ وہ چمکتی نوزپن، وہ کالی آنکھوں پر آج ایک بار پھر میرا زلان شاہ دل ہار بیٹھا تھا۔۔  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
آنکھوں کے سامنے آتا ہے جب بھی تیرا عکس

ہر بار خود کو ہار جاتے ہیں

(ماہم)

وہ حسن پرست تو تھا نہیں۔۔ ہزاروں حسین لڑکیاں اس پر مرتی تھیں۔۔ دیدہ نظروں سے اس کی خواہش مند تھیں۔۔

لیکن زلان شاہ اپنا دل دے بیٹھا تھا۔ ایک اپسرا کو۔۔

ہاں۔ از لان شاہ اپنا دل، اپنی زندگی نامحسوس انداز میں اسی دن اس ساحرہ کو دے آیا تھا جسکی آنکھوں نے اسے جکڑ کر رکھ دیا تھا۔۔ جس نے از لان شاہ کے دل میں ہلچل مچا کر رکھ دی تھی۔۔ وہ از لان شاہ جو کسی کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتا تک نہیں تھا۔ آج کسی کی نظروں کو دیکھنے کا خواہش مند تھا لیکن حلال طریقے سے۔۔۔۔۔

آج از لان شاہ کا دل عجیب انداز سے قہقہے لگا رہا تھا۔۔

از لان شاہ کے دل میں محبت کی دیوی مسکرا کر قدم جما رہی تھی۔۔

مسکراہٹ اتنی گہری تھی کہ آج تو گال کا ڈمپل بھی مکمل نمایاں تھا۔۔

پھر از لان کی آنکھوں میں غصے اور حیرانی کے تاثرات کی جھلک یاد آئی تھی۔۔

مسکراہٹ تھوڑی ہلکی ہوئی تھی۔۔

اپسرا کہتے ساتھ ہی بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹا تھا۔۔

کیا کر دیا ہے آپ نے ہمیں؟ متبسم سی مسکراہٹ۔

از لان نے مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کیں۔۔ کچھ پل، کچھ لمحے ایک فلم کی طرح چلنے لگی

تھی۔ پھر خوبصورت سی کانوں میں آواز ٹکرائی تھیں۔۔۔

آپ ہوتے کون ہیں میرے پر حق جمانے والے؟ از لان کی آنکھیں پٹ سے کھلی تھیں۔۔۔

آنکھیں کھولے ہی اوپر سیلنگ پر نظر ٹکائی رکھی۔ سیلنگ پر لگے چھوٹے چھوٹے نائٹ بلب بھی اسی وقت چل رہے تھے۔۔

دل عجیب انداز سے ہنس رہا تھا۔۔ دل چاہ رہا تھا قہقہے لگانے کو۔۔ واہ رے قسمت۔۔ کہاں سے کہاں کڑیاں ملاتی ہیں۔۔ وہاں تک لے آتی ہے جہاں ہمارا گمان تک نہیں آتا۔۔

قسمت کا مقابلہ بھلا کون کرے کوئی

قسمت کا تو نام ہی کافی ہے

عروج پانے کی جستجو بھی قسمت پر مبنی ہے

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہار جانا بھی قسمت ہی ہے

(ماہم)

ازلان اٹھ بیٹھا تھا۔۔ اٹھ کر کھڑکی کے پاس آیا جہاں سے پچھلے جانب کا گارڈن با آسانی نظر آ رہا تھا۔۔

مسکراتے ہوئے اس جگہ پر نظر ٹکائی جہاں سے تھوڑی دیر پہلے ہی وہ کھڑی رنگ برنگے پھولوں کو ہاتھ میں لیے اپنے خیالات کا اظہار کر رہی تھی۔۔

اس وقت ازلان سچ میں پاگل لگ رہا تھا۔۔

از لان کی نظر سامنے لگے سورج مکھی کے پھول پر پڑی تھی۔۔ مسکراہٹ گہری ہوئی۔۔

آنکھوں کی حیرانی۔۔ چمکتی نوزین۔ کیا کچھ نہیں یاد آیا تھا؟

دل شدت سے ایک بار پھر سے ملنے کا متمنی ہوا۔۔

دل کے دھڑکنے کی رفتار تیز سے تیز تر ہو گئی۔۔

از لان کی نظر بلیک روز پر گئی تھی۔۔ فوراً سے پینٹ کی پاکٹ سے موبائل فون نکال کر کال

ملائی۔۔

ہاں سہیل۔۔ ابھی کے ابھی کام ہو جانا چاہئے اور جتنے بھی خوبصورت سے خوبصورت پھول  
 ہوا ان سب کو لا کر گاڑن بھر دو۔۔

Only you have 20 minutes

just 20 minutes remember it

وہی مخصوص رعب والا لہجہ جو سب کے لیے تھا۔ اسی رعب دار لہجے میں اپنی بات کر کے

کھٹاک فون بند کر دیا۔۔

سہیل سر ہی کہتا رہ گیا۔۔

سہیل فون ہاتھ میں پکڑ کر بڑبڑایا۔ میں بلیک روز کہاں سے ڈھونڈوں؟ سر کس مشکل میں پھنسا دیا۔۔

اگر پورے وقت پر نہ پہنچا تو سرنے مجھے اس دنیا سے اڑانے میں کوئی وجہ نہیں چھوڑنی۔۔ بیچارگی سی شکل لے کر سہیل اپنے کام کے لیے نکل پڑا۔۔

ازلان ہاتھ اپنے بالوں میں پھیرتا۔ مسکراتا ہوا۔ چینجنگ روم کی طرف بڑھا۔ ڈریسنگ سے بلیک ٹراؤزر اور وائٹ ٹی شرٹ لے کر چینج کرنے چلا گیا۔۔

فریش ہو کر باہر آیا۔ بالوں کو تالیے سے رگڑتے ہوئے ڈریسنگ کے سامنے آ گیا۔ آرام دہ سوٹ میں بھی وہ دل موہ لینے تک خوبصورت نظر آ رہا تھا۔۔

کوئی بھی اس حلیے میں بھی دیکھ کر اس پر دل ہار بیٹھتا۔ لیکن وہ تو دل ہار گیا تھا کسی ایک پر جسے اب زندگی میں شامل کرنا تھا بس۔۔

جس کی زندگی ازلان کے جینے کی ایک اور مضبوط وجہ بن گئی تھی۔۔ زندگی نے سبق بھی تو بہت سکھائے تھے۔۔ لیکن اب اسی زندگی کو خوشیوں کے رنگ میں ڈھالنا تھا۔۔ پہلے تو عفاف کے دل میں اپنے لیے نرم گوشہ پیدا کروانا تھا سوچتے ہوئے ازلان کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔۔

سامنے لگے ڈریسنگ کے شیشے پر نظر کی۔ کالی آنکھوں کا عکس سامنے آیا۔ مسکراتا ہوا۔۔ ایمن سے گلے ملتا ہوا۔۔

اپسرا آپ پوچھتی ہیں ہم کون ہیں؟ جلد باآ اور کروائیں گے مسکراہٹ گہری ہوئی۔۔ لیکن ابھی آپکے خیالات اپنے بارے میں ٹھیک کریں گے۔۔ مسکرایا اور برش بالوں میں پھیرنے لگا۔۔  
نظر سامنے ڈریسنگ سے بیڈ کے ساتھ موجود ٹیبل پر پڑی۔۔ جہاں فائل رکھی گئی تھی مسکراتے ہوئے ٹیبل کی جانب بڑھا۔۔

ہاتھ بڑھا کر فائل اٹھائی کہ دروازہ کھلا اور ایمن اجازت ملنے پر اندر آئی۔۔

ازلان نے ایمن کو سر ہلا کر اپنے پاس بلا لیا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا ہوا ایمن؟ اپنی پر اہلم۔ ازلان نے محبت سے پوچھا تھا۔۔

نہیں بھیا آپ کی کافی۔۔ ایمن نے کافی کا بھاپ اڑاتا آگے کرتے کہا۔۔ جسے ازلان نے پکڑ لیا۔۔

وہ آپ کو چاہیے تھی اس لیے میں لے آئی۔۔ مجھے پتا ہے لیٹ ہو گئی ہوں لیکن میری فرینڈ آئی تھی نا اس وجہ سے لیٹ ہو گئی۔۔ ایمن ہے تفصیلاً بتایا تھا۔

کوئی بات نہیں۔۔ ازلان نے ہلکی سی مسکراہٹ سے کہا۔۔

بھیا ایک بات پوچھنی تھی۔۔ ایمن نے ارد گرد نظر گھما کر کہا تھا۔۔

ہوں پوچھو۔۔ از لان نے کافی کاسپ لیتے ہوئے کہا تھا۔۔

بھیو باہر مختلف اقسام کے پھولوں سے پورا گارڈن کھچا کھچ بھر گیا ہے۔ اتنے کی کیا ضرورت تھی؟؟

از لان مسکرایا لیکن مسکراہٹ عیاں نہیں ہوئی۔۔

ویسے ہی نئے پھول لگوانے کا سوچ رہا تھا تو منگوا لیے۔۔ از لان نے کافی کاسپ لیتے ہوئے کہا۔۔

بھیو یہ میں اپنی دوست کو دے سکتی ہوں کیا؟ پر حوش ہو کر ایمن نے پوچھا۔۔

ہمم دے دینا لیکن تھوڑے سے۔ از لان نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا تھا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایمن شکریہ کرتی ہوئی مسکراتی چلی گئی۔۔

از لان بھی کھل کر مسکرا دیا۔ ایمن کے جاتے ہی سہیل کی کال آئی۔۔

سر آپ کے گارڈن میں ہر قسم کے پھول لگوا دیئے گئے ہیں۔۔ سہیل کہہ کر چپ کر گیا۔۔

ویل ڈن سہیل۔۔۔ از لی انداز میں کہہ کر فون بند کر دیا گیا تھا۔۔۔

فائل دوبارہ ہاتھ میں تھامی اور سٹڈی روم میں آرام سے پڑھنے کی غرض سے چلا گیا۔۔



رات کے پہرے پر بچھا چکے تھے۔۔ مراد ہاؤس کے ڈائننگ ہال میں اتنی خاموشی چھائی ہوئی تھی کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔

ایک دم اتنی خاموشی میں آہستہ آہستہ دبی دبی ہنسی کی گونج اٹھی اور پھر اچانک یہ ہنسی قہقہوں میں بدل گئی۔۔ مراد ہاؤس کی نشانی کھکھلا ہٹیں اس کی نشاندہی کر رہی تھی کہ کسی فرد کی اچھی خاصی عزت افزائی ہو رہی ہے۔۔ جس پر اب اس کا مزاق اڑا کر قہقہے لگائے جا رہے تھے۔۔

ڈائننگ ٹیبل پر موجود سربراہی کرسی پر فرقان صاحب، ان کے سامنے والی کرسی پر موجود فرحان صاحب۔ فرقان صاحب کے ساتھ والی کرسی پر موجود ان کی زوجہ اور فرقان صاحب کے ساتھ رہینہ بیگم براجمان تھیں۔۔۔

آمنے سامنے ہاد اور مناہل اور ساتھ ہی کی کرسیوں پر آمنے سامنے راین اور ریان بیٹھے ہوئے تھے۔۔

ہاد اور مناہل بمشکل اپنی ہنسی کنٹرول کیے بیٹھے تھے۔۔ جبکہ ریان تو بالکل رونے والا تھا۔۔

یقیناً ابھی کچھ کہا جاتا تو وہی پڑتا یہ خیال مناہل کا تھا۔۔

اس بات سے اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ ریان کی عزت افزائی کی گئی تھی۔ جس کا اب مزاق بنا کر ہنس رہے تھے۔

ریان نے اپنا بدلہ لینے کے لیے مناہل کو گھسیٹا کیونکہ بات بھی تو اسی نے شروع کی تھی۔۔ جس کی وجہ سے سب نے اس کا مزاق اڑایا تھا۔۔

ہاد بھائی۔۔۔۔۔ ریان نے پانی پیتے ہاد کو پکارا تھا۔۔

ہم ہاد نے ویسے ہی پلیٹ پر جھکے جواب دیا تھا۔۔

ریان نے مناہل کی طرف دیکھا جو آرام سے کھانا کھا رہی تھی۔۔ آنکھوں میں ایک چمک لے کر ریان بولا۔۔

ہاد بھائی آپ نے ہی اسے سر پر چڑھایا ہے ورنہ یہ منہا چوہیا تو ڈر پوک ہی رہتی ہمیشہ۔۔ منہا چوہیا ڈر پوک۔۔ ریان مسکراہٹ ضبط کر کے ہلکی سی آواز میں صدائیں لگا رہا تھا۔۔

مناہل نے ہاد کی طرف معصوم سی شکل بنا کر دیکھا۔ ہاد بھائی۔۔ ریان بھائی چوہیا کہہ رہے ہیں مجھے۔۔ ساتھ میں صدے سے مناہل کا منہ کھلا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ریان مت تنگ کرو اسے۔۔ ہاد نے گھورا۔

بھائی۔ بات کس نے شروع کی تھی۔۔ اب بھگتے چوہیا کہیں کی۔۔ ریان نے بتیسی دکھا کر کہا۔۔ ہاد نے پھر گھورا تھا۔۔۔

چھوٹی ہے تم سے۔۔ عقل کرو۔۔ خفگی سے ہاد نے ٹوکا تھا۔۔

ہاد بھائی آپ ایک دفعہ بتادیں آپ کس کے ساتھ ہیں؟ ریان کی دہائی عروں چر تھی۔۔ صرف اور صرف اپنے ساتھ ہاد نے مسکراہٹ دبا کر کہا۔۔

ریان بس ہاد کو دیکھتا رہا۔ ہاد بھائی کبھی سیدھا جواب مت دیجیے گا۔ ریان نے خفگی سے کہا تھا۔۔

ہاد نے کندھے اچکائے اور آرام سے اپنے سامنے موجود بریانی سے انصاف کرنے لگا۔۔

فرقان صاحب اور فرحان صاحب آرام سے کھانے میں مصروف تھے۔۔

ربینہ بیگم بار بار بچوں کو ٹوک رہی تھیں۔۔

آرام سے کھانا کھاؤ۔۔ ایک توجب تک ایک دوسرے کو تنگ نہ کر لو لگتا تم لوگوں کو کھانا ہضم ہی نہیں ہوتا۔۔

کیا کریں تائی امی جب تک ہمارے گینگ کالیڈر ٹیبل پر موجود نہ ہو کھانا اندر کیا حلق تک نہیں جاتا۔۔ (اشارہ عفاف کی طرف تھا) ڈرامائی انداز میں شکل بنا کر راین نے کہا تھا۔۔

سب نے زوردار قہقہہ لگایا جبکہ ڈائمنگ ٹیبل پر موجود بڑوں نے صرف مسکرانے پر اکتفا کیا۔۔

تبھی عفاف اندر داخل ہوئی۔۔ آتے ہی نقاب اتارا تھا۔۔

اپنا پاؤچ لاؤنج میں موجود صوفے پر رکھا اور ڈائمنگ ہال کی جانب قدم بڑھائے۔۔

عفاف کو آتا دیکھ کر راین بولی۔۔

لوجی شیطان کا نام لیا شیطان حاضر۔۔

منابل اور ریان کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔۔

ہاد نے آہستہ سے کہا۔۔ آگئی چڑیل۔۔ اب نہیں چھوڑنے والی۔۔

## Be ready

خود کو دل ہی دل میں عفاف کے سوالوں کے لیے تیار کرتا۔۔ بریانی کے ساتھ بھرپور انصاف کرنے کی کوششوں میں تھا۔۔

عفاف سب کی بڑ بڑاہٹ سن چکی تھی۔۔ سامنے بیٹھی راہین کو غصے سے گھورا اور پھر سب کو ایک ساتھ سلام کر کے بیٹھنے کی بجائے۔۔ اپنے قدم ہاد کی کرسی کی طرف بڑھا کر ایک جھٹکے سے ہاد کی بریانی پلیٹ اٹھانے لگی کہ پلیٹ وہاں سے ہاد نے فوراً سے اٹھالی تھی۔۔ وہ بیچارگی سی شکل لے کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔۔

کسی نے یہ نوٹ نہیں کیا تھا۔۔ اس لئے فوراً سے ہاد کی ساتھ والی کرسی سنبھال کر بیٹھ گئی۔

ہاد نے عفاف کی طرف دیکھ کر مسکراہٹ اچھالی اور بریانی کی طرف دوبارہ متوجہ ہو گیا۔

کیونکہ ہاد، عفاف کے ارادے جان چکا تھا۔۔

عفاف بیٹا۔ آنے میں اتنی دیر لگادی آپ نے۔۔ فرقان صاحب نے وال کلاک پر

نظر دہراتے ہوئے پیار سے پوچھا۔۔

جی بابالیٹ ہو گیا۔۔ بہت مشکل سے آئی ہوں ایمن آنے ہی نہیں دے رہی تھی۔۔ عفاف

نے گلاس میں پانی ڈالتے ہوئے جواب دیا تھا۔۔

لیٹ آنا ہو تو بتا دیا کریں۔۔ ہاداد ہر ہی ہوتا ہے وہ آپ کو اگلی دفعہ لے آیا کرے گا۔۔ فرقان صاحب کرسی سے اٹھتے ہوئے بولے تھے۔

عفاف نے ہاد کی طرف دیکھ کر مسکراہٹ اچھالی۔

بابا، ہاد بھائی کو آج بھی میں نے اتنی کالز کیں۔ لیکن انہوں اٹھائی نہیں۔۔ اس لیے مجھے خود ہی آنا پڑا۔۔ لہجے میں جتنی معصومیت ڈال سکتی تھی اتنا ہی لہجے کو نرم رکھ کر عفاف نے بتایا تھا۔۔

ہاد نے عفاف کو دیکھ کر دانت پیسے۔۔ چڑیل۔۔ (جو جان بوجھ کر ہاد کو پھنسا رہی تھی۔۔)

فرحان صاحب فوراً سے بولے تھے۔۔ بر خوردار فون کدھر ہے تمہارا؟

ہاد نے اپنی جیب کو ٹٹولا۔۔ ادھر ادھر دیکھا۔۔ ٹیبل پر نظر دہرائی۔۔ نیچے دیکھا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہیں تو تھا۔۔ کہتے ہوئے کرسی کے آس پاس نظر دہرائی کہ اچانک عفاف کے ہاتھ پر نظر پڑی جو آرام سے موبائل کو مٹھی میں پکڑے آرام دہ انداز میں بیٹھی تھی۔ عفاف نے ایک بار پھر سے مسکراہٹ اچھالی تھی۔۔

بر خوردار۔۔ آئندہ فون اپنے پاس رکھا کرو۔ کسی کو ضرورت بھی پڑ سکتی ہے۔ فرحان صاحب

نے ہاد سے نرمی سے کہا تھا۔ اور پھر ہاد کا جواب سنیں بغیر فرقان صاحب اور فرحان صاحب

دونوں ہی کسی کام کے سلسلے میں باہر نکل گئے تھے۔۔۔

ربینہ بیگم نے خفگی سے عفاف کو گھورا تھا۔۔ کیونکہ وہ موبائل عفاف کے ہاتھ میں دیکھ چکی تھیں۔۔

کچھ تو عقل کیا کرو۔۔ بڑا بھائی ہے تمہارا۔ روبینہ بیگم نے عفاف کو شرم دلانی چاہی۔۔  
بندر ہے یہ تو۔

عفاف نے منہ کا زاویہ بگاڑا تھا۔۔

ہاں اپنی کر سی دھکیلتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔۔

کوئی بات نہیں تائی امی ہمارا تو چلتا ہے۔۔ کیوں چڑیل؟ آنکھ دباتے ہوئے شرارت سے عفاف کو کہہ کر بریانی کی پلیٹ کو عفاف کی آنکھوں کے سامنے سے لہراتے ہوئے اور کر سیرٹھیوں کی جانب بڑھ گیا۔۔

عفاف بھی فوراً پلیٹ میں چیچر رکھ کر ہاد کے پیچھے لپکی تھی۔۔۔

ربینہ بیگم اور رابعہ بیگم بس انہیں جاتا دیکھ کر مسکراتی رہ گئیں اور اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کر برتن سمیٹنے لگیں۔۔

کیونکہ وہ دونوں بچپن سے ہی ایسے تھے ایک دوسرے کو ہمیشہ ہر بات میں تنگ کرنے والے، نوک جھوک کے بغیر تو دونوں کو کھانا ہی ہضم نہیں ہوتا تھا۔ ان کا کچھ بھی نہیں ہو سکتا تھا۔۔

دور کھڑی قسمت ان کو دیکھ کر کھل کے مسکرا دی تھی اور پھر ان کے لیے ہمیشہ خوش رہنے کی دعا کی تھی۔۔

ہا اپنے کمرے میں آرام سے بیڈ پر بیٹھ کر مزے سے پلیٹ آگے رکھ کر آہستہ آہستہ بریانی کے چبچ منہ میں ڈالنے لگا جب ٹھک سے دروازہ کھلا اور عفاف اندر آئی۔۔

ہا نے مسکرا کر سر اٹھا کر دیکھا تو عفاف دونوں کمر پر ہاتھ رکھ کر ہا ہی کو گھور رہی تھی۔۔

کیا مسئلہ ہے چڑیل؟ نظر لگانے کا پورا ارادہ ہے کیا؟ ہا نے بریانی کا چبچ منہ میں ڈالتے ہوئے کہا تھا۔۔

بندر۔۔ عفاف نے دانت پیسے۔۔

NovelstAfsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
کیوں خو خوار بنی ہوئی ہو چڑیل؟ کسی کے قتل و تل کا ارادہ تو نہیں۔۔ ہا نے آئی برواچکا کر

پوچھا تھا۔۔

عفاف دلکشی سے مسکرائی تھی۔ چہرے پر شیطانی مسکراہٹ سجا کر بولی۔۔

قتل کرنے کا ارادہ ہے نا۔ ایک بندر کا جس نے تنگ کر رکھا ہے مجھے۔۔

لیکن کیا کروں۔ قتل سنگین گناہ ہے۔ ورنہ ضرور کرتی اور سب سے پہلے بندر کا قتل ہی ہوتا۔۔

ناک میں دم کر رکھا ہے اس بندر نے۔۔ عفاف نے منہ پھلاتے کہا تھا۔

ہائے رے۔۔۔ ایک معصوم پر الزام ہا کہہ کر مسکرایا تھا۔۔

معصوم اور بندر۔۔۔ عفاف نے دونوں کانوں کو ہاتھ لگا کر دائیں، بائیں سر ہلایا۔۔۔

بریانی کی پلیٹ ختم ہونے کی قریب تھی۔۔۔ عفاف پلیٹ کی طرف دیکھ کر فوراً سے بیڈ پر بیٹھی تھی۔۔۔

چہرے میں معصومیت لا کر بریانی کی طرف دیکھا اور بولیاب تو دے دو بندر ختم ہونے لگی ہے۔  
لپٹائی نظریں ابھی بھی پلیٹ پر ہی قائم تھیں۔

ہاد نے گھورا اور بولا۔۔۔ جو پلیٹ نیچے پڑی ہوئی ہے وہ کھاؤ جا کر۔۔۔ مجھ سے کیوں مانگ رہی ہو  
بھکڑ چڑیل؟

عفاف نے ہاد کی طرف دیکھا وہ آرام سے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گیا تھا۔۔۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
جب تک میں بندر کی پلیٹ سے ایک چمچ لے نہ لوں تب تک میرے حلق سے نیچے ہی نہیں  
جاتا۔۔۔ (سب سے بڑی مصیبت) عفاف نے آنکھیں پٹیٹا کر کہا۔۔۔

جھوٹی۔۔۔ ہاد بڑبڑایا تھا۔۔۔

ہاد نے پلیٹ عفاف کے آگے کھسکائی۔۔۔

یہ لو بھکڑ چڑیل۔۔۔ ویسے تم نے مجھے چھوڑنا بھی نہیں تھا۔۔۔ اگر میں نہ دیتا تو یقیناً نظر لگا کر ہی  
دم لیتی۔۔۔ ہاد نے مسکراہٹ چھپا کر کہا تھا۔۔۔

فوراً سے پلیٹ پکڑ کر عفاف نے بریانی کھانی شروع کر دی تھی۔۔۔

یہ تو تم نے صحیح کہا بندر۔۔۔ اگر نہیں دیتے تو پھر تم اچھی خاصی بد دعائیں بھی سنتے مجھ سے، شکر کرو بد دعاؤں سے بچ گئے۔۔۔ عفاف نے ایک ادا سے کہا تھا اور دوبارہ پلیٹ پر جھک گئی۔۔۔ ہادتا سف سے سر ہی ہلاتا رہ گیا۔۔۔

اتنا بھی کیا بے مروت انسان کے شکر یہ تک نہیں بول سکتا۔۔۔ ہاد نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے طنز کیا تھا۔۔۔

عفاف اب کی بار سنتی تو کچھ کہتی وہ تو مگن انداز میں بریانی کھا رہی تھی۔۔۔

ہاد نے اسے ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھ کر اونچی آواز میں چلایا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
بھکڑ چڑیل۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایک تو پتا نہیں لوگوں کو کیا مسئلہ ہے۔۔۔ میں اتنا کھاتی بھی نہیں ہوں۔۔۔ لوگ نظر لگانے

آجاتے ہیں۔۔۔ ایک بندر ہو گیا دوسرا ایسی۔۔۔ پتا نہیں ان کو کیوں لگتا ہے کہ میں بہت کھاتی

ہوں۔۔۔ ہم خود کا پتا نہیں۔۔۔ ہاد کی ان سنی کرتی خود ہی بڑ بڑائی جا رہی تھی۔ بریانی کا آخری چبچ

لیا اور بیڈ سے اٹھ گئی۔۔۔

بہت مزہ آیا بندر تمہاری پلیٹ سے کھانے کا۔۔۔ نیکسٹ ٹائم بھی یاد رکھنا۔۔۔ غصہ مت کیا

کرو۔۔۔

عفاف نے ہاد کو دیکھا جو غصے سے عفاف کو ہی گھور رہا تھا۔

بچپن میں ایسے ہی لیتی تھی تم سے تمہیں تو اب عادت پڑ جانی چاہیے تھی۔ عفاف نے مسکراتے ہوئے کہا اور کندھے اچکائے تھے۔

یہی تو مجھ سے غلطی ہوئی تھی تب اگر ترس کھا کر نہیں دیتا تو اب آرام سے میں کھا تو لیتا۔ ہاد نے خفگی سے کہا تھا۔

ایک تو لاسٹ چیچ بریانی کا کھا گئی دوسرا مشورہ دے رہی غصہ مت کرو۔ ہاد نے منہ بنا کر کہا تو عفاف کا بے ساختہ قہقہہ گونجا تھا۔

اچھا چلو بندراب میں اپنے کمرے میں چلتی ہوں بہت دیر ہو گئی کل بھی کچھ کھانا ہوا تو مجھے یاد رکھنا مسکراتے ہوئے کہہ کر عفاف دروازے کی طرف بڑھی۔

ہاد بس گھورتا ہی رہ گیا۔

عفاف جاتے جاتے دوبارہ مڑی تھی۔

بندر۔۔ مجھے یاد آیا۔۔ تم آج یونیورسٹی کیا کر رہے تھے؟ مشکوک نظروں سے عفاف نے گھورا تھا۔

ہاد نے مسکرا کر کہا۔۔ بتایا تو تھا۔

عفاف نے دوبارہ ہاد کو دیکھا۔

سچ بتاؤ بندر۔۔ ورنہ چچا جان کو بتادوں گی۔۔ عفاف نے دھمکی دی تھی۔۔

اوو بہن۔۔ میں اپنے دوست کے ساتھ آیا تھا۔۔ ہاد نے عفاف کے سامنے ہاتھ

جوڑتے کہا تھا جس کے اندر تفتیشی روح آئی ہوئی تھی۔۔

کونسے دوست کے ساتھ؟ عفاف نے جانچتے ہوئے کہا۔۔

ہے ایک۔۔ ہاد نے مسکراہٹ دبا کر کہا۔۔

چچا جان۔۔ عفاف نے ہلکی سی آواز لگائی تھی۔۔

کیا مصیبت ہے یار؟ ہاد جھنجھلا گیا تھا۔۔

ازلان کے ساتھ۔۔ اب یہ مت پوچھنا کون، کیوں۔۔ ہاد نے دانت پیس کر کہا تھا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عفاف کا بے ساختہ قہقہہ گونجا تھا۔۔

بس اتنا بتادو۔۔ پہلے کیوں نہیں بتایا تھا۔۔ عفاف نے ایک اور سوال کیا تھا۔۔

چڑیل۔ مجھے کیا پتا تھا؟ تم ادھر پڑھتی ہو ورنہ ضرور تمہیں بتانے کا شرف حاصل کرتا۔۔ ہاد

اچھا خاصا جھنجھلا گیا تھا۔۔

اچھا۔۔ اچھا چلو معاف کیا۔۔ میرے بھائی۔۔ عفاف نے ایک ادا سے کہا تھا۔۔ کندھوں پر

جھولتے دوپٹے کو سر پر رکھا کر مسکرائی تھی۔۔

چلتی ہوں بندر۔۔ کہیں جانے سے پہلے عفاف فرقان حیدر کا شرف حاصل کر لیا  
 کرو۔۔ مسکرا کر کہتی کمرے کے دروازے کی طرف بڑھی۔۔

ہمم۔۔ کہہ کر ہاد نے ہنکارہ بھرا تھا۔۔

عفاف کو کمرے سے جاتے ہوئے دیکھ کر ہاد فوراً سے بولا تھا۔۔ عافی سونے سے پہلے کافی بھیج  
 دینا کمرے میں۔۔ رات کو کافی کے بغیر نیند نہیں آتی۔۔ ہاد چینجنگ روم کی طرف بڑھا تھا۔۔

عفاف دو منٹ کھڑے ہو کر اس روم کو دیکھتی رہی جہاں ہاد گیا تھا پھر منہ پھلاتی بولی۔۔

میری تو سنی نہیں اور اپنے کام کے لیے عافی۔۔ ویسے چڑیل ہو نہ۔۔ کہہ کر پیر پٹختی کمرے  
 سے چل دی۔۔

ہاد نے تھوڑا سا جھانک کر دیکھا تو عفاف جاچکی تھی مسکراتے ہوئے دوبارہ چینجنگ روم کا  
 دروازہ بند کر دیا۔۔



ہاسٹل روم کا دروازہ کھول کر علی تو سیدھا اپنی سائڈ کے بیڈ پر آ کر لیٹ گیا جبکہ شہرام الماری کی  
 طرف بڑھا تھا۔۔

علی بیڈ پر لیٹتے ہی آج کے دن کی آبِ بیتی کو فر فر زبان میں سنانے لگا۔۔

یار۔۔ آج کے فنکشن میں بہت تھک گئے۔۔ اف۔۔ آئندہ ہم نے نہیں جانا۔۔ بہت ذلیل ہو کر رہ جاتے ہیں۔۔ اوپر سے سارا دن گھن چکر بن کر رہ جاتا ہے بندہ تو۔۔ اپنے پسند کا کام تو کر ہی نہیں سکتا نا۔ کہتے ہوئے علی نے لیٹے ہی بیڈ سے تکیا اٹھا کر اپنے سر کے نیچے رکھ لیا تھا۔۔

اف لوگ کتنا انجوائے کر رہے تھے اور ہم وہاں گیٹ پر کھڑے ویلکم کر رہے تھے۔۔ علی نے سوچتے ہوئے غصے سے منہ بنایا تھا۔۔ جیسے اس چیز سے زیادہ دکھ اور کسی چیز کا نہیں تھا۔۔ آئندہ سے سر نے اس طرح کی ڈیوٹی دی نا میں بتا رہا ہوں۔۔ میرا بائیکاٹ ہے۔۔ علی آرام سے بیڈ پر کچھ اس طرح سے لیٹا کہ ٹانگیں بیڈ سے نیچے لٹک رہیں اور سر بیڈ کے درمیان تکیے پر رکھے لیٹے ہوئے ہی بولی جا رہا تھا۔۔

چپ تب ہو جب زور سے باتھ روم کا دروازہ بند ہونے کی آواز آئی تھی۔۔

علی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔۔

شیری۔ دانت پیس کر کہا اور بیڈ پر دونوں ٹانگیں فولڈ کر کے بیٹھ گیا۔۔

تقریباً پانچ منٹ بعد شہرام کپڑے تبدیل کر کے باتھ روم سے نکلا تو سامنے بیڈ پر موجود علی کو خونخوار نظروں سے گھورتے پایا۔۔

شہرام نے مسکراتے ہوئے ڈریسنگ کے سامنے کھڑا ہو کر بال سیٹ کیے اور پھر بیڈ پر آ کر بیٹھ گیا۔۔

کیا ہوا؟ شہرام نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ علی سے کہا تھا جو خطرناک تیوروں سے دیکھ رہا تھا۔

علی نے گھورا اور غصے سے بھرا بولا۔۔

کیا ہوا؟ یہ تم پوچھ رہے ہو۔۔ ابھی جو تم نے کیا وہ کیا تھا ہاں؟

شہرام نے مسکرا کر کندھے اچکائے۔۔ میں نے کیا کیا۔

علی دکھ سے بولا تھا۔۔ ایک تو میں اپنے دل کا حال بتا رہا ہوں کہ آج کے دن کتنا میرا دل

جلا۔۔ لوگوں کو سیلیفیاں لیتے دیکھ

کر، انجوائے کرتے دیکھ کر۔۔ میں تمہیں اتنے دکھ سے بتا رہا اور تم ان سنی کر کے آرام سے

چینج کرنے چلے گئے۔۔ بلکہ ان سنی کیا۔۔ ایک لفظ بھی نہیں سنا ہونا تم نے شیری۔۔

غصے اور دکھ کے ملے جلے تاثرات میں علی، شہرام کو سنارہا تھا۔۔

شہرام کا قبہ قبہ گونجا تھا۔۔

علی نے گھورا۔۔

شہرام نے فوراً کانوں کو ہاتھ لگایا تھا۔۔ اچھا اچھا سوری۔۔ میں نے تمہاری ہر بات سنی

تھی۔۔ وہ تو میں تمہیں تنگ کر

رہا تھا۔۔ شہرام مسکرایا۔۔ بار بار ہونٹوں پر مسکراہٹ موجود تھی۔۔۔

علی تھوڑا سا آگے بڑھا۔ اچھا بتا میں کیا بتا رہا تھا؟؟

شہرام ایک منٹ کے لیے چپ کیا تھا۔ تم۔۔۔ کپٹی پر ہاتھ رکھ کر سوچنے لگا۔  
دو منٹ گزر گئے۔

چل چھوڑ شیری۔ تم میری بات اب سنتے ہی کب ہو۔ ایک ہی خیال میں ڈوبے رہتے ہو  
بس۔ جو پتا نہیں حقیقت بھی ہے یا نہیں۔ کبھی ارد گرد بھی دیکھ لیا کرو۔ کوئی اور بھی لوگ  
ہیں۔ جو تمہیں تم سے بڑھ کر چاہتے ہیں۔ زندگی ایک پر ختم نہیں ہوتی۔

علی ایک دم تلخ ہوا تھا۔ شاید صدمہ ہی کچھ زیادہ تھا کہ وہ آج کی دکھ بھری داستان شہرام کو سنا  
رہا تھا اس نے سنی ہی نہیں تھی۔  
شہرام نے حیرانی سے علی کو دیکھا جو ابھی ہنس کر بات کر رہا تھا اور اچانک سے اس طرح بول رہا  
ہے۔۔۔

یار علی میں مذاق کر رہا تھا۔ میں نے تمہاری ساری بات سنی ہے۔ ایسے ہو سکتا ہے کہ میں  
تمہاری کوئی بھی بات سنے بغیر جاؤں تم پتا نہیں بات کو کس رخ لے کر جا رہے ہو۔ شہرام سچ  
میں حیران ہوا تھا۔

بات کچھ تھی۔ بات کا رخ کدھر جا رہا تھا۔

علی کیا ہوا ہے بولو؟ اتنی بڑی بات نہیں ہے جتنا تم اس کو بڑھاوا دے رہے ہو۔۔۔

علی ایک دم بیڈ سے کھڑا ہوا تھا۔۔ چلو ٹھیک ہے۔۔ اتنی بڑی بات واقعی ہی نہیں تھی تو بڑی بات کر لیتے ہیں۔۔ علی نے تھوڑا طنزیہ لہجے میں کہا تھا۔۔

شہرام بھی کھڑا ہوا تھا۔۔

اچھا۔۔ بتاؤ کیا پوچھنا ہے سیدھی طرح پوچھو جو بھی پوچھنا ہے بات کو گول مت کرو۔ شہرام نے بھی غصے سے کہا تھا۔۔

علی، شہرام کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا تھا پوچھ لوں۔۔

شہرام نے نظریں چرائی تھیں۔ اور بولا۔۔ ہاں پوچھ لو۔۔

اچھا۔۔ پہلے کافی پلا دو۔ پھر بات کرتے ہیں۔۔ علی نے اب کی بار ہلکے پھلکے انداز میں بات کی تھی۔۔ جیسے ابھی کچھ ہوا ہی نہیں ہو۔۔

شہرام، علی کی طرف ایک تاسف سے بھری نظر ڈال کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔۔

آج وہ شہرام سے اپنے ہر سوال کا جواب جاننا چاہتا تھا۔۔ کیونکہ جتنا چیزوں کو حل کرنے کی کوشش کرتا اتنی وہ مشکل ہو رہی تھیں۔۔ اب ان سب کا حل صرف شہرام کے پاس تھا۔۔ علی سوچتے ہوئے ہاتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔۔

ٹھیک سات منٹ بعد گرما گرم بھاپ اڑتی کافی کے دوگ شہرام کے ہاتھ میں تھے۔۔

وہ مگ لے کر کچن سے نکل کر آیا تو علی بھی چہنچ کر کے ہاتھ روم سے ٹراؤزر شرٹ پہنے نکل رہا تھا۔

دونوں کافی کے مگ پکڑ کر ٹیس پر آگئے۔۔

جہاں ہر سواند ہیرا پھیل چکا تھا۔۔

ہر چرند پرند اپنے اپنے آشیانے میں جا چکے تھے۔۔ ہر رات کو انسان ہو یا وہ کوئی اور مخلوق، پرندے ہو یا پھر جانور۔۔ کیڑے مکوڑے ہو یا پھر حشرات۔۔ ہر ایک رات کو اس امید سے سوتے ہیں کہ ہر اندھیرے کے بعد روشنی ہونی ہے۔۔۔

ہر اندھیرے کے بعد اجالا ہونا ہے۔۔ ہر ایک کی زندگی میں موجود اندھیرا کبھی نہ کبھی ختم ضرور ہوگا۔۔ کوئی بھی چیز مستقل نہیں رہتی۔۔

چیزیں آتی ہیں اور چلی جاتی ہیں۔۔ یہی حال لوگوں کا بھی لوگ آتے ہیں، چلے جاتے ہیں پھر وہ ماضی قصہ بن جاتے ہیں۔۔۔۔

دونوں کافی کے مگ ہاتھ میں پکڑے ٹیس پر کھڑے تھے۔۔ جہاں رات کے اندھیرے میں بھی چلتی سڑک پر موجود گاڑیوں کا شور عروج پر تھا۔

شہرام نے کافی کا ایک سپ لیا۔۔ علی کی طرف نظر گھما کر دیکھا تو علی کسی گہری سوچ میں ڈوبا چلتی سڑک کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔

شہرام نے گلا کھنکھار اور علی کو متوجہ کیا۔۔

علی کافی ٹھنڈی ہو رہی ہے۔۔

ہلکی ہلکی ہوا بھی چل رہی تھی۔۔ جس کی وجہ سے موسم میں خنکی بھی موجود تھی۔۔ جو کافی کا مزہ دو بالا کر رہا تھا۔۔

علی نے بھی کافی کا گھونٹ بھرا۔۔ دونوں کے درمیان ہنوز خاموشی تھی۔۔

جس کو دوبارہ شہرام نے ہی توڑا تھا۔۔

علی جو کچھ پوچھنا ہے پوچھ لو۔۔ آہستہ، مدھم سی آواز سے شہرام نے کہا تھا۔۔

پوچھ لوں؟ جا سختی نظروں سے علی نے ایک بار دوبارہ پوچھا۔۔

ہاں کہہ تو رہا ہوں۔۔ شہرام نے اکتا کر غصے سے کہا تھا۔۔

اچھا سچ بتانا پھر۔۔ مجھے پتا تو ہے تم نے سچ نہیں بتانا لیکن پھر بھی مجھے امید ہے کہ شاید یہ میرا

پرانا دوست ہی ہو جس کی ہر بات کا مجھے علم تھا۔۔ علی نے کہہ کر کافی کا گھونٹ بھرا تھا۔۔

سچ ہی بتاؤں گا۔۔ شہرام کی پست سی آواز آئی تھی۔۔

شاید آج سب راز کھلنے کی رات تھی۔۔

علی اپنے سوالات کے جواب چاہتا تھا جبکہ شاید شہرام ہار کر سچ بتانا چاہتا تھا۔۔ جو وہ علی کو بتا

نہیں پارہا تھا۔۔

شیری۔۔ تم عفاف سے محبت کرتے ہو کہ نہیں؟ علی کی جانب سے پہلا سوال کیا گیا تھا۔۔  
شہرام، علی کی طرف گھما۔۔

تمہیں پتا ہے تو اس سوال کا مطلب۔۔ شہرام نے آبرو اچکا کر پوچھا تھا۔۔

علی نے غصے سے دیکھا۔۔ بس ہاں یاناں۔۔

علی کا پورا کا پورا ارادہ تھا۔۔ شہرام کو جاننے کا۔۔

یک لفظی جواب شہرام کی طرف سے آیا تھا۔۔

ہاں۔۔

اگر ہاں تو عفاف کو بتاتے کیوں نہیں ہو۔ جب وہ کسی اور کی ہو جائے گی تب بتاؤ گے جا کر۔ علی  
کی آواز تھوڑی تیز ہوئی تھی۔۔

علی آج کے واقعے سے اچھا خاصا خفا ہوا تھا کہ نہ ہی شہرام عفاف کو کچھ بتا رہا تھا نہ ہی خود بتانے  
دے رہا تھا۔۔

نہیں بتا سکتا۔۔ شہرام کی آواز پست ہوئی تھی۔۔

کیوں نہیں بتا سکتے؟ علی کی آواز قدرے اونچی ہوئی تھی۔۔

باہر چلتی سڑک پر گاڑیوں کا شور ان سے کئی زیادہ تیز تھا۔۔

میں ان کو اب کبھی بھی نہیں بتا سکتا، کبھی بھی نہیں۔۔ شہرام کی پست سے پست آواز ہو گئی تھی۔

(نام اب بھی نہیں لیا گیا تھا۔۔)

دونوں کے ہاتھ میں پکڑے کافی کے مگ ٹھنڈے ہو رہے تھے۔۔

کیوں نہیں بتا سکتے؟ علی نے اونچی آواز سے کہا تھا۔۔

علی کا دل کر رہا تھا کچھ کر دے۔۔ عجیب لاجک ہے محبت بھی کرنی ہے اور بتانا بھی نہیں ہے۔۔

محبت پھر کرنی ہی نہیں چاہیے تھی تمہیں اگر نہیں بتانا تھا تو۔۔ علی نے شہرام کی دکھتی رگ پر

ہاتھ رکھا تھا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

محبت کرنا میرے اختیار میں نہیں تھا۔۔ اختیار میں ہوتا تو شاید خود کو روک لیتا۔ شہرام کی بے

بسی سے بھری آواز آئی تھی۔۔

صحیح کہا تم نے۔۔ شکر ہے مجھے کسی سے محبت نہیں ہوئی اگر ہوتی تو کبھی تمہاری طرح محبت

نہیں کرتا۔۔ کچا کھلاڑی کبھی بھی نہیں بنتا۔۔ سفاکی سے کہتے ہوئے علی نے کافی کا گھونٹ بھرا

تھا۔۔

شہرام نے فوراً نظریں اٹھائیں تھیں۔۔ میں بالکل بھی کچا کھلاڑی نہیں ہوں۔۔

چلو مان لیتے ہیں تو پھر عفاف کو بتا دو ورنہ کل میں خود جا کر بتا دوں گا۔۔۔ علی پھر سفاکی سے کہتے ہوئے کافی پینے لگا۔۔۔

علی آج اپنی دوستی کو ایک طرف نہ کر کے سوالات کا جواب چاہ رہا تھا بس۔۔۔ وہ نہیں دیکھ سکتا تھا اپنے عزیز از جان دوست روزانہ کو گھٹتے ہوئے۔۔۔

شہرام بے بسی کی تصویر کے ساتھ علی کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔

ایسا لگ رہا تھا۔۔۔ جیسے وہ کسی جرم کی غرض سے کٹھرے میں کھڑا کر دیا گیا ہے جہاں بغیر جوابات دیے جانا منع ہے۔۔۔

نہ ہی میں بتاؤں گا نہ تم۔۔۔ غصے سے شہرام نے کہا تھا۔  
 پھر سے وہی سوال علی کی طرف سے آیا تھا۔۔۔

کیوں؟ ایسی کونسی وجہ ہے جو تمہیں بتانے سے روک رہی ہے۔۔۔ نہ تم مجھے بتانے دیتے ہو اور نہ ہی خود بتاتے ہو۔۔۔ علی کی آواز میں تھوڑی نرمی آئی تھی۔۔۔

شہرام کی شکست خوردہ آواز آئی تھی۔۔۔

کیونکہ۔۔۔۔۔ ایک لمبی خاموشی چھائی تھی۔۔۔۔۔

کیونکہ کیا؟ علی نے آبرو اچکا کر پوچھا تھا۔۔۔

کیونکہ ڈیڑھ سال پہلے میرا نکاح ہو چکا ہے۔۔ تھک ہار کر جواب دے دیا گیا تھا۔۔ آواز میں بے بسی ہی بے بسی تھی۔۔ لہجے میں لڑکھڑاہٹ واضح موجود تھی۔۔ آنکھوں میں نمی نے فوراً سے جگہ بنالی تھی۔۔

شہرام کو لگ رہا تھا جیسے آج کے دن خود کو عیاں کر کے اس نے محبت ہار دی ہو۔۔ محبت کا بھرم نہیں رکھ پایا۔۔

محبت زندگی کے فیصلوں سے لڑ نہیں سکتی

کسی کو کھونا پڑتا ہے، کسی کا ہونا پڑتا ہے

علی کے ہاتھ سے کافی کاگ گرتے گرتے بچا تھا۔۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

آنکھوں میں حیرت ہی حیرت تھی۔۔ علی ششدر کھڑا تھا۔۔

اسے لگا تھا وہ آج سب سوالات کے جواب جان لے گا۔۔ لیکن یہاں تو۔۔۔۔۔ علی کچھ

سوچ ہی نہیں سکا۔۔ جیسے سب سوچیں کہیں مفلوج ہو کر رہ گئی تھیں۔۔

وہ اب کیا پوچھتا؟ کیا کہتا؟ کچھ پوچھنے اور کہنے کے لیے بچا ہی کہا تھا۔۔

دور کھائی سے علی کی آواز آئی تھی۔۔

شیری اسی لئے تم ڈیڑھ سال سے گھر نہیں جا رہے تھے۔۔

ہمم۔۔ شہرام کی آواز قدرے کم تھی۔۔

دونوں کے درمیان ایک طویل خاموشی چھا گئی تھی۔۔۔

تم نے پوچھا ہی ہم سے کچھ یوں حال ہمارا

نہ ہم کچھ بتا سکتے تھے، نہ ہم کچھ کہہ سکتے تھے

(ماہم)



ازلان آرام سے ایزی چیئر پر بیٹھا۔ فائل ہاتھ میں تھامے کافی کے سپ لے رہا تھا۔ عجیب سی

خوشی میں مبتلا تھا۔۔۔ دل کچھ کہہ رہا تھا۔۔۔ دماغ کچھ کہہ رہا تھا۔۔۔ ان سب چیزوں کو باتوں کو

ایک طرف رکھ کر ازلان نے فائل کھولی جس میں عفاف سے متعلق ہر انفارمیشن موجود

تھی۔۔۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جس میں عفاف کا باؤ ڈیٹا بیان کیا گیا تھا۔۔۔

باؤ ڈیٹا پڑھتے پڑھتے ایک دم ازلان رکا تھا۔۔۔

عفاف فرقان حیدر۔۔۔ ہادفرحان حیدر۔۔۔ یہ کیا تھا؟؟؟

کیا قسمت میں ملنا اتنا آسان تھا۔۔۔ جو بغیر کسی تگ و دو کے وہ چیز آپ کو مل جائے جس کی توقع

آپ نے کی ہی نہیں ہو۔۔۔ کیا قسمت اتنی مہربان ہو سکتی تھی۔۔۔

قسمت کے فیصلے قسمت ہی بہتر جانے

قسمت کے فیصلوں میں پوشیدہ ہیں راز بہت

(ماہم)

فائل پڑھتے ہوئے۔ از لان کی آنکھوں میں غصہ اتر اٹھا۔۔۔ جیسے جیسے فائل پڑھ رہا تھا۔۔۔ رگیں تن رہی تھیں۔۔۔ ماتھے کی لکیروں میں بتدریج اضافہ ہو رہا تھا۔۔۔ غصے کی ایک بھرپور لہر اٹھی تھی کہ سامنے پڑا اس زمین بوس ہوا تھا۔۔۔

فائل کو بند کیا تھا۔۔۔ آنکھوں میں غصہ لیے ہاف ٹی شرٹ پہنے بازو کی رگیں تنی ہوئی نظر آرہی تھیں۔۔۔

اب لگتا ہے ریاض ملک تمہارے ساتھ ساتھ تمہارے بیٹے کا بھی حساب کرنا پڑے گا۔۔۔ غصے سے سوچتے ہوئے ہاد کو کال ملائی تھی۔۔۔

ہاد جو آرام سے ٹیک لگائے موبائل پر مصروف تھا۔۔۔

از لان کی کال دیکھ کر سیدھا ہوا۔۔۔

کال پک کی۔۔۔

ارے اس ناچیز کو بڑے بڑے لوگوں نے یاد کیا ہے۔۔۔

ہاد نے مسکراہٹ دبا کر کہا تھا۔۔۔

لوگوں کو سارا دن وقت نہیں ملتا۔ اس وقت جب ہم معصوم سونے والے ہوتے ہیں کچھ لوگ ہماری نیند تک خراب کر کے رکھ دیتے ہیں۔۔ ہاد نے مصنوعی دکھ سے کہا تھا۔۔

ازلان پہلے ہی غصے سے بپھرا بیٹھا تھا ہاد کی فضول گوئی سن کر بھڑک گیا۔۔

اپنی ٹرٹربند کرو تم۔۔ تمہیں کال کرنے کا کوئی شوق نہیں چڑھا تھا مجھے۔۔ اس وقت کدھر ہو اتنا بتاؤ بس۔۔۔۔

ہاد نے ٹائم دیکھارات کے گیارہ بج رہے تھے۔۔۔

اس وقت گھر پر ہی ہوں گا اور کدھر ہونا میں نے۔۔ محبوبہ تو کوئی ہے نہیں میری۔۔

ہاد نے مصنوعی دکھ سے ایک بار پھر کہا تھا۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ریاض ملک کی کوئی خبر ملی۔۔ وہ آج کل کیا کر رہا ہے؟؟ ازلان نے سب باتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنے مطلب کا سوال پوچھا تھا۔۔ جس کے لیے ہاد کو فون کیا تھا۔۔

ہاد بھی یکدم سنجیدہ ہوا تھا۔۔

اصغر کو ڈھونڈنے کے لیے اسکے چچے رات، دن ایک کر رہے ہیں۔۔ جب تک ہمیں یہ نہیں پتا چلتا کہ وہ ٹرک اپنی مطلوبہ جگہ

ہے کیا۔۔ ہم کچھ نہیں کر سکیں گے۔۔ ہاد نے اپنا نقطہ نظر بیان کیا تھا۔۔

ہم۔۔ تم کل ہی سیکٹری سے کہہ کر ریاض ملک کے ساتھ میٹنگ اریج کرو۔۔ پھر دیکھتے ہیں کیا کرنا ہے۔۔ از لان نے سپاٹ لہجے سے کہا تھا۔۔

اور ساتھ۔۔ ریاض ملک کے بیٹے حسن ملک پر بھی نظر رکھو۔۔ کہاں جا رہا ہے کہاں نہیں؟؟  
حسن ملک کا نام سن کر ہاد نے لب بھینچے تھے۔ زور سے ہاتھ کو بند کر کے مٹھی کی شکل دی تھی۔۔

وہ بھی تو سی۔ آئی۔ اے (کرائم انسویٹیگیشن سیکرٹ ایجنسی) میں ایز آ سینئر آفیسر حسن ملک جیسے لوگوں کو ڈھونڈنے کے لیے اور ان جیسے لوگوں کی جڑیں کاٹنے کے لیے ہی شامل ہوا تھا۔۔

از لان تو کب سے اس اور اے سے منسلک تھا۔۔ لیکن ہاڈ چار سال میں ہی اتنا نام بنا چکا تھا کہ از لان کے ساتھ ہی کام کر رہا تھا۔۔

لیکن کبھی دونوں نے یہ باور نہیں ہونے دیا تھا کہ وہ جونیر، سینئر کے رینک پر ہیں۔۔ وہ دونوں ہمیشہ دوست ہی تھے اور دوستوں ہی کی طرح کام کرتے تھے۔۔

لیکن دونوں ہی بیک پر موجود تھے۔۔ فرنٹ لائن پر ابھی تک نہیں آئے تھے۔۔ ابھی کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ دونوں بزنس مین ہونے کے ساتھ ساتھ سیکرٹ ایجنسی سے منسلک اپنے وطن کے دفاع کے لیے موجود تھے۔۔

یہ دونوں کی حقیقت سب سے چھپی تھی۔۔ سوائے چند ان کے ٹیم ممبرز کے۔۔ ورنہ لوگوں کے لیے دونوں ہی جانے مانے بزنس مین تھے۔۔۔۔

اور یہ حقیقت کب تک چھپی رہنی تھی یہ تو وقت ہی بتائے گا۔۔

ابھی دونوں ہی ریاض ملک کے خلاف ثبوت ڈھونڈنے میں لگے تھے۔۔ جو سامنے سیاستدان کا روپ دھارے بیک پر غیر قانونی کام کر رہے تھے۔۔ ابھی ان کی ٹیم اسی گروہ کو منظر عام پر لانے کی کوششوں میں تھی۔۔

اب ریاض ملک کے ساتھ حسن ملک کا نام بھی ان کی ٹارگٹ لسٹ میں آچکا تھا۔۔

ہاڈ تو ذاتی طور پر پچھلے دو سے حسن ملک کا پتا کروا رہا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے؟

اچانک سے ازلان کا آنا تھوڑا حیران کن تھا۔۔ لیکن خیر جو بھی تھا ہاڈ کو اس سے مطلب نہیں

تھا۔۔ اسے مطلب تھا تو بس حسن ملک کو اس کے کیے کی سزا دلوانا۔۔ تاکہ آئندہ کبھی کسی

عورت کو بے سہارا مت سمجھے۔۔۔۔ ازلان بھی شامل ہو چکا تھا تو یہ ہاڈ کے لیے بھی ایک طرح

سے فائدے مند تھا۔۔۔

لیکن ازلان حسن ملک کو کیوں ڈھونڈ رہا تھا۔۔ یہ ہاڈ کو جلد پتا لگنے والا تھا۔۔۔۔

ہاڈ نے زبان پر آتا سوال کر ڈالا۔۔

حسن ملک کو کیوں؟ ہمارا مین کام تو ریاض ملک اور اس کے گروہ کا خاتمہ ہے تو یہ حسن۔۔۔

تمہیں جو کہا ہے بس وہ کرو ہاد۔۔ جلد پتا چل جائے گا۔۔ از لان نے ہلکا سا مسکرا کر کہا تھا۔۔  
حسن ملک سے میرا حساب کچھ زیادہ ہی بڑھ گیا ہے۔۔ ریاض ملک کے ساتھ اب ڈبل حساب  
چکتا کرنے ہیں۔۔

جیسا باپ ویسا بیٹا۔۔ کہہ کر از لان نے سرد آہ بھری تھی اور دوبارہ بولا ہاد کل تم مجھے آفس  
ملو۔۔ کچھ اہم بات ڈسکس کرنی ہے کہہ کر فون کھٹاک بند کر دیا تھا۔۔

ہاد ہیلو ہیلو کرتا رہ گیا۔۔ موبائل کان سے ہٹا کر دیکھا تو موبائل فون کی بند اسکرین منہ چڑھا رہی  
تھی۔۔

ہاد نے فون کو اچھا خاصا گھورا اور اپنے کام میں لگ گیا۔۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews



عفاف اپنے کمرے میں لیٹی چھت کو گھورتے کسی اور ہی دنیا میں پہنچ چکی تھی۔۔ (حال سے  
ماضی کی دنیا)

عافی بچہ۔۔ ارے یہ تو میرا بچہ ہے۔۔ ہادی بہن کا اچھے سے خیال رکھا کرو۔۔ میرے بچے کو  
چوٹ لگی ناتو اس ہاد کو تو میں پوچھوں گی۔ ایک بہن نہیں سنبھالی جاتی اس سے۔۔  
سات سال کی معصوم بچی روتے ہوئے بارہ سالہ ہادی کی شکایت اپنی بی جان کو لگا رہی تھی۔۔

جس پر ہاد کو اچھی خاصی بی جان سے ڈانٹ سننی پڑ رہی تھی۔۔

عفاف جو ہاد کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ اچانک کھیلتے کھیلتے گر گئی جس کی وجہ سے ہاد کو بی جان سے ڈانٹ پڑ رہی تھی۔۔

بی جان نے عفاف کو چپ کرواتے ہوئے عفاف کو کہا تھا۔۔

چلو۔۔ شش۔۔ چپ کرو۔ دیکھو بھائی کو میں نے ڈانٹ دیا ہے۔ اب نہیں گرائے گا۔

بی جان نے عفاف کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پھر سوال کیا تھا۔۔

عفاف میرے بچے نماز پڑھ لی آپ نے؟

وہ سات سالہ معصوم بچی نے ڈبڈبائی آنکھوں سے بی جان کی طرف دیکھا اور پھر نفی میں سر ہلانے لگی۔

بی جان نے دوبارہ سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔۔

عافی میرے بچے، ہاد تم بھی ادھر آ کر بہن کے پاس بیٹھو۔ رو رو کر ہلکان ہو رہی ہے۔۔

بی جان نے ہاد کو بھی اپنے پاس بٹھالیا۔۔ جو کب سے کھڑا بی جان کی پیار بھری ڈانٹ سن رہا تھا۔۔

اب وہ دونوں بچے بی بی جان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔۔

وہ دونوں ہی بی جان کو جان سے پیارے تھے۔ لیکن عفاف تھوڑی سی حساس تھی جس کی وجہ سے وہ بی جان کو کچھ زیادہ ہی عزیز تھی۔۔

بی جان نے دونوں کو اپنی طرف متوجہ پاتے دیکھ کر اپنا سوال ایک بار پھر دہرایا تھا۔۔

تم دونوں نے نماز پڑھ لی؟؟

ہاں ہاں میں سر ہلایا تھا جبکہ پھر سے عفاف نے آنکھوں کی نمی کو صاف کرتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

بی جان نے دکھ سے اسے دیکھا تھا وہ ہر بار اسے سمجھاتی تھی۔۔ لیکن ہر بار ان کے سامنے حامی بھرنے کے بعد پھر سے بی جان کی سمجھائی ہوئیں باتیں بھول جاتی تھی۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج ایک بار پھر سے بی جان اسے سمجھانے کا سوچ چکی تھیں۔۔ بی جان کا کہنا تھا کہ اگر بچے کو تقریباً چھ، سات کی عمر سے نماز پڑھنے کی عادت ڈال دو تو وہ عادت تا عمر کے لیے بن جاتی ہے۔۔۔

اسی لیے بی جان روزانہ دونوں کو سمجھاتی تھی کہ ان دونوں میں یہ عادت بچپن سے ہی ڈل جائے۔۔

ہا دہمیشہ ہی سمجھ جاتا تھا لیکن عفاف کو سمجھانا پڑتا تھا۔۔ آج بھی بی جان عفاف کو سمجھانے لگی تھیں کہ شاید جلد یا بدیر اس میں یہ عادت مستقل پیدا ہو ہی جائے۔۔

ہر بار کی طرح ہا دچپ کر کے سب کچھ سننا اور سمجھتا تھا۔۔ وہ دونوں روزانہ باقاعدگی سے بیٹھ کر بی جان سے باتیں کرتے اور اپنے سوال دہراتے تھے۔۔

لیکن آج اپنے مقررہ وقت سے پہلے بی جان نے دونوں کو اپنے پاس بٹھالیا تھا کہ وہ آج کچھ زیادہ وقت لے کر عفاف کی الجھن دور کر سکیں۔۔

بی جان نے اپنی تسبیح اٹھا کر اپنی گود میں رکھی تھی۔۔ عفاف کے سر پر اپنے چلتے ہاتھ کو بی جان نے روکا تھا۔۔ جو اس بات کی نشاندہی کر رہا تھا کہ بی جان آج پھر سے عفاف سے خفا ہوئی تھیں۔۔ جس نے آج بھی نماز وقت پر نہیں پڑھی تھی۔۔

عفاف نے اٹھ کر بی جان کو دیکھا۔۔

بی جان نے نہایت ہی دکھ سے سوال کیا تھا۔۔

عافی بچے آپ نماز کیوں نہیں پڑھتے؟

بی جان میں بھول جاتی ہوں۔۔ چہرے پر معصومیت لاتے ہوئے عفاف نے جواب دیا تھا۔۔

بی جان نے آہستگی سے اگلا سوال کیا۔۔

عافی کیا آپ روزانہ، اٹھنا، کھانا، پینا بھولتی ہو؟

عفاف نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔ ہاد دلچسپی سے بی جان اور عفاف کو دیکھ رہا تھا کیونکہ اسے پتا تھا یہ ہر روز کی بات تھی کہ بی جان سوال جواب کرتیں اپنے پوائنٹ کی جانب آتی تھیں اور پھر عفاف کو سمجھاتی تھیں۔۔ یہی بات دلچسپی رکھتی تھی اور وہ اسی اشتیاق کے ساتھ روزانہ بی جان کو سنتا تھا۔۔

بی جان میں کیوں کھانا پینا چھوڑوں گی۔۔ مجھے تو بہت بھوک لگتی ہے کھانے کے بغیر میرا گزارہ ناممکن ہے۔۔ اگر میں نے کھانا نہیں کھایا تو ماما سے بھی ڈانٹ پڑے گی۔۔ عفاف نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔

تو میرے بچے جب ہم نماز نہیں پڑھتے تو اللہ تعالیٰ بھی تو ناراض ہوتے ہیں۔ بی جان بچوں کی طرح عفاف کو سمجھانے میں سرگرداں تھیں۔۔

کیا آپ کو فرق نہیں پڑتا۔۔ اللہ تعالیٰ آپ سے ناراض ہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے رکھو اس کی کوئی بات نہیں مانو۔۔

بی جان نے پھر سوال کیا تھا۔

عفاف نے سر ہلا کر کہا تھا۔۔ پڑتا ہے نا۔۔

ویسے بھی قاری صاحب کہتے ہیں۔۔ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا اچھی بات نہیں ہوتی۔۔ اپنی تمام تر معصومیت کے ساتھ عفاف نے جواب دیا تھا۔۔

بی جان نے تحمل سے بات سن کر بولنا شروع کیا تھا۔۔

دیکھو بچے۔۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دن میں پانچ دفعہ اپنے پاس بلا تے ہیں۔۔ کوئی ہے جو فلاح پانا  
چاہتا ہو۔۔ مؤذن دن میں پانچ بار اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتا ہے۔۔

حی علی الفلاح

آؤ کامیابی کی طرف۔۔۔۔

بی جان عفاف کے سر پر دوبارہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بول رہی تھیں۔۔ جواب ان کی گود میں  
سر رکھ کر لیٹ چکی تھی۔۔

بچے کبھی اذان کے الفاظوں پر غور کرو تو اللہ کی وحدانیت کی گواہی بھی اسی میں ملتی ہے۔۔  
نماز تو دل کا سکون ہے۔۔ وہ سکون جو آپ کی روح تک کو ٹھنڈک پہنچا دے۔ وہ سکون جو آپ  
کی روح کو سرشار کر دے۔۔

عفاف آنکھیں بند کیے بی جان کو سن رہی تھی۔۔

نماز تو آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔۔ جب ہم نماز خشوع و خضوع سے قائم کرتے ہیں ناکتنی  
رحمتوں سے نوازا جاتا ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس ہم نماز پڑھتے ہیں ناکہ قائم کرتے۔۔

نماز قائم کرنے اور پڑھنے میں بہت فرق ہے۔۔

حالانکہ قرآن پاک میں واضح ارشاد ہے۔۔

اور نماز قائم کرو۔۔

جیسے ہی مؤذن کے الفاظ کان میں پڑے تو سب سے پہلے جو دل میں خیال آئے وہ کیا ہے کہ ہمیں اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہونا ہے۔ ہمیں اس کی عبادت کرنی ہے۔۔ ہمیں اس نے پیدا کیا ہے۔۔ اس کا شکر بجالانا ہے۔۔ ہم کس کس نعمتوں کا شکر ادا کریں۔۔ اس کی تو نعمتیں ہی بے حساب ہیں۔۔

بی جان کی آنکھ سے ایک آنسو لڑھک کے نیچے گرا تھا۔۔

دونوں بی جان کی باتوں میں مگن تھے۔۔ دونوں نے ہی سراٹھا کر دیکھا تو بی جان مسکرائی۔۔

فبای الاربکما تکذبلن

ہاد نے فوراً ترجمہ سنایا تھا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔۔

ایسے ہی دن میں اتنی بار ہمیں پکارا جائیں اور اگلا بندہ ہماری پکار سن کر بھی ان سنی کر دے تو ہمیں غصہ آئے گا یا نہیں۔۔

بی جان اپنے سوال کی طرف دوبارہ آئی تھیں۔۔

عفاف فوراً سے بولی تھی۔۔

بی جان بہت زیادہ آئے گا۔ میں تو کبھی اس شخص کو نہیں بلاؤں جو میری اتنی پکار پر بھی نہیں سن رہا۔۔ وہ منہ پھیلائے، ناک پر غصہ لیے اپنی بات بتا رہی تھی۔۔

بی جان ہلکا سا مسکرائی تھیں۔۔

ہم عام انسان اتنی سی بات پر ناراض ہو جاتے ہیں۔۔ سالوں سال عرصے بیت جاتے ہیں۔۔ ہم ایک دوسرے کو دیکھنا تک پسند نہیں کرتے۔۔ لیکن وہ ربِ کریم کی ذات ہمیں پھر بھی کچھ نہیں کہتی۔۔ ہم سے ناراض نہیں ہوتی۔۔ ہمیں اکیلا نہیں چھوڑتی۔۔

اس کی اتنی پکار سن کر بھی ہم سن ان سنی کرتے رہتے ہیں۔۔ لیکن ہماری ڈور تھوڑی ڈیلی چھوڑ دی گئی۔ معافی کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا ہے کہ ہم لوٹے تو پاک صاف ہو کر لوٹے۔۔

جب ہم نماز چھوڑتے ہیں ناتب تب ہمیں بددعائیں ملتی ہیں۔ ہر طرف سے ناکامی منہ دکھاتی ہے۔۔ اسی لئے نماز پڑھا کرو۔ تاکہ رحمتوں کا نزول ہو اور کامیابی تمہارے قدم چومے۔۔

بی جان ایک ہی سانس میں بولی تھیں۔۔۔

اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے نہ ہی ہم دنیا میں خوش رہ سکتے ہیں نہ ہی ہم آخرت سنوار سکتے ہیں۔۔ آخرت کا عذاب بہت سخت ہے۔۔ بی جان نے سوچتے ہوئے خوف سے ایک جھر جھری لی تھی۔۔

اب نماز تو نہیں بھولو گی ناعفاف کیونکہ جب پکڑ ہوگی تو بہت سخت ہوگی تب تک توبہ کے دروازے بند کر دیئے جائیں

گے۔۔۔ بی جان نے عفاف سے پوچھا تھا۔۔۔

عفاف نے فوراً سے ڈر کر نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

نہیں میں نہیں بھولوں گی۔ میں اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کر سکتی۔ اپنی ہر پرابلمز سنئیر کروں گی۔۔

ہاد نے بھی اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

بی جان پھر تو مجھے سزا نہیں ملے گی نا۔ معصومیت سے عفاف نے آنکھوں کو گول گول گھماتے ہوئے سوال کیا تھا۔۔

بی جان نے دائیں، بائیں سر ہلایا تھا۔۔ جب آپ اپنی ماما کی پہلی آواز سن لیتی ہو تو پھر ڈانٹ پڑتی ہے کیا؟ بی جان نے الٹا اس سے سوال کیا تھا۔۔

عفاف نے نفی سے سر ہلایا اور پر سوچ انداز میں بولی۔ نہیں پھر کیوں ڈانٹ پڑے گی جب میں نے ماما کی بات ہی سن لی ہے۔۔

بی جان مسکرائی تھیں۔۔ تو بس پھر آپ کے سوال کا جواب بھی اسی میں چھپا ہے۔۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کے سب احکامات کو دل سے مان کر اس پر عمل کریں گے تو پھر سزا نہیں ملے گی۔۔ ہاد خاموشی سے جو سن رہا تھا وہ بھی مسکرا دیا۔۔

ٹھیک ہے بی جان۔۔ میں ابھی نماز پڑھنے جاتی ہوں مسکرا کر عفاف نے بی جان سے کہا تھا۔۔ وہ ہمیشہ ہی بی جان سے بات کرنے کے بعد پر جوش ہو جاتی تھی۔۔

بی جان نے شفقت سے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا۔۔ اور وہ تیزی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بھاگ گئی تھی۔۔ اب تو چوٹ کا بھی خیال نہیں تھا۔۔

دونوں اسے بھاگتا دیکھ کر مسکرا دیئے۔۔

پگلی۔۔۔ مسکرا کر بی جان نے کہا تھا۔۔ ہاں بھی کھل کر مسکرا دیا۔۔

یہ روزانہ کا معمول تھا کوئی نہ کوئی بات سن کر پر جوش ہو کر عفاف بھاگ جاتی تھی اور وہ دونوں مسکراتے رہ جاتے تھے۔۔

عفاف کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ریلانکل کر اس کے چہرے کو بھگور ہا تھا۔۔ اسے بھی پتا نہیں چلا کب وہ حال سے ماضی میں چلی گئی تھی۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چہرے کو بھگوتا گرم سیال اسے حال میں کھینچ لایا تھا۔۔

فوراً سے عفاف اٹھ بیٹھی تھی۔۔

پاس ٹیبل پر پڑاپانی کا گلاس اٹھایا اور غٹا غٹ پی گئی۔۔

بی جان۔۔ وہ سسکی تھی۔۔

بی جان اب تو میں روزانہ نماز پڑھتی ہوں۔۔ اب تو واپس آجائیں۔۔ آپ نے تو کہا تھا میں اپنے بچے سے کبھی ناراض نہیں ہوگی۔۔ لیکن بی جان آپ نے جھوٹ بولا آپ ناراض

ہو گئی۔۔ آپ نے ایک بار بھی مجھ سے کچھ نہیں پوچھا تھا اور آپ چلی گئیں۔۔ بی جان کہہ کر  
چہرہ ہاتھوں میں چھپائے وہ رودی تھی۔۔

کوئی کہہ سکتا تھا۔۔ سب کے سامنے مضبوط نظر آنے والی لڑکی آج بھی اندر سے ٹوٹ پھوٹ کا  
شکار تھی۔۔

آج چار سال بعد بی جان کی یاد دوبارہ عفاف کو آئی تھی۔۔ وہ ان کی آغوش میں سونا چاہتی  
تھی۔۔ لیکن نہ ہی وہ آغوش تھی اور نہ ہی بی جان۔۔

تھوڑی دیر بعد چپ کر کے اٹھ کے باتھ روم کی جانب بڑھی۔۔

وضو کر کے آکر دو نفل پڑھے اور بیٹھ کر سورہ یسین کی تلاوت کی۔ وہ جب بھی بی جان کو یاد  
کر کے اداس ہوتی تو سورہ یسین کی ہی تلاوت کرتی تھی۔۔

سر پر حجاب کی طرح لپیٹے دوپٹے کو کھول کر ہلکا سا سر پر لے کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر عفاف  
نے آنکھیں موند لیں۔۔۔

جب اچانک سے موبائل واٹس ایپٹ ہوا تھا۔۔ ہڑ بڑا کر عفاف نے آنکھیں کھولی تھیں۔۔

موبائل پر اناؤن نمبر سے میسج آیا تھا۔۔ نوٹیفکیشن اون کیارات کا ایک نج رہا تھا۔۔

سامنے ہی اناؤن نمبر سے غزل بھیجی گئی تھی۔۔

گلاب آنکھیں، شراب آنکھیں

یہی تو ہیں لاجواب آنکھیں  
 اُنہی میں الفت، انہی میں نفرت  
 ثواب آنکھیں، عذاب آنکھیں  
 کبھی نظر میں بلا کی شوخی  
 کبھی سراپا حجاب آنکھیں  
 کبھی چھپاتی ہیں راز دل کے  
 کبھی ہیں دل کی کتاب آنکھیں  
 کسی نے دیکھی تو جھیل جیسی  
 کسی نے پائیں ہیں سراب آنکھیں  
 وہ آئے تو لوگ مجھ سے بولے  
 حضور آنکھیں، جناب آنکھیں  
 عجب تھا گفتگو کا عالم  
 سوال کوئی، جواب آنکھیں  
 ہزاروں ان پہ قتل ہوئے ہیں



خدا کے بندے سنبھال آنکھیں

موبائل پر شاعری پڑتے ہوئے۔۔ عفاف کا دماغ گھوما تھا۔۔

کون ہیں آپ؟؟

اس سے پہلے سوال بھیجتی اگلے میسج کی رنگ ٹون کے ساتھ ساتھ مین گیٹ کی نیل سنائی دی تھی۔۔ ٹائم دیکھا تو رات کا ایک بج رہا تھا۔۔

موبائل بیڈ پر رکھ کر جلدی سے سلیپر پہن کر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اٹھی۔۔ مناہل آج رات میں کے کمرے میں سوئی ہوئی تھی تو عفاف آج کمرے میں اکیلی تھی۔۔

آہستہ آہستہ اپنے کمرے کا دروازہ کھولا دھڑکتے دل کے ساتھ کمرے سے باہر قدم رکھے تھے۔۔

دروازہ ناک ہونے کی ہلکی ہلکی سی آواز آرہی تھی۔۔

عفاف کے دل کی دھڑکن تیز تر ہوئی۔۔

اس وقت کون ہو سکتا ہے؟

ہمیشہ کی طرح خود کو بہادر بنانے کی چکر میں اکیلی دروازے کی طرف بڑھی۔۔ تجسس بڑھ رہا

تھا اتنی رات گئے کون ہو سکتا ہے؟

ہمارا فطری عمل جیسے ہی کوئی کام مشکوک لگے اس کام سے دور بھاگنے کی بجائے۔۔ اس کام کی طرف بڑھنا کہ آخر ایسا کیا ہے وہاں؟ دیکھنا تو پڑے گا۔۔ جان جائے بھاڑ میں۔۔۔

دروازے پر دستک ختم ہو چکی تھی۔۔ شاید دستک دینے والا تھک ہار کر جاچکا تھا۔۔ عفاف نے پاؤں کو بریک لگائی۔۔

پاگل تھا۔۔ جو بھی اس وقت آیا۔۔ رات کے ایک بج رہا ہے سب سو رہے ہوتے ہیں۔۔ بیوقوف کو اتنا نہیں پتا۔۔ اگر جاننے والا تھا تو کال کر لیتا عجیب۔۔ بڑ بڑاتی ہوئی سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگی تو دائیں جانب موجود ہاد کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔۔

عفاف جا کر دروازہ بند لگی تو کمرے میں ہاد موجود نہیں تھا۔ عفاف نے گھبرا کر آگے بڑھ کر دیکھا کمرے میں کہیں بھی نہیں تھا۔ سٹڈی روم کی جانب بڑھی تو ہاد وہیں ٹیبل پر سر رکھے سو رہا تھا۔۔

بندر اتنی جلدی سو گیا حیرانی والی بات ہے۔۔ عفاف نے سٹڈی روم میں اور ٹیبل پر نظر دہراتے ہوئے سوچا تھا۔ جہاں کچھ پیپر ز اور فائلز جا بجا بکھری پڑی تھیں۔۔

نفاست پسند بندر نے کتنی چیزیں بکھیری ہوئی ہیں۔۔ سوچتے ہوئے عفاف نے ہاد کو کندھے سے ہلایا تھا۔۔

ہاد بھائی اٹھیں جا کر بیڈ پر سو جائیں۔۔

تین سے چار بار عفاف نے آواز دی لیکن بے سود۔۔

دوبارہ زور سے عفاف نے کندھا ہلایا تو ہاد نے مندی مندی آنکھیں کھولیں۔۔

اوائے بندر کچھ لے وے کر تو نہیں سوئے ہوئے۔۔ کب سے اٹھا رہی ہوں اٹھ ہی نہیں رہے تھے۔۔ عفاف کمر پر ہاتھ رکھے پوچھ رہی تھی۔۔

چڑیل نیند خراب کر کے رکھ دیکھ کر بڑبڑاتا ہوا بیڈ پر جا کر ٹالٹ گیا۔۔ شاید تھکا ہوا تھا اس لیے کچھ بھی کہے سنے بغیر سو گیا تھا۔۔

عفاف ہونق بنے دیکھتے رہی۔۔ کچھ کہے بغیر ہی چلا گیا ہو نہناک چڑھا کر عفاف نے ہاد کی پشت کو گھورا اس بندر کو عزت اس نہیں آتی پاؤں پٹختی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

کمرے میں آکر دوبارہ بیٹھی تو آنکھیں ایک دم ایک جگہ ساکت ہوئی تھیں۔۔ اچھل کر بیڈ پر چڑھ گئی۔۔

کون آیا تھا میرے کمرے میں؟ ادھر ادھر نظر گھمائی۔۔ تیزی سے اتر کر واش روم چیک کیا۔۔ ہر جگہ دیکھ لی کوئی بھی نہیں تھا۔۔ ونڈو بھی بند تھی۔۔

ڈرتے ڈرتے قدم اٹھائے۔۔ سامنے صوفے پر موجود بلیک روز کا بکے پڑا تھا۔۔ آنکھوں میں حیرت ابھری تھی۔۔

بلیک روز۔۔ آہستہ سے بڑبڑائی۔۔

اچانک موبائل کا خیال آیا تو اس کی طرف لپکی۔۔

موبائل پر نیو میسج کھولا تھا۔۔۔

جہاں پر موجود الفاظ نے اس کی پوری کی پوری آنکھیں کھول دی تھیں۔۔

لریک عیون جمیة جدا، وانت تعرف ذلک؟

You have very beautiful eyes, you know that?

ساتھ میں مسکراتے ہوئے ایبوجی کے ساتھ ساتھ ریڈ ہارٹ کے دو ایبو جز تھے۔۔

ہاتھ میں پکڑے بکے کو دیکھا بے یقینی سی کیفیت تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جسے وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔۔

یہ کس نے بھیجا ہے؟

بلیک روز تو کسی کو بھی نہیں پتا کہ مجھے پسند ہیں۔۔ عجیب کشمکش میں مبتلا تھی۔۔

اچانک ذہن میں جھماکا ہوا تھا۔۔۔

ایبی کا بھائی۔۔ کھڑوس۔۔۔ اسی کے سامنے میں نے اپنی پسند بتائی تھی۔۔

پھر خود ہی اپنی سوچ پر ہزار صلوتیں بھیج کر چپ کر گئی۔۔

عجیب۔۔۔۔۔ رفتار دل کی ابھی بھی تیز تھی کہ اچانک بکے کے اندر موجود ایک کارڈ بھی نظر آیا۔۔

اب اس میں کیا ہے؟ وہ جھنجھلاہٹ کا شکار ہوئی تھی۔۔

کارڈ کھولتے ہوئے آنکھیں باہر نکلنے کو تھیں۔۔

بڑا سا کر کے عفاف فرقان حیدر عرف الپسرا لکھا گیا تھا۔۔

عجب چیز ہے محبت بھی

کبھی پوچھو تو بتائیں گے

کبھی کچھ کہنے کو لب سے ہیں

کبھی الفاظ ہی ڈھونڈ لائیں ہیں

ہم نے دیکھا تھا محبت کے ماروں کو

ہم بھی شامل ہوئے ہیں اسی قطاروں میں

ہم نے دیکھا تھا کسی کی سحر آنکھوں کو

ہم دل ہار بیٹھے تھے انہی آنکھوں پر

وہ عجب سی رونق تھی آنکھوں میں



وہ عجب سا انداز تھا لہجے کا  
ہم بھی محبت کر آئیں ہیں  
ہم بھی محبت کر آئیں ہیں  
عجب چیز ہے محبت بھی  
کبھی پوچھو تو بتائیں گے  
(ماہم)



نیچے موجود چھوٹی سی لائن درج تھی۔۔  
آنکھوں کو ڈھانپنے کا ہنر آنا چاہیے۔۔ آپ کی آنکھوں میں عجب سی کشش ہے ہم خود کو  
بے خود پاتے ہیں اپسرا۔۔

تیری آنکھوں کی رونق نے  
ایک شہزادے کو رانجھا بنا رکھا ہے  
(ماہم)

عفاف کے ہاتھ، پاؤں پھول رہے تھے۔۔

کون تھا یہ ???

جس کو اس کا پورا نام تک پتا تھا۔۔ اس کا نمبر کیسے پہنچا اس کے پاس۔۔۔ لا تعداد سوال تھے  
جواب کوئی نہیں تھا۔۔

ذہن میں یک دم حسن ملک کا نام آیا تھا۔۔

نہیں۔۔ نہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟

ماتھے پر پسینے آرہے تھے۔۔ دل کی دھڑکن تیز سے تیز تر تھی۔۔

عفاف نے تیزی سے سب کچھ وہاں رکھا تھا۔۔ کمبل اوڑھ کر لیٹ گئی۔۔ فوراً سے آنکھیں بند  
کی تھیں۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
لڈیک عیون جمیلۃ جدا، وانت تعرف ذلک؟

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دوبارہ سے یہ یاد آیا تھا کہ آنکھیں پٹ کھولیں۔۔۔۔

دوبارہ سے بند کیں۔۔۔

ہزاروں ان پہ قتل ہوئے ہیں

خدا کے بندے سنبھال آنکھیں

اففف۔۔۔۔ کہہ کر بیٹھ گئی۔۔

کیا مصیبت ہے۔۔۔ کون بد تمیز ہے جس کی اتنی ہمت تھی میرے کمرے میں آنے کی سوچتے

ہوئے کڑھ کے رہ گئی۔

سوچتے سوچتے عفاف کی آنکھ لگ گئی تھی۔۔۔

اسٹڈی روم میں موجود ازلان کھل کر مسکرا دیا تھا۔

خدا کے بندے سنبھال آنکھیں کہتے ہوئے اپنے بیڈ پر آ گیا تھا۔

تبھی رنگ کال موصول ہوئی تھی۔۔

ہاں۔۔ سہیل۔۔

سر جیسا آپ نے کہا تھا ویسا ہی کیا ہے۔۔

ہاد سر کی کافی میں آرام کرنے کے لیے میڈیسن ڈال دی تھی میں نے۔۔ ہاد سر مجھے دیکھ کر حیران ہوئے تھے لیکن میں نے بتا دیا کہ آپ نے بھیجا ہے اور ہاد سر کو فائل دے کر وہیں ان کی ونڈو سے نکل آیا۔۔ پھر بڑی مشکل سے سروہاں کی سوسائٹی کے گارڈ سے بچ کر نکلا

ہوں۔۔ آپ کے کہے کے مطابق ٹھیک ایک بجے دروازہ ناک کیا تھا۔۔ لیکن سروہاں موجود

سوسائٹی کے گارڈز مجھے یوں کسی کے گھر کا دروازہ ناک کرتے دیکھ لیتے تو یقیناً میں پکڑا جاتا اور

پھر میری اچھی خاصی دھلائی کرتے۔۔۔

ازلان نے خاموشی سے سنا اور پھر اسپاٹ لہجے میں بولا۔۔

اگر تم پکڑے جاتے تو پھر میرے ہاتھوں سے بھی جاتے کہہ کر فون بند کر دیا۔۔

سوری ہاد کہہ کر مسکرایا تھا۔۔

ہاد صبح تو آپ سے ملاقات ہوگی ایک نئے روپ میں کہہ کر مسکرا دیا اور میڈنگ کی فائل سائڈ پر رکھ کر لیٹ گیا۔۔۔ لیکن نیند تو کہیں ان آنکھوں کے عکس میں کھوسی گئی تھی۔۔



آہستہ آہستہ اندھیرا ختم ہو گیا۔۔۔ ہر طرف اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔۔

مرا دہاؤس میں ہر فرد اٹھ کر نماز فجر کی ادائیگی کے لیے وضو کر رہا تھا۔۔

مرد حضرات مسجد میں نماز پڑھنے جا رہے تھے جبکہ عورتیں گھر میں ہی جائے نماز بچھائے۔۔ اپنے رب کے حضور سجدہ ریز تھیں۔۔

پرندے چہچہارے رہے تھے۔۔ ہر شے اپنے رب کی وحدانیت کی گواہی دے رہی تھی۔۔  
دلفریب منظر تھا۔۔

نیلا آسمان۔۔ مختلف جگہوں پر مسجدوں سے وقفے وقفے سے آتی اذان کی آواز۔۔

افق پر چڑھتے سورج کی ہلکی ہلکی روشنی۔۔ ہر سوا جالا بکھیر رہی تھی۔

عفاف نماز پڑھ کر چھت پر آگئی تھی اور تب تک کی اسی منظر میں کھوئی ہوئی تھی جب تک پورا سورج مشرق سے نکل کر اپنی روشنی آسمان پر نہیں پھیلا چکا تھا۔۔

منظر میں کھوئے ہوئے ہی الفاظ دوبارہ یاد آئے تھے۔۔

لریک عیون جمیۃ جدا، وانت تعرف ذلک؟

جھنجھلا کر نیچے آگئی تھی۔۔

اور دوبارہ اپنے بیڈ پر کبیل تانے سو گئی۔۔

جو کہ ہماری پرانی عادت ہے نماز فجر پڑھو اور آرام سے سو جاؤ۔۔ بس وہی تو وقت ہے سونے کا۔

اسی دوران ایک کمرے میں موجود دو نفس اپنے سامنے سوشل میڈیا کا استعمال کرتے ہوئے تلاوت قرآن پاک سیکھ رہے تھے۔۔

مناہل جو بیڈ پر بیٹھی۔۔ حجاب کی طرح دوپٹہ لپیٹ لپیٹ کے سامنے بیٹھی تھی۔۔

اسکرین کے دوسری طرف ایمن لپیٹ لپیٹ کے سامنے حجاب کی اپنی گلا سبز لگائے۔۔ ہاتھ باندھے۔۔ دونوں ٹانگیں فولڈ کیے بیڈ پر بیٹھی تھی اور سامنے لپیٹ لپیٹ پڑا تھا۔۔

ایمن کی آواز ابھری تھی۔۔

مناہل ہم نے آج کیا پڑھنا تھا؟

آپی آج ہم نے سورہ رحمن کی آیات یاد کرنی اور ساتھ ان آیات کا ترجمہ کرنا تھا۔۔

ایمن بچلر کرنے کے ساتھ ساتھ ایک حافظ قرآن بھی ہے۔۔ جس نے ترجمے کے ساتھ قرآن حفظ کیا تھا۔۔

اسی وجہ سے مناہل روزانہ صبح صبح ایمین سے سورتیں ترجمے کے ساتھ یاد کرتی تھی۔۔ اور ایمین اسے ان آیات کا مطلب بھی سمجھا دیتی تھی۔۔

کچھ دنوں سے مصروف تھی۔ اسی وجہ سے ایمین کو مناہل کو انگلی سورت پڑھانے کا وقت ہی نہیں ملا تھا۔۔

آج ملا تھا تو وہ دونوں آمنے سامنے لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے بیٹھیں تھیں۔۔

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔۔

الرَّحْمٰنُ ۙ

(وہ جو نہایت مہربان ہے)

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۙ

(تعلیم فرمائی اس نے قرآن کی)

خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ

(پیدا کیا اسی نے انسان کو)

عَلَّمَهُ الْبَيَانَ

(سکھایا اسی نے بولنا اسکو)

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ

(سورج اور چاند پابند ہیں ایک حساب کے)

وَالنَّجْمِ وَالشَّجَرِ يَسْجُدَانِ

(اور جھاڑیاں اور درخت اس کو سجدہ کر رہے ہیں)

ایمن نے تلاوت شروع کی ہوئی تھی۔۔ جس کو سن کر مناہل نے دوبارہ پڑھنا تھا۔۔

سورہ رحمن کی چوتھی آیت پڑھ رہی تھی کہ مناہل کو اچانک اس کی ممانے آواز دی تھی۔۔ وہ ایمن کو بتائے بغیر چلی گئی۔۔ وہ اس کے ردھم کو خراب کرنا نہیں چاہتی تھی۔۔ اسی لیے ایک منٹ کے لیے بنا بتائے چلی گئی۔۔

ایمن آنکھیں بند کیے پانچویں آیت پڑھ رہی تھی کہ ہاد مناہل کو ڈھونڈتا اس کے کمرے میں آیا تو ایک خوبصورت سحر نما نسوانی آواز میں کوئی تلاوت کر رہا تھا۔۔ اس نے مناہل کو دیکھا تو مناہل تو ادھر تھی ہی نہیں۔۔

خوبصورت سی آواز کس کی تھی؟

جیسے جیسے ہاد قدم بڑھا رہا تھا۔۔ آواز قریب سے قریب تر ہو رہی تھی۔۔

وہ ٹرانس کی سی کیفیت سے اس آواز کی طرف کھینچا آ رہا تھا۔۔ آواز بیڈ پر موجود لپ ٹاپ سے آرہی تھی۔۔

تلاوتِ قرآن پاک کرتی ہوئی اس آواز میں ایک جادو تھا۔ ایک سحر تھا۔۔ ایسا سحر جس نے ہاد کے قدم جکڑ لیے تھے۔۔

وہ ٹرانس سا ایک روبوٹ کی طرح کھینچ کر لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھ گیا۔۔

آنکھیں بند کر لی تھیں۔۔ آواز آہستہ آہستہ کم ہو رہی تھی۔۔ بہت کم ہو گئی۔۔ ہلکی سی آواز سے آمین کی آواز سنائی دی تھی۔۔

ہاد نے آنکھیں کھولیں۔۔ سامنے موجود نفس کو دیکھ کر حیرت ابھری تھی وہ اس سے مل چکا تھا پہلے۔۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگتی تھی۔۔ لیکن چھپالی۔۔

سامنے موجود نفس اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھے کچھ پڑھنے میں مصروف تھا۔۔

ہاد ٹرانس کی ہی کیفیت میں بیٹھا سامنے بیٹھے نفس کی ہر حرکت کا ملاحظہ کر رہا تھا۔۔

سامنے بیٹھے نفس آنکھوں پر ہاتھ پھیر کر لیپ ٹاپ اسکرین کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔

مناہل چلو سناؤ۔۔ آواز کہیں حلق میں دب گئی تھی۔۔

سامنے مناہل کی جگہ کوئی اور تھا۔۔ کوئی اور نہیں بلکہ وہی تھا۔۔ جس کو صبح یونیورسٹی میں دیکھا تھا۔۔

جس کے لیے ابھی نماز میں دعا مانگی تھی۔۔ وہ کبھی نظر نہ آئے۔۔ اگر نظر آ بھی جائے تو

میرے دل میں کوئی ایسا خیال نہیں آئے۔۔ جس سے میں اپنے راستے سے بھٹک جاؤں۔۔

کیونکہ صبح جو اسے دیکھ کر خیال آیا تھا وہ بہت ہی جان لیوا تھا۔۔  
 دعا بھی قبول نہیں ہوئی تھی۔۔ ابھی وقت نہیں تھا دعا قبول ہونے کا۔۔

دعاوں کی قبولیت کا ایک وقت ہوتا ہے

صبر کرو وقت تو آنے دو

(ماہم)

ایمن کے ماتھے پر ننھے ننھے پسینے کے قطرے نمایاں ہوئے تھے۔۔  
 ہاد نے واضح دیکھا تھا۔۔ ایمن کے ہاتھ بھی کپکپا رہے تھے۔ شاید بے چینی کی وجہ سے یہ ہاد کی  
 سوچ تھی۔۔۔

آپ کی آواز۔۔ ہاد نے کچھ بولنا چاہا تھا کہ لیپ ٹاپ کی بلیک اسکرین منہ چڑانے لگ گئی۔۔

وہ لیپ ٹاپ بند کر چکی تھی۔۔

ہاد بس دیکھتا رہ گیا۔۔

تو یہ تھی ایمن۔۔۔ مسکراتا ہوا کمرے سے نکل گیا تھا۔۔۔

(ان دیکھا تجسس پورا ہوا تھا۔۔)

وہیں ایمن بیڈ پر ڈھے سی گئی تھی۔۔

ابھی تو شروعات ہونی تھی۔ ابھی تو منزل کی سیڑھیاں چڑھنی تھیں۔ ابھی تو وقت بڑھنا تھا۔ ابھی تو امتحان آنے تھے۔ ابھی تو محبت ہونی تھی۔۔



صبح کا موسم ہمیشہ ہی دلفریب منظر پیش کرتا ہے۔ صبح کی ہو انسان کی روح کو تازگی بخش دیتی ہے۔ صبح کو اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کیا جانے والا کام ہمیشہ ہی پائے تکمیل تک پہنچتا ہے۔

فجر کے بعد کی روشنی جیسے ہی آسمان تک پہنچتی ہے۔ ہر چیز کو روشنی بخش دیتی ہے۔

مناہل جیسے ہی کمرے میں واپس آئی تو سامنے بیڈ پر پڑا لیپ ٹاپ آف تھا۔ حیران ہوئی تھی ایمن آپنی اتنی جلدی چلیں گئیں۔

دوبارہ سے آن کر کے ایمن کے موبائل پر لائن کنیکٹ کرنے کی کوشش کی لیکن موبائل بند جا رہا تھا۔

ایمن آپنی کدھر گئیں؟ شاید کوئی کام آگیا ہوگا۔ سوچتے ہوئے لیپ ٹاپ سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا اور کمرے سے نکل گئی۔

کمرے سے نکلنے کے بعد مناہل کا رخ عفاف کے کمرے کی طرف تھا۔

کمرے کا دروازہ کھول کر کھڑکی سے پردے سائیڈ پر کئے۔ چھن سے آتی سورج کی روشنی کی کرنیں عفاف کے چہرے پر پڑیں تو عفاف نے کروٹ بدل لی۔

منہا پر دے برابر کر دو یا رسونے دو۔ عفاف نے کروٹ لیتے ہوئے ہی کہا تھا۔ کیونکہ وہ جانتی تھی اس وقت مناہل ہی اس کے کمرے میں آسکتی تھی۔

آپی اٹھیں۔ ٹائم دیکھ لیں یونی نہیں جانا۔

مناہل وارڈروب کی طرف بڑھتے ہوئے بولی تھی کہ اچانک صوفے پر موجود بکے پر نظر پڑی۔

عافی آپی۔ مناہل نے چیختے ہوئے کہا تھا۔

عفاف جو آنکھوں پر ہاتھ رکھے، کروٹ لیے سونے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ ہڑبڑا کر اٹھ گئی۔

کیا ہوا ہے؟ عفاف فوراً سے بیڈ سے نیچے اتری تھی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مناہل نے مشکوک نظروں سے عفاف کو گھورا تھا۔

یہ بکے کون لایا؟ مناہل نے جاچتی نظروں سے پوچھا تھا۔ عفاف کے چہرے کی رنگت یکدم

مانند پڑی۔ دل کی رفتار تیز ہوئی۔ حالت ایسے کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ ایسی حالت ہو رہی

تھی کہ جیسے رنگے ہاتھوں چوری پکڑی گئی ہو۔

فوراً سے اپنی حالت پر قابو پاتے ہوئے بولی تھی۔

میں کل لائی تھی۔ کوئی مسئلہ ہے تمہیں بالوں کا جوڑا بناتے، پاؤں میں سلیپر پہنے بیڈ سے اتری

-

( مجھے خود نہیں پتا تمہیں کیا بتاؤں کہ کدھر سے آئیں ہیں۔ سوچتی ہوئی اٹھی تھی۔ )

اچھا میں سمجھی۔ ہاد بھائی لائیں ہوں گے منہ بناتی مناہل نے کہا اور کچھ ہدایات دے کر کمرے سے نکل گئی۔

ہو نہہ لے ہی نہیں آئے بندر۔ منہ بناتی عفاف اپنے کپڑے لے کر واش روم کی جانب بڑھنے لگی کہ بکے پر نظر پڑی اور تیزی سے جانے سے پہلے بکے کو باسکٹ میں پھینکا۔ بکے میں موجود کارڈ کو بیگ میں ٹھونسوا اور پھر فٹافٹ سے چینج کرنے کے لئے واش روم کی طرف بڑھ گئی۔ چینج کر کے واش روم سے نکلی۔

پنک کرتا جس کے بارڈر پر ہلکی ہلکی سی ایمبر انڈری ہوئی تھی ساتھ وائٹ کیپری پہنے بالوں کا جوڑا بنایا۔ آنکھوں پر لائٹ لگائے حجاب کیا۔ بیڈ پر پڑے بیگ کو کندھے پر ڈالے۔ ایک نظر اپنے آپ کو مرر سے دیکھ کر کمرے سے نکل گئی۔

جلدی سے بیٹھ کر ناشتہ کیا۔

ناشتہ کرتے ہوئے ہی بولی۔ ماما آج میرا ٹیسٹ ہے دعا کرنا ہو جائے۔

روبینہ بیگم نے دعا کی اور آمین کہا۔

بیٹا میں تو تمہاری لئے ہر وقت دعا گورہتی ہوں کہ اب تم پر کوئی مصیبت نہیں آئے۔ بہت کچھ تم نے برداشت کر لیا۔ اب مزید تمہیں آگے بڑھنا ہوگا۔ سوچتے ہوئے نم آنکھوں سے روبینہ بیگم نے عفاف کی طرف دیکھا تھا جو تقریباً اپنا ناشتہ ختم کر رہی تھی۔

مما میں نے کچھ کہا ہے۔ آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ عفاف کرسی سے اٹھتے ہوئے بولی تھی

-

ہا۔ ہاں۔ روبینہ بیگم نے ہڑ بڑا کر جواب دیا تھا۔

مما آریو اوکے؟؟ طبیعت تو ٹھیک ہے ادھر بیٹھیں، پانی پیئے۔ روبینہ بیگم نے پانی پیا اور مسکرا کر عفاف کو دیکھا تھا۔

اچھا اب بتائیں؟ کیا ہوا؟ عفاف نے دونوں ہاتھوں سے روبینہ بیگم کا چہرہ اوپر کر کے کہا تھا جو تھوڑا نیچے جھکا ہوا تھا۔

روبینہ بیگم نے چہرہ اوپر اٹھایا تھا۔ ایک آنسو لڑھک کے گال پر گرا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
عفاف نے تڑپ کر دیکھا تھا۔

کیا ہوا ممما؟ طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔

روبینہ بیگم اپنی بیٹی کی گھبراہٹ دیکھ کر ہلکا سا مسکرائیں تھیں۔

میں ٹھیک ہوں۔ بس سر میں ہلکا سا درد ہے۔ تم بہت پیاری لگ رہی ہو بس یہ دیکھ کر دل بھر آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ہر بری نظر سے بچائے۔ روبینہ بیگم نے اٹھتے ہوئے کہا اور ساتھ دعا دی

-

او ہو۔ ماما آپ پہلے بتاتی میں ناشتہ کسی کو آواز دے کر بنوا لیتی۔ آپ آرام کریں اب اور ویسے بھی میں روزانہ ایسے ہی جاتی ہوں۔ لگتا ہے آپ نے آج غور سے دیکھا ہے۔ سنجیدگی سے کہتے ہوئے آخر پر شرارت سے کہہ کر عفاف ہنسی تھی۔

روبینہ بیگم بھی مسکرا دی تھیں۔

اچھا میں لیٹ ہو گئی اب چلتی ہوں تھوڑی دیر ریست کر لیجئے گا۔

الہا حافظ بول کر گیٹ کی طرف بڑھنے لگی تو ہاد جو کب سے کھڑا روبینہ بیگم اور عفاف کی باتیں سن رہا تھا۔ آگے آیا۔

میں یونیورسٹی ایریا والی سائڈ پر ہی جا رہا ہوں۔ کوئی آنا چاہتا ہے تو آجائے۔ ہاد نے ٹیبل سے جوس کا گلاس پیتے ہوئے کہا تھا۔

عفاف جو گیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی ایک دم مڑی۔

میں نے کسی کے ساتھ نہیں جانا۔ میں اکیلی چلی جاؤں گی کہہ کر بڑھنے لگی کہ روبینہ بیگم نے آواز دی۔

ہاد جا رہا ہے نا تم چلی جاؤ جلدی پہنچ جاؤ گی۔

عفاف نے منہ کے زاویے بگاڑے تھے۔

اچھا چلو بندر۔

روبینہ بیگم نے گھورا تھا۔

تمیز کرو کچھ۔

عفاف اگنور کرتی باہر کی جانب بڑھ گئی۔

ہاد فوراً روبینہ بیگم کی جانب مڑا تھا نرمی سے ان کا ہاتھ تھام کر بولا۔

تائی جان آپ فکر مت کیا کریں اب اس کا بھائی واپس آ گیا ہے۔ عفاف، رامین، مناہل تینوں ہی

میرے لیے بہت عزیز ہیں ان کی ذمہ داری میرے ہر فرض سے بڑھ کر ہے۔ کہہ کر ہاد جانے

لگا تھا کہ روبینہ بیگم مسکرائی تھیں۔

میں جانتی ہوں۔ اسی لیے تم چار سالوں سے حسن ملک کے خلاف ثبوت اکٹھے کرنے کی

کوششوں میں ہو کہ جلد از جلد ایسے لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ اب جب تم اس

قابل بن گئے ہو تو پاکستان واپس آئے ہو۔ روبینہ بیگم نم آنکھوں سے مسکرا کر بولی تھیں۔

ہاد ہونق بنے انہیں دیکھ رہا تھا۔

تائی امی آپ کو کس نے یہ سب کہا ہے؟ میں تو اسٹڈیز کے لیے باہر گیا تھا بس۔ ہاد نے حیران

ہوتے پوچھا تھا۔

روبینہ بیگم نے ہاد کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔

بیٹا تمہاری ماں سے بڑھ کر میں نے تمہاری پرورش کی ہے۔ منہ بولے بیٹے ہو میرے۔ تم سے بڑھ کر تمہیں جانتی ہوں۔ اپنی بہن کا خیال کیسے رکھنا ہے وہ ہم سے بہتر جانتے ہو۔ اسے ہر سرد و گرم سے بچانے کی کوششوں میں ہو۔ مجھے اچھے سے پتا ہے اور ماں کا دل کبھی جھوٹی پیشین گوئی نہیں کرتا۔

تبھی گاڑی کے ہارن کی آواز سنائی دی تھی۔

جاؤ بیٹے۔ عفاف نے ورنہ آسمان سر پر اٹھالینا ہے۔ مسکراتے ہوئے روبینہ بیگم نے کہا تھا۔  
ہاد ہوش میں آیا تھا۔

ہاں میں جا رہا ہوں اپنا خیال رکھیے گا۔ کہہ کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔

Novels | Afzana | Articles | Books | Poetry | Interviews  
روبینہ بیگم پیچھے سے اپنے بچوں کے لیے دعائیں کرتی رہ گئیں۔

ہاد جیسے ہی گاڑی میں بیٹھا۔ عفاف کڑے تیوروں سے ہاد کو گھور رہی تھی۔

ہاد نے اسٹیئرنگ سنبھالا اور بولا۔

یار کیا تم ہر وقت گھورتی رہتی ہو۔ کبھی تو تمیز سے دیکھ لیا کرو۔ کوئی لحاظ و حاظ بھی ہوتا ہے۔ ہاد  
گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔

گاڑی پورچ سے نکلتے ہوئے مین گیٹ عبور کر کے سڑک پر دوڑ رہی تھی۔

عفاف نے آگے بڑھ کر اس کی آنکھوں کے آگے اپنے ہاتھ کو اوپر، نیچے کر کے لہرایا تھا۔

اندھے تو نہیں ہو گئے کہیں۔ یاد ماغ پر چوٹ تو نہیں لگی کہیں۔ اپنی کنپٹی پر ہاتھ رکھے پر سوچ  
انداز میں بولی۔

کیوں؟ ہاد نے گاڑی کا ٹرن لیتے ہوئے پوچھا تھا۔

اس لیے کہ تم لحاظ کی بات کر رہے ہونا۔ آج شریف بھائیوں کی روح تو نہیں آسمانی کہہ کر  
عفاف نے قہقہہ لگایا تھا۔

میں بھی بھول گیا تھا۔ چڑیلوں کا تو دماغ کا خانہ خراب ہوتا ہے، اسے کیسے سمجھ آسکتی ہے۔ ہاد  
بڑبڑایا تھا۔

لیکن اس کی بڑبڑاہٹ اتنی آہستہ بھی نہیں تھی کہ عفاف سن نہیں پاتی۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

عفاف جھٹکے سے ہاد کی طرف مڑی اور زوردار تیج مارا تھا۔

ہاد تو کراہ کر رہ گیا تھا۔ بد تمیز۔

عفاف نے دو بد و جواب دیا تھا۔

جی بالکل آپ۔

ہاد نے گاڑی کا ٹرن لیتے ہوئے بولا۔

پتا نہیں کونسی گھڑی تھی جب میں نے تمہیں ساتھ چلنے کو کہا۔ میری ہی ماری قسمت۔ ہاد نے

سرد آہ بھری تھی۔

ٹائم تو ویسے مجھے بھی نہیں یاد۔ عفاف نے مسکراہٹ چھپا کر کہا تھا۔

دونوں کو ایک دوسرے کو زچ کرنے میں بہت مزہ آتا تھا۔ یہ دونوں ہی جانتے تھے کہ وہ ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ہا جب باہر گیا تھا عفاف ہی جانتی تھی کہ اس کے بغیر رہنا بہت مشکل کام تھا۔

بہن، بھائیوں کا خوبصورت رشتہ۔ جن میں اپنائیت ہی اپنائیت، جس میں احساس ہی احساس لیکن چھپا ہوا۔ جس میں پیار ہی پیار لیکن کہیں چھپا ہوا۔ جس میں اظہار کہیں دور جا سویا۔ لیکن جب مصیبت آن پڑے تبھی یہ سویا اور چھپا ہوا پیار سراٹھا کر اپنا آپ منواتا اور لوگوں کو بتاتا ہے کہ بہن بھائیوں کا پیار کیا ہوتا ہے۔ ایک عجیب انداز سے نرالا اور خوبصورت، انوکھا رشتہ۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Innovations

محبت بھی انہی میں ہے

جھگڑا بھی انہی میں ہے

یہ پیار ہی ایسا انوکھا ہے

یہ رشتہ بھی تو ویسا ہے

نام تو دینے دو اس رشتے کو

بہن، بھائیوں کا یہ عجیب سا رشتہ ہے

(ماہم)

عفاف کی یونیورسٹی آچکی تھی۔ عفاف گاڑی سے فوراً اتری کہ ہاد نے دوبارہ آواز دی۔

واپسی پر لینے آؤں یا نہیں؟

عفاف کچھ دیر سوچ کر بولی تھی۔ آجانا کافی دن ہو گئے باہر بھی گھومنے نہیں گئے مناہل اور امی کو بھی لے آنا یہیں سے چلیں گے۔ ایک ہی سانس میں سارے دن کے پلان کا لائحہ عمل بتا کر چپ کی۔

ہاد، عفاف کو گھور رہا تھا۔

میں نے صرف پوچھا تھا میں واپسی پر لینے آؤں لیکن تم تو ایسے جیسے پہلے سے ہی سارا پلان تیار کر کے بیٹھی تھی کہ میں پوچھوں اور تم یہ سارا منصوبہ میرے گوش گزار کر دو۔

عفاف کا بے ساختہ قہقہہ لگا تھا۔ پاس سے گزرے شہرام کے دل کی رفتار بڑھ گئی تھی۔

وہ نہیں رُکنا چاہتا تھا۔ وہ نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ آواز کو پہچان گیا تھا۔ وہ کیسے آواز کو نہیں پہچانتا؟

وہ آج دل سے اعتراف کر رہا تھا اگر وہ دو سال پہلے ہی عفاف کو بتا دیتا تو شاید قسمت کو کچھ اور منظور ہوتا۔ تو شاید جو وہ چاہتا تھا اسے مل جاتا۔ لیکن قسمت کے اپنے فیصلے ہوتے ہیں ہمیں وہ چیز کا حق دار ٹھہرا دیتی ہے جس کا ہمیں کچھ اتنا پتا ہی نہیں۔ ایسا ہی کچھ شہرام کے ساتھ ہوا تھا۔ وہ اپنی زندگی میں کہاں تھا؟ اسے ڈھونڈنا مشکل ترین کام تھا۔

وہ چپ چاپ وہاں سے گزر کر اندر داخل ہو گیا تھا۔

وہ جس برق رفتاری سے وہاں سے گزر کر گیا تھا۔ اس کے لیے وہاں ٹھہرنا محال ہو رہا تھا۔

وہ نہیں جانتا تھا۔ وہ کس سے بات کر رہی ہے؟ کیا کہہ رہی ہے؟

وہ بس یہ جانتا تھا کہ وہ خوش ہے اور شہرام اسے خوش ہی دیکھنا چاہتا تھا۔ یہ سوچ کر اس کے اندر

ایک سکون کی لہر گزری تھی کہ وہ ٹھیک ہے اور خوش ہے۔ جبکہ اسے تھوڑے دن سے لگ رہا

تھا کہ وہ ٹھیک نہیں ہے۔

یہ غلط فہمی بھی دور ہوئی تھی۔

وہ چلتے چلتے یونیورسٹی کے پارک میں آ کر بیٹھ گیا تھا۔ وہ غائب دماغ سے بیٹھا اپنے آپ کو

کھگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ کہاں ہے؟

ایک طرف منکوحہ تھی جو ڈیڑھ سال سے اس کی منتظر تھی۔ جس سے نکاح کے بعد اس نے

پوچھا تک نہیں تھا کہ وہ کیسی ہے؟ کدھر ہے؟

کیا وہ اس کی ذمہ داری نہیں تھی؟ دماغ کی طرف سے سوال کیا گیا تھا۔

دوسری طرف تین سال کی محبت تھی۔ جس کی خوشی اسے سب سے زیادہ عزیز تھی۔

وہ نامحرم تھی تو کیا وہ اس کی ذمہ داری تھی؟ اگلا سوال دوبارہ کیا گیا تھا۔

اس کے پاس دونوں کے جواب نہیں تھے۔ سورج کی روشنی تیز ہو رہی تھی لیکن آج اسے جیسے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔

آج وہ جیسے اپنے اندر کی جنگ سے لڑ رہا تھا کوئی خاطر خواہ جواب ڈھونڈنے کی کوششوں میں تھا

ایک طرف اس کی منکوحہ تھی جس کے ساتھ اس کا جائز اور سب سے بڑھ کر پاکیزہ رشتہ تھا۔ جبکہ دوسری طرف محبت۔

وہ محبت جس نے اس کی زندگی بدل دی۔ جس کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے وہ کتنی دیر تک رکتا تھا۔ لیکن جب وہ نظر آتی تھی تو کبھی نظر اٹھا ہی نہیں پاتا تھا۔ وہ اس کی آواز سننے کا خواہش مند تھا لیکن کبھی پوری مکمل توجہ سے سن ہی نہیں پاتا تھا۔

وہ راہ چلتا عاشق نہیں تھا کہ وہ ہر جگہ پر محبت کی صداں لگاتا یا پھر گلی کو چوں میں غلط حرکتیں کرتا پھر تاہو۔

وہ ایک سچا محبت کرنے والا تھا جو ہمیشہ سے پاکیزہ رشتے پر ہی یقین رکھتا تھا۔ لیکن اس کی یہ یقین کی ڈور کو محبت کی پکی ڈور نے کھینچا تھا کہ وہ پھر کھینچتا ہی گیا۔ تو اب پھر کہاں گئی اس کی پاکیزہ رشتے کی سوچ۔ سوال پر سوال کیے جا رہے تھے لیکن جواب ندارد۔

اسے عفاف سے اپنی پہلی ملاقات یاد آئی تھی جو اس کے دل کی دنیا ہلا گئی تھی جو ایک نیا احساس پیدا کر کے آگے بڑھ گئی تھی وہ تو بے خبر تھی لیکن اسے باخبر کر گئی تھی کہ محبت کرو گے تو بس ہار جاؤ گے۔

دھوپ تیز سے تیز تر ہوئی تھی لیکن اچانک موسم میں تبدیلی آئی کہ ہلکی ہلکی ہوا چلنے لگی۔ موسم ابر آلود ہونے کی کوششوں میں تھا۔ اکاڈکالوگ وہاں سے گزر رہے تھے کہ شہرام تین سال پہلے کے سفر پر چلا گیا۔

بیگ کندھے پر ڈالے ہوئے۔ دو لڑکیاں تیز تیز قدم اٹھاتیں یونیورسٹی میں موجود گارڈن کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ گارڈن میں موجود، ارد گرد کھڑے لوگوں کی توجہ کامرکز بنی ہوئی تھیں۔ توجہ کامرکز بننے کی اصل وجہ وہ لڑکی تھی جس نے نقاب کیا ہوا تھا اس کے ہاتھ میں موجود کچھ رجسٹر اور اس کے آواز میں موجود وہ جادو جو دل موہ لیتا تھا۔ وہ اپنی ساتھ چلتی دوست سے کوئی بات کر رہی تھی شاید ان کا کوئی ٹیسٹ تھا اسی کے سلسلے میں وہ گارڈن کی طرف پڑھنے جا رہی تھی۔

ساتھ کچھ باتیں کرتے ہوئے وہ دونوں مسکرا رہی تھیں۔

اس لڑکی کے مسکرانے سے اس کی جھیل نما کالی آنکھیں بھی دل سے مسکرا رہی تھیں۔ یہ منظر سب نے دلچسپی سے دیکھا تھا۔

وہ دونوں لڑکیاں بغیر کسی کی طرف توجہ دیئے سب کو اگنور کر کے گارڈن میں موجود ایک مخصوص جگہ پر بیٹھ گئیں تھیں۔

یہ تو نارمل ہر جگہ کا اصول ہے جب بھی کوئی لڑکی نقاب میں دیکھو تو اسے نظر بھر کے ضرور دیکھو کہ آخر کون ہے؟ کیسی ہے؟

ایسے ہی ہر ایک کی نظر کی پرواہ کیے بغیر وہ دونوں وہاں موجود گارڈن میں بیٹھی پڑھنے لگ گئی تھیں۔

تھوڑے ہی فاصلے پر موجود شہرام اور علی بھی پڑھنے میں مصروف تھے۔ جب ان کی توجہ دوسرے جانب ایک لڑکوں کے گروپ نے کروائی تھی جن میں چند ایک لڑکیاں بھی شامل تھیں۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے یار! وہ دونوں لڑکیاں دیکھو۔ ان کے گروپ کے ایک لڑکے نے ان کی دونوں کی طرف اپنے گروپ متوجہ کیا تھا۔

ایک نے سوال کیا تھا۔ یہ جو نیئر ہیں کیا؟

ان کے گروپ میں ہی موجود لڑکی نے جواب دیا تھا۔

اوو نہیں! ہمارے بیچ کے بعد سینئر بیچ انہی کا ہے۔

پہلے تو کبھی نہیں دیکھا ان کو۔ ان کے گروپ کے ایک لڑکے نے تبصرہ کیا تھا۔

ادھر ہی ہوتی ہیں یہ۔ چپ کر کے پڑھو، تم زیادہ توجہ نہیں دو۔ ان کے گروپ کی ایک لڑکی نے اس لڑکے کے بازو پر ایک ہاتھ جھڑتے ہوئے کہا تھا جو کچھ زیادہ ہی دلچسپی دکھا رہا تھا۔

ارے یار سچ میں ماننا پڑے گا۔ وہ نقاب والی لڑکی ہے بہت خوبصورت۔ آنکھیں دیکھ اس کی۔

اسی لڑکے نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔ تبھی شہرام جوان کی باتوں کی وجہ سے پڑھ نہیں پارہا تھا اٹھنے ہی لگا تھا کہ اس کی نظر اچانک ان پر پڑ گئی تھی۔

وہ بھی یک ٹک ان کو ہی دیکھ رہا تھا۔

اس کی نظر عفاف کی آنکھوں پر جب پڑی تھیں۔ اس کو ماننا پڑا تھا۔ وہ گروپ میں موجود لڑکا بالکل ٹھیک کہہ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

Killer eyes

بڑبڑاتا ہوا وہ فوراً بیٹھ گیا تھا۔ علی آرام سے کتابوں میں سر دیئے پڑھ رہا تھا۔ اس کی بڑبڑاہٹ سن کر علی نے سر اٹھا کر پوچھا تھا کیا ہوا؟

شہرام نے نفی میں سر ہلادیا تھا۔

خود اپنی حرکت پر حیران تھا۔ وہ کیا کر رہا تھا؟ کیسے دیکھ رہا تھا؟

بس وہ ہی پہلی نظر شہرام کی اٹھی تھی جس سے اس نے عفاف کو نظر بھر کے دیکھا تھا۔

اس کے بعد سے آج تک وہ نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا۔

اسے یاد تھا کہ اس نے کہیں پڑھا تھا کہ مرد کی ایک نظر ہی ورغلانے کے لیے کافی ہے۔ شیطان  
 باسانی غلبہ پالیتا ہے۔ یہی نظر ہے جو فساد تر فساد برپا کرتی ہے۔

وہ اس کے بعد سے وہ نظر اٹھا ہی نہیں پایا تھا۔

تبھی ایمن اور عفاف جو کب سے گارڈن میں بیٹھیں پڑھنے کی کوششوں میں تھیں لیکن ایک  
 سوال کی وجہ سے آگے بڑھ نہیں پارہی تھیں۔

تبھی ادھر ادھر نظر گھمانے کے بعد انہوں نے شہرام کو آواز دی تھی۔

بھائی۔

شہرام نے جھٹکے سے سر موڑا تھا۔ وہی دونوں لڑکیاں اسے بلارہی تھیں۔ عجیب سی خوشی نے  
 آن گھیرا تھا۔

اتنی خوشی اسے کیوں ہوئی تھی وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا۔ لیکن بہر حال وہ بے حد خوش تھا۔

تب سے اب تک یہ سلسلہ بڑھ گیا تھا۔ کچھ پوچھنا ہوتا تو ایمن ہی عفاف کو لے آتی تھی پوچھنے  
 کے لیے۔ لیکن عفاف تھوڑی کنزروڈر ہتی تھی یہی چیز اسے مختلف بناتی تھی۔ یہی چیز شہرام کو  
 اس کی طرف کھینچ رہی تھی۔ لیکن وہ بھی مضبوط اعصاب کا مالک تھا جو اپنے آپ پر قابو پانا جانتا  
 تھا۔

ویسے بھی محبت میں محبوب کی خوشی دیکھی جاتی ہے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس پر کوئی بھی آنچ آئے۔ وہ اس پر کوئی بھی غلط الزام نہیں لگوانا چاہتا تھا۔ وہ عفاف کی دل سے عزت کرتا تھا اسی وجہ سے کبھی نظر تک نہیں اٹھاتا تھا۔

عورتوں کے ساتھ ساتھ مردوں کو بھی حکم دیا گیا ہے۔

وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں

(النور 24:30)

دن گزرتے گئے۔ ہفتے، مہینوں میں، مہینے، سالوں میں کیسے گزرے پتا ہی نہیں چلا۔

وقت کسی ایک کے لیے رکنا نہیں بڑھتا ہی گیا۔ وقت کا کام ہے بڑھنا سو وہ بڑھتا ہی گیا۔

شہرام کے دل میں بھی عفاف کے لیے محبت اور عزت دونوں ہی اسی وقت کے ساتھ بڑھتے گئے۔

لیکن محبت میں ہجر بھی واقع ہونا تھا۔ کوئی محبت بھی اتنی آسانی سے نہیں ملتی۔ بہت سی تگ و دو کرنے کے باوجود محبت کبھی کبھار روٹھ جاتی ہے۔ محبت میں جتنی مرضی سچائی موجود تھی لیکن شہرام کی زندگی میں کوئی اور لکھ دیا گیا تھا جو اس سے بڑھ کر اسے چاہتا تھا۔

اس بات کا احساس اسے اپنے نکاح کے روز ہوا تھا۔ محبت گنوانا نہیں چاہتا تھا لیکن بے بسی کی تصویر بنے وہ کسی کی زندگی برباد نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے شکست زدہ لہجے، کپکپاتے ہاتھوں

سے اس دن نکاح نامے پر سائن کر دیئے تھے۔ اب اس کی زندگی میں ایک محرم کو شامل کر دیا گیا لیکن وہ تو کسی اور سے محبت کرتا تھا۔ یہ کیا ہونے جا رہا تھا۔ وہ بھی سمجھنے سے قاصر تھا۔ تب اسے سمجھ آیا تھا شاید اس آگ کے سفر کا اکیلا ہی مسافر تھا۔

جس کو ہمسفر بنانے کی چاہ تھی اس کو کبھی بھی اب زندگی میں شامل نہیں کر سکتا تھا۔ ایسا سفر تھا جس میں وہ کبھی منزل پر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ محبت میں ایک لمبے ہجر کے راستے پر چل پڑا تھا۔ جہاں صرف جدائی ہی جدائی تھی۔ جہاں اب صرف محبوب کی خوشی تھی اور وہ اس خوشی میں خوش تھا۔ کیونکہ اب اس کی زندگی میں ایک نئے چہرے کا اضافہ ہوا تھا۔ جو پاکیزہ رشتہ تھا۔ جو ہر موڑ پر اسے یاد کروانے کے لیے موجود تھا۔



مکمل دو ہی دانوں پر یہ تسبیحِ محبت ہے  
جو آئے تیسرا دانا یہ تسبیحِ ٹوٹ جاتی ہے  
مقرر وقت ہوتا ہے محبت کی نمازوں کا  
ادا جن کی نکل جائے قضا بھی چھوٹ جاتی ہے  
محبت کی نمازوں میں امامت ایک کو سونپو  
اسے تکلنے، اُسے تکلنے سے نیت ٹوٹ جاتی ہے

محبت دل کا سجدہ ہے جو ہے توحید پر قائم

نظر کے شرک والوں سے محبت روٹھ جاتی ہے

عجیب انداز میں اس کی زندگی چل رہی تھی۔

اسے تب کوئی فیصلہ کرنا تھا اور اس نے انسانیت کی خاطر نکاح نامے پر سائن کر کے کسی کو اپنی

زندگی میں شامل کر لیا تھا۔ لیکن باضابطہ طور پر وہ مکمل حقوق نہیں دے پایا تھا اسی وجہ سے

نکاح کے دوسرے روز ہی وہ واپس اسلام آباد آ گیا تھا۔

وہ بری طرح ذہنی انتشار کا شکار ہو چکا تھا۔

ایک طرف محبت تھی تو دوسری عزت سے بھرپور رشتہ۔ جسے وہ ناجانے کب دل سے قبول

کرے گا۔ کرے گا بھی یا نہیں؟ یہی چیز اس میں زیادہ اشتعال برپا کر رہی تھی۔

وہ چند روز چپ چپ رہنے لگ گیا تھا جیسے بہت ہی تھکاوٹ اس پر آن پڑی تھی۔

علی اسے روز دیکھتا۔ وہ بہت چپ چپ رہنے لگا تھا۔ بہت ہی کم گفتگو کرتا۔ چپ چاپ اپنا کام

کرنے لگ گیا تھا۔ علی سمجھتا تھا وہ عفاف کی وجہ سے پریشان ہے۔ کیونکہ اچانک یونیورسٹی میں

ایک نام ابھرنے لگا تھا۔ حسن ملک۔

بگڑے باپ کی بگڑی اولاد۔ کون حسن ملک کو نہیں جانتا تھا کہ وہ نہایت ہی گھٹیا شخص۔ آئے

دن نئی گرل فرینڈز بناتا ہے پھر اس کے بعد ان کے ساتھ کیا ہوتا؟ کون جانتا۔

انہی دنوں حسن ملک کا اسکینڈل چل رہا تھا جب ایک دن حسن ملک ان کی یونیورسٹی میں  
دھر لے سے داخل ہو کر کیفے میں آکر بیٹھ گیا تھا۔

شہرام اور علی بھی ادھر ہی بیٹھے ہوئے تھے۔

جب اس نے ایک ویٹر کو آواز دی کچھ آرڈر کر کے عجیب نظروں سے ادھر ادھر کچھ ڈھونڈنے  
کی کوششوں میں تھا کہ اچانک اس کی پاس سے گزرتے ایک لڑکے پر نظر پڑی۔

اوائے ادھر آ۔ نہایت ہی بد تمیزی سے آواز دیتے ہوئے اس نے لڑکے کو اشارہ کیا۔ لڑکا ڈرتا  
ڈرتا آگے بڑھا۔

NEW ERA MAGAZINE جی۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
تب تک آرڈر بھی آچکا تھا۔

ادھر بیٹھ۔ اس نے پاس بٹھا کر رازدارانہ انداز میں پوچھا تھا۔

یہ سائیکولوجی کا ڈپارٹمنٹ کدھر ہے؟

لڑکے نے ہاتھ کے اشارے سے بتا دیا۔

حسن ملک نے لڑکے کی گردن کو تھوڑا اور کھینچ کر پاس کیا۔

اچھا یہ بتا؟ یہاں کوئی نقاب والی لڑکی آتی ہے؟

لڑکے نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا۔ جو لگ تو امیر زادہ رہا تھا لیکن بگڑا ہوا۔ پاگلوں جیسی باتیں پوچھ رہا تھا۔

لڑکے نے ڈرتے ڈرتے کہا تھا۔

یہاں تو بہت سی نقاب والی لڑکیاں ہوتی ہیں۔

حسن ملک کا بھرپور قہقہہ گونجا تھا۔

اس کے قہقہے کی ہی وجہ سے شہرام اور علی نے گردن موڑ کر دیکھا تھا۔

پاگل۔ دونوں بڑبڑاتے ہوئے اٹھنے لگے جب ان کے کانوں میں آواز ٹکرائی تھی۔

اچھا نقاب والی چھوڑیہ بتا کسی عفاف نامی لڑکی کو جانتا ہے؟ وہ ادھر ہی کہیں پڑھتی ہے۔ وہ کہہ کر خباثت سے ہنسا تھا۔

شہرام کی سب حسیں بیدار ہو چکی تھیں۔ اس نے جھٹکے سے گردن موڑ کر حسن ملک کو دیکھا تھا۔ جو یقیناً عفاف کو ڈھونڈنے آیا تھا۔

لڑکے نے نفی میں سر ہلا کر کہا تھا۔ میں تو نہیں جانتا۔

حسن ملک کو ایک دم اس کی بات پر غصہ آیا تھا۔

نکل یہاں کیا کر رہا ہے پھر۔ اس نے ایک لگاتے ہوئے کہا تھا۔

یہ سلسلہ رکا نہیں تھا۔ وہ وقتاً فوقتاً آکر پوچھ گچھ کرتا رہتا۔ وہ تو اتفاق تھا کہ ان دنوں جو نیوز کے پیپر ختم ہوئے تھے اور وہ سب چھٹیوں پر تھے سوائے سینئر بیچ کے۔

علی یہی سمجھتا رہا تھا کہ وہ حسن ملک کی وجہ سے پریشان ہے۔

لیکن فلحال علی نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا تھا کیونکہ جب تک وہ پوچھتا وہ کچھ بھی نہیں بتاتا تھا بس ٹال دیتا اب اسے یقین تھا کہ وہ اسے صحیح وقت پر بتا دے گا۔

اسی وجہ سے اُس دن حسن ملک کو کیفے سے جاتے دیکھ کر اور عفاف کی صورت حال کے بارے میں جان کر وہ دونوں ہی حواس باختہ ہوئے تھے۔

ماضی کی جھلکیاں ایک فلم کی طرح اس کے سامنے چل رہی تھیں۔ بارش تیز سے تیز تر ہو گئی تھی۔

لیکن وہ یونیورسٹی کے گارڈن میں موجود اکیلا بیٹھا اس بارش میں بھیگ رہا تھا۔

جب اچانک اس کے سامنے ایک عکس آیا تھا۔ دھندلا سا جس کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ کو باسانی دیکھ رہا تھا۔ اس کے سامنے ایک پیپر پڑا تھا۔

اسے سائن کرنے کے لیے کہا جا رہا تھا۔

اور وہ غائبی دماغ سے سائن کر رہا تھا۔ کسی وجود کو اپنی زندگی میں شامل کر رہا تھا۔ کسی کو اپنی زندگی میں شامل کر کے پاکیزہ رشتہ قائم کر رہا تھا۔

اچانک بارش کے قطروں میں اسے ایک آیت جگمگاتی نظر آرہی تھی۔

وَاتَّقُوا اللَّهَ فِي النِّسَاءِ

ترجمہ: (عورتوں کے حقوق ادا کرنے میں اللہ کی نافرمانی کرنے سے بچو)

حق تو وہ زیر لب دہرا گیا تھا۔

عکس دھندلا ہو گیا۔ بائیں طرف کسی کی قہقہوں کی گونج تھی۔ وہ مدہوش سا ان

قہقہوں میں محو تھا۔

ایک دم ایک لفظ ابھرا تھا محبت لیکن چند سیکنڈ کے بعد وہ لفظ دھندلا ہو گیا۔ وہ قہقہے کہیں کھو

گئے۔ صرف ایک لفظ ابھر رہا تھا جو نہ ہی دھندلا تھا نہ ہی مدہم کہ غائب ہو جاتا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نکاح۔ پاکیزہ رشتہ۔

تبھی اسے بائیں طرف سے ہی آواز آئی تھی۔

She don't knows that you Love her like a mad boy

Mad boy

Mad boy

وہ عکس قہقہے لگا کر ہنس رہا تھا۔ پاگلوں کی طرح ہنس رہا تھا۔

she don't knows you

عکس ہذیبانی انداز میں ہنس رہا تھا۔

شہرام نے ڈبڈبائی آنکھوں سے اس عکس کو دھندلا ہوتا دیکھا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ رو رہا ہے یا پھر تیز بارش کا اثر ہے کہ اس کا چہرے سے پانی گر رہا ہے۔

اسے کوئی پرواہ نہیں تھی۔ کون کیا سوچ رہا ہے؟ وہ اپنے اندر کی جنگ لڑ رہا تھا اس بارش کی طرح ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس جنگ سے چھٹکارا چاہتا تھا۔ اس کی کنپٹی میں درد کی ایک لہراٹھ رہی تھی۔ اس نے اپنے ہاتھوں کو کنپٹی سے مسلا تھا۔

تبھی اس نے دور سے نظر آتے دھندلے عکس کو واضح ہوتے دیکھا۔

اسے کل والا منظر اب صاف دکھائی دے رہا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
ٹیسرس پر کھڑا علی ششدر تھا۔ بے حس و حرکت۔

دونوں کے کافی کے مگ بالکل ہی ٹھنڈے ہو چکے تھے۔

ہوا میں موجود خنکی نے اسے زیادہ ٹھنڈا کرنے میں مدد دی تھی۔

تھوڑی دیر بعد دونوں ہی ٹیسرس سے اندر آگئے تھے۔ دونوں کے درمیان ایک طویل خاموشی

تھی۔ دونوں نے ابھی تک کوئی بات نہیں کی تھی نہ ہی علی نے کچھ اور پوچھا تھا کہ یہ سب کیسے

ہوا؟ کیوں ہوا؟

یہ ابھی جاننا ضروری نہیں تھا۔ جتنا ضروری اسے اس مشکل راستے کو چننے میں تھا جو وہ فیصلہ نہیں کر پارہا تھا۔

علی کو آج اس کے اضطراب کی کیفیت سمجھ آئی تھی کہ وہ کیوں عفاف کے سامنے جانے سے کتراتا تھا۔ کیونکہ وہ ایک عظیم رشتے میں باندھ دیا گیا تھا۔

علی نے اب کی بار طویل خاموشی کو توڑا تھا۔

تم اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کی زندگی بھی برباد کر رہے ہو۔ ایک بے گناہ کو کیوں سزا دے رہے ہو؟ تم ایک بار بھی واپس نہیں گئے پلٹ تک کے نہیں پوچھا کہ وہ سب کیسے ہیں۔ زندہ بھی ہے یا نہیں۔ ان سب کو چھوڑو۔ اپنی ماں کا تو پوچھ لیتے۔ اپنی منکوحہ جو اسی آس میں ہے کب تم آؤ اور کب وہ اپنے شوہر کو دیکھے۔ حالانکہ تم ایک مضبوط مرد ہو اور مجھے شیری بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ تم اس طرح کی حماقت کر رہے ہو کہ ہر چیز سے پیچھا چھڑوا رہے ہو۔ علی نے تلخی سے کہا تھا۔

شہرام نے جھکی ہوئی گردن اٹھائی تھی۔

میں ایسا کچھ نہیں کر رہا۔ میں ڈرتا ہوں میں نا انصافی نہ کر جاؤں۔ میں انصاف کیسے کر پاؤں گا۔ جب تک میرے دل میں کسی کی محبت زندہ ہے۔

علی نے اسے دُکھ سے دیکھا تھا۔

محبت ہونے میں دیر نہیں لگتی۔ نکاح کے بولو میں بہت طاقت ہے۔ وہ تمہارا پاکیزہ رشتہ ہے۔

ویسے بھی۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا

وہی اللہ ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور پھر اسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنا دیا تاکہ (وہ اس سے سکون حاصل کرے)

تمہارا جوڑا بھی بنا دیا گیا ہے۔ تمہیں اب پوری عزت و وقار کے ساتھ اپنی زندگی میں شامل کرنا ہے۔ کیونکہ نکاح جیسے پاکیزے رشتے میں باندھ کر ہر طرح کے شیطان کے بہکاوے سے روک کر تمہیں کسی کی ذمہ داری سونپ دی گئی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کو اپنی سنت قرار دیا ہے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

:ارشاد نبوی ہے

النكاح من سنتي

(نکاح کرنا میری سنت ہے)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کو آدھا ایمان بھی قرار دیا ہے۔

إِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ مُتَّكِمًا نِصْفَ الدِّينِ فَلْيَتَّقِ فِي النِّصْفِ الْبَاقِي

جو کوئی نکاح کرتا ہے تو وہ آدھا ایمان مکمل کر لیتا ہے اور باقی آدھے دین میں اللہ سے ڈرتا رہے

اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے تم آگے بڑھنا چاہتے ہو یا پھر یہیں رہنا چاہتے ہو۔ بھابھی کے واپس جانا ہے یا پھر اس آگ میں جانا ہے جس کا تمہیں اندازہ تک نہیں ہے۔ علی نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔

سب سے بڑھ کر کسی کو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ نہ ہی کوئی جانتا ہے کہ تم عفاف سے اس قدر محبت میں مبتلا ہو کے اپنی منکوہہ تک کو دیکھنے نہیں گئے۔ علی عجیب سے انداز سے ہنسا تھا۔  
بھابھی؟ شہرام تو بھابھی لفظ میں ہی اٹک گیا۔

سب چھوڑو عفاف تک نہیں جانتی کہ تم اس قدر پاگل ہوئے پڑے ہو۔ وہ تمہارے جذبے تک کبھی نہیں پہنچ پائی۔ ایک آخری کیل ٹھونک کر علی بیڈ پر لیٹ گیا۔  
شہرام نے کچھ کہنے کی بجائے بیڈ پر کروٹ لے کر لیٹ گیا۔

علی بس اس کی پشت دیکھتا رہ گیا۔

وہ عکس بھی دھندلا ہو گیا تھا۔ بارش تھم چکی تھی۔ گالوں پر آنسو بہہ رہے تھے۔ یقیناً اس کی آنکھوں سے یہ سیال نکل رہا تھا۔ وہ بارش کی وجہ سے نہیں تھا۔ ہر طرف اندھیرا چھا گیا تھا۔  
گھپ اندھیرا۔

تب جا کر کہیں گہری ماضی کی نیند سے بیدار ہو اور ہوش میں آیا تھا۔ ادھر ادھر دیکھا۔ کوئی ذی نفس، ذی روح تک موجود

نہیں تھی۔

شام ہو چکی تھی۔ وہ صبح کا اس گارڈن میں بیٹھا تھا کسی نے اسے دیکھا بھی نہیں تھا کیا؟ ہر طرف اس نے نظر گھما کر دیکھا تھا جہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ سب جا چکے تھے۔ اس کے دماغ میں سب سے پہلا ہی یہ سوال آیا تھا۔

آج علی کو کوئی کام تھا اس وجہ سے وہ آج نہیں آیا تھا۔

یونیورسٹی کا یہ گارڈن کچھ یونیورسٹی کے بیک پر تھا۔ یہاں کم ہی سٹوڈنٹس آتے تھے۔ لیکن اتنے بھی کم نہیں کہ کوئی اسے دیکھ کر آواز تک نہیں دیتا۔

شاید بارش کی وجہ سے نہیں آئے ہونگے۔ خود ہی سوچ رہا تھا پھر اپنے سوال کا خود ہی جواب دے رہا تھا۔

جو بھی تھا۔ وہ اتنا لمبا ماضی کا سفر کر کے آیا تھا۔

(Mad boy

Killer eyes)

کی گونج ایک بار پھر اٹھی تھی۔

درد کی لہر میں اضافہ ہوا تھا اس نے دوبارہ کینیٹی مسلی تھی۔

وہ فیصلہ کر چکا تھا۔ اب اسے پورا کرنا تھا۔ وہ قسمت کے آگے ہار مان گیا تھا۔ قسمت کے فیصلے پر  
سر جھکا دیا تھا۔

قسمت کے فیصلے پر سر خم کیا میں نے

ایک بار قسمت آزما کر تو دیکھوں

معجزے بھی تو ہوتے ہیں

ایک بار ان معجزوں کو ہوتے تو دیکھوں

(ماہم)

وہ بارش کے بہتے پانی کے ساتھ سب یادوں کو مٹانے کی کوششوں میں سرگرداں تھا۔ شاید وہ  
کچھ حد تک کامیاب بھی ہو گیا تھا۔

اسے کھونے سے ڈرتا تھا

بہت رونے سے ڈرتا تھا

پھر اک دن یہ سمجھ آیا

کہ رویا ان کو جاتا ہے

بچھڑ جائے مقدر سے

کہ کھویا ان کو جاتا ہے

جو حاصل ہوں، میسر ہوں

جو دانستہ بچھڑ جائے

اسے رو یا نہیں کرتے

جسے پایا نہیں ابھی تک

اسے کھویا نہیں کرتے



عفاف اپنے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ جب مناہل اور رامین دونوں اندر آئیں

عافی آپ آپی آپ جلدی آگئیں۔ ہاد بھائی کے ساتھ شاپنگ پر اور پھر گھومنے نہیں جانا تھا۔ مناہل

نے پوچھا تھا کیونکہ ان کا پلان تھا کہ عفاف جیسے ہی شام کو ہاد کے ساتھ واپس آئے گی تبھی وہ

سب مل کر گھومنے جائیں گے۔

لیکن اب ان کے پلان پر پانی پھیر دیا گیا تھا کیونکہ عفاف ٹائم سے گھر آگئی تھی۔

عفاف مسکرائی تھی۔

ہم جائیں گے، ضرور جائیں گے بندر کو میں پکا کر کے آئی ہوں ہو سکتا ہے وہ میری بات ٹالے

عفاف نے فرضی کالر جھاڑا تھا۔

لیکن آپ تو آگئیں۔ ہاد بھائی نہیں آئے ابھی۔ مناہل نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا تھا۔

ہاں جب میں یونی گئی تو پتا چلا آج کوئی کلاس نہیں تھی۔ آف کر دیا گیا تھا۔ ایمن بھی نہیں آئی تھی اور موسم بھی کچھ ٹھیک نہیں تھا۔ اس لیے میں خود ہی ٹائم سے نکل آئی تھی۔ عفاف نے تفصیلاً بتایا تھا۔

ہم اچھا۔ دونوں نے ایک ساتھ کہا تھا۔

آج کے دن کی باتوں اور چند ادھر ادھر کی باتیں کیں۔

پھر دونوں تیار ہونے کے لیے جانے لگیں کہ اچانک سے عفاف کا موبائل بیپ ہوا تھا۔

عفاف نے ایک نظر اٹھا کر موبائل کو دیکھا جہاں پر ان اون نمبر سے نوٹیفکیشن بلنک کر رہا تھا۔

مناہل نے ایک نظر عفاف کو دیکھا تھا پھر چپ چاپ کمرے سے نکل گئی۔ رائین بھی اسی کے پیچھے چل دی تھی۔

عفاف نے نوٹیفکیشن اوپن کیا تھا۔ سامنے ہی غزل کا ایک حصہ لکھا گیا تھا۔

قصہ ابھی حجاب سے آگے نہیں بڑھا

میں آپوہ جناب سے آگے نہیں بڑھا

مدت ہوئی کتابِ محبت شروع کیے

لیکن پہلے باب سے آگے نہیں بڑھا

لمبی مسافتیں ہیں مگر اس سوار کا

پاؤں ابھی رکاب سے آگے نہیں بڑھا  
 طولِ کلام کے لیے میں نے کیے سوال  
 وہ مختصر جواب سے آگے نہیں بڑھا  
 رخسار کا پتہ نہیں آنکھیں تو خوب ہیں  
 دیدار ابھی نقاب سے آگے نہیں بڑھا

اگلے ہی میسج کے نوٹیفکیشن میں عیون جمیلہ۔ اسپر الکھا گیا تھا۔

اور ساتھ ہی موجود الفاظ نے اس کی دھڑکن روک دی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
 لقد وقعت فی حب عینیک الجمیلتین

(I fallen in love with your beautiful eyes)

عفاف کی دھڑکن یکدم تھمی تھی۔ ہاتھ، پاؤں میں لرزش بھی واضح ہو رہی تھی۔ وہ لاشعوری طور پر آج کے واقعے کے بارے میں سوچنے لگی تھی۔

یونی سے نکلتے وقت موسم کچھ خاص اچھا نہیں تھا۔ یوں لگ رہا تھا ابھی بارش ہونے لگی بس ابھی ہو گئی۔ ایمن بھی یونی نہیں آئی تھی اس کا جیسا ایک دم ہر چیز سے دل اچاٹ ہو گیا تھا۔ اب اسے واپس جانا تھا بس۔ ایک تو ایمن پر بے تحاشا غصہ آرہا تھا کہ اس نے اگر آج نہیں آنا تھا تو بتا تو دیتی ایک بار۔ بتانا بھی مناسب نہیں سمجھا تھا۔

اسے ہر بڑھتے قدم کے ساتھ ایمن پر غصہ آرہا تھا۔ جونہ ہی فون اٹھا رہی تھی اور نہ ہی آج آئی تھی کل تک اس کا ایسا کوئی پلان بھی نہیں تھا کہ وہ آج نہ آئے اور پھر آج نہیں آئی اچانک حیرانی کی بات تھی۔

وہ سوچتے ہوئے تیز تیز چل رہی تھی۔ جب اچانک سے ایک گاڑی اس کے پاس آکر رکی تھی۔ وہ ٹکراتے ٹکراتے بچی تھی۔

عفاف غصے سے مڑی۔ اس سے پہلے کچھ بولتی گاڑی کا دروازہ کھول کر وہ آنکھوں پر ہمیشہ کی طرح سن گلا سبز لگائے۔ بلیک پینٹ پہنے، وائٹ شرٹ ہاتھ میں موجود روٹکس کی گھڑی۔ بائیں ہاتھ پر کوٹ پکڑے بھرپور وجاہت کے ساتھ گاڑی سے اترتا تھا۔  
عفاف نے غصے سے اسے دیکھا تھا۔

آپ کیوں ہر جگہ آجاتے ہیں؟ عفاف نے از لان سے غصے سے کہا تھا جو بظاہر تو سنجیدہ کھڑا تھا لیکن اس کی بات سے محظوظ ہوا تھا۔

از لان قدم بڑھا کر اس کے بالکل سامنے آگیا تھا۔

جب جب آپ کو میری ضرورت ہوگی۔ تب تب میں وہاں موجود ہوں گا۔ از لان نے ہلکی سی مسکراہٹ سے کہا تھا۔

کونسی ضرورت؟ عفاف نے تیوری چڑھا کر پوچھا تھا۔

وہ آپ کو بعد میں بتاؤں گا کونسی ضرورت؟ از لان نے مسکراہٹ دبا کر کہا تھا۔  
 ابھی تو آپ میری ذمہ داری ہیں۔ چلیں گاڑی میں بیٹھیں۔ میں آپ کو گھر چھوڑ آؤں۔  
 کیوں؟ میں کیوں جاؤں؟ آپ کے ساتھ۔ آپ ہوتے کون ہیں؟ عفاف نے غصے سے کہا تھا۔  
 میں آپ کا فرینڈ؟ از لان نے تھوڑا سا مسکرا کر کہا تو گال کا ہلکا سا ڈمپل نمایاں ہوا۔  
 عفاف کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی یقیناً اس ڈمپل پر دل ہار بیٹھتی جو مسکرانے کی وجہ سے بے حد  
 خوبصورت لگ رہا تھا۔ لیکن مقابل بھی عفاف تھی۔ جس پر پرسنالٹی کا جلدی اثر نہیں ہوتا تھا  
 اور وہ بھی از لان کی بالکل بھی نہیں۔  
 فرینڈ؟ عفاف کی آنکھیں کھلیں تھیں۔  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
 آپ کو کس نے کہا کہ آپ میرے فرینڈ ہیں؟ میں فرینڈز نہیں بناتی۔ عفاف نے غصے سے کہا  
 تھا۔

ہو نہہ فرینڈ عفاف نے سوچتے ہوئے منہ بنایا تھا۔

اپسرا ابھی آپ نے ہی کہا تھا ہم فرینڈز ہیں۔ از لان نے بظاہر سنجیدہ ہو کر کہا لیکن اپنی  
 مسکراہٹ کو مخفی رکھنے کی بھرپور کوشش کی۔

عفاف کا حیرت سے منہ کھلا تھا۔

میں نے آپ سے ایسی کوئی بات ہی نہیں کی۔ بلکہ میں آپ سے کوئی بات کرتی ہی نہیں ہوں۔  
تو فرینڈز تو بہت دور کی بات ہے۔

اچھا آپ نے نہیں کہا۔ کوئی بات نہیں ابھی کہہ دیا نا ہم فرینڈز ہیں۔ ازلان نے مسکراہٹ چھپا کر کہا اور بولا چلیں بیٹھے گاڑی میں موسم خراب ہو رہا تھا۔

ازلان، عفاف کے نقاب میں ہونے کے باوجود اس کے تاثرات کے بارے میں بتا سکتا تھا کہ وہ اب کیا سوچ رہی ہے اور کیا ایکسپریشن دے رہی ہے۔

ازلان سوچ کر محظوظ ہوا تھا۔

ایک بار پھر ازلان نے عفاف کو متوجہ کیا تھا۔ جو گاہے بگاہے سڑک پر نظر دوڑا رہی تھی۔  
جہاں موسم کی اچانک تبدیلی کی وجہ سے اکادکاہی گاڑیاں چل رہی تھیں۔

چلیں بیٹھے۔ ازلان نے گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولا تھا۔

میں آپ کے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی۔ عفاف نے پیر پٹختے کہا تھا۔ عجیب تھا راہ چلتے روک کر ساتھ چلنے کو کہہ رہا تھا۔

میں نے آپ سے پوچھا نہیں بتایا ہے کہ آپ گاڑی میں بیٹھیں۔ ازلان نے اب کی بار سنجیدگی سے کہا تھا۔

میں آپ کے ساتھ نہیں جا رہی۔ عفاف کہہ کر مڑی تھی۔

میں تو اکیلا نہیں جا رہا آپ کو ساتھ لیکر ہی جاؤں گا۔ ازلان نے ایک نظر موسم کو دیکھا اور پھر گاڑی کے بونٹ سے آرام سے ٹیک لگا گیا۔

میں آپ کے ساتھ مر کر جہنم میں بھی نہیں جاؤں۔ جو کرنا ہے کر لیں۔ عفاف غصے سے کہتی چلنے لگی تھی۔

ازلان نے غصہ ضبط کرنے کے لیے گاڑی کے بونٹ پر ایک زوردار مکہ مارا تھا۔ عفاف آواز سن کر جھٹکے سے مڑی تھی۔ جس کے چہرے پر اب سنجیدگی چھا چکی تھی۔  
ازلان اپنا غصہ کنٹرول کرنے کی کوششوں میں تھا۔

اپسرا گاڑی میں بیٹھنے۔ اب کی بار ازلان کے لہجے میں کچھ تھا۔ جس نے عفاف کے ہاتھ، پاؤں تک سن کر دیئے تھے اور بغیر کوئی بحث و مباحثہ کیے گاڑی میں فوراً سے بیٹھ گئی تھی۔

ازلان نے اس کی پھرتی دیکھ کر اٹڈنے والی مسکراہٹ کو روکا تھا۔

دونوں گاڑی میں بیٹھ گئے۔ گاڑی مین سڑک پر تھی۔

جب ازلان نے ہی عفاف کو متوجہ کیا تھا۔

عیون جمیلہ۔

خاموش ماحول میں ایک پرسوز اور مردانہ آواز گونجی تھی۔ عفاف جو کب سے دل کی تیز رفتار، کانپتے ہاتھوں اور اپنے ماتھے پر آنے والے چند قطروں کو صاف کر رہی تھی۔ آواز کو ان سنی کر دیا۔

عفاف کی طرف سے کوئی جواب نہ ملنے پر ازلان نے اب کی بار قدرے پیارے سے محبت سے پکارا تھا۔

اپسرا۔

عفاف نے نا سمجھی سے گردن موڑی تھی۔

ذہن میں ایک دم رات کے واقعے کا جھماکا ہوا تھا۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

رات کا بکے اور پھر کارڈ پر لکھا اپسرا یاد آیا تھا۔

ہاتھ، پاؤں کپکپاہٹ کا شکار تھے۔ ہاتھوں کی انگلیاں پسینے سے تر تھیں۔

اپنے آپ کو حتی الامکان نارمل بنانے کی کوشش کر کے عفاف بولی تھی۔

میرا نام عفاف ہے۔ کوئی اپسرا اوپسرا نہیں۔ عفاف نے منہ بگاڑ کر کہا تھا۔

ازلان جیسے اس کی بات سن کر محظوظ ہوا۔

میں آپ کو اپسرا ہی کہوں گا۔ ازلان اپنی بات پر مصر تھا۔

آپ کو ملے ہی کتنے دن ہوئے ہیں ہم سے۔ اتنے یقین سے کہہ رہے ہیں کہ میں آپ کو اپنا نام بدلنے دوں گی۔

ازلان کو یقیناً اچھا لگ رہا تھا۔ وہ اس سے بات کر رہی ہے جس طرح بھی ہے، بات تو کر رہی ہے نا۔ ازلان کے لیے یہی کافی تھا۔

مجھے یقین ہے آپ کو بھی نام پسند آیا ہوگا۔ لیکن خیر نہ بھی آیا ہو تو اس کا مطلب یہ تو بالکل بھی نہیں ہے کہ میں چیخ کروں گا۔

ازلان نے آہستہ سے کہا تھا۔

عفاف نے غصے سے دیکھ کر گردن باہر کی طرف موڑ دی تھی جہاں ہلکی ہلکی بوند باندی شروع ہو چکی تھی۔

عفاف دل ہی دل میں سوچنے پر مجبور ہوئی تھی۔

شکر ہے میرے گھر پہنچنے سے پہلے تیز بارش نہیں شروع ہوئی۔ اگر میں پیدل چل کر ہی آرہی ہوتی اور بارش شروع ہو جاتی تو میں کیسے پہنچتی گھر۔ لیکن انجانے میں ہی ازلان نے عفاف پر ایک احسان کر دیا تھا۔ وہ دل سے شکر گزار ہوئی تھی لیکن زبان سے ماننے سے انکاری۔

عفاف کو سوچتے ہوئے ایک دم دوبارہ سے کارڈ یاد آیا تھا۔

عفاف نے گردن موڑ کر از لان کا ایک تفصیلی جائزہ لیا تھا۔ پھر ایک سرد آہ بھر کر باہر دیکھنے لگ گئی تھی۔

یہ میں کیا کر رہی ہوں؟ کیوں دھڑکنوں کی رفتار تیز ہو رہی ہے۔

عفاف سوچتی رہ گئی۔ پھر اچانک ہی سوچ کر بولی۔

ڈرہاں ڈر مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ مرد ذات سے ڈر۔ کہہ کر ایک ٹھنڈی آہ بھری۔

از لان خاموشی سے اسے پرکھنے کی کوششوں میں تھا۔ وہ جانتا تھا اتنی آسانی سے عفاف کا اعتماد حاصل کرنا آسان نہیں تھا لیکن مشکل بھی نہیں تھا۔

تب تک عفاف کا گھر آچکا تھا۔ وہ گھر جانتا تھا۔ عفاف نے چونک کر از لان کی طرف دیکھا تھا۔ وہ کیسے جانتا تھا گھر؟ اس نے تو اس سے ایک بار بھی راستہ نہیں پوچھا تھا۔

از لان نے صرف مسکرانے پر اکتفا کیا تھا۔ اور کندھے اچکا دیئے۔

وہ الجھن لیے گاڑی سے نکل کر جا چکی تھی۔

از لان پیچھے سے مسکراتا رہ گیا تھا۔

تیزی سے اپنی پاکٹ سے ایک کارڈ نکال کر لکھنا شروع کیا تھا۔

لقد وقعت فی حب عینیک العجیبتین

لکھ کر قلم بند کر دیا تھا اور خوبصورت سی مسکراہٹ بکھیر کر گاڑی ٹرن کر لی تھی۔



ہاد نے از لان کے پاس جانا تھا لیکن کچھ مصروفیات کی وجہ سے وہ جا ہی نہیں پایا تھا۔

از لان کو کال ملائی تھی۔

پہلی ہی بیل پر کال اٹھالی گئی تھی۔

مصروف سے انداز میں ہاد کی کال از لان نے ریسیو کی تھی۔ باہر سے آتا مختلف گاڑیوں کا شور جو

اس بات کی نشاندہی کر رہا تھا کہ از لان ابھی گھر نہیں پہنچا تھا۔

ازی۔ کدھر ہو تم یہ اتنا شور۔

باہر بجنے والے تیز گاڑیوں کے ہارنز۔ مختلف لوگوں کی صدائیں لگانے کی آوازیں جیسے وہ کسی

بازار شاپ پر کھڑا ہو۔ کیونکہ آوازیں تھوڑی سی دکاندروں کی پکار سے مشابہت رکھتی تھیں

-

خلاف معمول از لان نے ہاد کو جواب دیا تھا۔

باہر۔

یہ تو مجھے بھی پتا ہے کہ تم باہر ہو۔ لیکن کدھر؟

ہاد نے تجسس سے پوچھا تھا۔

بس تھوڑا باہر گھومنے آیا تھا۔ از لان نے مسکراہٹ دبائی تھی۔

گھومنے اس وقت۔ ہادیکے بعد دیگرے حیران ہو رہا تھا۔

تبھی ایک دوکاندار کی آواز آئی تھی۔

صاب یہ لے لیں۔ یہ ابھی فریش فریش آئے ہیں۔ ان کی خوشبو بھی دلفریب ہے۔

ازلان ہلکا سا مسکرایا تھا۔

یہ سب پیک کر دو کہہ کر آگے بڑھ گیا۔ جبکہ۔ پیچھے سہیل تیزی سے بلزپے کر رہا تھا اور رشک

سے اپنے باس کو جاتے دیکھ رہا تھا جو آج کل عجیب سے عجیب تر کام کر رہا تھا۔

سہیل کو ازلان نے ہی فون کر کے فلاورز شاپ پر بلا یا تھا۔

تاکہ وہ سب فلاورز کو ان کی اصل جگہ پہنچا سکے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دوکاندار کی آواز پر ہاد بیڈ سے اچھلا تھا۔

ازلی تم فلاورز شاپ پر ہو۔ تم وہاں کیا کر رہے؟

I can't believe

ہاد بے یقین تھا۔ اسے بنا بتائے گھوم رہا تھا گھوم بھی کہا رہا تھا ایک معمولی شاپ پر۔

ازلان مسکراتا ہوا لینڈ کروزر میں بیٹھا اور لینڈ کروزر سٹارٹ کر دی جو اب شاہ ولا کی طرف

بڑھ رہی تھی۔

ہاد فون میں از لان کو بلاتا رہا۔ لیکن از لان ہمیشہ کی طرح آج بھی اس کی بات کا جواب دیئے بغیر فون بند کر چکا تھا۔

ہمم پتا تو لگو انا پڑے گا۔ ہاد پر سوچ دکھائی دے رہا تھا۔

دال میں ضرور کچھ کالا ہے۔ ہاد نے چٹکی بجا کر کہا تھا۔

از لان کچھ دنوں سے ہاد کو عجیب تر لگ رہا تھا۔

صبح وقت پر آفس جا کر اب دل سے از لان سے ملنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

ان سب کا پلان کل گھومنے پھرنے جانے کا پلان بن گیا تھا۔ اس وجہ سے ہاد آرام سے اپنے کمرے میں بیٹھا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ورنہ تو آفتوں نے ہاد کو ایک منٹ بھی ٹکنے نہیں دینا تھا۔

جو ابھی سکون سے بیٹھا تھا۔ وہ سارا سکون وہ تینوں آفات نے غارت کر کے رکھ دینا تھا۔

ہاد نے شکر کیا تھا۔

اب وہ سکون سے بیٹھ کر اپنا کام کر سکتا تھا۔

ہاد کمرے سے باہر نکل آیا تھا۔ وہ جانتا تھا سب اپنے اپنے کمرے میں ہیں اسی لئے آرام سے کچن

میں آکر اپنے لیے کافی بنانے

لگ گیا۔

کچھ دیر کافی بنانے کے بعد اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

جب اچانک سے وہی تلاوت کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ آواز پھر مناہل کے کمرے سے آرہی تھی۔

آواز میں ایسا جادو تھا۔ پھر سے ہاد کے قدم اپنے کمرے کی بجائے، مناہل کے کمرے کے باہر جم گئے۔

سورہ رحمن ہی کی آیات کی تلاوت کی جا رہی تھی۔

وَالسَّمَاءَ رَافٍ - عَمَّا وَضَعَ الِْمِيْ-زَانَ

( اور آسمان کو اسی نے بلند کر دیا اور ترازو قائم کی۔ )

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اَلَّا تَطْغَوْا فِي الِْمِيْ-زَانَ

( تاکہ تم تولنے میں زیادتی نہ کرو۔ )

وَاتَّخِمْوْا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوْا الِْمِيْ-زَانَ

( اور انصاف سے تولو اور تول نہ گھٹاؤ۔ )

وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاِنَامِ

( اور اس نے خلقت کے لیے زمین کو بچھا دیا۔ )

فِيْ-مِيْ-هَافَا كِهَّةٌ وَالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ

( اس میں میوے اور غلافوں والی کھجوریں ہیں۔ )

وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ

( اور بھوسے داراناج اور پھول خوشبودار ہیں۔ )

فَبَايَ الْأَئْرَثِكِ مَا تَكِ ذِي بَانِ

( پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ )

خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ

( بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔ )

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَّارٍ

( اور اس نے جنوں کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔ )

فَبَايَ الْأَئْرَثِكِ مَا تَكِ ذِي بَانِ

( پھر تم (اے جن و انس) اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ )

ہاں دروازے کے باہر ہاتھ میں کافی کا گ پکڑے۔ دروازے سے ٹیک لگا کر آرام سے آنکھیں

بند کیے تلاوت سن رہا تھا۔

اس کے قدم جم سے گئے تھے اپنی جگہ سے ہلنے سے انکاری تھے۔

ادھ کھلے دروازے سے کمرے کا منظر واضح تھا۔

منابل حجاب کی صورت میں دوپٹہ لیے ہاتھ باندھے بیٹھی تلاوت سن رہی تھی۔

تبھی ایمن کی آواز اس خاموشی میں گونجی تھی۔

منابل ہم نے آج سورہ رحمن کی چند آیات کی تلاوت کی ہے۔ روزانہ صبح شام انہیں پڑھیں

گے اور سنیں گے تو یاد بھی

ہو جائیں گیں۔

منابل نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

تبھی ایمن کی دوبارہ آواز گونجی۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رب تعالیٰ نے ہمیں ہر موقع پر ہر جگہ پر انصاف کی تلقین کی ہے۔ چاہے وہ کاروباری معاملہ

ہو، چاہے کوئی غریب ہو، امیر ہو، فقیر ہو۔ غرض ہر ایک ساتھ انصاف کے تقاضوں کو پورا

کرنے کا کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ہر چیز میں ایک ترازو قائم کیا ہے۔ جہاں صرف انصاف

کا پلا بھاری ہے۔ اس نے ہر ایک جوڑ بنایا۔ زمین بنائی تو آسمان بھی بنایا۔ اس نے سورج بنایا

ساتھ چاند بھی بنایا۔ اس نے دن کے ساتھ ساتھ رات بھی بنائی۔ غرض اللہ تعالیٰ کے ہر نظام

میں ایک ترازو قائم ہے۔ کونسا کام کس وقت ہونا ہے یہ طے شدہ ہے۔ کوئی رد و بدل نہیں کر

سکتے ہم۔ اس نے ہر ایک شے کو ترازو میں رکھا۔ تاکہ نا انصافی نہ ہو جائے۔

اس نے یہ سب کیوں کیا تاکہ ہم زیادتی نہ کر جائیں۔ کسی کے ساتھ کچھ غلط نہ کر دیں۔

انصاف سے کام لو۔ انصاف قائم کرو۔

ارشادِ ربانی ہے۔

أَلَّا تَتَّقُونَ فِي الْمَىٰ زَانٍ

( تاکہ تم تولنے میں زیادتی نہ کرو۔ )

ایمن چند لمحے کے لیے خاموش ہوئی تھی۔

مناہل آنکھیں بند کیے سن رہی تھی۔ جبکہ ہادد روازے کے پار کھڑا سامنے دیوار پر نظریں جمائے محو کھڑا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پھر بولنا شروع ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے آسمان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا جس کا نعم البدل ہم نہیں دے سکتے۔ ہم دیں بھی کیسے؟ ہم عمریں گزار دیں اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے کرتے پھر بھی وہ کم نہیں ہوتی بڑھتی ہی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت ایک سے بڑھ کر ایک ہے۔ لیکن انسان ناشکر بہت ہے۔ شکر کرتا ہی نہیں ہے۔ ہر وقت ناشکری کے راگ ہی الاپتا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بے حساب ہیں۔ ہمیں ناشکری کی بجائے شکر ادا کرنا چاہیے۔ جب ہم ارد گرد کے لوگوں سے اپنا موازنہ کریں تو زبان کی ادائیگی میں سب سے پہلا حرف ہماری زبان پر کیا آتا ہے۔ الحمد للہ۔ ہم جتنا شکر کریں اتنا ہی کم ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں خود فرماتا ہے۔

جتنا تم شکر کرو گے تمہیں اور زیادہ دیا جائے گا۔

پس تم شکر کرو اور اس کی بے شمار نعمتوں کا مزہ چکھو۔

فَبَايَ الْاٰءِ رَبِّكَ سَامًا تَكُـذِّبَانَ

( پھر تم (اے جن وانس) اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ )

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آیت پڑھ کر وہ خاموش ہو گئی۔ ہاد نے بھی زیر لب آیت دہرائی تھی۔ تب تک مناہل آیات پڑھ رہی تھی۔ ہاد چند لمحے پھر کھڑا رہا پھر واپس اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

وہ سوچ چکا تھا اسے کیا کرنا ہے۔ اس کی آنکھوں میں ایک الوہی سی چمک تھی۔ ہاد کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ وہ ابھی بھی اسی دلفریب آواز کے سحر میں تھا۔ کافی کاگ سائیڈ ٹیبل پر پڑا ہوا تھا۔ جبکہ وہ خود آنکھیں بند کیے ابھی بھی تلاوت کے زیر اثر تھا۔

کچھ تھا جو اسے اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔ کچھ تھا جو اسے بار بار اپنی طرف راغب کر رہا تھا۔ کچھ تھا کہ اس کا دل تیز رفتار سے دھڑک رہا تھا۔ کچھ تھا اس آواز میں کہ جب وہ آواز سنائی دیتی تو یکدم ہر جگہ سکوت چھا جاتا سوائے اس آواز کے باقی سب آوازیں کہیں پس پردہ چلی جاتی۔

وہ لاشعوری طور پر ابھی بھی وہ آیات کی تلاوت کر رہا تھا جو ابھی سن کر آیا تھا۔

تلاوت ختم کی تو ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگی تھی۔

یک بارگی دل دھڑک رہا تھا۔ کان کے پردوں میں عفاف کی آواز سنائی دی تھی۔

کل ایمین کو بھی اپنے ساتھ شاپنگ پر لے جائیں گے۔ تاکہ ہم سب انجوائے کریں اور مزہ بھی

آئے۔ عفاف نے اپنا مشورہ دیا جبکہ یہ سنتے ہی مناہل اور ایمین نے یاہو کا نعرہ لگایا تھا اور

فوراً سے ایمین کو کال ملانے کی کوشش کی تھی تاکہ صبح کے پلان کے بارے میں بتا کر اسے

ساتھ لے جانے کے لیے منایا جائے۔

ہاں مسکرا رہا تھا وہ دل سے مسکرا رہا تھا۔ کچھ یاد آنے پر اٹھ کر اسٹڈی روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔



کرسی پر بیٹھا ریاض ملک بار بار فون کا لزملا رہا تھا۔ سامنے لگی اسکرین پر ایک ویڈیو چل رہی تھی

-

جس میں ان کے گینگ کا کوئی پانچواں ٹرک تھا جو آج بھی پکڑا جا چکا تھا۔ منشیات سے بھر اٹرک اسمگل کرنے کے لیے خفیہ راستے سے لے کر جا رہے تھا لیکن پھر بھی پکڑا گیا۔ اتنی سخت سیکورٹی اور اتنی احتیاطی تدابیر کے باعث بھی ٹرک پکڑے جا رہے تھے۔ اور اُدھر کھڑے کھڑے ہی ان کے ٹرک کو آگ لگا کر ان کے گینگ کے لوگوں کو پلک جھمکتے غائب کر دیا جاتا تھا۔ پھر ان کے لوگوں کو کہا رکھا گیا ہے کوئی اتنا پتا نہیں تھا۔

ان کا کاروبار گھائے میں جا رہا تھا۔ اتنے سالوں کی محنت پانی میں جا رہی تھی ریاض ملک کیسے برداشت کرتا۔ کچھ تو کرنا ہی تھا۔

اس لیے ریاض ملک نے کال ملائی تھی۔ اور حال و احوال جاننے کے بعد کہہ رہا تھا۔ ارے شاہ صاحب! آپ سے تو بہت پرانے تعلقات ہیں۔ اس سیاست کے شعبے میں آنے سے بھی پہلے کے۔ ریاض ملک نے مسکرا کر کہا تھا تو فون کے دوسری طرف موجود شخص بھی ہنسا تھا۔

اتنی تو ہماری یادیں ہیں۔ نائٹ کلبز بھی تو مل کر جاتے تھے۔ جو ایک رات میری ہوتی تھی تو دوسری تمہاری۔ وہ خیانت سے کہہ کر ہنسا تھا۔

دوسری طرف یکدم خاموشی چھا گئی۔

ارے شاہ صاحب! کدھر گئے۔ میں ٹھیک تو کہہ رہا ہوں۔

دوسری طرف طویل خاموشی تھی۔

ریاض ملک کے سامنے اسکرین پر چلتی ویڈیو میں جتنی شدت اور تیزی سے آگ ان کے ٹرک کو لپیٹ میں لے رہی تھی۔ اسی شدت کی چنگاریاں ریاض ملک کی آنکھوں میں جل رہی تھیں۔ سب کچھ برباد کرنے کی چنگاریاں۔

دوبارہ سے سامنے اسکرین پر نظر جمائے۔ ریاض ملک نے دوبارہ فون سے آواز لگائی تھی۔  
میر شاہ۔

اب کی بار میر شاہ کی آواز میں لڑکھڑاہٹ کے ساتھ غصہ واضح تھا۔  
کیا چاہتے ہو تم؟ وہ پھنکارے تھے۔

ریاض ملک محظوظ ہوا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شکاری کا جال ہاتھ میں تھا۔ وہ چاہے تو کاٹ سکتا تھا۔ وہ اب چاہتا تھا تو اسی شکاری کو اسی جال میں لپیٹ کر باہر پھینک دیتا۔ کھیل کی ڈور اسی کے ہاتھ میں تھی۔

اس لئے کہتے ہیں کہ اپنے رازوں کو ہزار پردوں میں چھپا لو تا کہ اس کی کسی کو بھنک بھی نہیں پڑے۔

ویسے ہی نہیں کہا جاتا۔

ہر یاروں راز نادسیا کر بلھیا

یاراں دے وی یار ہونڈے نے

کیونکہ سب سے بڑا زداں صرف اللہ ہے جو آپ کے ہر راز کی پردہ پوشی کرتا ہے باقی سب تو موقع ڈھونڈتے ہیں کہ کوئی بات ملے اور اسے اپنے مقصد کے لیے استعمال کریں۔ بے شک وہ بات ویسے نہ ہو جیسے بتائی جا رہی ہو لیکن اس بات کو آگ کی طرح پھیلا دیا جاتا ہے۔ تب تک آپ خود یقین نہیں کر پارہے ہوتے کہ وہ بات تھی کیسے اور بن کیا گئی۔

ایسا ہی حال کچھ میر شاہ کے ساتھ ہوا تھا۔ میر شاہ اور ریاض ملک کے کافی گہرے تعلقات تھے۔ جس کی وجہ سے وہ دونوں ایک دوسرے کی ہر بات سے واقف تھے۔ اسی بات کا فائدہ اٹھا کر اب ریاض ملک اپنا سکہ چلانے لگا تھا۔

ریاض ملک بھی سیدھا ہوا تھا۔

اپنے بیٹے از لان شاہ سے کہہ میرے کام میں ٹانگ مت پھنسائے۔ میں اپنے کام میں آنے والی ہر ٹانگ کو کاٹ کر رکھ دیتا ہوں۔ اپنے کام سے کام رکھے وہ۔ ورنہ وہ بہت پچھتائے گا۔ ریاض ملک حساب پورا رکھتا ہے۔ یہ تم بہتر جانتے ہو میر۔ مجھے جھوٹا کھانے کی بالکل بھی عادت نہیں ہے۔

میر شاہ کچھ دیر چپ رہنے کے بعد بولے تھے میں بات کرتا ہوں کہہ کر فون بند کر دیا تھا۔ ریاض ملک کا فلک شکاف قہقہہ بلند ہوا تھا۔

شیر جب چوہے کو پکڑتا ہے ناکچل کر رکھ دیتا ہے کہہ کر لمبے لمبے ڈگ بڑھتا باہر نکل گیا تھا۔ جہاں اب نئے طریقے سے اسمگلنگ کرنے کے لیے راستہ ڈھونڈنا تھا۔



میر شاہ پریشانی سے لاؤنج میں ٹہل رہے تھے۔

اگر کسی کو پتا چل گیا کہ میں ایک سنگین غلطی کر چکا تھا تو یا خدا کیا ہوگا؟

وہیں صوفے پر سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھ گئے تھے۔

میں آج تک اس پچھتاوے سے نہیں نکل پایا۔

انہیں آج بھی وہ رات یاد تھی۔ جب وہ اور ریاض ملک اور ان کے کچھ اور دوست کلب میں گھومنے پھرنے کے لیے آئے تھے۔ اور پھر آہستہ آہستہ سب کاراٹ ادھر ہی رکنے کا پلان بنا اور یہی ان کی سب سے بڑی غلطی تھی جب میر شاہ کے ڈرنک میں کچھ ملا کر انہیں دے دیا گیا تھا۔ اس کے بعد صبح ہوش میں آنے کے بعد وہ غلطی کر چکے تھے لیکن ازالہ بھی کیا تھا؟ لیکن کیا فائدہ۔ جب ان کا اپنا بیٹا ہی یقین نہیں کرتا تھا کہ وہ سب ان سے انجانے سے ہو اور وہ ازالہ بھی کر چکے ہیں۔

تبھی ازلان لاؤنج میں داخل ہوا تھا۔ میر شاہ نے سر اوپر اٹھا کر دیکھا تو وہ مسکرا بھی نہ سکے۔ ازلان ان پر ایک نظر ڈال کر سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا۔ جب میر شاہ نے اس کو آواز دی تو ازلان نے سرد نظروں سے ایک بار میر شاہ کو دیکھا تھا۔ میر شاہ قدم اٹھاتے ہوئے۔ اس کے پاس پہنچے تو وہ سپاٹ چہرہ لیے ان کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔

ازلان۔ میر شاہ نے ملتجائی نظروں سے ازلان کو دیکھا تھا۔

بولیں۔ وہی سرد نظریں، سپاٹ چہرہ لیے ازلان نے جواب دیا تھا۔

ریاض ملک کے کام سے تم دور رہو۔ میں نہیں چاہتا وہ تمہیں نقصان پہنچائے۔ میر شاہ بھی اپنے خول میں بند ہو چکے تھے۔

ازلان نے سرد تاثرات سے انہیں دیکھا تھا۔

آپ اپنے کام سے کام رکھیں ڈیڈ مجھے میرا کام مت سکھائیں۔ بہت سے لوگوں کا حساب چکتا کرنا ہے۔ لوگوں کی زندگیاں برباد کر کے خود شان سے گھوم پھر رہے ہیں کہہ کر تقریباً سیر ہیاں پھلانگتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جبکہ وہ بس اسے دیکھتے رہ گئے۔ اتنی دیر کی ناراضگی تھی۔ مٹنے میں وقت تو لگنا تھا۔



ہاسٹل روم میں وہی ڈائری کھولے بیٹھا تھا۔ جو اس نے عفاف کی بنا پوچھے اٹھائی تھی۔

جہاں سے صفحہ بند کیا تھا۔ وہیں سے دوبارہ کھول کر پڑھنا شروع کیا تھا۔

ایک نٹ کھٹ شرارتی لڑکی جس کی کھکھلاہٹیں پوری گھر کی رونق تھی۔ کچھ عرصے سے چپ کر گئی۔

صفحے کے فرنٹ پیج پر مین لائن لکھی گئی تھی۔

ہاد نے صفحہ پلٹا تھا۔ مدھم سی کمرے کی روشنی ہوئی اور پھر اچانک وہی لڑکی ہستی کھیلتی اپنے بھائی کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔

ہاد بھائی پکڑیں مجھے۔ وہ تیز تیز ایک گھر کے کونے سے دوسرے کونے میں بھاگ رہی تھی۔  
بی جان بیٹھی ان دونوں کو دیکھ کر مسکرا رہی تھیں۔

فرقان اور فرحان صاحب بیٹھے پنچایت کے کسی سنگین معاملے پر غور و فکر کر رہے تھے۔  
کبھی کبھار ان دونوں کو دیکھ کر بھی مسکرا دیتے۔  
رامین بیٹھی اپنے کھلونوں سے کھیل رہی تھی۔

رہینہ بیگم اور رابعہ بیگم دونوں کچن میں مزے دار کھانے بنانے میں مصروف تھیں۔  
آہ۔ میں تھک گئی بھائی بس۔ وہ لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے زمین پر ہی بیٹھ گئی۔

ہاد فوراً سے بھاگ کر آیا تھا۔

عافی اٹھو۔ اوپر بیٹھو فوراً۔ ہاد نے عفاف کا بازو پکڑتے ہوئے کہا تھا۔  
نہیں بھائی۔ عفاف منمنائی تھی۔

اٹھو۔ ہاد اپنی بات پر مصر تھا۔

بھائی مجھے نیچے بیٹھنا چھا لگتا ہے۔ وہ کہہ کر کھلکھلا کر ہنس رہی تھی۔

کیوں؟ ہاد نے آبرو اچکا کر پوچھا تھا۔

اچھا آپ بھی بیٹھیں نیچے میں بتاتی ہوں۔ عفاف نے ہاد کا بازو کھینچ کر نیچے بٹھایا تھا۔

ہاد نیچے بیٹھ چکا تھا۔

اب عفاف کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جو مزے سے دونوں ٹانگیں فولڈ کیے زمین پر بیٹھی کھلکھلا رہی تھی۔

بھائی۔ عفاف نے پکارا تو ہاد چونک کر سیدھا ہوا تھا جو کب سے اس کی کھلکھلاہٹیں سن رہا تھا۔  
ہا۔ ہاں۔ ہاد نے مسکرا کر کہا۔

بھائی مجھے زمین پر بیٹھ کر ایک سکون ملتا ہے یوں لگتا ہے جیسے میں اپنی حقیقت آشکار کرتی ہوں کہ میں مٹی ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے مٹی سے ہی بنایا ہے۔ اور مجھے مٹی ہی رہنا ہے۔ جب بھی میں تھک جاتی ہوں۔ میں ایسے ہی نیچے بیٹھتی ہوں اور مجھے لگتا ہے جیسے میری ساری تھکاوٹ دور کہیں رنو چکر ہو گئی ہے۔ ایک طرح سے میں دوبارہ تازہ دم ہو چکی ہوں۔

عفاف کھلکھلائی تھی۔

میں نہیں چاہتی کہ میں عروج پا کر مغرور ہو جاؤں۔ میں عروج پا کر بھی ایک عام انسان رہنا چاہتی ہوں۔ اسی لیے میں ابھی سے اسکی پریکٹس کرتی ہوں کہ کہیں میں اپنے آپ سے کیا وعدہ نہ بھول جاؤں۔ مجھے عروج سے زوال پذیر نہیں ہونا۔ مجھے عروج پانا ہے لیکن ایک فقیر کی طرح، ایک غلام کی طرح، ایک سخی کی طرح۔ مجھے حقیقت نہیں جھٹلانی کہ میں عام انسان ہوں۔ مجھے عام ہی رہنا ہے۔ میں مٹی ہوں۔ مجھے مٹی ہی رہنا ہے۔ مجھے آسمان میں نہیں اڑنا۔ جو

زیادہ اڑان بڑھتے ہیں نا وہ منہ کے بل گرتے ہیں۔ مجھے ان پرندوں جیسا نہیں ہونا جو زیادہ اڑان بڑھتے ہیں تو ان کے پر کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ مجھے انسان رہنا ہے۔ ایک مٹی کا ڈھیر جو میری حقیقت ہے۔ عفاف کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئی مسکرا کر ہاد کو دیکھ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ جیسے اس کی ساری تھکاوٹ اتر چکی تھی وہ تازہ دم ہو چکی تھی۔

ہاد یک ٹک اس کی پشت دیکھتا رہ گیا۔

بی جان کی بھی حالت کچھ ایسی ہی تھی۔

وہ دونوں ششدر تھے۔

ہاد اٹھ کر بی جان کے پاس گیا تھا۔  
 NEW ERA MAGAZINE  
 Novelst/Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
 بی جان ہماری گڑیا بڑی ہو گئی ہے۔ ہاد کہہ کر ہنس پڑا تھا۔ آنکھوں سے امدنے والی نمی کو اپنے ہاتھوں کی پوروں سے صاف کیا تھا۔

بی جان بھی مسکرا دی تھیں۔ وہ واقعی ہی بارہ سال کی عمر میں بڑی ہو چکی تھی۔

یک دم سب کچھ ختم ہوا تھا ماضی سے حال کا سفر شروع ہو گیا تھا تو ہاد بھی مسکرا دیا۔

اگلا صفحہ پلٹا جس پر کچھ اشعار درج تھے۔

ایک حقیقت ہے، ایک راز ہے

کبھی پوچھوں تو ایک بات ہے

کبھی کہہ دوں کچھ الفاظوں سے  
تیری بات کا ہی الگ انداز ہے  
شروع اک دوستی کا نیا باب ہے  
ایک حقیقت ہے، ایک راز ہے  
(ماہم)

وقت کا کام ہے گزرنا سو وہ گزرتا گیا۔ نہ ہی کبھی اسے روک سکا ہے نہ ہی کبھی روک سکیں گا۔  
ہر لمحہ تیزی سے گزرتا ہے۔ کچھ کھو کر کچھ پا کر۔ وقت روندتا ہے تو روندتا ہی جاتا۔ گزر اوقت  
ہاتھ نہیں آتا۔ اگر بچپن خوبصورت گزرا ہو تو وہ تو بالکل بھی ہاتھ  
نہیں آتا۔ سو میرا بچپن بھی گزر گیا۔ ہنسی، خوشی۔ خوشگوار اور حسین یادوں کا بچپن۔ بہت کچھ  
کھویا۔ بہت کچھ پایا۔ بہت کچھ سیکھا۔ بہت کچھ سکھایا بھی۔

پڑھتے پڑھتے ہاد کو لگا عفاف اس بات پر ہنس رہی تھی۔

وہ بھی مسکرا دیا۔

پھر سر جھٹک کر دوبارہ متوجہ ہوا۔

بہت سی پرانی دوستیں چھڑیں، بہت سی نئی بن گئیں۔ جن کے نام تک یاد نہیں مجھے۔ کون  
تھیں؟ کیسی تھیں؟ خیر میں کیوں دکھی ہو رہی ہوں کہ مجھے یاد نہیں۔ سب ہی ایسے کرتے ہیں

- سب ہی بھول جاتے ہیں۔ میں بھی بھول گئی۔ بس فرق یہ آیا کہ میں ان کی کیڈگری میں داخل ہو چکی ہوں جن کو میں برا بھلا کہتی تھی۔ لیکن کوئی بات نہیں ہاد بھائی اف نہیں بندر نے سکھایا تھا۔

اگر ماضی بھولو گے تو آگے بڑھ پاؤ گے۔ میں نے بھی وہی کیا میں سب بھول گئی۔ بس بھولی نہیں تو کچھ تلخ یادیں۔ میں بہت بلاتی ہوں لیکن نہیں بھول پاتی۔ میں کوشش کرتی ہوں لیکن کامیاب نہیں ہو پاتی۔ میں اپنے پر بندھ باندھتی ہوں تو وہ بندھ بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ میں سوتی ہوں تو رات کو سسک جاتی ہوں۔

ہاد کو لگا عفاف رو رہی تھی۔ وہ یقیناً رو رہی تھی۔ ہاد کی آنکھوں سے آنسو ٹپک کر ڈائری کے صفحے پر گر رہے تھے۔

یادِ ماضی عذاب ہے یارب

چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

اس نے فوراً سے ڈائری بند کی تھی اور اٹھ کر اپنے کمرے میں آکر بیڈ پر لیٹ گیا تھا۔



صبح کا منظر ہمیشہ کی طرح حسین تھا۔ دل موہ لینے والا منظر۔ پرندوں کی چچہہاٹ ہر طرف سنائی دے رہی تھی۔ ہر طرف اللہ اکبر کی صدائیں بلند تھیں۔ ہر ایک شے رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کر رہی تھی۔ سورج بھی اپنے جوہر دکھا رہا تھا۔

معمول کی طرح عفاف آج بھی لیٹ اٹھ کر جلدی جلدی ناشتہ کر کے یونیورسٹی پہنچی۔ جہاں ایمن کھڑی کب سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔

ایمن نے ٹائم دیکھا۔ عفاف آج بھی پندرہ منٹ لیٹ تھی۔ عفاف نے پہنچتے ہی سلام کیا۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایمن نے عفاف کو گھورا۔

ٹائم دیکھ رہی ہو؟ ایمن نے گھڑی آگے کرتے ہوئے کہا تھا۔

ہاں تھوڑی دیر پہلے دیکھا تھا۔ ابھی ٹائم دیکھنے کا موڈ نہیں ہے۔ عفاف نے ایمن کا بازو سائیڈ پر کر کے مسکرا کر کہا تھا۔

تم یونی کبھی بھی ٹائم سے مت آنا۔ ایمن نے خفگی سے کہا۔

جو حکم میرے آقا۔ عفاف سر خم کرتی ہوئی مسکرا کر کہہ رہی تھی۔

ایمن نے ایک کتاب عفاف کے کندھے پر ماری۔

تم بس باز مت آنا۔ کبھی سنتی نہیں ہو میری۔

دونوں تیزی سے لیکچر ہال میں انٹر ہو گئیں۔ جہاں لیکچر شروع ہوئے۔ پندرہ منٹ گزر چکے تھے۔

وہیں دور کھڑے ایک شخص نے فوراً سے کال ملائی تھی۔

جی سر میم۔ اور ایمن میم دونوں کلاس میں جا چکی ہیں۔

ازلان مسکرایا تھا۔ ٹھیک ہے۔ تم بس دھیان رکھنا کوئی پریشانی نہیں ہو۔

جی سر ٹھیک ہے۔ آپ فکر مت کریں کہہ کر فون بند کیا اور کیفے کی طرف بڑھ گیا جہاں آج سے اس نے ویٹر کی ڈیوٹی نبھانی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دونوں نے ایک لیکچر ہال میں انٹر ہوتے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا۔

نظروں ہی نظروں سے کچھ کہا اور اندر موجود پروفیسر سے اجازت مانگی تھی۔

سرے آئی کم ان؟ دونوں یک زبان بولی تھیں۔

سر نے گردن موڑ کر دیکھا۔

اور نو کہہ کر بورڈ پر ٹیسٹ لکھوانے لگ گئے۔

سر پلیز آنے دیں۔ ایمن نے التجائیہ انداز سے کہا تھا۔

میں ایمن آپ آجائیں آپ فرسٹ ٹائم لیٹ ہوئیں ہیں۔ اور آپ مس عفاف باہر ہی رہیں۔  
آپ ہمیشہ ہی لیٹ ہوتیں ہیں۔

سر کہہ کر دوبارہ بورڈ کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

عفاف کو حیرت سے منہ کھل گیا تھا۔

ایمن نے دوبارہ سر کو پکارا تھا۔

سر عفاف میری وجہ سے لیٹ ہوئی ہے۔ میں اٹھی ہی لیٹ تھی۔ عفاف کب سے مجھے کالز کر  
کے اٹھا رہی تھی لیکن میں

اٹھی نہیں۔ اسی وجہ سے عفاف بھی میرا انتظار کرتے کرتے لیٹ ہو گئی۔ اس میں اس کی کوئی  
غلطی نہیں ہے۔ ایمن نے من گھڑت کہانی سر کو سنائی تھی۔ اور خود کو ہی دل میں ہزار بار کو سا  
تھا۔

ایک روحانی باپ سے جھوٹ بول رہی تھی۔ استاد کی اہمیت پر بولنے والی لڑکی آج جھوٹ بول  
کر خود کو بھی کو س رہی تھی اور عفاف کو بھی دل ہی دل میں ہزار بار باتیں سنار ہی تھی۔

ٹھیک ہے آپ کی وجہ سے مس عفاف کو آنے دے رہا ہوں۔ نیکسٹ ٹائم بالکل بھی نہیں۔

آخر پر سر تشبیہ کرنا نہیں بھولے

تھے۔

تھینک یو۔ دونوں ایک ساتھ کہہ کر سیٹ پر بیٹھ گئیں اور ٹیسٹ دینے لگیں۔

کلاس سے فارغ ہو کر نکل آئیں۔ دونوں مسکرا رہیں تھیں۔ لیکن ایمن تھوڑا سا خفا ہو رہی تھی

-

عافی بہت بد تمیز ہو تم۔ سر کیسے مشکوک نظروں سے ہمیں دیکھ رہے تھے۔ ایمن نے اپنا تجزیہ دیا تھا۔

ہاں تو کوئی بات نہیں۔ کہہ کر کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔

تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔ ایمن نے کندھے پر ایک لگا کر کہا تھا۔

دو دنوں ہنس پڑی تھیں۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دونوں کیفے بیٹھیں تھیں کہ جب عفاف کو ہاد کی کال آئی۔ عفاف نے کال اٹھا کر بات سنی اور اوکے کہہ کر کاٹ دی۔

کون تھا؟ ایمن نے آئی برواچکا کر پوچھا تھا۔

بندر۔ عفاف نے عام سے انداز میں بتایا۔

بندر؟ ایمن نے سوالیہ انداز میں پوچھا تھا۔

اوہو۔ ہاد بھائی ہم سب گھومنے پھرنے، انجوائے کرنے جا رہے ہیں اور تم بھی ہمارے ساتھ جا رہی ہو۔

عفاف نے مسکرا کر بتایا تھا۔

میں؟ ایمن نے حیرانی سے پوچھا تھا۔

ہاں تم۔ ہاد بھائی نے اسی لئے کال کر کے بتایا تھا تاکہ تمہیں انفارم کر دوں پہلے سے ہی۔ عفاف

کہہ کر بیگ میں چیزیں ڈالنے لگ گئی تھی۔

جب کہ ایمن تو ہاد بھائی پر رک گئی تھی۔

دل زور سے دھڑکا تھا۔ پسینے چھوٹ رہے تھے۔ دل میں میٹھا سا ایک احساس جاگا تھا جو وہ کئی دنوں سے دبانے کی کوششوں میں تھی۔ لیکن دبا نہیں پار ہی تھی۔ جتنا اس احساس کو دبانے کی

کوشش کر رہی تھی وہ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔

وہ کسی نامحرم کے بارے میں سوچنا نہیں چاہتی تھی لیکن وہ تین دنوں سے اس سوچ سے باہر

نہیں نکل پار ہی تھی۔

جس دن سب سے پہلے اسے دیکھا تھا۔ ہر ایک سے مختلف سا لگا تھا وہ شخص۔ ایک اٹریکشن تھی

جو ایمن کو کھینچ رہی تھی۔ رات بھر وہ سوچتی رہ گئی تھی۔ دھڑکن کبھی کم ہوتی تھی تو کبھی زیادہ

۔ وہ تو نماز میں بھی یہ دعا مانگ بیٹھی تھی۔

کہ یا اللہ کسی نامحرم کی محبت میں مبتلا مت کرنا۔ میں عام سی بندی۔ اس محبت کی آزمائش سہ

نہیں پاؤں گی۔

اس نے فجر پڑھنے کے بعد گڑ گڑا کر دعا مانگی تھی۔

اور غیر محسوس انداز میں کبھی نہ ملنے کی بھی دعا کی تھی۔ لیکن دعائیں جلدی قبول نہیں ہوتی۔ ایک وقت ہوتا ہے ان کے قبول ہونے کا مقررہ وقت۔ جیسے ایمن کی بھی وہ دعا قبول نہیں ہوئی تھی۔ دعا قبول ہی تب ہوتی ہے جب صدقِ دل سے دعا مانگی جائے۔ جب صدق ہی نہ ہو تو دعاؤں میں تو مزہ نہیں آتا۔ ایمن کی اس دعا میں بھی صدق نہیں تھا۔ دل میں کہیں چھپی خواہش تھی کاش وہ دوبارہ ملے۔ اور وہ چھپی خواہش ہی پوری ہوئی تھی۔

دعاؤں میں صدق نہ ہو تو دعائیں قبول نہیں ہوتیں

صدقِ دل سے مانگی گئی دعا رد نہیں ہوتی

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
(ماہم)

اسی دن دوبارہ وہ لیپ ٹاپ پر سامنے بیٹھا نظر آیا تھا۔ تبھی ایمن کے دل کی رفتار تیز ہو گئی تھی۔ ایک جست سے لیپ ٹاپ بند کر کے لیٹ گئی تھی۔ کپکپاہٹ اور پریشانی ایک ساتھ ظاہر ہو رہیں تھیں۔ وہ کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھی۔ وہ کچھ بھی سوچنا نہیں چاہتی تھی لیکن دل بھٹک گیا تھا۔

اب دوبارہ سے سامنا۔ ایمن کا دل باہر آنے کو تھا۔

عفاف نے اچانک گردن اٹھا کر دیکھا تو تیزی سے کرسی سے اٹھ کر ایمن کے پاس آئی۔ طبیعت ٹھیک ہے؟؟ اتنا پسینہ آرہا ہے۔ موسم بھی ٹھیک ہے۔

خیالات سے نکل کر ایمن نے چونک کر عفاف کو دیکھا تھا جو فکر مندی سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

ہاں ہاں۔ میں ٹھیک ہوں۔ بس ویسے ہی پسینہ آرہا۔ چلو چلتے ہیں۔

دونوں اٹھ کر کیفے سے نکل گئیں۔

باہر آئیں تو باہر ہاد اور باقی سب ان کا انتظار کر رہے تھے۔

ایمن نے گردن موڑ کر عفاف کو دیکھا تو وہ مسکرا دی۔

یہ بس پہنچنے ہی والے تھے۔

ایمن کے پاس اب انکار کا راستہ نہیں بچا تھا اس لیے نظریں جھکائے پیچھے گاڑی میں بیٹھ گئی۔

ہاد نے ایک نظر مرر سے اسے دیکھا تھا جو آنکھوں پر گلاسز لگائے۔ نظریں نیچی کیے۔ سر

جھکائے بے نیاز بیٹھی تھی۔

ہاد نے مسکراتے ہوئے ایک نظر ڈال کر گاڑی سٹارٹ کر دی۔

وہ سب میکڈونلڈ سے کھانا کھا کر لڑکیوں کے بے جا اصرار پر اب شاپنگ کرنے آئے تھے۔

مناہل اور راین تو دونوں جو توتوں کی شاپ میں چلی گئیں۔ جبکہ عفاف گاڑی میں ہی بیٹھی تھی۔

اس نے ایمن کو بھی مناہل لوگوں کے ساتھ بھیج دیا تھا۔

اب خود نکل کر آس پاس کی شاپ پر نظر گھمار ہی تھی۔ جبکہ ہادان تینوں کو لینے گیا تھا جو ایک گھنٹہ ہو گیا تھا ابھی تک واپس نہیں آئی تھیں۔

تھک ہار کر عفاف بھی گاڑی سے نکل آئی تھی اور ادھر ادھر نظریں گھمار ہی تھی۔

چلتے چلتے ایک دکان کے پاس رکی اور سٹالر دیکھنے لگ گئی۔

جہاں سے تیزی سے گزرتا لڑکا اس کے اندر لگ کر گزر گیا۔

عفاف جھٹکے سے مڑی۔

دو لڑکے تھوڑا سا دور کھڑے نہں رہے تھے۔

یعنی وہ جان بوجھ کر عفاف کے اندر بچ کر گئے تھے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عفاف کڑے تیوروں سے انہیں دیکھ رہی تھی کہ تبھی ان دونوں میں سے ایک لڑکا کچھ

آوازیں کسنے لگا۔ اور ساتھ ہی کوئی گانا گانے لگ گیا تھا۔

اس سے پہلے کے وہ لڑکا بد تمیزی کی حد کر اس کرتا اور دوبارہ عفاف کے پاس آتا۔

تیزی سے کسی نے آکر عفاف کے بازو کو پکڑا تھا اور وہاں سے دور لے گیا۔

پچھے ٹرن کر کے ایک نظر دیکھا جہاں سے ان دونوں لڑکوں کو باندھ کر لے جایا جا رہا تھا۔

سرد نظروں سے دیکھ کر چہرہ سیدھا کیا اور عفاف کا سختی سے بازو پکڑ کر لے جا رہا تھا۔

عفاف روبوٹ کی طرح ساتھ کھینچی چلی جا رہی تھی۔

ایک قدرے سنسان سڑک پر جا کر عفاف کے ہاتھ پر اپنی گرفت ڈھیلی کی تھی۔

عفاف نے گردن اٹھا کر دیکھا تو وہیں جامد ہو گئی۔

سامنے کھڑے شخص کی آنکھوں سے انگارے نکل رہے تھے جیسے ابھی جلا کر راکھ کر دے۔

چہرے پر سرد مزاجی چھائی ہوئی تھی۔ بے تاثر لہجہ تھا۔

جب وہ لڑکا آپ سے بد تمیزی کر کے گیا تھا۔ آپ کچھ بولی کیوں نہیں تھیں۔

عفاف سن کھڑی تھی۔

بولیں اپسرا۔ وہ دھاڑا تھا۔

عفاف کی آنکھوں سے آنسو گرے تھے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ازلان یکدم نرم ہوا تھا۔

جیسے ہی وہ دونوں کیفے سے نکلیں تو کبیر نے فون کر کے ازلان کو اطلاع دی تھی کہ سر وہ

دونوں کسی گاڑی میں بیٹھ کر جا رہے ہیں۔

تب پتا کروانے پر ازلان کو پتا چلا تھا کہ وہ سب ہاد کے ساتھ گھومنے پھرنے گئے تھے۔

ازلان سے رہا نہیں گیا تو اپنا کام کر کے وہیں آ گیا تھا۔ ایک گھنٹے سے وہ عفاف کو اکیلا بیٹھا دیکھ رہا

تھا اور ہاد پر غصہ بھی آ رہا تھا۔ وہ اکیلے کیوں چھوڑ کر گیا ہے اسے۔

تبھی عفاف باہر نکلی تو اس کے بعد وہ لڑکے۔ ازلان بخوبی ان کی حرکتیں نوٹ کر رہا تھا۔

وہ عفاف کا بس ری ایکشن دیکھ رہا تھا کہ وہ اب کیسی ہے؟

پہلے جیسی بہادر یا پھر ابھی بھی ڈر پوک۔

لیکن عفاف نے کوئی ری ایکٹ نہیں کیا تو از لان کے صبر کا پیمانہ یہیں تک تھا۔

از لان نے عفاف کے بازوؤں کو آہستہ سے چھوڑا تھا۔

میرے سامنے آپ کی زبان بہت چلتی ہے اب کدھر گئی وہ زبان۔ قفل لگ گیا ہے کیا؟

شروع میں از لان نے نرمی سے کہا اور پھر آخر میں تھوڑا غصے سے کہا تھا۔

عفاف بولنے ہی لگی تھی کہ از لان پھر بولا۔

اپنے ڈر کو جیتنا سیکھیں اپسرا۔ ایسے ہر کوئی آپ کو بزدل ہی سمجھے گا اور کچل کے رکھ دے گا۔

آپ جب تک جوانی کا روئی نہیں کریں گی چپ چاپ ڈری سہمی رہیں گی تو لوگ آپ کو اور

ڈرائیں گے۔ اپنے آپ کو کسی پر منحصر مت ہونے دیں۔ آپ آپ ہیں اپسرا اور کوئی نہیں۔

بہادر بنیں گی تو ہی فاتح کہلائیں گی۔

آہستہ آہستہ کہہ کر دور ہوا تھا۔ لیکن از لان، ہاد پر سخت غصہ تھا اور اب وہ کچھ سوچ چکا تھا جس

پر اب صرف ہاد کو آگاہ کرنا تھا بس۔

عفاف پہلی باریک ٹک از لان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جو مرہم رکھنے کی کوشش کر رہا تھا اور

یقیناً کامیاب بھی ہو گیا تھا۔ عفاف کے بہتے آنسو تھم چکے تھے۔

از لان دور ہوتے ہوئے ایک پیغام چھوڑ گیا تھا۔

Your eyes are like a rainy night,

My boats sink in them

My writing disappear in there reflection

Mirrors have no memory

وہ کہہ کر جا چکا تھا۔ عفاف بت بنے وہیں کھڑی رہ گئی۔ اسے آج میسج بھیجنے والا شخص کا بھی پتا چل گیا تھا۔



Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ریمین اور مناہل کب سے کھڑی شاپ پر جوتے دیکھ رہی تھیں۔ کبھی ایک شاپ پر کبھی دوسری شاپ پر۔۔

یار آپویہ نہیں اچھا۔ وہ دیکھو سامنے بلیک کلر کے ہیل شوز زیادہ اچھے لگیں گے۔۔ مناہل نے سامنے سے نظر آتی شاپ پر بلیک ہیل شوز کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

ایمن ادھر ادھر نظر میں گھما کر دیکھ رہی تھی۔ وہ اچھا خاصا بورہور ہی تھی۔۔

عافی خود یہاں آئی نہیں اور مجھے بھیج دیا پتہ بھی ہے کہ مجھے شاپنگ کرنا کچھ خاص پسند نہیں۔۔ خود میڈم کو شوز لینے نہیں تھے اور مجھے ایسے ساتھ زبردستی بھیج دیا جیسے میں نے ہی تو

شاپنگ کرنی ہے۔۔ ایمن آہستہ آہستہ بڑبڑا رہی تھی اور ساتھ عفاف کو بھی دل ہی دل میں ہزار باتیں سناتی رہی۔۔

راہین اور مناہل تو اپنے جوتے پسند کر رہے ہیں میں کیا کروں؟ سوچتے ہوئے ارد گرد دیکھنے لگی۔۔

ہاد جو کب سے پیچھے کھڑا ایمن کی بڑبڑاہٹ سن رہا تھا۔ مسکرا دیا۔۔

ایم۔ سوری عافی کو آپ کو بھیجنے سے پہلے ایک بار پوچھ لینا چاہیے تھا۔۔ اچانک سے ہاد کی آواز سن کر ایمن دھڑکتے دل کے ساتھ فوراً مڑی تھی۔۔

آپ۔۔ ایمن نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جی میں۔۔ ہاد نے مسکرا کر کہا۔

ایمن اب کی بار ہچکچاہٹ کا شکار ہوئی تو نظروں کا زاویہ بدل کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

وہ۔۔ وہ میرا مطلب یہ نہیں تھا۔ ایمن نے دھڑکتے دل کے ساتھ صفائی دینے کی کوشش کی تھی۔

کپکپاتے ہاتھ اور آواز میں موجود لڑکھڑاہٹ کو ہاد نے بخوبی محسوس کیا تھا۔۔

میں اتنا بھی ڈراؤنا نہیں ہوں کہ آپ مجھے دیکھ کر ڈر جائیں۔۔ ہاد نے مسکراہٹ دبا کر کہا۔

نہیں وہ۔۔ ایمن ہچکچائی تھی۔۔

ہاد بھی تھوڑا سا سنجیدہ ہوا تھا اور فوراً سے بولا۔

آپ ریلیکس کریں۔۔ ڈونٹ وری۔۔ میں سمجھتا ہوں عافی کو بھی ساتھ آنا چاہیے تھا۔ تاکہ آپ قدرے بہتر محسوس کرتی۔۔ مخصوص مسکراہٹ، مسکراتے چہرے سے ہاد نے ایمن کو کہا تھا۔۔

نہیں۔ نہیں ایسی بات نہیں ہے۔۔ ایمن اپنی ہی بات پر شرمندہ سی ہوئی تھی۔۔

ہاد نے ایمن کی گھبراہٹ کو اچھا خاصا نوٹ کیا تھا۔ بار بار اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں پھنسائے اپنے انگوٹھے کو اپنے ہاتھ پر بار بار سہلار ہی تھی۔۔

ریلیکس ہو جائیں ایمن۔ ہاد نے ایمن کو پرسکون کرنے کی کوشش کی تھی جو گھبراہٹ کا شکار ہو رہی تھی۔۔

ایمن نے فوراً سے نظریں اٹھائیں۔

ہاد دیکھ کر مسکرا دیا تھا۔

آپ حیران ہو رہی ہیں نامیں آپ کا نام کیسے جانتا ہوں؟ ہاد نے تجسس سے پوچھا تھا۔

وہ آرام دہ انداز میں ایمن سے بات کر رہا تھا جیسے وہ اور ایمن کب سے ایک دوسرے کو جانتے ہوں اور اچھی خاصی دوستی بھی ہو۔۔

ایمن نے غیر فطری طور پر اثبات میں گردن ہلادی۔

ہاد دیکھ کر مسکرا دیا تھا۔

ایکپولی۔ میں نے آپ کے ساتھ ساتھ آپ کے نام کی بھی کافی تعریف سنی تھی۔ جو کل کے بعد یقین میں بدل گئی۔ ہاد مسکراتے ہوئے کہہ کر آگے راہین اور مناہل کی طرف بڑھ گیا۔

ایمن اس کے لفظوں کی کشمکش میں مبتلا ہو کر پیچھے حیرانی سے ہاد کی پشت دیکھتی رہ گئی۔

پھر اچانک حیرت کا عنصر ختم ہوا اور بھولی بھٹکی ہلکی سی مسکراہٹ نے ایمن کے ہونٹوں کو چھوا تو وہ بھی مسکرا دی۔

ایک خوشی نے آن گھیرا تھا۔ کتنا خوش کن احساس تھا۔ ایک فسوں خیز لمحہ تھا جو ٹوٹ

گیا۔۔ نجانے کیسے۔ لیکن یہ احساس ایمن کی زندگی کے خوبصورت لمحوں میں لکھا گیا تھا۔

ایمن مسکراتی رہ گئی۔۔ جو گھبراہٹ ایمن پر طاری ہوئی تھی۔ کہیں دور جاسوئی۔ وہ دوبارہ سے

ایک مضبوط، باہمت لڑکی بن گئی اور قدم اٹھاتے ہوئے ہاد کے پیچھے چل دی۔۔ جواب راہین

اور مناہل کو شاپ سے لے کر واپس اپنی گاڑی کی طرف جارہا تھا۔

تجھے سوچنے میں ایک لمحہ چاہیے

تجھے دیکھنے کے لیے ایک وقت چاہیے

ہر پل تیرے ساتھ کی خواہش سی جاگ رہی ہے

مجھے تا عمر وہ خواہش پوری چاہیے

(ماہم)



عفاف سُن کھڑی تھی۔۔ وہ تو بس اس شخص کو شکل سے یا آواز سے پہچانتی تھی۔ نام تو جانتی  
تک نہیں تھی۔۔

کون تھا وہ؟ ایک ہمدرد یا پھر انسانیت سے بھرپور باوجود ضرورت کے وقت آن پہنچتا  
تھا۔۔ پہلے کل بارش کے روز، آج پھر۔۔ کوئی فرشتہ تھا یا پھر فرشتہ صفت انسان۔۔ سوچتے  
ہوئے عفاف میکانکی انداز میں آگے کی طرف چل پڑی۔۔

دور کھڑے شخص نے فوراً سے کال ملائی تھی۔۔

سر۔ میم سڑک کی طرف جا رہی ہیں۔۔

ازلان جو اپنی گاڑی میں بیٹھا خود کو پرسکون کرنے کی کوششوں میں تھا۔۔ جب اچانک سے کال  
آئی۔۔

فوراً سے ازلان نے کال پک کی تھی۔۔

دھیان رکھنا۔۔ کہیں غلط روڈ پر نہیں چلی جائیں۔۔

سڑک سنسان ہے وہاں کم ہی گاڑیوں کا ہجوم ہوتا ہے لیکن پھر بھی دھیان رکھو۔۔

جی ٹھیک سر۔ مؤدب انداز میں کہتے ہوئے دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا۔۔

ازلان نے سر اپنا اسٹیئرنگ پر ٹکا یا تھا۔۔

آنکھیں بند کیں تو نیلی آنکھوں کے سامنے کالی آنکھوں کا عکس لہرایا اور پھر نمی سے بھر پور کالی آنکھیں نظر آئیں تو ازلان نے جھٹ سے آنکھیں کھول دیں۔۔

آئی ایم۔ سوری اسپر آئیندہ میں آپ کی آنکھوں میں ایک آنسو نہیں آنے دوں گا۔ یہ میرا وعدہ ہے۔ آپ کے آنسو تکلیف دیتے ہیں اور جب یہ آنسو آپ کی زندگی کا ایک اہم حصہ بن جائیں تو زندگی اجیرن بنا کر رکھ دیں گے۔ میں بھر پور کوشش کروں گا یہ آنسو آپ کی زندگی سے ختم کر دوں اور آپ کی زندگی خوشیوں سے بھر دوں۔۔ ازلان نے سر سیٹ سے ٹکا کر سوچا اور مسکرا دیا کہ آج تو ڈمپل بھی مسکرانے میں ساتھ دے رہا تھا۔ ایسے ہی جیب سے فون نکالا اور ساتھ ہی فون نکال کر ہاد کو کال کی تھی۔۔۔

ہاد جو عفاف کو گاڑی میں ناپا کر پریشان ادھر ادھر ٹھہل رہا تھا۔۔ رامین، منابل، ایمین کی بھی حالت ہاد سے مختلف نہیں تھی۔

تینوں کی رنگت زرد پڑ چکی تھی۔۔

ہاد بھائی۔۔ عافی آپ کی کدھر گئیں؟ ادھر ہی تو تھی۔

مناہل جسکی آواز رونے سے بھاری ہو رہی تھی پریشانی سے بولی۔۔

ہاد، عفاف کو کالز مل رہا تھا۔ جب سامنے سے چلتی آتی عفاف نظر آگئی تو سب سے پہلے ایمن نے دیکھ کر چیخ ماری۔۔

وہ رہی عفاف۔۔ تینوں نے تیزی سے مڑ کر دیکھا تو سگھ کا سانس لیا۔۔ رامین، مناہل اور ایمن تینوں اس کی طرف بڑھ گئیں جبکہ ہاد کے موبائل پر کالز پر کالز آرہی تھیں۔۔ سب تیزی سے آگے بڑھ کر عفاف کے پاس پہنچے۔۔

عافی کدھر تھی تم؟ ہم اتنی دیر سے پریشان ہو رہے ہیں۔۔ سب سے پہلا سوال ایمن کی طرف سے آیا تھا۔۔

عافی آپنی ہم کتنا پریشان ہو گئے تھے۔۔ دوسری آواز مناہل کی تھی۔۔

عافی بولو ہماری توجان نکال کر رکھ دی۔۔ اگلا سوال رامین کی طرف سے آیا تھا۔۔

چلو چھوڑو سب بیٹھو گاڑی میں۔۔ چڑیل آگئی ہے نا۔۔ اچانک سے ہاد نے بول کر ٹینشن زدہ ماحول کا اثر زائل کرنا چاہا۔

عفاف یہاں قریب ہی شاپ سے کچھ لینے گئی تھی۔۔ مجھے بتا کر گئی تھی۔ میرے مائنڈ سے ہی نکل گیا۔ تم لوگوں کو بتانے کا یاد ہی نہیں رہا۔۔

ہاد نے کچھ وقفے کے بعد سے فوراً بولا تھا تو کب کی چپ عفاف نے حیرانی سے ہاد کو دیکھا تھا۔ جو مسکرا رہا تھا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں ریلیکس رہنے کی تلقین کر رہا تھا۔ تبھی ہاد کی نظر ارد گرد پڑی تو چھ خونخوار نظریں اسے گھورنے میں مصروف تھیں۔۔

ہاد کھسیانی ہنسی ہنسا تھا۔۔ بالوں میں ہاتھ پھیر کر بولا۔ سو۔ سوری میں بتانا بھول گیا تھا۔  
 راین اور مناہل تو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی تھی جبکہ ایمن اچانک سے بولی تھی۔۔  
 ہاں جب یہاں ہم مر جاتے اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے تو آپ آکر بتا دیتے۔ ایمن نے فوراً  
 سے زبان دانتوں تلے دبائی تھی۔۔

ہاد نے بھی ایک بار مڑ کر حیرانی سے ایمن کی طرف دیکھا۔۔ جبکہ راین اور مناہل بھی حیرت  
 سے ایمن کی طرف دیکھ رہی تھیں۔۔ جواب نظریں جھکائے شرمندہ شرمندہ سی نظر آرہی  
 تھی۔۔۔

عفاف فوراً سے بولی۔۔ سوری۔۔ اب بس کریں میں ادھر پاس ہی شاپ میں سٹالرز دیکھ رہی  
 تھی۔۔۔ وقت کا پتہ ہی نہیں چلا۔

راین نے ایک بار گردن موڑ کر اس سائیڈ کو دیکھا تھا۔۔ جہاں سے عفاف ابھی آئی تھی۔۔  
 اچھا۔۔ راین نے تھوڑا سا کھینچ کے بولا۔۔

جہاں سے تم آرہی تھی وہاں بھی شاپس موجود ہیں۔۔۔ راہین نے جانچتی نظروں سے پوچھا تھا۔۔۔

بس کر دو تم لوگ جہاں دل کرتا ہے شروع ہو جاتی ہو۔۔۔ ہاد نے تھوڑا سا غصہ کر کے کہا تو ایمن نے شرمندگی سے سر تھوڑا اور جھکا لیا تھا۔۔۔

منابل اور راہین یکدم چیخی تھیں۔۔۔

ہاد بھائی، عافی آپ کی لاڈلی جو ہیں۔۔۔ آپ نے کچھ کہنا تو ہے نہیں۔۔۔ اس لیے چلیں گول گئے بھی کھانے ہیں لیٹ ہو رہے۔۔۔

دو نونوں منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنس پڑی۔۔۔  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
یہ کب ڈیسا سیڈ ہوا؟ ہاد نے آبرو اچکا کر پوچھا تھا۔۔۔

منابل اور راہین نے ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر آنکھوں ہی آنکھوں میں دیکھا اور بولی۔۔۔

ابھی۔ ابھی ایمن آپ کی کا دل کر رہا تھا تو ہم نے حامی بھر لی۔۔۔ ایمن نے جھٹکے سے سراٹھا کر دو نونوں کو دیکھا تھا جو آرام سے جھوٹ بول کر اس پر الزام لگا رہی تھیں۔۔۔

عفاف بھی اس سب میں ہنسی تھی۔

اسے بھی پتا تھا دل خود کا کر رہا ہو گا الزام دوسروں کے سر۔۔۔

سب ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنس پڑے تھے۔

چلو بیٹھو گاڑی میں بھکڑ عورتوں۔۔ ہاد نے مسکراہٹ دبا کر کہا تھا جبکہ سب کے منہ  
 صدمے سے پورے کھل چکے تھے۔۔  
 عورتیں۔ وہ چاروں ہی چیخیں تھیں۔۔  
 ہاد کا بھرپور قہقہہ گونجا تھا۔۔

چلو جلدی کرو یار۔۔ میں لیٹ ہو رہا ہوں پھر میں نے جانا بھی ہے۔۔ ہاد نے گاڑی کا دروازہ  
 کھولتے ہوئے کہا تھا۔۔

مناہل نے حیرانی سے ہاد کو دیکھا۔۔

آپ نے کہاں جانا؟ آج کا سارا دن ہمارے ساتھ ہیں آپ کہیں نہیں جا رہے اوکے۔ حکمیہ انداز  
 میں مناہل نے ہاد کو کہا تھا۔

باقی تینوں گاڑی میں بیٹھ چکی تھیں۔

عفاف فرنٹ سیٹ پر جبکہ باقی پیچھے۔

بہت اہم کام ہے منہانچے مجھے جانا ہے۔ ہاد نے مناہل کا گال تھپتھپا کر کہا تھا۔

ہم سے بھی زیادہ ضروری۔۔ مناہل نے دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر سوالیہ انداز سے پوچھا تھا۔۔

ہاں بالکل۔۔ ہاد نے بمشکل اپنی اٹڈنے والی مسکراہٹ کو روکا تھا۔

تم لوگ ضروری ہو کیا؟ ہاد نے سوالیہ انداز سے پوچھا تو مناہل پاؤں پٹختی گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔۔

ہاد بس مسکراتا رہ گیا۔۔۔

گاڑی میں بیٹھنے کے بعد ہاد نے ایک نظر مرر کی طرف دیکھا جہاں سے پہلے ہی ایمن کی نظریں موجود تھیں۔۔

فوراً سے ایمن نے نظروں کا زاویہ بدلا تھا۔۔

ہاد دیکھ کر مسکرا دیا اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔

ایمن کا دل تیز رفتار سے دھڑک رہا تھا۔ اس کی رفتار تیز سے تیز تر ہو گئی تھی۔۔ نجانے کیسا احساس تھا جو ایمن کے دل کے گوشے میں پیدا ہو رہا تھا۔ ایک نرم سا خوبصورت احساس۔۔

دل دھڑک رہا تھا ایک مسکراہٹ سے۔ دل بغاوت کر رہا تھا ایمن میر شاہ سے۔۔ دل آرزو کر

رہا تھا کسی کو چاہنے کی۔۔ ایمن نے ایک چور نظر ہاد پر ڈالی تھی جو اب گاڑی ڈرائیو کرنے میں

مصروف تھا۔۔۔

نگاہوں کے تصادم سے عجب تکرار کرتا ہے

یقین کامل نہیں، لیکن گماں ہے پیار کرتا ہے



فرقان صاحب سربراہی کر سی پر براجمان تھے۔۔ جبکہ فرحان صاحب بالکل ساتھ ہی کر سی پر موجود تھے۔۔ روبینہ بیگم اور رابعہ بیگم دونوں ہی پاس بیٹھیں چائے سرو کر رہی تھیں۔۔  
 روبینہ بیگم نے بات کا آغاز کیا تھا۔۔

میں سوچ رہی تھی کیوں ناب عفاف کی شادی کا بھی سوچ لیں۔۔ ان کی پڑھائی بھی جلد ہی مکمل ہونے والی ہے۔۔ روبینہ بیگم نے چائے کی پیالی فرقان صاحب کو پکڑاتے ہوئے کہا تھا۔۔  
 بھابی میں تو سوچ رہی ہوں ہاد کی بھی ساتھ ہی کر دیں۔۔ رابعہ بیگم نے اپنی رائے بھی دی تھی۔۔

ہمم اچھا ہے دونوں بہن، بھائی ساتھ ساتھ ہونگے تو کوئی مسئلہ نہیں۔۔ روبینہ بیگم نے پر سوچ انداز میں کہا تھا۔  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فرقان صاحب جو کسی گہری سوچ میں غرق تھے۔۔ روبینہ بیگم کی پکار پر ہوش میں آئے۔۔  
 آپ بتائیں کیا کیا جائے؟

ہاں سر بڑا کر جواب دیا تھا۔۔

میں نے کچھ کہا تھا روبینہ بیگم نے اپنا سوال دہرایا۔۔

ہاں ٹھیک ہے۔۔ میرے ایک دوست نے مجھ سے عفاف کے متعلق بات کی تھی پھر اس کو کھانے پر انوائٹ کر لیتے ہیں۔۔ فرقان صاحب کچھ توقف کے بعد بولے تھے۔۔

ٹھیک ہے۔۔ سب نے ایک ساتھ حامی بھری۔۔

سب کی چائے ختم ہو چکی تھی۔ اٹھنے لگے تو ایک دم سے اتنا شور اندر آیا تھا۔ سب نے گردن موڑ کر دیکھا تھا جہاں سے سب بچوں کا ٹولا شور مچاتا اندر داخل ہو رہا تھا۔۔

ایمن بھی سب کے پر زور اصرار پر ان کے ساتھ گھر ہی آگئی تھی۔۔

ریان جو اپنے کمرے میں سویا ہوا تھا ہڑ بڑا کراٹھ گیا اور شوز پہن کر نیچے اتر آیا۔۔

کیا مصیبت آگئی تھی؟ ریان نے غصے سے پوچھا تھا۔۔

مناہل جو صوفے کے سائیڈ پر چڑھ کے بیٹھی تھی ہنس پڑی اور فوراً سے بولی تھی۔۔

بھئی گھر میں تو اتنا سناٹا تھا۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے ہم کسی قید خانے میں آگئے ہیں۔۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے یہاں کوئی رہتا ہی نہیں ہے۔۔ اتنی خاموشی ارے بھائی اتنی خاموشی۔۔

مناہل کی دہائیاں عروج پر تھیں اگر بروقت مناہل نظر اٹھا کر نہیں دیکھتی کہ ارد گرد موجود سب لوگ غائب تھے۔۔

سوائے ریان کے جو بیٹھا قہقہے لگا رہا تھا۔۔

پاؤں پٹختی مناہل اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی جہاں سب ایک دوسرے کو اپنی شاپنگ دکھانے میں مصروف تھے۔۔



سرکل ہماری ریاض انڈسٹریز کے ساتھ میٹنگ ہے۔۔

اور اس جگہ جہاں پر ڈیل فائنل ہونی ہے وہ بھی ڈیسا بیڈ ڈے ہے۔۔ بس آپ ٹائمنگ کنفرم کر دیں۔ تاکہ ریاض انڈسٹریز کو انفارم کر دیا جائے۔۔ مؤدب انداز میں سر جھکا کر مظفر نے اپنی بات ختم کی تھی۔۔

ٹھیک ہے کل شام چار بجے میٹنگ اریج کر والو۔۔ یہ میٹنگ بہت اہم ہے اس میٹنگ کا پراجیکٹ ہمیں ہر حال میں چاہیے۔۔ ازلان نے اپنے مخصوص رعب دار لہجے میں بات مکمل کر کے جانے کا اشارہ کیا تھا۔۔

تبھی دروازہ ناک ہوا تھا اندر آنے والے کو دیکھ کر ازلان کی رگیں تن گئیں۔۔ ماتھے پر سلوٹوں کا اضافہ ہوا۔۔ چہرے پر ناگواری سی پھیل گئی تھی۔۔

ریحام جو ہاتھ میں کافی کا کپ تھا مے شارٹ شرٹ ساتھ جینز پہنے، بال سٹریٹ کیے، ڈارک لپ سٹک لگائے، ہیل پہنے ٹک ٹک کرتی اندر داخل ہوئی تھی۔۔

سر آپ کی کافی۔۔ ریحام نے میز پر کافی کا مگ رکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

اوکے ازلان نے کافی کا مگ پکڑتے ہوئے کہا تھا۔۔

جی مس ریحام اور کچھ۔۔ ازلان نے سوالیہ انداز سے پوچھا تھا۔۔

نو۔ نو سر۔ ریحام تھوڑا سا گڑبڑائی تھی۔۔

سر وہ کل کی میٹنگ کی ڈیٹیلز۔۔ اس سے پہلے کہ ریحام اپنی بات مکمل کرتی از لان نے بات کاٹ دی تھی۔۔

It's none of your business Miss reham

آپ اپنے کام سے کام رکھیں مس ریحام۔۔ جو آپ کو کام دیا گیا ہے۔۔ صرف وہی کام آپ کی ذمہ داری ہے اوکے۔۔

ریحام نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔

وہی غصہ، وہی رعب وہی ازلی انداز میں بات کہہ کر از لان نے اپنی چیئر گھمائی تھی اور ایک فائل اٹھا کر اس کا مطالعہ کرنے مصروف ہو گیا تھا۔۔

چند لمحے از لان نے چیئر گھمائی تو ریحام کو وہیں کھڑے پایا۔۔ جو ارد گرد اپنی نظریں گھما کر کچھ ڈھونڈنے میں مصروف تھی۔۔

Miss reham u can go now

ریحام نے ہڑ بڑا کر دیکھا تھا۔۔

جی۔ جی۔

تیزی سے باہر نکل کر کارڈور کی طرف بڑھی تھی۔۔

از لان تا سرف سے سر ہلا کر دوبارہ سے اپنے کام میں مصروف ہو گیا تھا۔۔

جسبھی کوئی بنا قدموں کی چاپ کیے ٹیبل کے سامنے کرسی پر بیٹھا تھا۔ ازلان نے سر نہیں اٹھایا تھا۔

اونہوں، اونہوں سامنے بیٹھے شخص نے گلا کھنکھارا تھا۔

ازلان مسکراہٹ دبا کر اپنے کام میں ہی مصروف رہا۔

کچھ لوگوں کو خیال ہے کہ کوئی آیا ہے اور ان سے اٹھ کر مل لیں۔۔ ہاد نے طنزیہ کہا تھا۔

ازلان نے پھر مسکراہٹ دبائی تھی۔۔

کیوں میں کیوں ملوں جو آیا ہے وہی مل لے۔ ازلان نے مسکراہٹ دبا کر کہا تھا۔

میں ناراض ہوں۔۔ ہاد نے بچکانہ انداز سے کہا تو ازلان کا بھرپور قہقہہ گونجا تھا۔

ہاد بچے مت بنو۔۔ ازلان نے مسکرا کر کہا تھا۔

اچھا مطلب جو اتنے دنوں سے میرے ساتھ کر رہے ہو وہ کیا تھا؟ اب اس کے لیے ناراض بھی

نہ ہو۔ ہاد نے غصے سے کہا تھا۔

میں نے کیا کیا؟ ازلان نے حیران ہونے کی بھرپور ایکٹنگ کی تھی۔۔

اچھا زی تمہیں تو میں۔۔ ہاد فوراً سے اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔

ازلان کو موقع دیئے بغیر ایک زوردار تیج ازلان کے پیٹ پر مار کر اسے گلے لگ گیا تھا۔

ازلان جو حیرانی سے ہاد کو دیکھ رہا تھا۔

یہ کیا حرکت تھی ہاد؟ از لان نے خونخوار نظروں سے دیکھا تو ہاد کا بھرپور قہقہہ گونجا تھا۔

یہ اتنے دنوں کا بدلا۔ کہہ کر آرام سے کندھے اچکا کر کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

از لان کھڑا دیکھتا رہا تو ہاد پھر سے بولا تھا۔

ابھی بھی بدلا پورا نہیں ہو امیرا۔ ہاد نے سنجیدہ ہونے کی بھرپور کوشش کی تھی۔

اچھا جی روٹھی محبوبہ۔۔ از لان کھل کر مسکرایا تھا۔

ہاد کا منہ حیرت سے کھلا تھا۔

ازلی کا یہ کونسا روپ ہے؟ ہاد نے پرسوج انداز میں کہا تھا کہ از لان اور ہاد کا بھرپور قہقہہ گونجا

تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تبھی آفس کا دروازہ کھلا اور بے شمار بکے اندر لائے گئے۔ دونوں یکدم سنجیدہ ہوئے تھے۔۔

از لان جو ابھی کرسی پر بیٹھا تھا۔ اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا تھا۔

یہ کس لیے؟ از لان نے کھڑے ہو کر فوراً سے پوچھا تھا۔

کیوں بتاؤں؟ ہاد نے مسکراہٹ دبائی تھی۔۔ اندر آنے والے کو ہاد نے جانے کا اشارہ کیا تھا۔

ہاد ٹیلی کام سے کافی کا آرڈر دے کر آرام سے کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے اپنی مسکراہٹ کو

روک رہا تھا۔۔ جو از لان کے حیران تاثرات دیکھ کر بار بار اٹھ رہی تھی۔۔

ہاد میں سیریس ہوں یہ بکے کس لیے؟ نیلی آنکھوں میں عجیب سا حیران کن تاثر تھا۔

پہلے مجھے مناؤ پھر بتانا ہوں۔ ہاد نے سنجیدہ ہونے کی بھرپور کوشش کی تھی۔۔

ہاد باز آ جاؤ۔۔ ازلان نے تھوڑا سا غصے سے کہا تو ہاد بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔

یہ پھول خاص اس کے لیے جسے تم نے پرسوں شاپ سے خریدنے کا کہا تھا۔ ہاد نے مسکرا کر

ازلان کی طرف دیکھا تھا جو حیرانگی کا تاثر لیے ہاد کو گھور رہا تھا۔۔

ازی۔۔ کیا چھپا رہے ہو بلکہ چل کیا رہا ہے؟ ہاد نے جانچتی نظروں سے پوچھا تھا۔۔

کل ہماری میٹنگ ہے اور تم ٹائم سے تیار رہنا۔ ازلان نے اپنی ہی بات کی تھی۔۔

میں نے یہ تو نہیں پوچھا۔۔ ہاد نے کافی کاگ اٹھاتے ہوئے کہا تھا جو ابھی ایک ور کر دے کر گیا

تھا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تو کیا پوچھا ہے؟ ازلان نے دوبارہ سے سوال کیا تھا۔۔

یہ آج کل تمہارا بدلا بدلا سا رویہ، آج کل تمہاری آنکھیں نیند کی متلاشی ہو رہی ہیں۔۔ خیر تو

ہے۔۔ ہاد نے مسکرا کر کہا۔

ارے یار کچھ نہیں کام بہت ہوتا ہے اس وجہ سے۔۔ ازلان نے ایک فائل اٹھاتے ہوئے کہا

تھا۔۔

اچھا ٹھیک ہے۔ سچ میں کام بہت زیادہ ہوتا ہے۔۔ کافی کاسپ لیتے ہوئے ہاد نے کہا تھا۔۔

ازلان کھڑا ہوا تھا۔۔

یہ جو تم عجیب عجیب حرکتیں کر رہے ہو۔ راہ چلتے کسی کو گاڑی میں بٹھانا پھر فلاور شاپ پر جا کر ایک خاص قسم کے پھول خریدنا۔ آدھی رات کو میرے کمرے میں سہیل کو فائل دے کر بھیجنا۔ حالانکہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ آفس کا کوئی بھی کام گھر پر کیا جائے اور وہ آدھی رات کو صرف ایک سائن کے لیے۔۔ ہاد نے اپنے چہرے پر بمشکل سنجیدگی کا لبادہ اوڑھ کر بات مکمل کر کے کافی کی چسکی لی تھی اور دائیں طرف مڑ کر ایک نظر ازلان کو دیکھا تھا۔۔

جو فائل تھامے اسے ہی گھور رہا تھا۔۔

یہ تمہیں کس نے کہا؟ ازلان نے دانت پیسے تھے۔

مجھے تو کسی نے بھی نہیں کہا۔ میں تو تمہارے آج کل کے روٹین ورک گنوار ہا تھا جو آفس سے بھی زیادہ بڑی ہیں۔۔ ہاد نے اپنی مسکراہٹ کو دبایا تھا۔۔

ازلان دوبارہ سے اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ گیا تھا۔۔ فائل کو سائڈ پر رکھ کر مکمل طور پر ہاد کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔

اب آیا اونٹ پہاڑ کے نیچے۔۔ ہاد نے اپنی اٹڈنے والی مسکراہٹ کو روکا تھا اور بالکل سامنے کرسی پر تھوڑا سا آگے جھک کر بیٹھ گیا تھا۔۔

ازی کون ہے وہ؟ ہاد نے تھوڑا آگے جھک کر ازلان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سوال کیا تھا۔۔

اپسرا۔۔ ازلان نے کرسی سے ٹیک لگا کر آرام سے جواب دیا تھا۔۔۔

ہاد کا بھرپور قہقہہ گونجا تھا۔۔

صحیح نام بتاؤ کون ہے وہ؟ ہاد نے ایک بار پھر سے استفسار کیا تھا۔۔

پہلے تم مجھے بتاؤ۔ یہ میرے بارے میں اتنی معلومات کہاں سے لی ہے۔۔ ازلان نے غصے سے کہا تھا۔۔

ہاد کا قہقہہ ایک بار پھر گونجا تھا۔۔

بتایا تو تھا تیرے سے زیادہ تمہارے آفس ورکرز میرے جاسوس ہیں۔۔ ہاد نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تھا۔۔

کیا مطلب؟ ازلان چونکا تھا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بھول گئے میٹنگ کا بھی مجھے پہلے سے انفارم کیا گیا تھا۔۔ ہاد نے بمشکل اپنی اٹڈنے والی مسکراہٹ کورو کا تھا۔۔

وہ میٹنگ تھی ہادیہ میرا پر سنل۔۔ ازلان یکدم سنجیدہ ہوا تھا۔۔

ہاں نا تیرا پر سنل میرا پر سنل کچھ بھی نہیں ہے۔۔ ہاد نے مسکرا کر کہا تو ازلان نے ایک نظر ہاد کو تاسف سے دیکھا تھا۔۔

بات مت گھماؤ ازی۔ بتاؤ کون ہے وہ؟ ہاد دوبارہ سے اپنے سوال کی طرف آیا تھا۔۔

پہلے اگر میں تم سے محبت اور پیار کے بارے میں پوچھوں تو کیا کہو گے؟ از لان نے سنجیدگی سے اپنا سوال کیا تھا۔۔

ہاں بھی یکدم سنجیدہ ہوا تھا۔۔

میرے نزدیک پیار جو ایک اٹریکشن سے ہوتا۔ ایسی اٹریکشن جو آپ کو کھینچتی ہے۔۔ آپ کو اس شخص کی کوئی نا کوئی ایسی بات اچھی لگ جاتی ہے کہ آپ بار بار اسے یاد کرتے ہو۔ بار بار اس کا خیال آتا ہے۔۔ لیکن یہ وقتی اٹریکشن بھی تو ہو سکتی ہے وقتی احساس جو آپ کے دل میں ایک جگہ بنانے میں کامیاب ہوا پھر آہستہ آہستہ پس پردہ چلا گیا۔۔ وہ اٹریکشن وقتی بھی ہو سکتی ہے اور مستقل بھی۔۔

محبت ایک ایسا لفظ جو دو انجان لوگوں کو شناسائی بخش دے۔ ایک ایسا احساس جو آپ کی روح میں رچ بس جائے۔۔ جس کی ایک نظر کے آپ متلاشی ہو جائیں۔ جس کو سننے کے لیے آپ ایک سامعین بن جائیں۔۔ جس سے ہر وقت ہر لمحہ ملنے کو آپ خواہاں ہو لیکن حلال طریقے سے۔۔ محبت اگر سچی ہو تو اسے حلال رشتے میں کرنے کے لیے بھرپور کوشش کریں تاکہ آپ کی محبت ایک پاکیزہ رشتے میں بندھ کر آپ کے پاس موجود ہو۔۔ میرا کہنا ہے جس سے ملنے کے لیے آپ اتنی کوششیں کر کے دن رات ایک کر دیتے ہو اس سے نکاح کر کے تاعمر اپنا بنا لیں۔۔

ہاں اتنی لمبی گفتگو کے بعد چپ ہو اور آرام سے کرسی سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔۔

جب اچانک سے ازلان نے پوچھا تھا۔۔

تمہیں محبت ہوئی ہے یا پھر پیار؟ ازلان نے جانچتی نظروں سے پوچھا تھا۔۔

محبت کا تو پتا نہیں لیکن ان کی آواز میں ایک ایسا جادو ہے کہ جب بھی میں سنتا ہوں تو مجھے لگتا ہے وہ آواز مجھے اپنے سحر میں قید کر رہی ہے۔۔ ایسی قید جس میں سے رہائی بہت مشکل ہے۔۔ ایک ایسا جادو ہے ان کی آواز میں جب بھی وہ تلاوت کرتی ہیں ایک پرسوز ماحول میں ان کی آواز ایک خوشبو کی طرح پھیل جاتی ہے اور پھر میرا دل کرتا ہے وقت رک جائے، وقت تھم جائے اور میں اس آواز کے سحر میں ہی قید رہوں۔۔ ہاں ایک ٹرانس کی سی کیفیت میں بولا تھا۔۔

تو پھر کون ہے وہ؟ ازلان نے آگے جھک کر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ہاد سے پوچھا تھا۔۔  
جو اچانک سے ٹرانس کی سی کیفیت سے آزاد ہوا تھا اور ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔۔

ازمی بہت ہی کوئی بد تمیز انسان ہو؟ بات کوئی ہو رہی تھی اور تم لے کس طرف گئے۔۔ ہاد نے ہڑبڑا کر جواب دیا تھا۔

ازلان نے بمشکل اپنی اٹڈنے والی مسکراہٹ کوروا کا تھا۔۔

اب بتا بھی دو۔۔ ازلان نے مسکراہٹ دبا کر کہا تھا۔۔

یہ صرف میرا پوائنٹ آف ویو تھا بس بات مت گھماؤ ہاد نے تھوڑا سا غصے سے کہا تھا۔۔

تمہارے جاسوسوں نے اور کچھ نہیں بتایا۔۔۔ از لان نے مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔  
 نہیں۔۔۔ ہاد نے آرام دہ انداز میں جواب دیا تھا۔۔۔

پھر ٹھیک ہے تمہارے کہے کے مطابق۔۔۔ از لان کچھ دیر چپ کیا تھا۔۔۔ ہاد تجسس سے آگے  
 بڑھا۔۔۔

مجھے محبت ہوئی ہے جسے میں خود سمجھنے سے قاصر ہوں۔۔۔ از لان نے تھکے سے انداز  
 سے سر کر سی سے ٹکایا تھا۔۔۔

کون ہے وہ؟ ہاد نے تجسس سے پوچھا تھا۔۔۔

جس سے ازی کو محبت ہو گئی جس نے ازی کو اتنا بدل دیا کہ اسے دن کا، رات کا آفس کا کوئی اتنا پتا  
 ہی نہیں ہے۔۔۔ ہاد نے تجسس ہو کر کہا تھا۔۔۔

مجھے محبت ہوئی اپسر سے۔۔۔ ہاں مجھے محبت سی ہو گئی ہے ان کی کالی گہری آنکھوں سے۔۔۔ مجھے  
 محبت ہو گئی ہے عیون جمیلہ سے۔۔۔ مجھے محبت ہو گئی ہے عفاف سے۔۔۔ از لان نے کہہ کر کر سی  
 گھمائی تھی۔۔۔

محبت کی دیوی خوشی سے از لان شاہ کے دل میں ہنس کر قدم جما چکی تھی۔۔۔ آہستہ آہستہ دل میں  
 محبت کی دستک ہو چکی تھی۔۔۔ دل میں دستکِ محبت کا دروازہ کھول دیا گیا تھا۔۔۔ از لان شاہ نے  
 بخوبی خوشی سے اس محبت کی دستک کو خوش آمدید کہا تھا۔۔۔ دل دھڑک رہا تھا۔۔۔ عنابی ہونٹ دل  
 سے مسکرا رہے تھے۔۔۔ نیلی آنکھیں بھی دل سے مسکرا کر ان کا ساتھ دے رہی تھیں۔۔۔

دل پر ہو رہی ہے محبت کی دستک

ابھی سوچنا بھی باقی ہے

ابھی سمجھنا بھی باقی ہے

ابھی دیکھنا بھی باقی ہے

ابھی ملنا بھی باقی ہے

ابھی بچھڑنا بھی باقی ہے



NEW ERA MAGAZINE.com  
(ماہم)  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

ہاڈ یکدم پیچھے ہوا تھا۔۔ تجسس کے تاثرات کی جگہ یکدم حیرانی نے جگہ لی تھی۔۔ ہاڈ فوراً سے  
کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ ماتھے پر سلوٹیں نمودار ہوئی تھیں۔۔ کمرے میں ایک جگہ سے  
دوسری جگہ چکر لگا کر اپنا غصہ کنٹرول کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔۔

ازلان حیرت سے ہاڈ کو دیکھ رہا تھا جو کبھی ٹھنڈا پانی پی رہا تھا اور کبھی ادھر ادھر تیزی سے چکر  
کاٹ رہا تھا۔۔

ہاڈ میری بات سنو۔۔ ازلان نے پکارا تھا۔۔

ازی تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا پہلے ہاں ماد یکدم چیخا تھا۔۔

مجھے خود نہیں پتا تھا۔۔ اب بتا تو رہا ہوں۔۔ از لان نے آہستہ سے کہا تھا۔۔

اور ویسے بھی مجھے تم پر زیادہ غصہ ہے۔۔ عفاف کو اکیلا چھوڑ کر کیوں گئے تھے ہاں اگر اسے کچھ

ہو جاتا تو۔۔ از لان بھی یکدم غصہ ہوا تھا۔۔

ہاد حیرت سے از لان کا منہ تک رہا تھا۔۔

جو اب خود کو ریلیکس کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

کدھرا اکیلا چھوڑا تھا۔۔ ہاد نے ایک وقفے کے بعد پوچھا تو از لان نے فوراً سے ایک نظر ہاد کی

طرف دیکھا تھا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مارکیٹ میں۔۔ کہہ کر گردن موڑ کر کھڑا ہو گیا تھا کہ اب صرف از لان کی پشت ہی ہاد کو نظر

آ رہی تھی۔۔ اس لیے وہ جان نہیں پایا تھا کہ اس کے چہرے کے تاثرات کیا ہیں۔۔۔

اوو مجھے فون کر کے بتایا بھی گیا کہ تم ارد گرد ہی ہو لیکن میں نے سوچا تمہارا یہاں کیا کام۔۔ ہاد

نے از لان کی پشت کو خونخوار نظروں سے گھورا تھا۔۔

تبھی از لان گھماتا ہاد نے ایک زوردار تیج از لان کے پیٹ پر مارا تھا۔۔ از لان اس لمحے کے لیے

تیار نہیں تھا اس وجہ سے پیٹ کے بل تھوڑا سا جھکا تھا۔۔

یہ اس لیے کہ تم مجھے میری ہی بہن کے بارے میں آج بتا رہے ہو۔۔ ہاد نے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔

اور تھوڑا سا مار لو بنتا ہے نوپرا بلیم۔۔ از لان نے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔

دونوں ہی یکدم سنجیدہ ہوئے تھے۔۔

ہاد میں عفاف سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔۔ از لان نے اب کی بار وہ بات کی تھی جس کا وہ ہاد سے بات کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔۔

ہاد بھی سنجیدہ ہوا تھا۔۔

عفاف نہیں مانے گی۔۔ ہاد نے ڈائریکٹ سچ بولا تھا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے یقین ہے تم منالو گے۔ از لان نے منت بھرے لہجے میں کہا تھا۔۔

وہ شادی نہیں کرنا چاہتی۔۔ وہ کبھی بھی نہیں مانے گی۔۔ جو کچھ ہو چکا ہے اس کے بعد تو وہ مانتی بھی نہیں ہے۔ ہاد نے تھکے سے انداز میں از لان کو بہت کچھ باور کروایا تھا۔۔

مجھے پتا ہے اور یقین ہے تم منالو گے اور حسن ملک کو تو میں ویسے ہی نہیں چھوڑنے والا۔۔ از لان نے غصے سے کہا تھا۔۔

ہاد نے تاسف سے سر ہلایا آج حسن ملک سے از لان کی شمولیت کا بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کیوں حسن ملک کے پیچھے پڑا ہے کہ ہر جگہ اپنے آدمی اسے ڈھونڈنے کے لیے لگائے ہوئے تھے۔۔

دروازہ ناک ہوا تھا۔۔

یس۔۔ از لان نے سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔۔

سر ایک کلائنٹ آئے ہیں ان کے ساتھ آپ کی میٹنگ ہے۔۔ مظفر نے اپنی بات ختم کی تھی۔۔

ٹھیک ہے چلو میں پانچ منٹ میں آتا ہوں از لان نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیا تھا۔۔ کرسی سے اپنا کالا کوٹ اٹھا کر پہنا تھا۔۔

ہاد کھڑا ہوا تھا۔۔

کل میٹنگ میں ٹائم سے پہنچ جانا۔۔ از لان نے اپنی بات کہی تھی۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ازی۔۔ ہاد نے پکارا تھا۔۔

ہاں۔۔ از لان پاؤں کے بل گھوما تھا۔۔

مجھے پتا تھا وہ لڑکی عفاف ہی ہے۔۔ میں بس کنفرمیشن چاہ رہا تھا۔۔ مجھے اسی رات کو پتا چل گیا تھا

جس رات عفاف کے کمرے میں بکے سہیل رکھ کر گیا تھا۔۔ اور وہ میرا منجر سہیل ہی ہے کہہ

کر ہاد نے از لان کی طرف مسکراہٹ اچھالی تھی اور دروازہ کھول کر باہر بھاگ گیا تھا۔۔

اووشٹ مجھے یاد کیوں نہیں رہتا ہر ایک تو اس آفس میں میرے سے زیادہ اس کے کلوز

ہیں۔۔ از لان تاسف سے سر ہلاتا رہ گیا۔۔

ایسے ہاد کو بھاگ کر جاتے دیکھ مسکراہٹ نے عنابی ہونٹوں کو چھو اتو گال کا ڈمپل بھی نمایاں ہو گیا تھا۔

اپسرا۔۔ مسکراتے ہوئے کہہ کر کوٹ کے بٹن بند کرتا میٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔۔

جب بھی سوچتا ہوں تمہیں

ایک مسکراہٹ سی دوڑ آتی ہے

ایک احساس سا جاگ جاتا ہے

ایک لمحہ سارک جاتا ہے

ایک خوشی آن گھیرتی ہے

محبت کے رکھوالے کو

محبت سی ہو جاتی ہے

( ماہم )



ریاض ملک اور میر شاہ ایک میز پر بیٹھے کھانا کھانے میں مصروف تھے۔۔

ریاض تمہیں کیا چاہیے ہر ڈیل تو میں تمہیں دے چکا ہوں۔۔ میر شاہ نے دے دے غصے سے

کہا تھا۔۔

کل تمہارا بیٹا ایک ڈیل فائنل کر رہا ہے اس کے ساتھ میٹنگ ہے میری۔ اس کی ساری  
انفارمیشن مجھے چاہیے۔۔

ریاض ملک نے آگے جھک کر میرا شاہ کو کہا تھا۔۔

میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔۔ میرا شاہ دبے دبے غصے سے چلائے تھے۔۔

ٹھیک ہے۔۔ ریاض ملک اپنی کرسی پر سیدھا ہوا تھا۔۔

الیکشن سرپر ہیں۔۔ ویسے بھی۔ جس علاقے کی کل تم کیسپین کرنے جا رہے ہو وہ میرا  
ہے۔۔ ووٹ لے کر دکھانا وہاں سے تم۔۔ ریاض ملک نے میرا شاہ کی آنکھوں میں آنکھیں  
گھاڑتے ہوئے کہا تھا۔۔  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afzana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
جو مرضی کرو۔۔ میرا شاہ نے بھی ہری جھنڈی دکھائی تھی۔۔

میرا شاہ مجھے وہ پروجیکٹ چاہیے ورنہ میں پوری دنیا کو جو تم یہ معصومیت کا لبادہ اوڑھے رکھتے ہو  
ناس کا سچ بتا دوں گا کہ تیری بیٹی ناجائز ہے۔۔ ریاض ملک نے ہر لفظ کو چبا چبا کر کہا تھا کہ میرا  
شاہ کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔۔

ریاض ملک تیری ہمت کیسے ہوئی میری بیٹی کے بارے میں ایسا کہنے کی وہ ایمن میرا شاہ  
ہے۔۔ میرا شاہ کی اکلوتی بیٹی۔۔ اگر اس کی طرف نظریں بھی کیں تو یہی زمیں میں گاڑھ  
کے رکھ دوں گا۔۔

میر شاہ ٹیبل پر لات مارتے وہاں سے غصے سے چلے گئے تھے۔۔

پچھے سے ریاض ملک کے بھرپور قہقہوں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔۔

ریاض ملک نے فوراً سے فون کال ملائی تھی۔۔

لڑکیاں کہاں تک پہنچیں؟

ہاں پارٹی کا انتظام کرو اور سب لڑکیوں کو بھیجنے کا راستہ کلئیر کرو اور جلدی اس سے پہلے کوئی ناکہ

بندی ہو لڑکیاں شپ میں پہنچ جانی چاہیے۔۔ میں بھی پہنچتا ہوں ایک یہ میرا بیٹا پتا نہیں کہاں

غائب ہے۔۔ ریاض ملک نے قہقہے لگا کر ہنس کر بات کی پھر آخری بات غصے سے کہی تھی۔۔

دوسری طرف سے کچھ کہا گیا تھا کہ ریاض ملک دوبارہ سے غصے سے چلائے تھے۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایک ہی لڑکی رہ گئی ہے کی؟ اجویہ خوار ہو رہا ہے۔۔ پڑا ہو گا کسی کلب میں۔۔ اس کا بندوبست

بھی میں کرتا ہوں۔۔ کہہ کر غصے سے فون بند کر دیا۔۔

کام یہ خراب کرتا ہے ہر بار مجھے ہی صحیح کرنا پڑتا ہے۔۔ چار سال پہلے بھی کتنی مشکل سے بچے

تھے میرا کیرئیر ختم ہوتا نظر آ رہا تھا۔۔ اگر اب بھی ایسا کچھ ہو تو سڑک پر آ جاؤں گا۔۔ اور

ریاض ملک کبھی بھی ایسا ہونے نہیں دے گا چاہے کسی کی جان ہی نہ لینی پڑے۔۔ واٹن کا گلاس

ختم کرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔

اب ریاض ملک کارخ بحری جہازوں کی طرف تھا جہاں سے آج رات لڑکیاں اسمگل کر کے دوسرے ملک بھیجی جانی تھی۔۔ جس کی اطلاع سی۔ آئی۔ اے کی ٹیم نے آگے پہنچادی تھی تاکہ بروقت کاروائی کر کے ان لڑکیوں کی زندگی بچائی جاسکے۔۔۔

کچھ دوستیاں، کچھ صحبتیں آپ کی زندگی کے لیے وبالِ جان بن جاتی ہیں۔۔ جو آپ کو دیمک کی طرح چاٹ چاٹ کر کھوکھلا کر کے رکھ دیتی ہیں۔

دوستی تو عطاءِ خداوندی ہے۔۔ بری صحبتیں آپ کے ساتھ ساتھ آپ سے تعلق رکھنے والے ہر اس شخص کو توڑ کر رکھ دیتی ہیں جن سے آپ پیار کرتے ہو۔۔ بری صحبتیں نسل در نسل تباہ کرتی ہیں۔۔ انہی بری صحبتوں کی وجہ سے آپ ایک دوسرے سے دور ہوتے چلے جاتے ہو۔۔ بری صحبتیں وسوسوں کو پھیلا دیتی ہیں۔۔ صحبت کا اثر ہر شخص پر خواہ مخواہ ہوتا ہے۔۔ بری صحبتیں ہی انسانی بگاڑ پیدا کرتی ہیں۔۔

اسی صحبت کی وجہ سے انسان نشہ، چوری، زنا کی عادتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔۔

الْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يَخَالِلُ۔ (ابوداؤد)

آدمی اپنے دوست کے طریقے پر کار بند ہوتا ہے، اس لئے دوستی سے پہلے دیکھ لینا چاہئے کہ کس سے دوستی کی جارہی ہے۔

اس لئے ہمیں چاہیے کہ اس طرح کی دوستیوں سے اجتناب کریں۔۔ اچھے دوست بنائے۔ نیک صحبت اختیار کریں۔۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ نیکی کی طرف راغب ہوں اور ان برے اعمال سے بچ سکیں۔۔

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔۔

نیک ساتھی مشک بیچنے والے کی طرح اور برساتھی بھٹی پھونکنے والے کی طرح ہے۔۔

یہی حال میر شاہ کا تو ریاض ملک کی دوستی کی صحبت نے ان کا گھر بار تباہ کر دیا تھا۔۔ ان کی غلطی نے میر شاہ کو سب سے الگ کر دیا۔۔ دوستیاں انسان کو بگاڑ بھی دیتی ہیں اور نکھار بھی۔۔



گاڑی مراد ہاؤس آکر رکی۔۔ ہاد نے گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولا اور اپنے سن گلاسیز کو آنکھوں سے اتار کر بلیک شرٹ کے پیچھے کالر پر لٹکادی۔۔ ہاتھ میں گاڑی کی چابی گھماتا اور فون کان کو لگائے کسی سے مصروف سے انداز میں بات کرتا اپنے دھیان میں اندر داخل ہوا۔۔ جب ہاد کا کسی سے زوردار تصادم ہوا۔۔

فون گرتے گرتے بچا تھا۔۔

سوری سوری۔۔ فون جلدی سے ڈسکنیکٹ کیا تھا۔۔

سامنے دیکھا تو نظر ایک جگہ منجمد سی ہو گئی۔ آنکھیں ہلنے سے انکاری تھیں۔۔ ہر بار ایک ہی شخص سے دوبارہ ملنے کے بعد ایسا کیوں لگتا ہے کہ وہ سب سے مختلف ہے۔ ہاد کی کالی آنکھیں پہلے حیرانی سے بڑی ہوئیں پھر آہستہ آہستہ نارمل ہوئیں تو مسکرا دیا۔۔ سامنے کھڑی ایمن جو اپنے ہی دھیان میں اپنا سکارف ٹھیک کرتی چلتی آرہی تھی کہ سامنے دھیان نہ ہونے کی وجہ سے زور سے ہاد کے ساتھ ٹکرائی تھی اور اب اپنے ماتھے کو سہلار ہی تھی جو ہاد کے سینے پر لگا تھا جا کر۔۔

سوری۔۔ ہاد نے ایک بار پھر کہا تھا۔۔

ایمن کی آنکھیں لبالب پانی سے بھر چکی تھیں جس کی وجہ سے بھوری آنکھیں خوبصورتی کا منظر پیش کر رہی تھیں۔۔ آج آنکھوں پر گلا سیز موجود نہیں تھے۔ چہرے پر بلا کی معصومیت، درمیانہ قد، گوری رنگت، بھوری آنکھیں جو یہ منظر پیش کر رہی تھیں ابھی کچھ کہا جائے ابھی روپڑیں۔۔ وہ پوری کی پوری معصومیت کا شاہکار تھی۔۔ ہادا سے آج پہلی دفعہ محو ہو کر دیکھ رہا تھا۔۔

ایمن نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو گڑ بڑ اسی گئی۔۔ ہاتھ لپینے سے بھیگ گئے تھے اپنی چوٹ بھول کر ہاد کی طرف دیکھ رہی تھی جو یک ٹک اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

سوری۔۔ وہ میں حج۔ جلدی میں۔ سو۔۔ سوری۔۔ پتہ۔ پتا نہیں چلا۔۔ کک کیسے۔۔ مم۔۔ میں  
 ٹکرا گئی۔۔ پتہ نہیں کیسے۔۔ وہ ہکلاتے ہوئے بول رہی تھی۔ ہاتھ، پاؤں پسینے سے بھیگ  
 رہے تھے۔ دل تیز رفتار سے دھڑک رہا تھا۔۔

ہاد فوراً سے سیدھا ہوا تھا۔۔ خود کو ڈانٹ ڈپٹ کے سیدھا کیا تھا۔۔

سوری مت بولیں۔۔ غلطی میری بھی تھی۔۔ میں ہی اپنے ہی دھیان میں چلا آیا تھا۔۔

نہیں۔۔ میں۔۔ ایمن کچھ بولنے لگی تھی کہ ہاد نے بات کاٹ دی۔۔

ریلیکس کریں ایمن آپ کی غلطی نہیں تھی۔۔ اگر آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید تب بھی ایسا

ہوتا۔۔ سوریلیکس۔۔ ہاد نے ایمن کو مسکرا کر کہا تھا۔۔

ایمن جو شرمندگی سے سر جھکائے کھڑی تھی جھٹکے سے سر اٹھایا۔ ایک ہی آواز سنائی دی تھی کہ

اگر آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا۔۔ ایمن کی بھوری آنکھیں پوری کھلی تھیں۔۔

ہاد نے یہ منظر بڑی آسانی سے دیکھا تھا۔۔ ہاد مسکرا رہا تھا۔۔ ایمن کے ہر بدلتے تاثرات کو دیکھ

کر۔۔

کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے؟

پھر سارے کا سارا کیسے ہو سکتا ہے؟

ایمن نے فوراً سے نظریں جھکالی تھیں۔۔ کسی اور کا خیال ہی سوہانِ روح تھا۔۔

کیا ہوا؟ ہاد نے مسکراہٹ دبا کر پوچھا تھا لیکن آنکھیں ابھی بھی مسکرا رہی تھیں۔۔

ک۔ک۔ کچھ نہیں۔۔ ایمن ہکلائی تھی۔۔

آپ کی میرے سامنے آتے ہی سٹی کیوں گم ہو جاتی ہے۔۔ ہاد نے مسکرا کر کہا تھا۔۔

نن۔ نہیں تو۔۔ ایمن نے نظریں اور جھکالی تھیں۔۔ وہ اس شخص کے سامنے تو نظریں اٹھا ہی

نہیں پاتی تھی۔۔

اچھا جی۔۔ ابھی کیا کر رہی ہیں۔۔ ہاد نے مسکرا کر دونوں ہاتھ سینے پر باندھے تھے۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایسی بات نہیں ہے۔۔ ایمن ہچکچاہٹ کا شکار ہو رہی تھی۔۔

ویسے تو آپ بہت بولتی ہیں۔۔ ہاتھ سینے پر باندھے آرام سے سوال و جواب کر رہا تھا۔۔

مم۔ مجھے جانا ہے لیٹ ہو رہی ہوں۔۔ ایمن نے بالآخر کچھ بولا تھا۔۔

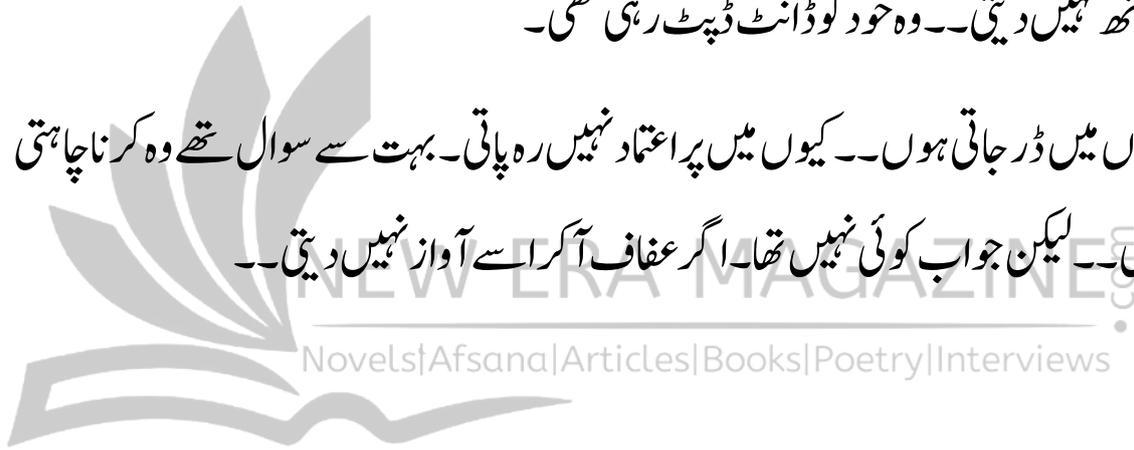
ہاد مسکرایا تھا۔۔

بولتی رہا کریں اچھی لگتی ہیں کمہ کراندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

ایک خواب ٹوٹا تھا۔۔ حقیقی دنیا میں واپسی ہوئی تھی۔۔ ہمیں کا طلسم ٹوٹ گیا تھا۔۔ وہ ہاڈ کو وہاں سے جاتا دیکھ رہی تھی۔۔۔ دل کی دھڑکنوں کا شور اسے باسانی سنائی دے رہا تھا۔۔ ایسا لگ رہا تھا وقت تھم سا گیا تھا۔۔ اب وقت کی رفتار بھی تیز ہو گئی تھی کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔۔ کیا ہو جاتا ہے مجھے؟ خود ہی خود سے بڑبڑائی تھی۔۔

کیوں جب جب میں سامنے آتی ہوں تو میرا دل میرے قابو میں نہیں رہتا۔۔ میری زبان میرا ساتھ نہیں دیتی۔۔ وہ خود کو ڈانٹ ڈپٹ رہی تھی۔

کیوں میں ڈر جاتی ہوں۔۔ کیوں میں پر اعتماد نہیں رہ پاتی۔ بہت سے سوال تھے وہ کرنا چاہتی تھی۔۔ لیکن جواب کوئی نہیں تھا۔ اگر عفاف آکر اسے آواز نہیں دیتی۔۔



نگاہوں کے تصادم سے عجب تکرار کرتا ہے

یقین کامل نہیں لیکن، گماں ہے پیار کرتا ہے

لرز جاتی ہوں میں یہ سوچ کر کہیں کافر نہ ہو جاؤں

دل اس کی پوجا پہ بڑا اسرار کرتا ہے

اسے معلوم ہے شاید میرا دل ہے نشانے پر

لبوں سے کچھ نہیں کہتا، نظر سے وار کرتا ہے

میں اس سے پوچھتی ہوں، خواب میں مجھ سے محبت ہے  
پھر آنکھیں کھول دیتی ہوں، جب وہ اظہار کرتا ہے۔

کیا ہوا؟ تمہارا یہ بیگ اندر ہی رہ گیا تھا۔ عفاف نے ایمن کو آکر اس کا بیگ تھماتے ہوئے کہا  
تھا۔۔

ہاں چلو۔۔ بہت دیر ہو گئی ہے۔۔ بھینو بھی ویٹ کر رہے ہونگے۔ ایمن نے پریشانی سے کہا  
تھا۔۔

اوہو۔۔ کیا ہو گیا ہے۔ آنٹی کو بتا دیا تھا نا بہت ہے۔ عفاف نے ایمن کا بازو پکڑتے ہوئے کہا  
تھا۔۔

اب دونوں گیٹ سے باہر نکل رہی تھیں۔۔

پھر بھی بھینو کافی میرے ہاتھ کی پیتے ہیں۔۔ پریشان ہو جائینگے۔ ایمن نے اپنے بھائی کا دفاع کیا  
تھا۔۔

ایک تو تمہارا نک چڑا بھائی۔۔ عفاف نے منہ کے زاویے بگاڑے تھے۔۔

تمہیں کیا مسئلہ ہے بھینو سے۔ ایمن رک کر پوری کی پوری عفاف کی طرف گھومی تھی۔۔

بس ہے۔۔ عفاف نے ناک سے مکھی اڑائی تھی۔۔

تمہاری تو بھیو سے کبھی ملاقات ہی نہیں ہوئی پھر کیا مسئلہ ہے؟ ایمن نے آنکھیں دکھائیں  
تھیں۔۔

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی صرف آپ باتیں سن کر، بنا دیکھے ہی ایک عجیب سے احساس  
سے گھیر جاتے ہو۔۔ تمہارا بھائی ان میں سے ایک ہے۔۔ عفاف فوراً سے ایمن کے گلے لگ کر  
اندر کی طرف بھاگی تھی۔۔ اندر جانے سے پہلے ایک دفعہ مڑی تھی۔

تمہاری گاڑی کب سے کھڑی تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ ایمن نے فوراً مڑ کر دیکھا تھا تو ایمن کا  
ڈرائیور وہیں سائیڈ پر کھڑا انتظار کر رہا تھا۔۔

عافی تم نہیں سدھر سکتی۔۔ ایمن نے مسکرا کر کہا تھا۔۔

سدھرنا کسے ہے؟ پیچھے سے زور سے عفاف نے ہانک لگائی تھی۔۔

ایمن پیچھے مڑی تو عفاف وہیں گیٹ پر کھڑی ایمن کے جانے کا ویٹ کر رہی تھی۔۔

ایمن کھلکھلا کر ہنسی تھی۔۔

پاگل۔۔ ایمن بڑبڑائی تھی پھر جا کر اپنی گاڑی میں بیٹھ گئی جو کب سے اس کے انتظار میں  
تھی۔۔

بیٹھتے ہی سلام کیا تھا۔۔ اور ساتھ ہی سوال پوچھ ڈالا تھا۔۔

شامو کا کا۔۔ بھیو آگئے تھے اور ماما جان اور ڈیڈ۔۔

جی ایمن بچے۔۔ چھوٹے صاحب آگئے تھے بڑے صاحب اور بڑی بیگم ابھی نہیں آئے تھے۔۔

ٹھیک ہے شامو کا چلیں۔۔ سر سیٹ سے اٹھ لیا تھا اور آنکھیں بند کر لی تھیں۔۔



شہرام چپ چاپ لیٹا کب سے چھت کو گھور رہا تھا۔۔ اوائے شیری جب علی کی آواز آئی تھی۔۔  
لیکن جواب ندارد۔۔

شیری ایک بار پھر پکارا گیا تھا۔۔



اوو مجنوں علی نے تھوڑا سا ہنس کر طنزیہ بولا تھا۔۔

ہا۔۔ ہا۔۔ شہرام ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا تھا۔۔

علی فوراً سے اٹھ بیٹھا تھا۔۔

خیر تو ہے سردی ہو رہی ہے اور تمہیں پسینہ آرہا ہے۔۔ علی نے پریشانی سے پوچھا تھا۔۔

ہاں میں ٹھیک ہوں۔۔ شہرام نے کہہ کر جوتے اتار کر بیڈ پر سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔۔

کیا ہوا ہے؟ علی نے، شہرام کے بالکل سامنے بیٹھ کر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا تھا۔۔

کچھ بھی نہیں۔۔ شہرام نے مسکرا کر کہا تھا۔۔

کیا مسکراہٹ تھی۔۔ زخمی روح کی مسکراہٹ۔ ایسی مسکراہٹ جو انسان کو تارتا کر دے۔۔ زخمی روح کی چھلنی ہوئی ہوئی مسکراہٹ۔۔ ایک دردناک، درد سے بھری مسکراہٹ۔۔ کیا کچھ تھا اس مسکراہٹ میں کسی کے خوابوں کے چکنا چور ہونے کے بعد کی مسکراہٹ۔۔ ایک ایسی مسکراہٹ جو درد کو عیاں کر دے۔ ایک ایسی مسکراہٹ جو انسان کے حالِ دل کو بیان کر دیں۔۔

علی نے گلے لگایا تھا۔۔

اب بولو علی نے مسکرا کر کہا تھا۔۔

میں نے دل سے محبت کی تھی۔ میں نے بہت چاہا تھا اسے لیکن وہ میری نہیں تھی۔۔ مجھے کسی اور کی قسمت کا حق دار بنا دیا گیا۔ میں نے بہت مانگا تھا اسے لیکن شاید میری دعاؤں میں وہ صدق نہیں تھا کہ میری دعا قبول ہوتی۔۔ شہرام ہلکا سا مسکرایا تھا۔۔

ایسی بات نہیں ہے۔۔ علی نے دکھ سے کہا تھا۔۔

شاید تمہیں اس سے بھی بہتر سے نوازا گیا تھا۔۔

بے شک تم اللہ کے بہترین بندوں میں سے ایک ہو جنہیں وہ بہترین سے نوازتا ہے شاید تمہیں بھی ان میں سے ایک بہتر نوازا دیا گیا ہو۔۔

شہرام مسکرایا تھا۔۔ پہلی بار تھا جب وہ دل سے مسکرا رہا تھا۔۔

ہاں سچ میں مجھے بہترین سے نوازا گیا ہے۔۔ جس کا کوئی نعم البدل نہیں۔۔

مجھے ایسی عورت سے نوازا دیا جس کے میں قابل بھی نہیں۔۔ اسے ایک ایسے مرد سے نوازا دیا جو پور پور کسی کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے۔۔ جس کے نزدیک محبت لفظ بے معنی تھا۔۔ جو یقین کرتا تھا تو حلال رشتے پر کرتا تھا۔۔ جو محبت کام، ح، ب، ت کا مطلب سمجھنے سے بھی ڈرتا تھا۔۔ لیکن سمجھ آئی محبت ہوتی کیا ہے؟

میری اس سے محبت بھی کچھ ایسی تھی کبھی نہ پوری ہونے والی۔۔ قدم قدم پر اس کی حفاظت کرنے والی۔۔

وہ محبت کار کھولا محبت کو بیان کر رہا تھا۔۔  
 ایسی محبت جو اس کے لیے لا حاصل ہو چکی تھی۔۔ ایسی محبت جس کے سامنے نظریں اٹھانے کی بالکل بھی ہمت نہیں تھی۔۔ ایسی محبت جس کو وہ سوچنے سے بھی ڈرتا تھا کہ کہیں کھو ہی نہ دے۔۔

میں نے اسے کھونے کے ڈر سے خود کو ہی کہیں کھو دیا ہے۔

وہ عاشقوں کی صف میں کھڑا وہ عاشق تھا جو بے نام تھا۔۔ وہ ایسی خاموش محبت کرتا تھا کہ اس کے محبوب کو خبر تک ہی نہیں تھی۔۔ وہ احترام کرنے والوں میں سے تھا اور ہمیشہ ہی احترام کرتا تھا لیکن وہ آج اس صف میں کھڑا تھا جہاں سے دھکم دھکیل سے ان عاشقوں کی صف سے نکال دیا گیا تھا۔۔ آج وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محبت کے سفر میں تن تنہا رہ گیا تھا۔۔

علی دم سادھے۔ سانس روکے اسے سن رہا تھا۔۔۔

تیری ہر بات محبت میں گوارا کر کے  
دل کے بازار میں بیٹھے ہیں خسارہ کر کے  
(راحت اندوری)

پھر شہرام کرب سے مسکرایا تھا۔۔۔ علی چپ چاپ اسے سن رہا تھا ابھی تک ایک لفظ نہیں بولا  
تھا۔۔۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
دربارہ سے شہرام کی آواز آئی تھی۔۔۔

میں اپنی بیوی سے وفاتو کر جاؤں لیکن محبت کیسے کر سکتا ہوں۔۔۔ میں نے تو صرف ایک سے دل  
وجان سے محبت کی ہے۔ بغیر کسی عوض کے۔۔۔ میں کیسے نبھا پاؤں گا وعدہ وفا۔۔۔ میں اتنا خود  
غرض نہیں ہوں کہ کسی کا ساتھ دل سے نبھانہ پاؤں۔۔۔ میں کمزور تھا۔۔۔ میں کمزور ہوں۔ میں  
ایک ایسا انسان ہوں جو نا انصافی سے ڈرتا ہے۔ اپنے سے کیے وعدے سے بھی ڈرتا ہے۔۔۔  
علی تمہیں پتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتی ہے وہ زور سے ہنسا تھا۔۔۔  
علی نے دکھ سے آنکھیں میچی تھیں۔۔۔

کون؟ مسکرا کر علی نے پوچھا تھا۔

میری بیوی۔۔ وہ مسکرایا تھا۔

مجھے نکاح کی رات پتا چلا تھا۔۔ ہلکا سا مسکرایا تھا۔

لیکن میں اس کے قابل نہیں ہوں۔۔ شہرام نے دکھ سے آنکھیں میچی تھیں۔۔

علی نے آگے بڑھ کر شہرام کا ہاتھ تھاما۔

ایسا نہیں ہے۔۔ علی نے اپنی بچی کو روکا تھا۔

شہرام ہنسا تھا۔۔ قہقہہ لگا کر ہنسا تھا اور ساتھ اپنی کنپٹی کو مسلاتھا۔۔

لگتا ہے مجھ سے پہلے وہ مجھے مانگ بیٹھی تھی اور اس کی دعا رنگ لائی۔۔ اس کی دعائیں وہ صدق تھا کہ مجھے اسے عطا کر دیا گیا۔

میری دعاؤں میں اس جذبے کی کمزوری تھی۔۔

وہ پھر سے بار بار بات پر ہنس رہا تھا۔

پاگل پتا نہیں کب کس لمحے، کس وقت مجھے مانگتی رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ بھی اسے ناامید نہ لوٹا

سکے۔۔

شہرام نے مسکرا کر علی کو دیکھا اور ایک بار پھر سے کنپٹی کو مسلاتھا۔۔ درد کی لہراٹھ رہی تھی۔۔

دعاؤں میں صدق ہو تو دعائیں قبول ہوتی ہیں  
 دعاؤں میں چاہت ہو تو دعاؤں میں مزہ آتا ہے  
 کچھ دل سے مانگی گئی دعائیں اس طرح پوری ہوتی ہیں  
 کہ محبت مل بھی جاتی ہے لیکن نامکمل رہتی ہے  
 (ماہم)

ماضی-----

شہرام بات کرتے کرتے ڈیڑھ سال پہلے پہنچا تھا۔  
 شہرام آج بہت خوش تھا۔ موسم بھی دلفریب مناظر پیش کر رہا تھا۔ ہلکی ہلکی بوند باندی ہو  
 رہی تھی۔ خوبصورت سے پھول جا بجا بکھر کر سلامی دے رہے تھے۔ ایسی خوشبو بکھیر  
 رہے تھے کہ وہاں پہ موجود ہر کونانا کی خوشبو بکھیرتا نظر آ رہا تھا۔ دلفریب، لیز کھانوں  
 کی خوشبو بھوک میں مزید اضافہ کر رہی تھی۔

شہرام بیڈ سے اٹھا۔ کھڑکی سے آتی چھن کی روشنی چہرے پر پڑی تھی۔ اٹھ کر فوراً سے  
 پردے سیدھے کیے اور پھر اپنی مطلوبہ نیلی پینٹ کے ساتھ وائٹ شرٹ لے کر باتھ روم میں  
 گھس گیا۔

مما جانی۔۔ آپ کیا کر رہی ہیں؟ شہرام نے ریحانہ بیگم کے کندھے پر سر رکھ کر پھر ان کے چہرے پر ایک مسکراہٹ سے دیکھ کر ان کے ہاتھ سے ایک گاجراٹھا کر کھاتے ہوئے کہا تھا۔۔

آٹھ گئے میرے بچے۔۔ ریحانہ بیگم نے شہرام کے سر پر بوسہ دیا تھا اور ممتا بھری نظر ڈالی تھی۔۔ ایک وہی تو تھا ان کا کل جہان۔۔ ان کی کائنات۔۔ ان کے جینے کی وجہ۔۔ ان کا اکلوتا شہزادہ شہرام حیدر۔۔

شہرام نے مسکرا کر ریحانہ بیگم کی طرف دیکھا تھا۔۔

میر شاہ کا چھوٹا بھائی حیدر شاہ جن کی شادی ان کی پسند کی لڑکی سے ہوئی تھی۔۔

حیدر شاہ کو ریحانہ حیدر جو کہ ان کی یونیورسٹی فیلو کے ساتھ ساتھ ان کی کلاس فیلو بھی تھیں۔۔ ان کو پسند آگئی تھیں۔ گھر والوں کی مرضی کے خلاف جا کر ریحانہ بیگم کو اپنی شریک حیات بنایا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنا ہم سفر چن لیا تھا۔۔

پسندیدگی کی شادی کی وجہ سے انہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے گھر سے بے دخل کر دیا گیا۔ فرزانہ بیگم میر شاہ کی پہلی بیوی جو یہ خواب سجائی بیٹھی تھیں کہ وہ اپنی بہن کو دیورانی بنائے گئیں۔۔ حیدر شاہ کی شادی کی خبر سننے کے بعد وہ خواب چکنا چور ہو گئے۔۔ فرزانہ بیگم میر شاہ کی پھوپھو زاد تھیں۔۔ ان کے خاندان میں شادی خاندان کی ہی لڑکی سے کی جاتی تھی۔۔ ایک غیر خاندان کی لڑکی سے شادی معیوب ترین سمجھا جا رہا تھا۔۔

معاشرے کی سوچ شادی کریں گے تو صرف خاندان کی ہی کسی لڑکی سے ورنہ کہیں اور شادی کی تو معاشرے کی باتوں کا غم ستائے گا اور کبھی اپنے ہی خاندان میں عزت کا سوال۔۔۔ میر شاہ کی سیاست ہر رشتے سے بڑھ کر ان کے لیے تھی۔۔۔ جن میں کسی قسم کی بھی اونچ نیچ برداشت کرنا میر شاہ کے لیے سب سے مشکل کام تھا۔۔۔ الیکشن سر پر تھے اور ان میں سب سے بڑی رکاوٹ ان کا بھائی بن گیا تھا۔۔۔ جس نے خاندان سے باہر کسی کو بتائے بغیر شادی کر کے ایک بڑی رکاوٹ حائل کر دی تھی۔۔۔ وجہ میر شاہ کی اپنے مخالفین سے بات چیت کی تھی کہ اس بار وہ الیکشن جیت جائیں تو حیدر شاہ کی شادی عظیم ملک ان کے مخالف رہنما کی بیٹی سے کر دی جائے گی لیکن وقت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔۔۔ میر شاہ کے لیے حیدر شاہ کی خفیہ شادی ایک دھچکا تھا۔ ایسا دھچکا جنہوں نے اس کی ساکھ ہلا کر رکھ دی اور مخالف پارٹی کے بھرپور پریشر اور طعنہ بازی اور اپنوں کی غداری کی وجہ سے وہ الیکشن ہار گئے تھے۔۔۔ اور اس سب کا قصور وار حیدر شاہ اور ریحانہ حیدر کو ٹھہرایا گیا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے انہیں اسی دن اسی وقت گھر سے بے دخل کر دیا گیا۔۔۔ ہر رشتہ ناطہ منقطع کر دیا گیا تھا۔۔۔ آج کے دن تک کبھی دونوں بھائی سامنے نہیں آئے تھے نہ کبھی آپانے تھے کیونکہ وقت نے مہلت ہی نہیں دی تھی۔۔۔

جس دن حیدر شاہ کو گھر سے، ہر چیز، جائیداد سے بے دخل کر دیا گیا تھا۔۔۔ اسی دن حیدر شاہ سے وہ صرف حیدر علی بن گئے تھے۔۔۔

حیدر ہم اب کیا کریں گے؟ ریحانہ بیگم کی روتی ہوئی آواز آئی تھی۔۔۔

السلامدگار ہے۔۔ وہی ثانی ہے۔۔ جس نے مجھے اس مقام تک پہنچایا ہے۔۔ وہ مجھے آگے بھی راستہ دکھائے گا۔۔ تم فکر نہیں کرو۔۔ وہ ہمارے سامنے ساتھ ہے۔۔ وہ قادرِ مطلق ہے۔ اپنے بندوں کو اکیلا نہیں کرتا۔ بھروسہ رکھو۔۔ صرف دنیاوی سہارے ہی نہیں ہوتے۔۔ جن کا کوئی نہیں ہوتا ان کا رب ہے۔۔ میرا بھی وہی ہے۔۔ میں آج سے ایک عام انسان ہوں۔۔ جو دوپیل کی روٹی کے لیے بھی محنت کا خواہاں ہے۔۔ جو صرف یہ جانتا ہے کہ اس کا رب ہر جگہ پر ہر لمحہ اس کے پاس موجود ہے۔ وہ اسے ناامید نہیں لوٹائے گا۔۔ حیدر شاہ نے ریحانہ بیگم کو شانوں سے تھام کر اپنی بات کہی تھی۔۔

ریحانہ بیگم مسکرائی تھیں۔۔

مجھے اپنے رب پر اور اپنے مجازی خدا پر خود سے بھی زیادہ بھروسہ ہے۔۔ اس کے ہر کام کے پیچھے کوئی نہ کوئی مصلحت موجود ہے اور میں اس کی رضا میں راضی ہوں۔۔ مجھے عیش و عشرت کی چاہ نہیں ہے۔۔ مجھے صرف اپنے محرم کا قدم قدم پر ساتھ چاہیے۔۔ ریحانہ بیگم نے حیدر شاہ کے سر سے سرٹکا کر اقرار کیا تھا۔۔

اور پھر وہ دونوں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وہاں سے چلے گئے تھے سب کچھ پیچھے چھوڑ کر۔۔ اپنی ایک نئی پہچان بنانے حیدر شاہ سے حیدر علی بن گئے تھے۔۔

ان کو ڈیڑھ سال ہو چکا تھا کوئٹہ شفٹ ہوئے۔۔ انہوں نے اسلام آباد کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خیر آباد کہہ دیا تھا۔۔

کوئٹہ میں موجود ریحانہ بیگم کے ماموں زاد بھائی نے ان کو رہنے کے لیے چھت دی تھی۔۔  
 جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ان کی احسان مند تھیں۔۔ یہی احسان ان کو ایک دن  
 چکنا چٹا بنا ڈیا تھا۔۔ وقت، وقت کی بات ہے کب کیا مانگ لیں۔۔  
 دور کہیں قسمت میں ان کا یہ احسان محفوظ کر لیا گیا تھا جس کو چکنا چٹا کرنے والا  
 تھا۔۔

ہر طرف سے دھتکار ملنے کے بعد ایک رب ہی ہے جو آپ کی سنتا ہے۔۔ جو بغیر کسی عوض کے  
 آپ کو عطا کرتا ہے۔۔

حیدر شاہ نے کبھی بھی امید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا تھا۔۔ دونوں میاں بیوی ایک  
 دوسرے کا لباس تھے۔۔ دونوں نے صبر و شکر کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا۔۔ ان دونوں نے ہی کبھی  
 صبر و شکر کے دامن کو نہیں چھوڑا تھا۔۔ اسی وجہ سے حیدر شاہ کا اب ایک اپنا نام تھا۔۔  
 ڈیڑھ سال میں وقت بڑھتا گیا۔۔ وقت رکتا نہیں سو وہ گزر گیا۔۔ ان ڈیڑھ سالوں میں بہت  
 کچھ بدل گیا۔۔ پرانے رشتے کہیں کھو گئے۔۔ نئے رشتے بنتے گئے۔۔

ان ڈیڑھ سالوں میں ریحانہ بیگم کو ایک پیاری سی اولاد سے نوازا تھا۔۔ جس کا نام انہوں نے  
 شہرام حیدر رکھا تھا۔۔

شہرام کے ایک سال ہونے کے ساتھ ہی حیدر شاہ کی آفس سے واپسی پر دل میں شدید درد اٹھا  
 تھا۔۔ جو انہیں مہلت نہ دے سکا اور ان کی فوراً ڈیٹھ ہو گئی تھی۔۔

ہسپتال سے رپورٹ کے ذریعے پتا چلا تھا کہ ایک سال کے اندر اندر ان کا یہ تیسرا میجر ہارٹ  
اٹیک تھا جو ان کی موت کا سبب بنا تھا۔۔

ریحانہ بیگم چپ سی رہنے لگی تھیں۔۔ وقت گزرتا گیا۔۔ بائیس سال گزر گئے۔۔ پتا بھی نہیں  
چلا۔۔ شہرام اپنے پاؤں پر کھڑا تھا۔۔

شہرام نے ریحانہ بیگم کو شہر سے باہر پڑھنے کے لیے منایا تھا۔۔ بے جا اصرار کے بعد اسے  
اسلام آباد پڑھنے کے لیے بھیج دیا گیا۔۔ جہاں سے شہرام کی محبت و شکست کا سفر شروع ہوا  
تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
ڈیڑھ سال پہلے کا منظر۔۔۔

خیریت آج تو بہت مزیدار کھانوں کی خوشبو آرہی ہے۔۔ شہرام نے سامنے کرسی پر بیٹھتے  
ہوئے کہا تھا۔۔

ہاں اتنی دیر بعد میرا بیٹا گھر آیا ہے تو میں نے سوچا کچھ بنالوں۔۔ ریحانہ بیگم نے ہانڈی میں چچ  
ہلاتے ہوئے کہا تھا۔۔

شہرام مسکرا دیا۔۔

اچھا جی۔۔ ویسے تو کبھی سوچا نہیں۔۔ شہرام نے مسکرا کر شکوہ کیا تھا۔۔

تم آتے ہی کب ہو؟ اب بھی دیکھو پورے دو ماہ بعد آئے ہو۔۔۔ ریحانہ بیگم نے کچھ ادا سی سے اور کچھ مسکرا کر کہا تھا۔۔۔

مماسٹڈیز۔۔۔ شہرام نے کان کھجاتے ہوئے کہا تو ریحانہ بیگم ہنس دیں۔۔۔

ایک تم ہی ہو جس نے سارا پڑھنا ہے باقی تو گئے بھاڑ میں۔۔۔ ریحانہ بیگم نے کھڑے ہوتے ہوئے ہاتھ میں ٹرے پکڑے کہا تو شہرام کا ہنسنے لگا۔۔۔

مما مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔ شہرام نے مسکرا کر ریحانہ بیگم کے گلے میں بانہیں ڈالتے ہوئے کہا تو وہ ہنس پڑیں۔۔۔

وہ دونوں ساتھ چلتے چلتے ڈرائنگ روم میں آگئے تھے۔۔۔  
 شہرام آج عفاف کے بارے میں بات کرنے والا تھا لیکن شاید قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔۔۔

قسمت کا کھیل کون جانے؟

قسمت کا فیصلہ کون جانے؟

کیا سوچے بیٹھی ہے؟

کیا کر بیٹھی ہے؟

مت کہو قسمت کو برا

ہر ایک کا فیصلہ کیے بیٹھی ہے

(ماہم)

ہاں ٹھیک ہے آرام سے کر لینا۔۔ لیکن پہلے جاؤ تمہارے ماموں اور ان کی بیٹی آرہے ہیں۔۔ انہیں لے آؤ۔۔ وہ پہنچتے ہی ہونگے۔۔ ریحانہ بیگم نے کرسیاں ٹھیک کرتے ہوئے کہا تھا۔۔

کیا؟ شہرام کا صدمے سے پورا منہ کھلا تھا۔

اس کا مطلب یہ سب تیاریاں ان کے لیے تھیں۔۔ بیٹے کا تو کوئی خیال ہی نہیں ہے۔۔ میں نے ایویں خوش فہمیاں پال رکھی تھیں۔۔ شہرام نے مصنوعی دکھ اور غصے سے کہا تھا۔۔

ریحانہ بیگم مسکرائی تھیں۔

بیٹا چلے جاؤ۔۔ وہ آتے ہی ہونگے۔۔ ریحانہ بیگم نے کچن کی طرف جاتے ہوئے ہانک لگائی تھی۔۔

شہرام بس دیکھتا رہا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ میں جا رہا ہوں کہہ کر باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔

شہرام نے فون کان کو لگائے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔

ہاں علی بولو۔۔ ہاں ہاں پہنچ گیا تھا کل۔۔ گاڑی کو سڑک پر ڈالتے بولا تھا۔۔  
 ایک دو دن تک آؤں گا۔۔ علی سے چند ادھر ادھر کی باتیں کر کے شہرام نے فون بند کر دیا۔۔  
 جب اچانک سے تیز رفتار سے جاتی گاڑی کو بریک لگائی تھی۔۔ سامنے سے نظر آتے منظر  
 نے ایک دفعہ دل دہلایا تھا۔۔ ایک لڑکی جس کے بال بکھر چکے تھے۔۔ آنکھیں رورو کر لال  
 ہوئی تھیں۔۔۔ کندھے پر دوپٹہ ڈھلک رہا تھا۔۔ وہ لڑکی گاڑی کے فرنٹ بونٹ پر آکر ٹکرا کر  
 نیچے گر گئی تھی۔۔ جسے فوراً گاڑی سے نکل کر شہرام نے تھاما تھا۔۔  
 ڈیڈ۔۔ وہ لڑکی روتے ہوئے اپنے باپ کو پکار رہی تھی۔۔

ہیلو۔۔ پلیز آنکھیں کھولیں۔۔ شہرام نے آنکھیں تھپتھپا کر کہا تھا۔۔  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
 تبھی ایک ادھیڑ عمر کی عورت بھاگتی آئی تھی۔۔

بنفشہ بچے اٹھو۔۔ اٹھو دیکھو۔۔ گاڑی مل گئی ہے۔۔ ابھی تمہارے پاپا کو ہوش آجائے گا۔۔  
 اس ادھیڑ عمر عورت بار بار گال تھپتھپا رہی تھی۔۔ لیکن لڑکی شاید۔۔ خوف سے ڈر سے بے  
 ہوش ہو چکی تھی۔۔

بی اماں کیا ہوا ہے انہیں؟ شہرام نے ہمت کر کے اس ادھیڑ عمر عورت سے پوچھا تھا جو بار بار اس  
 لڑکی کا گال خوف سے تھپتھپا رہی تھیں۔۔

مہربانی کر کے بیٹا ہمیں ہسپتال چھوڑ دو۔۔ میرا بیٹے کا ایکسٹنٹ ہوا ہے۔۔ ہمیں کوئی نہیں مل رہا جو مجھ بوڑھی کو لے جائے۔۔ میں جوان بچی کو کہاں چھوڑوں؟ وہ روتے ہوئے شہرام سے فریاد کر رہی تھیں۔۔

بیٹھیں اماں۔۔ شہرام نے بی اماں کو گاڑی میں بٹھاتے ہوئے کہا تھا۔۔

میری پوتیا ماں بی نے روتے ہوئے کہا تھا۔۔

شہرام نے ٹائم دیکھا تھا۔۔ نہ ہی وہ ایسے انہیں چھوڑ کر جانا چاہ رہا تھا۔۔ انسانیت بھی کسی شے کا نام تھا۔۔ انسانیت کے ناطے ہی وہ ایک بوڑھی عورت کو جو بے تحاشا رو رہی تھیں کو ہسپتال چھوڑنے جانے لگا تھا۔۔

شہرام نے اس لڑکی کو بازوؤں پر اٹھا کر گاڑی کی بیک سیٹ پر ڈالا تھا جو ہوش و خرد سے بیگانہ تھی۔۔

فوراً سے گاڑی میں بیٹھ کر بی اماں سے ہسپتال کا ایڈریس پوچھ کر وہاں پہنچایا تھا۔۔

ہسپتال پہنچ کر سب سے پہلے لڑکی کو ٹریٹمنٹ دیا جا رہا تھا۔۔

ڈاکٹرز کا کہنا تھا سٹریس کی وجہ سے بی پی لو ہو گیا تھا جس کی وجہ سے یہ بے ہوش ہو گئی تھیں۔۔ کچھ دیر تک انہیں ہوش آجائے گا۔۔

شہرام نے فون کر کے ریحانہ بیگم کو اطلاع دی تھی۔۔ لیکن ان کو اطلاع دینے کے بعد جو بات اسے پتا چلی تھی وہ اور زیادہ حیران کن تھی کہ جن کا ایکسڈنٹ ہوا تھا وہ اور کوئی نہیں بلکہ ریحانہ بیگم کا ماموں زاد بیٹا افتخار احمد تھے۔۔

افتخار احمد کی اکلوتی بیٹی بنفشہ تھی۔۔

فون بند ہونے کے چند لمحے بعد ہی ریحانہ بیگم ہسپتال میں موجود تھیں۔۔

شہرام کیا ہوا ہے؟ کہاں ہے بھائی صاحب؟ ریحانہ بیگم نے روتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

شہرام نے انہیں راستہ دکھایا تھا۔۔ جہاں بی اماں بیٹھیں تسبیح کر رہی تھیں۔۔

خالہ بیریحانہ بیگم نے جاتے ہی پکارا تھا۔۔

ریحانہ۔۔ بی اماں روتے ہوئے گلے لگی تھیں۔۔

میرا بچہ، میری بچی۔۔ وہ ادھیڑ عمر عورت بری طرح رو رہی تھیں۔۔

بی اماں بھائی صاحب ٹھیک ہیں؟ ریحانہ بیگم نے روتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

پتر بی اماں آہو پکار کے ساتھ رو رہی تھیں۔۔

میرا پتر۔۔ ایک وہی اس بوڑھی کا سہارا ہے۔۔ کہاں جاؤں گی۔۔ ایک جوان لڑکی کے

ساتھ۔۔ کیا کروں گی میں؟ بی اماں روتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔۔

چنگا بھلا میرا پتر گیا سی۔۔ (اچھا بھلا میرا بیٹا گیا تھا)

پتا نہیں کیدھی نظر لگ گئی (پتا نہیں کس کی نظر لگ گئی) بی اماں آہو پکار کے ساتھ اونچی اونچی  
رورہی تھیں۔۔

جب نرس نے آکر اطلاع دی تھی۔ میم وہ پیشنٹ کو ہوش آ گیا ہے۔۔

شہرام ان سب میں چپ چاپ کھڑا سب دیکھ رہا تھا۔۔

ریحانہ بیگم اور بی اماں جلدی سے روم کی طرف بڑھی تھیں۔۔

بنفشہ بچے۔۔ بنفشہ نے بیڈ سے اٹھنے کی کوشش کی تھی۔۔ آنکھیں ابھی بھی رورو کر لال ہوئی  
تھیں۔۔

پھپھو۔۔۔ ڈیڈ۔۔ بنفشہ، ریحانہ بیگم کے گلے کر بے تحاشہ رورہی تھی۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بیٹا بھائی صاحب ٹھیک ہو جائیں گے۔۔ ریحانہ بیگم نے تسلی دی تھی۔۔

ڈیڈ بالکل ٹھیک تھے۔۔ وہ ہچکیوں سے رودی۔۔

شش چپ کرو۔۔ ٹھیک ہو جائیں گے۔۔ تب تک نرس نے تیزی سے آکر اطلاع دی تھی کہ  
پیشنٹ کو آئی سی یو میں شفٹ کیا جا رہا ہے۔۔ مل لیں۔۔

ریحانہ بیگم، شہرام فوراً سے روم کی طرف بڑھے تھے۔۔ بنفشہ بھی فوراً سے اٹھی تھی۔۔ بی  
اماں بھی فوراً سے دروازے کی طرف لڑکھڑاتے قدم اٹھاتی باہر کی طرف بڑھی تھیں۔۔۔

روم کے اندر داخل ہوتے ہی سامنے افتخار صاحب بیڈ پر نیم مدہوشی کی حالت میں تھے۔۔

جن کے سر پر پٹی باندھی ہوئی تھی۔۔ بازوؤں پر ڈرپ لگائی گئی تھی۔۔ منہ پر آکسیجن ماسک تھا جس کی وجہ سے وہ سانس لے پارہے تھے۔۔ جگہ جگہ جسم پر پٹیاں باندھی گئی تھیں۔۔ آنکھوں کے گرد نیل موجود تھے۔۔

اندر آتے ہی ریحانہ بیگم نے پکارا تھا۔۔

بھائی صاحب۔۔ آپ تو ہماری طرف آرہے تھے۔۔ یہ سب کیسے؟ وہ ہچکیوں سے روئی تھیں۔۔

دروازے پر کھڑی بنفشہ نے اپنی ہچکیوں کا گلا گھونٹا تھا۔۔ شہرام سر جھکائے وہاں کھڑا تھا۔۔ بی اماں بری طرح سے رو رہی تھیں۔۔

ڈاکٹر زکے مطابق ایکسیڈنٹ بہت سویر تھا۔۔ جس کی وجہ سے دماغ پہ اندرونی گہری چوٹ لگی تھی۔۔ جس کی وجہ سے برین کی وین ڈٹیمج ہو چکی تھی چند لمحے بچے تھے ان کے پاس۔۔

افتخار صاحب نے بولنے کی کوشش کی تھی۔۔ آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہو رہی تھیں۔۔

آپ۔۔ مشکل سے بولنے کی کوشش کی تھی۔۔

جی بھائی صاحب۔۔

افتخار صاحب نے ہاتھ جوڑنے کی کوشش کی تھی تو ریحانہ بیگم نے تڑپ کر ہاتھ پکڑے تھے۔۔

میری بیٹی۔۔ آنکھوں سے آنسو تیزی سے نکل رہے تھے۔۔ مدھم مدھم آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔۔

بنفشہ کے آنسوؤں میں تیزی آگئی۔۔ بی اماں بار بار اپنے بیٹے کی حالت دیکھ کر غشی پر غشی کھا رہی تھیں۔۔ جنہیں شہرام نے سنبھالا ہوا تھا۔۔

مم۔۔ مم۔۔ میری۔۔ ب۔۔ ب۔۔ بیٹی کی۔۔ ج۔۔ ج۔۔ نف۔۔ ف۔۔ ف۔۔ حفاظت کرنا۔۔ ٹوٹے پھوٹے لفظ ادا کر کے آنکھیں بند ہو چکی تھیں۔۔ مشین پر لکیریں سیدھی ہو چکی تھیں۔۔ ان کا وقت ختم ہوا تھا۔۔ چیخ و پکار شروع ہو چکی تھی۔۔ بنفشہ بے ہوش ہو چکی تھی۔۔

آخر کار افتخار صاحب کو سپرد خاک کر دیا گیا تھا۔۔  
بنفشہ کو تین دن بعد ہوش آیا تھا۔۔ بار بار بے ہوش ہو رہی تھیں۔۔ لیکن وہ باپ کے سائے سے محروم ہو چکی تھی۔۔

کچھ دن سنبھلنے کے بعد ریحانہ بیگم نے ایک دھماکہ اور کیا تھا۔۔

شہرام اور بنفشہ کا نکاح۔۔

بی اماں چپ سی کر گئی تھیں۔۔ جو ان بیٹے کی موت نے انہیں اور بوڑھا کر دیا تھا۔

جب بنفشہ کو پتا چلا تھا کہ اس کے پاپا کی خواہش تھی تو وہ چپ سی کر گئی تھی۔۔

شہرام نے انکار کرنا چاہا تھا۔۔ مگر وقت ہاتھ میں نہیں تھا۔۔ کچھ بھی ہاتھ میں نہیں تھا۔ نہ وقت نہ لمحہ اور نہ ہی قسمت۔۔

شہرام نے بہت منع کرنا چاہا مگر اپنی ماں کے بندھے ہاتھ، روتی اور گرگڑاتی ہوئی آنکھوں نے کچھ بھی کہنے سے منع کر دیا تھا۔۔

وہ یہی لمحہ تھا جب افتخار صاحب کے احسان کی قیمت شہرام کو چکانی پڑ رہی تھی۔۔  
شہرام چپ کر گیا تھا۔۔ وہ کچھ نہیں کر پایا۔۔

اسی شام بنفشہ افتخار سے بنفشہ شہرام بن چکی تھی۔۔ لمحوں کا کھیل تھا۔۔ لمحوں میں زندگی بدلی تھی۔۔ یہ سب لمحوں کا کھیل تھا۔۔ وقت کی ڈوریں گھوم گئی تھی۔۔

نکاح پیپر پر سائین کرتے ہوئے شہرام کے ہاتھ چندیل لڑکھڑائے تھے۔۔ آنکھوں کے سامنے عفاف کا ہنسنا آیا تھا۔۔ آنکھ سے آنسو لڑکھ کے گرا تھا۔۔ دکھ سے آنکھیں میچی تھیں اور کسی کو اپنی زندگی میں شامل کر دیا تھا۔۔ کسی کا محرم بن چکا تھا۔۔

محبت، محبت کرنے والے نے

ہائے محبت ہار دی اس نے

(ماہم)

ہر ترے ہاجر میں بہے آنسو

ہائے میرے رہے سہے آنسو

آنکھ میں بھی کبھی نہیں آئے

دل سے جاتے کہاں رہے آنسو



آنکھ اپنی جگہ رہی دکھ میں

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دل نے اپنی جگہ سہے آنسو

لاکھ روکوں مگر نہیں رکتے

ہو بہو آپ پر گئے آنسو

اُس نے جب مجھ کو کہہ دیا صحرا

پھر تو ایسے مرے بہے آنسو

ہم تو چُپ ہو گئے مگر فرحت

دیر تک بولتے رہے آنسو

فرحت عباس شاہ

نکاح کی رات ہی وہ واپس نکلا تھا۔۔۔ لیکن چند لفظوں نے اس کے قدم جکڑے تھے۔۔۔  
 بی اماں۔۔۔۔ میں کدھر ہوں؟ نکاح کے بعد بنفشہ بی اماں کے گود میں سر رکھے لیٹی تھی۔۔۔  
 میرا بچہ۔۔۔ بی اماں بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے گال چومتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

بی اماں۔۔۔ ڈیڈ کیوں چلے گئے مجھے چھوڑ کر۔۔۔ میں تو ان سے بہت پیار کرتی ہوں۔۔۔ بنفشہ نے بی  
 اماں کا ہاتھ پکڑ کر روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

اس رب کی رضا میں راضی۔۔۔ وہ جیسے چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔۔۔ اس کی اس میں بھی کوئی  
 مصلحت ہوگی میرا بچہ۔۔۔ تجھے ایک پاکیزہ بندھن میں باندھ دیا ہے اس کا بھی خیال کر۔۔۔ بی  
 اماں نے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

بی اماں میں نے ایسے تو نہیں چاہا تھا کہ وہ مجھے ایسے ملیں۔۔ بنفشہ نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا تھا۔۔

بی اماں چونکی تھیں۔۔

کیا مطلب؟

بنفشہ بند آنکھوں سے ہی ہلکا سا مسکرائی تھی۔۔

میری ہر دعا میں وہ شامل تھے۔۔ میں جب بھی انہیں دیکھتی تھی یہی دعا کرتی تھی کاش وہ میرے ہو جائیں۔۔ میری دعا قبول ہو گئی۔۔

بنفشہ مسکرائی تھی۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شہرام نے بنفشہ کو نہیں دیکھا تھا۔۔ لیکن بنفشہ اسکی ہر ایک عادت سے واقف تھی۔۔ وہ تو پہلی نظر میں ہی اس سے محبت کر بیٹھی تھی۔۔

شہرام نے حیرانی سے دروازے کے اس پار ایک نظر دیکھا تھا جہاں بنفشہ، بی اماں کی گود میں سر رکھے سو گئی تھی۔۔ شہرام وہاں سے چلا گیا تھا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بنا کسی کو کچھ بتائے۔۔ بنا کچھ کہے۔۔

اٹھتی ہی نہیں نگاہ کسی اور کی طرف

کسی کی نظریوں پابند کر گئی مجھے

شہرام ماضی سے حال میں لوٹا تھا۔۔ ہر طرف اندھیرا چھا چکا تھا۔۔ علی یک ٹک شہرام کی طرف خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔۔ جس کے چہرے پر ایک تاریکی تھی۔۔ تھکن تھی جیسے وہ اس لمبے عرصے میں سفر کرتے کرتے تھک چکا تھا۔۔ اب بس ہو چکی تھی۔۔ چہرے پر مسکراہٹ کے ساتھ ساتھ تاریخ رقم تھی۔۔

علی نے شہرام کا ہاتھ پکڑ کر اسے ہلایا تھا جو آہستہ آہستہ آنکھیں بند کر کے بول رہا تھا۔۔۔  
 آہستہ آہستہ لیکن مدہم ہوتے لفظوں سے ایک بار پھر بولا تھا جیسے آج سب کچھ کہہ دینا چاہتا ہو۔۔ اس کے بعد وقت نہیں ملنا۔۔

شہرام کی مدہم ہوتی آواز آئی تھی۔۔

مجھے لگتا ہے میں نا انصافی کر جاؤں گا۔۔ میں انصاف نہیں کر سکتا۔۔ شہرام حیدر انصاف نہیں کر سکتا۔۔ کبھی بھی نہیں کر سکتا۔۔ وہ آہستہ آہستہ بڑبڑا رہا تھا۔۔

میں ایک ایسی ان دیکھی آگ کا مسافر تھا۔۔ جس کی منزل لا حاصل تھی۔ جس کا راستہ تلاش کرنا بھی ایک مشکل کام ہے۔۔ اور اسی راستے میں چلتے چلتے ایک ایسا مسافر بن گیا ہوں جو مر

کے جیتا ہے اور پھر جو جی کر بھی مرتا ہے۔۔ میں ایک ایسی آگ کی بھٹی میں ہاتھ لگا کر واپس کھینچتا ہوں جہاں صرف جلا کر راکھ کر دینے کی صلاحیت ہے۔۔ جہاں صرف جلا دینا ہی تقاضا ہے۔۔ جہاں صرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔۔ وہاں ایک ایسی آگ کی بھٹی ہے جس میں۔۔ میں جتنا گروں گا راکھ ہو جاؤں گا اور میں بد قسمتی سے اس راکھ پر قدم رکھ چکا ہوں۔۔ شہرام مسکرایا تھا درد سے بھری مسکراہٹ۔ آنکھوں کے گوشے بھگے تھے۔۔ ایک درد کی لہر سی اٹھی تھی۔۔ شہرام نے کپٹی مسلی۔۔

میں نے اس بھٹی میں ایسا قدم رکھا ہے کہ میں اٹھاتا ہوں تو آگ کی اتنی تپش ہے کہ وہ قدم اٹھانے ہی نہیں دیتی۔۔ اگر میں پاؤں نہ اٹھاؤں تو وہ جل کر راکھ کر دیتی ہے مجھے۔۔ میں ایسی ان دیکھی آگ کا خود بخود مسافر بن گیا ہوں علی۔۔ درد کی لہر تیز سے تیز تر ہو گئی تھی۔۔

کبھی سوچا تھا علی کہ شہرام ایک آگ کا ایندھن ہے۔۔ وہ ہنسا تھا۔۔ اچانک بھوری آنکھوں میں اداسی چھائی تھی۔۔ ہونٹ آپس میں پیوست ہوئے تھے۔۔ خاموشی سی چھا گئی تھی۔۔ ایک وحشت زدہ سی خاموشی۔۔ سردیوں کی رات میں ایک ایسی خاموشی خوف کو بڑھا رہی تھی۔۔

علی کے ہاتھ سے شہرام کے ہاتھ کی گرفت ڈھیلی ہو گئی تھی۔۔ بھوری آنکھوں میں خاموشی چھا گئی تھی۔۔ ہر طرف اندھیرا چھا چکا تھا۔۔ ہر چیز تاریک میں چلی گئی تھی۔۔

اس سے پہلے کہ جدائی کی خبر تم سے ملے

ہم نے سوچا ہے کہ ہم تم سے بچھڑ جائیں گے

علی کی آنکھیں پوری کی پوری کھلی گئیں۔۔ آہستہ آہستہ علی کو ہوش آیا تھا کہ علی کی زوردار چیخ  
گو نجی تھی۔۔ فوراً سے شہرام کی نبض ٹٹولی لیکن بے سود۔۔۔ نبض بند ہو چکی تھی۔۔۔

کبھی سنی ہے بند سانسوں کی آواز

کبھی دیکھا ہے بند ہوتی نبض کی رفتار کو

کبھی دیکھی ہے وحشت ان آنکھوں میں

کبھی دیکھا ہے محبت میں ہارے ہوئے اس شخص کو

(ماہم)

موت کا موسم ہے، نئی وبا آئی ہے

سانس لینے پر بھی ایک سزا آئی ہے

جان نہیں چھوڑتی، جان جانے تلک

عشق تیرے ٹکڑ کی اک بلا آئی ہے



صبح کے سورج کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔۔ ہر جگہ اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔۔ پردے چھہا رہے تھے۔۔ ہر جگہ سے سبحان و تعالیٰ کی پکار سنائی دے رہی تھی۔۔ جب عفاف نے اٹھ کر وضو کیا تھا اور نماز پڑھ کے سلام پھیرا تھا۔۔ جب کھڑکی کے پردے ہلکے سے ہلے تھے نظر پڑی تو وہاں موجود خوبصورت سا بکے جس میں رنگ برنگے پھول لگے ہوئے تھے سامنے پڑا تھا۔۔

عفاف نے جلدی سے جائے نماز کی تہہ لگائی تھی اور بکے کو پکڑ کر ادھر ادھر کھڑکی سے جھانکا تھا۔۔ لیکن کوئی چرند پرند بھی وہاں موجود نہیں تھا۔۔

بکے میں موجود کارڈ نکالا تھا جس میں عیون جمیلہ کے ساتھ ساتھ صبح بخیر لکھا گیا تھا۔۔

عفاف نے کارڈ کو فولڈ کر کے پاس پڑی ڈسٹن میں غصے سے پھینکا تھا۔۔

ساتھ ہی موبائل بیپ ہوا تھا۔۔

عفاف جانتی تھی میسج کیا ہوگا۔۔

میسج کھولا تو سامنے ہی صبح بخیر اپسرا کے ساتھ عیون جمیلہ لکھا گیا تھا۔۔

اگلے ہی میسج میں لکھا تھا۔۔۔

تمہاری آنکھوں کے عکس میں میں خود کو ڈوبا پاتا ہوں اپسرا۔

یاما رتنی عیون و ما سہیت الابعیونک

I have passed by many eyes, but only I got lost in  
your eyes

جب جب آپ مشکل میں ہو تو کبھی بھی اداس مت ہوئے گا۔ کیونکہ آپ کے ارد گرد ہر وہ شخص موجود ہے جو آپ سے بے انتہا محبت کرتا ہے۔ کوئی بھی لمحہ ایسا ہو جس میں آپ خود کو کمزور سمجھے تو یاد رکھیے گا آپ کے ارد گرد آپ کو چاہنے والے لوگ زیادہ ہیں۔ جن کو آپ کی ضرورت ہے اپسرا۔۔۔ صبح بخیر۔۔۔

عفاف کے میسج پڑھ کے نقوش تنے تھے۔۔ لیکن کہیں نرم سا احساس بھی پیدا ہوا تھا۔۔ جو الفاظوں کے ذریعے دل میں اثر کر رہا تھا۔۔۔

ہاذا اپنے کمرے میں بیٹھا عفاف کی ڈائری پڑھنے کے لیے سیننگ کر رہا تھا۔۔ جب اچانک سے ایک آواز سنائی دی تھی۔۔ جس نے ہاد کی ساری حسیں بیدار کر دی تھیں۔۔ ہاد نے تیزی سے ڈائری رکھ کر قدم باہر کی طرف بڑھائے تھے۔۔۔

رامین چھپکے چھپکے سے ہاد کی الماری کھول کر کچھ ڈھونڈ رہی تھی کہ پاس پڑا گلدان رامین کا ہاتھ لگنے سے زمیں بوس ہوا تھا اور وہ جلدی سے گلدان اٹھا رہی تھی کہ ہاد سٹیڈی روم کے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر رامین کے تیز چلتے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا جو ہڑبڑی میں کام ٹھیک کرنے کی بجائے بگاڑ رہے تھے۔ آرام سے چلتا بیڈ کے ایک سائیڈ پر کھڑا ہو گیا جہاں سے نیچے بیٹھی رامین گلدان کے ٹکڑے اٹھا رہی تھی۔

جب اچانک رامین کے ہاتھ میں کانچ لگا تھا اور ہلکی سی منہ سے سسکی نکلی۔ فوراً سے ہاد نے ہاتھ پکڑ کر خون کو دبایا تھا۔ اچانک اس افتاد پر رامین نے سر اٹھا کر دیکھا تو ہاد کو پایا۔

بھائی آپ۔۔ رامین نے کچھ شرمندگی سے اور کچھ حیرانی سے ہاد کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جس کا خیال تھا کہ ہاد بھی نہیں آیا اس لیے وہ رایان، مناہل کی ملی بھگت کے نتیجے میں اپنے ہی بھائی کے کمرے میں چوروں کی طرح گھس کر کچھ چیزیں لینے آئی تھی۔

ہاد نے ایک گھوری سے نوازا۔

کیا کر رہی تھی تم یہاں؟ ہاد نے آہستہ سی غصے سے بھری آواز میں پوچھا تھا۔

بھائی۔۔ وہ میں کچھ نہیں۔۔ بس ایسے ہی تھوڑا آپ کے کمرے کا چکر لگانے کا دل کر رہا تھا۔ وہ لگانے آئی تھی۔

رامین نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ پر رکھا تھا۔

اچھا یہ کوئی امیوز مینٹ (تفریح گاہ) پارک ہے؟ ہاد نے آئی۔ برواچکا کر پوچھا تھا۔

رائین نے ایک نظر باہر کے دروازے کی طرف دیکھا تھا شاید مناہل اور ریان نظر آجائے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔۔ وہ دونوں اسے الوبنا کر ر فوچکر ہو گئے۔۔

بھائی سوری۔۔ وہ میں چاکلیٹس کا ڈبہ لینے آئی تھی جو آپ نے کل رات لاسٹ ڈراٹ میں رکھا تھا اب ادھر ہے ہی نہیں۔۔ رائین نے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے ہاد سے کہا تھا۔۔

ہاد کا ناچاہتے ہوئے بھی بھر پور قہقہہ گونجا تھا اور پھر پیار سے بولا تھا۔۔

وہ ڈبہ عفاف کے لیے تھارامی۔۔ کسی کا حق نہیں لیتے۔۔ جو جس کا جتنا ہے اس کے مقدر میں ہے۔ اسے وہی ملنا۔۔ اگر یہ ڈبہ تمہاری قسمت میں ہوتا تو شاید ابھی تمہیں مل گیا

ہوتا۔۔ تمہیں نہیں ملا وجہ یہ نہیں کہ میں نے چھپایا تھا۔۔ ہاد سیدھا چلتا چلتا الماری کی طرف بڑھا۔۔ الماری کا پہلا ہی ڈراٹ کھولا چاکلیٹس کا ڈبہ ادھر ہی سائیڈ پر پڑا ہوا تھا۔۔

یہ دیکھو۔۔ اگر یہ تمہاری قسمت میں ہوتا تو یقیناً آتے ہی تمہیں نظر آجاتا۔ کبھی کبھار آپ کی نظروں کے سامنے موجود چیز نہیں ملتی۔۔ بعض اوقات آپ کی اپنی لاپرواہی کا نتیجہ ہے اور بعض اوقات وہ چیزیں جو آپ چوری چھپے لینے کی کوششوں میں ہوتے ہو وہ آپ کو دکھائی ہی نہیں دیتی، نظروں سے اوجھل کر دی جاتی ہیں۔ تاکہ کسی دوسرے کا حق نہیں چھینا جائے۔۔ جو جس کا ہو وہ اسی کو ملے۔ ہاد نے ڈراٹ بند کیا تھا۔۔

پھر مکمل رائین کی طرف گھوم کے اسے تھوڑا سا سائیڈ پر کر کے اس کے بالکل پیچھے موجود ڈراٹ سے ایک اور ڈبہ نکالا تھا۔۔

یہ لو۔۔ مجھے پتا تھا تم لوگ کوئی ایسی حرکت ضرور کرو گے اس لیے ہی ایک ایکسٹرا ڈبہ لایا تھا۔۔ رامین نے جھٹ سے ڈبہ لیا تھا اور ایک چاکلیٹ نکال کر کھانے لگ گئی۔۔

کل ہی تم لوگوں کو تمہارے حصے کا ایک ڈبہ دے دیا تھا۔۔ اب آئندہ یہ حرکت مت کرنا بنا اجازت کے کسی کے بھی کمرے میں چوروں کی طرح مت آنا۔ ورنہ مجھے اچھا نہیں لگے گا۔ ہاد نے دبے دبے غصے سے اور تھوڑی ناراضگی سے کہا تھا۔۔

ادب سے سر جھکا کر رامین نے گردن ہاں میں ہلائی تھی۔ ٹھیک ہے بھائی۔۔  
ہاد نے ایک ہلکی سی چت رامین کو لگائی تھی۔۔

پگلی۔۔ NEW ERA MAGAZINE  
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews  
چلو جاؤ مجھے بھی کام کرنا ہے اور پھر جانا بھی ہے۔۔ ہاد نے حکمیہ انداز سے کہا تو رامین ہنسنے لگ گئی تھی۔۔

بھائی اب رعب تو مت چڑھائے۔۔ رامین نے اپنا سر ہاد کے کندھے پر رکھا تو ہاد نے رامین کے ہلکے سے کھلے بال بکھیرے۔۔

نہیں چڑھاتا۔۔ اب جاؤ باہر افلاطون فوج تمہارے انتظار میں ہے۔ آیا تم جنگ لڑ کے آئی ہو کہ نہیں۔۔ ہاد نے کہا تو رامین ہنسنے لگ گئی۔ چاکلیٹ بھی ختم ہو چکی تھی۔۔

اب اس فوجی کے پاس بڑا اہم ہتھیار ہے۔۔ جب یہ فوجی ایک مصیبت میں تھا تو ر عاید غادے  
 کر بھاگ گئی۔۔ اب فوجی محاذ قائم کرنے میں کامیاب رہا ہے تو دوبارہ ر عاید اپنا حق مانگنے  
 آئے۔۔ یہ تو سر اسرنا انصافی ہے سلطان۔۔ رامین نے ڈرامائی انداز میں ہاد کے سامنے ایک اور  
 چاکلیٹ کھولتے ہوئے کہا تھا۔۔ ہاد کا فلک شگاف تہقہہ گو نجا تھا۔۔

کم انڈین ڈرامے دیکھا کرو۔۔ چلو جاؤ اب۔۔

ہاد نے ایک لگاتے ہوئے کہا تو رامین باہر ہنستی چلی گئی۔۔

پگلی۔۔ بڑی ہو کر بھی بچی ہے ابھی۔۔

ہاد نے ہنستے ہوئے سوچا تھا اور سر جھٹک کے دوبارہ سے سٹڈی روم کی طرف بڑھ گیا۔۔ ٹائم  
 دیکھا تو صبح کے سات بج رہے تھے۔۔ تیزی سے کمرے سے باہر نکلا تھا اور مناہل کے کمرے کی  
 طرف رخ کیا۔۔ لیکن کمرے کے پاس پہنچتے ہی مناہل کی کل والی بات یاد آئی تھی۔۔

ایمن آپی اگر ہم کل صبح کی بجائے مغرب کے بعد پڑھ لے پلیز۔۔ صرف کل کا

دن۔۔ پلیز۔۔ پلیز۔۔

دوسری طرف سے اسپیکر سے آواز ابھری تھی۔۔

ٹھیک ہے۔۔

پھر دونوں کے ہنسنے کی آوازیں آنے لگی تھیں۔۔ وہ جو رات کو پانی پی کر اپنے کمرے کی طرف  
 جا رہا تھا۔۔ منابل کے کمرے سے آتی آوازوں کی وجہ سے رک گیا تھا۔۔ پھر دوازہ ناک کر کے  
 منابل سے پوچھنے پر اس نے بتایا تھا۔۔ ایمن آپی تھی کال پر پھر مسکراتا ہوا اپنے کمرے کی  
 طرف بڑھ گیا۔۔

رات کا واقعہ یاد آنے پہ اپنے بالوں میں مسکراتے ہوئے ہاتھ پھیرا اور دوبارہ اپنے کمرے کی  
 طرف رخ کیا تھا۔۔

مجھے اس کو بتانا ہے

کہ اس کی مسکراہٹ پر  
 میں دنیا ہار سکتا ہوں

اس کی اک آہٹ پر

میں جیون ہار سکتا ہوں

مجھے اس سے محبت ہے

مجھے عشق بھی اس سے ہے

عجیب پاگل سی لڑکی ہے

عجیب پاگل سا میں بھی ہوں





عفاف شاور لے کر نکلی سامنے ڈریسنگ کے کھڑی ہو کر بال کنگھی کر کے جوڑے کی شکل میں  
باندھ کے لائٹ پنک کرتا جس کے بارڈر پر ہلکی سی کڑھائی ہوئی تھی۔۔ وائٹ ٹراؤزر ساتھ  
لائٹ پنک ہی سکارف کے ساتھ حجاب کیا۔۔

آنکھوں پر کاجل لگایا۔۔ جوتے پہن کر ایک نظر خود کو آئینے میں دیکھا تو ایک آواز گونجی  
تھی۔۔

اوائے وہی لڑکی۔۔ وہ دیکھ جا رہی۔۔ واقعی میں مست مال ہے۔۔

قدم لڑکھڑائے تھے۔۔ آنکھوں سے آنسو نکلنے کو بے تاب تھے اگر بروقت مناہل آ کر عفاف  
کو آواز نہ دیتی کہ لیت ہو رہی ہونا شتہ کر لو۔۔  
ہا۔۔ آئی بس۔ ان دیکھے وجود سے ان دیکھے آنسو صاف کئے تھے۔۔

مضبوط قدم اٹھانے کی کوشش کی تھی لیکن قدموں میں لڑکھڑاہٹ واضح تھی شاید چلتے چلتے  
گر جاتی اگر بروقت ہاد آ کر نہیں پکڑتا۔۔

عافی کیا ہوا؟ ہاد نے عفاف کو بیڈ پہ بٹھا کر پوچھا تو عفاف نے ہاد کے سینے پر سر رکھ لیا  
تھا۔۔ آنسوؤں پر بندھ باندھنے کی بھرپور کوشش کی جا رہی تھی۔ لیکن پھر بھی خاموش آنسو  
بہاتے رہی۔۔

جب ہاد نے بنا کچھ پوچھے، بنا کچھ کہے عفاف کو اٹھایا تھا کہلیٹ ہو رہی ہو جا کر ناشتہ کر لو وہ بھی  
چپ چاپ اٹھ گئی تھی۔۔

ہاد بغیر کچھ کہے وائٹ شرٹ، بلیک پینٹ پہنے باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔

ڈائمنگ ٹیبل پر بیٹھ کر ناشتہ کیا تھا۔ ابھی ناشتہ ختم بھی نہیں کیا تھا کہ فرقان صاحب چیئر  
گھسیٹ کر ڈائمنگ ٹیبل پر بیٹھ گئے۔ آہستہ آہستہ سب ہی ڈائمنگ ٹیبل کی تمام کرسیوں پر  
براجمان ہوئے تھے۔۔ سوائے ہاد اور ریان کے۔۔ ہاد جو جاچکا تھا اور ریان جو خوابِ خرگوش  
کے مزے لے رہا تھا۔۔  
راہین بیگم نے آنکھوں سے فرقان صاحب کو اشارہ کیا تو انہوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں  
تسلی دی تھی۔۔

عفاف نے پانی کا گلاس ختم کیا اور اٹھنے لگی تو فرقان صاحب نے پکارا تھا۔۔

عفاف بچے۔۔ آج ٹائم سے واپس آجانا۔ کچھ مہمان آرہے ہیں۔۔

فرقان صاحب نے پانی کا گلاس اٹھاتے ہوئے اپنی بات کہی تھی۔۔

عفاف چونکی تھی۔۔

ایسے کونسے مہمان ہیں؟ جن میں میری شمولیت لازمی ہے۔۔ عفاف نے اچھنبے سے پوچھا تھا۔۔

بیٹا کچھ خاص مہمان ہیں۔۔ فرحان صاحب کی طرف سے جواب آیا تھا۔۔

ڈیڈ۔۔ چچا جان پہلے بھی تو کئی مہمان آئے ہیں، گئے ہیں اور آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔۔۔ میں کسی سے نہیں ملتی۔۔ کسی سے بھی تواب کیوں؟

عفاف کی آواز رندھ گئی تھی۔۔۔

روبینہ بیگم نے اٹھ کر ہلکا سا پیار کیا تھا۔۔

کب تک ایسے رہو گی۔۔ کبھی نہ کبھی تو اگلے گھر جانا ہی ہے۔ عفاف نے جھٹکے سے سر موڑ کر روبینہ بیگم کی طرف دیکھا تھا۔۔

مجھے نہیں کرنی شادی۔۔ جو بھی آ رہا ہے اسے منع کر دے۔ میں کبھی بھی شادی نہیں کروں گی۔۔ کبھی بھی نہیں کہہ کر اپنا کرسی سے بیگ اٹھایا تھا اور باہر کی طرف بڑھ گئی۔۔

پچھے سب نفوس دم سادھے خاموش آنسو بہاتے رہ گئے۔۔

روبینہ بیگم نے اپنی آنکھوں سے نکلنے والے آنسوؤں کو مشکل سے صاف کیا تھا۔۔

مناہل اور رامین چپ چاپ اندر چلی گئیں۔۔ جبکہ روبینہ بیگم وہیں کرسی پر بیٹھیں تھیں۔۔

آخر کب تک؟ میری بچی ایسی رہے گی وہ روتے ہوئے بولی تھیں۔۔

بھا بھیرا بے بیگم نے رو بینہ بیگم کا کندھا اپنے کندھے کے ساتھ لگا کر تسلی دی تھی۔۔  
 ہا د آ گیا ہے نا۔۔ وہ سمجھائے گا اسے آپ فکر نہیں کریں۔ وہ اس کی بات نہیں ٹالتی۔۔ ہماری  
 بچی کمزور نہیں ہے۔۔ رابعہ بیگم نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا تھا۔۔ ہر کوئی اپنے آنسو  
 بہا رہا تھا کچھ ظاہری طور پر اور کچھ چھپا کر۔۔

ایک معاشرہ تب تک ہمیں جینے نہیں دیتا۔ جب تک ہم خود کمزور ہوتے ہیں۔۔ وہی معاشرہ  
 ہمیں تب تک روندھتا ہے۔۔ جب تک ہم چاہتے ہیں۔۔ جب تک ہم ان کو مواقع فراہم  
 کرتے ہیں تب تک معاشرے کا ہر فرد ہمیں ہر طرح سے استعمال کر کے اپنے کام  
 نکلواتا۔۔ لیکن جس دن ہم باہمت، مضبوط قدم اٹھالیں۔ اسی دن سے یہ معاشرے کی اٹھنے  
 والی انگلیاں کہیں دب کے رہ جائے گی۔۔ ہم جب تک خود کو مضبوط نہیں بناتے تب تک ہر  
 ایک آکر ہمیں اپنے مطابق چلاتا رہتا ہے۔۔ جیسے ہی ہمیں اس معاشرے کے سامنے ڈٹ کے  
 مقابلہ کرنا آجائے۔۔ جب ہم خود لڑنا سیکھ لیں تب پھر کسی کی اتنی مجال نہیں کہ ہم پر نظر اٹھا  
 کر بھی دیکھ لے۔۔ جس دن ہم میں اتنا حوصلہ ہو کہ ہم مقابلہ کر سکتے ہیں۔۔ اسی دن سمجھ لینا  
 ہمیں جینا آتا ہے بغیر کسی خوف و ڈر کے۔۔ اس دن صرف ہم ہونگے اور ہمارے قدم۔۔ اس  
 لیے فکر نہیں کرو مہمانوں کی تیاری کرو۔۔ عفاف مان جائے گی وہ وقت کے ساتھ جینا سیکھ چکی  
 ہے اور وہ بالکل ٹھیک ہے۔ فرقان صاحب نے اپنی کرسی دکھلتے ہوئے کہا تھا اور اندر اپنے  
 کمرے کی طرف بڑھ گئے۔۔

فرحان صاحب بھی اٹھ کر چلے گئے۔۔ جبکہ روبینہ بیگم چپ چاپ بند دروازے کو دیکھتی رہیں  
جہاں سے ابھی فرقان صاحب گئے تھے۔۔

کبھی وقت کے سکوں کو کھول کر تو دیکھو

وقت کھیلتا بھی ہے، وقت آزمانا بھی ہے

وقت سکھاتا بھی ہے، وقت دکھاتا بھی ہے

وقت ہی تو ہے جو، مضبوط بنانا بھی ہے ہر اتنا بھی ہے



عفاف تیز تیز چل رہی تھی۔۔ مشکل سے آنکھوں سے نکلنے والے آنسو کو صاف کرنے کی  
کوشش کی تھی جو بار بار آنکھوں کو دھندلا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔ بار بار ایمن کو کال  
بھی مل رہی تھی۔۔ لیکن نمبر آؤٹ آف کورٹج جا رہا تھا۔۔ موبائل غصے سے بیگ کی زپ کھول  
کر اندر پھینک دیا۔۔

ہاد بھی چلا گیا تھا۔۔ بغیر کسی ڈرائیور کو بلائے خود ہی پیدل چلنا شروع کر دیا۔۔ ہمیشہ کی طرح  
پیدل چلنا عفاف کی خوبی میں سے ایک خوبی تھی۔۔ یاں شاید ایک ڈر ختم کرنے کی کوشش

تھی کہ آیا لوگ کیا کہے گے؟ ہمارے معاشرے کا دستور لوگوں کے ڈر سے گھر سے نکلنا چھوڑ دیا۔۔ لوگوں کی باتوں کی وجہ سے رات کی نیند اڑ گئی۔۔ ایسا تو نہیں ہوتا معاشرے کے ساتھ ساتھ آپ کی اپنی زندگی بھی کوئی معنی رکھتی ہے اپنے ساتھ ساتھ اپنے پیاروں کا سوچیں ان کے لیے معاشرے کی وجہ سے جینا نہیں چھوڑنا چاہیے۔۔ معاشرہ آپ کو رسوائی کے علاوہ کیا دے گا؟ محبت، پیار، احترام تو آپ سے پیار کرنے والے آپ کو دیتے ہیں تو پھر معاشرے کا کیا خوف؟ کیوں پرانی یادوں کو لے کر ہم اپنے پیاروں کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔۔ بے شک وہ ہماری ذات کے تکلیف دہ حصوں میں سے ایک حصہ ہے جسے ہم کاٹ بھی نہیں سکتے۔۔ اگر کاٹ کر رکھ دیں تو کیسے یاد رہے گا کہ ایک سیاہ دن تھا جس نے سب کچھ ختم کرنے کی بھرپور کوشش کی تھی۔۔ ہر کوئی اپنی زندگی میں ایک اہم مقام تک ضرور پہنچتا ہے لیکن بہت کچھ گنوا کر۔۔ بہت کچھ کما کر۔۔ ہر کوئی سیدھا منزل مقصود تک نہیں پہنچتا۔۔ بے انتہا محنت لگتی ہے۔ اپنی خواہشات کو مارنا پڑتا ہے۔۔ خود کو ناچاہتے ہوئے بھی مضبوط بنانا پڑتا ہے کہ کوئی آپ کی طرف ایک آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ لے چلتے چلتے عفاف پتا نہیں کن کن سوچوں میں گھری ہوئی تھی۔۔ شاید ابھی اور کچھ سوچتی رہتی اگر پیچھے سے گاڑی کا ہارن سنائی نہ دیتا۔۔ گاڑی کا ہارن اسے واپس تصور اتنی دنیا سے اصل دنیا کی طرف کھینچ لایا۔۔ اس نے جب ارد گرد دیکھا نجانے کب سے وہ سڑک کے بیچ بیچ چل رہی تھی۔۔ اگر گاڑی ہارن نہ دیتی کوئی تیز رفتار آکر اسے ٹکڑا جاتی اس سے آگے کیا ہونا تھا؟ یہ خیال ہی سوہان روح تھا۔۔ آنکھوں سے گرنے والے چند قطرے آنسوؤں کے ان کو صاف کیا اور اپنی چلنے کی رفتار تیز کر لی۔۔ ٹائم دیکھا تو یونیورسٹی کی کلاس

سٹارٹ ہونے میں صرف سات منٹ باقی رہ گئے تھے۔ پہلی کلاس ہی سر سعید کی تھی اگر ہمیشہ کی طرح آج بھی لیٹ ہو جاتی تو پکا گلے دو ہفتے تک کلاس سے نکال دی جاتی۔۔ اسی خیال سے تیز تیز چلنا شروع کیا تو اچانک سے کسی کو اپنے ساتھ چلتے پایا۔۔

اس نے دیکھنے کی زحمت نہیں کی۔۔ تیز تیز قدم بڑھا دیئے۔۔

ازلان بھی چپ چاپ پیچھے چلتا رہا۔۔

عفاف جھنجھلا کر پیچھے مڑی تھی۔۔

ازلان جواب آرام سے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے۔۔ نیلی آنکھوں میں ایک خوبصورت سی چمک لیے۔۔ عنابی ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ لیے عفاف کو دیکھ رہا تھا کہ اچانک سے نیلی آنکھوں کا ٹکراؤ کالی آنکھوں سے ہوا تھا۔۔ یکدم ایک کرنٹ کی لہر دوڑی تھی۔۔ ازلان فوراً سے آگے بڑھا تھا۔۔

اپسرا کیا ہوا ہے آپ کو؟ آپ رورہی ہیں۔۔ ازلان کی حالت ایسی کہ سب کو تہس نہس

کردے۔۔ عفاف کی آنکھوں میں موجود نمی ازلان کو اندر تک ہلا گئی۔

اپسرا بولیں۔۔ عفاف کے چند ثانیے خاموش رہنے وہ ایک دم غرایا تھا۔۔

عفاف چند قدم دور ہوئی۔۔

دور رہیں مجھ سے۔۔ کوئی حق نہیں ہے آپ کو مجھ پر چلانے کا۔ ہوتے کون ہے آپ مجھ پر  
چلانے والے۔ کیوں ہر وقت ہر جگہ چلے آتے ہیں۔۔ عفاف اس سے زیادہ چلائی  
تھی۔۔ آنکھیں شعلہ بھڑکار ہی تھیں۔۔ کچھ زخم تازہ ہو رہے تھے۔۔

کچھ زخموں پر نمک چھڑکا جا رہا تھا۔۔ کچھ لمحے آپ کے لیے تکلیف دہ ہوتے ہیں۔۔ اگر وہ لمحہ  
آپ کو اچھے طریقے سے بھی مہیا کیا جائے پھر بھی ایک کسک باقی رہتی ہے۔۔ پھر بھی کہیں نہ  
کہیں ایک ڈر رہ جاتا ہے جو سب پر حاوی ہو جاتا ہے۔۔ چاہے وہ چیز آپ کے لیے اچھی ہی کیوں  
نہ ہو۔۔ آپ کو وہ ہر طرح سے اپنے قابو میں کر کے غلط ثابت کر دیتی ہے۔۔ یہی تو ہوا تھا اس  
کے ساتھ ایک چھوٹی سی غلطی کر کے تا عمر کی رسوائی اپنا مقدر بنالی تھی۔۔ ابھی بھی یہی  
سوچیں گڈ ہو رہی تھیں اسی وجہ سے ناچاہتے ہوئے بھی از لان پر چلا پڑی تھی۔۔

ہم اچھے بھی تھے، ہم برے بھی تھے

ہم انسان تھے، ہم فرشتے تو نہیں تھے

(ماہم)

عفاف غصے سے چلا کر چل پڑی۔۔ از لان نے تیزی سے آگے بڑھ کے ایک بار پھر راستہ روکا  
تھا۔۔

اپسرا۔ آواز میں تھوڑی نرمی تھی۔۔

اگر آپ اپنے دھیان میں چلتی رہتی ایک تیز رفتار گاڑی ٹکڑا سکتی تھی۔۔ آپ کو پتا ہے کیا ہو سکتا تھا؟ از لان کی آواز میں تھوڑی سی نرمی اور بے انتہا شک و شبہات تھے۔ ابھی اسی گاڑی کا حوالہ دیا تھا۔۔ جو تیز رفتاری سے پاس سے گزر کر گئی تھی۔۔

ایسی کونسی بات تھی کہ آپ اتنی بے دھیانی میں چل رہی ہیں اور یہ آنسو جو آپ کے چہرے پر نقاب ہونے کے باوجود اپنی داستان سنانے کی تگ و دو میں ہیں۔۔ از لان کی آواز میں بے بسی ہی تھی۔۔

عفاف پھر تھوڑا پیچھے ہٹی تھی۔۔  
 دور رہیں مجھ سے میں آپ کے کسی بھی سوال کا جواب دینے کی پابند نہیں ہوں۔۔ عفاف پیچھے ہو کر یکدم چینی تھی۔۔

بیچ سڑک پر اب صرف وہ دونوں موجود تھے۔۔ جہاں پہلے گاڑیوں کا ہجوم تھا۔۔ اب اکاد کا گاڑی ہی نظر آرہی تھی۔۔ وجہ از لان کا آتے ہوئے سہیل کو فون کر کے اس طرف کا راستہ بلاک کرنے کا تھا تا کہ کم سے کم گاڑیوں کا گزر اس طرف سے ہو۔۔۔

از لان نے عفاف کی بات کو اگنور کر کے در بارہ اپنا سوال دہرایا تھا۔۔

اپسرا آپ بس مجھے اتنا بتادیں۔ آپ نے ان آنکھوں پر ظلم کیوں کیا ہے۔۔ آپ کو میں نے کہا تھا میں آپ کو بھی اجازت نہیں دیتا کہ آپ ان پر ظلم کریں۔۔ از لان ضبط کی بلندیوں کو چھوتا ہوا بول رہا تھا۔۔

حال یہ تھا کہ ابھی وہ وجہ بتائے ادھر سے ہی اس وجہ کو کاٹ کر کہیں پھینک دے۔۔ تاکہ آئندہ عفاف بھی محتاط رہے کہ ان پر ظلم کرنے کا نقصان کتنا بھاری پڑ سکتا ہے۔۔

کیوں بتاؤں میں۔۔ کس حق سے؟ میں نے تو کبھی اپنے بھائی کے علاوہ کسی بھی نامحرم سے بات نہیں کی تو میں آپ سے کس حق سے بات کروں۔۔ وہ حلق کے بل چلائی تھی۔۔

از لان دو قدم آگے ہوا۔۔ بازوؤں پر گرفت مضبوط ہوئی تو عفاف کی آنکھوں سے پانی اٹد کر باہر آ رہا تھا۔۔

حق۔۔ آج شام کو تیار رہیے گا اپسرا۔۔ سارے حقوق کے ساتھ آپ کے پاس آؤں گا اور پھر آپکی سارے دکھ سارے آنسوؤں کی وجہ کو میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دوں گا۔۔ تیار رہیے گا اپسرا۔۔ عفاف کو سن چھوڑ کر وہ دور ہوا تھا۔۔

از لان جاتا جاتا یک دم مڑا تھا۔

عفاف خاموش، سن، شاکڈ کی کیفیت میں کھڑی تھی جب دوبارہ سے آواز آئی تھی۔۔

آپکے پاس اسپر ا منع کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہو گی کہہ کر اپنا عکس چھوڑ کر دور خلا میں کہیں کھو گیا۔۔

قسمت بھی اس عجیب کیفیت سے مسکرائی تھی۔۔ ایک لڑکی جو ہر کسی سے بھی بات کرنے سے ڈرتی تھی۔ آج بیچ سڑک میں کھڑی ایک ایسے شخص کی سنتی رہی جس کو سوائے چند لمحوں کے علاوہ جانتی نہیں تھی۔ اس کی کھڑی بات سن رہی تھی۔۔

عفاف چپ چاپ ایک سن کیفیت سے آزاد ہوئی اور کچھ بھی سوچے سمجھے بغیر آگے چل دی۔۔ ٹائم دیکھا کافی وقت گزر چکا تھا۔۔ یقیناً سر سعید کا لیکچر ختم ہو چکا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE.COM

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

چند ثانیے گزرنے کے ساتھ موبائل رنگ ٹون ہوئی۔۔

موبائل آن لاک کیا تو ایمین کی لاتعداد مسڈ کالز اور ساتھ میسج بھیجا ہوا تھا۔۔

تم پہنچو ذرا۔۔ کدھر رہ گئی ہو۔۔ پتا نہیں کہاں گھوم رہی ہو کہ یہ تک نہیں پتا کہ ایک عدد دوست بھی ہے جس کی خبر بھی لینی ہے۔۔ سر سعید نے دو ہفتے تک تمہاری ایبسنٹ مارک کر دی ہے اور رہو غیر حاضر۔ اللہ حافظ۔۔ مجھے مت بلانا۔۔ اب آنا بھی مت۔۔

عفاف ہلکا سا مسکرائی تھی۔۔

کچھ دوست آپکے ساتھ نہ ہوتے ہوئے بھی آپ کے لیے ہر وقت دعا گورتے ہیں۔۔ آپکے ساتھ نہ ہونے کے باوجود ایک احساس دلاتے ہیں کہ ہم ہیں۔۔ زندگی میں جتنے بھی غم ہو، جتنے بھی دکھ ہو۔۔ وہ کہیں بہت دور ہے۔ ہم ہیں تو کیسا غم۔۔ ناچاہتے ہوئے بھی آپ کی زندگی میں خوشیاں بھر ہی دیتے ہیں۔۔

دوست ہی تو ہیں جو آپ کی زندگی کا سب سے خوبصورت حصہ ہیں۔۔ جن کے بغیر زندگی نامکمل سی ہے۔۔ ہر دکھ میں، ہر سکھ میں آپ کے ساتھ ساتھ آپکے ہمراہ ہیں۔۔



مجھے محبت ہے اس سے  
میری دل عزیز بھی ہے

میری ہر خوشی کی ساتھی بھی ہے

میرے ہر سکھ میں شریک بھی ہے

مجھے ہر ایک سے بڑھ کر عزیز بھی ہے

ایک بے لوث سی محبت ہے مجھے اس سے

میری دوست میری زندگی کی کفیل بھی ہے

(ماہم)

دوستی زندگی کی حسین تحفوں میں سے ایک تحفہ ہے۔۔۔

دوسرا نوٹیفکیشن ان ناؤن نمبر سے تھا۔۔

آپ کو پتا ہے اسپرا؟ آگے سوالیہ نشان تھا۔۔

عفاف نے چلتے چلتے ایک دفعہ ارد گرد نظر دہرائی تھی۔۔ لیکن دور دور تک کوئی بھی نہیں تھا۔۔ پھر دوبارہ موبائل کی طرف متوجہ ہوئی۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماخفیۃ بقلبک ینقرانی عیونک

What you hide in your heart is read in your eyes

مت کر ظلم ان کالی گہری آنکھوں پر

کسی کے دل کی دھڑکن بنی پھرتی ہیں

کیوں ڈھاتی ہو تم ان پہ ظلم اتنا

کیوں ایک رانجھے کو یو نہی تڑپاتی ہو

(ماہم)

اپسرا ہم سوچتے ہیں کہ ہم اپنے جذبات چھپا سکتے ہیں لیکن ان آنکھوں کا کیا جوہر راز، ہر جذبہ افشاں کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتی ہیں۔۔ اگر مقابل سمجھنے والا ہو تو کونسا ایسا جذبہ ہو گا جو آپ چھپالے گیں۔۔۔ مت کیا کریں ایسا۔۔ میں ایسا نہیں تھا جیسا میں بن گیا ہوں فقط آپ کی خاطر اپسرا۔۔

آپ سے صرف ایک بات کہی تھی ب۔۔ مت کیا کریں ظلم ان آنکھوں پر۔۔ لیکن اب یہ بات پورے حق کے ساتھ کہوں گا اپسرا۔۔ تیار رہیے گا۔۔ اگر آپ نے بات نہیں مانی تو سزا بھی ملے گی۔۔ جائیں تیاری کریں۔۔ اب روبرو تب ہی ملیں گے۔۔ جب میرے پاس حق ہو گا۔۔۔

ایک لمبی تحریر کے ساتھ میسج بھیجا گیا تھا۔۔ از لان کے جانے کے چند سیکنڈ بعد میسج موصول ہو چکا تھا۔۔

عفاف نے میسج پڑھ کر ایک لمبی سانس کھینچی تھی۔۔ آج پہلی بار پیچ سڑک کے بغیر کسی خوف و ڈر کے میسج کا جواب دیا تھا۔۔

اور یہ حق دے گا کون؟ میسج ٹائپ کرتے ہوئے تیوری چڑھائی تھی۔۔

جواب فوراً سے آیا تھا۔ آپسکراتے ہوئے ایبوجی کے ساتھ۔۔۔

عفاف نے میسج پڑھ کے ایک بار پھر تیوری چڑھائی تھی۔۔

کسی غلط فہمی کا شکار مت رہیں مسٹر۔۔ غصے میں بھیجے گئے ایبوجی کے ساتھ فون ٹھک سے بند کر دیا تھا۔۔

ایک بار پھر بھی رک کر ارد گرد نظر دہرائی تھی لیکن خالی نظریں واپس لوٹ آئیں۔۔ چپ چاپ سامنے سے نظر آتی یونیورسٹی کی طرف قدم بڑھادیئے۔۔۔

میسج پڑھتے ہوئے از لان کے ہونٹ دلکشی سے مسکرائے تھے صرف چند لمحوں کے لیے۔۔ جہاں پہلے غصہ تھا۔۔

دوبارہ سے پھر مسکراہٹ سمٹی تھی۔ غصے سے ماتھے کی لکیروں میں اضافہ ہو گیا تھا۔۔۔ نیلی آنکھوں میں ایک عجیب سا خوف موجود تھا۔۔

تب تک عفاف آگے بڑھ چکی تھی۔۔

دور کھڑے از لان نے یہ منظر دیکھا تھا پھر از لان نے اپنے قدم گاڑی کی طرف بڑھا دیئے۔۔۔۔

از لان کارخ میٹنگ ایریا کی طرف تھا جہاں سب اس کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔ ادھر جا کر ہی اب ہاڈ سے بات کرنی تھی۔۔۔



وہ نیم پاگل سا کبھی ایک ڈاکٹر کے پاس جا رہا تھا۔۔۔ کبھی دوسرے کے پاس۔۔۔

ڈاکٹر پلیز میرا دوست۔۔۔ وہ رو رہا تھا۔۔۔ بے تحاشا رو رہا تھا۔۔۔ ہر اٹھنے والی نظر اس نیم پاگل شخص کو دیکھ رہی تھی جو اپنے دوست کی خاطر زار و قطار رو رہا تھا۔۔۔ ہر آنکھ اشک بار ہو رہی تھی۔۔۔ کوئی پہلی دفعہ ایسے شخص کو دیکھ رہے تھے جو نہ ماں، نہ باپ، نہ بہن، نہ بھائی کے لیے رو رہا تھا۔۔۔ بلکہ وہ رو رہا تھا۔۔۔ اس رشتے کے لیے جو اس کے لیے بھائی نہیں تھا۔۔۔ لیکن بھائی سے بڑھ کر تھا۔۔۔ جو خونی رشتہ نہیں تھا لیکن خونی رشتے سے کہیں بڑھ کے تھا۔۔۔ جو دوست تھا لیکن دوست سے بھی بڑھ کے تھا۔۔۔ اس کے دل کا ایک حصہ اپنے دوست کے نام تھا۔۔۔ وہ پاگل سا سر پکڑے، گردن جھکائے زمیں کو کب سے گھور رہا تھا۔۔۔

دل تھا کہ پھٹ کہ ابھی باہر آجائے۔ لیکن اسے اپنے لیے، اپنے دوست کے لیے ہمت باندھنی تھی۔۔۔ وہ آنکھیں موندیں آئی۔ سی۔ یو کے باہر بیٹھا تھا۔۔۔

جب اس کے سامنے کچھ دیر پہلے ہاسٹل کا عکس گھوما تھا۔۔۔

وہ نبض دیکھ رہا تھا۔۔۔ نبض مل ہی نہیں رہی تھی۔۔۔ وہ چیخا تھا۔۔۔ شیری۔۔۔ دل تھا کہ بند ہو رہا تھا۔

آواز تھی کہ رندھی جارہی تھی۔۔ وہ پلک جھپکائے شہرام کی طرف دیکھ رہا تھا جو خوبصورت  
بھوری آنکھوں کو بند کیے بے سود لیٹا تھا۔۔

شیری ایسا نہیں ہو سکتا۔۔ اٹھو شیری۔۔ وہ چیخا تھا کہ درو دیوار بھی اس کی چیخ سے دہل سے  
گئے۔۔

بھابی۔ آنٹی۔ میں کیسے رہے گے تمہارے بغیر۔۔ اٹھو شیری۔۔ علی ساتھ ساتھ اس کے گال  
تھپتھپا رہا تھا۔۔ پھر تیزی سے وہ پاگل سا اٹھ کر کمرے کے دروازے کی طرف بھاگا تھا۔۔ ہاتھ  
، پاؤں ٹھنڈے ہو رہے تھے۔۔

جب شیری کی ہلکی سی آواز آئی تھی۔۔

علی۔۔ وہ ننگے پاؤں واپس بھاگا تھا۔۔

نبض چلی تھی لیکن اتنی آہستہ رفتار سے کہ بمشکل ہی سن پاتی۔۔

ہا۔۔ ہا۔۔ شیری اٹھو۔۔ اٹھو شیری۔۔ علی بار بار شہرام کا گال تھپتھپا رہا تھا۔۔ جو کبھی

آنکھیں کھول رہا تھا اور کبھی بند کر رہا تھا۔۔

ہلکا ہلکا مسکرا کر نفی میں سر ہلانے کی کوشش میں تھا۔

شیری ایسا تو نہیں کرتے؟ علی فوراً سے اٹھ کے شہرام کے لیے پانی لایا تھا جو بھوری آنکھوں میں ایک عجیب سی وحشت لیے لیٹا ہوا تھا۔ ہونٹ آپس میں پیوست تھے کہ کھولنے کی کوشش کی جا رہی تھی لیکن بے سود۔۔

شیری کیوں کر رہے ہو ایسے۔۔ کون ایسے کرتا ہے؟ اگر تنگ ہی کرنا ہے تو کسی اور طرح سے کر لو اس طرح سے نہیں نا۔۔ علی شہرام کے ہاتھوں کو گرم کرتے کہہ رہا تھا۔۔ ساتھ ساتھ دوسرے ہاتھ سے فون کا لمبا ہاتھ۔۔

ہلکی سی جنبش ہوئی تو شہرام نے علی کی طرف دیکھا تھا۔ ہاتھ یک لخت ٹھنڈے ہو رہے تھے۔۔ بھوری آنکھوں میں اداسی ہی اداسی تھی۔۔

میں ہار نہیں ماننا چاہتا۔۔ لیکن میں ہار گیا خور سے۔۔ شہرام کچھ بولا تو علی کی آنکھوں میں نمی چمکی تھی۔۔ ساتھ ایسبو لینس کو کال بھی ملا دی تھی۔۔

تم نہیں ہارے شیری۔۔ تم ہار بھی نہیں سکتے۔۔ علی نے آگے بڑھ کر شہرام کے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔۔

آنکھیں ابھی بھی بند ہو رہی تھیں۔۔ بار بار کنپٹی کو مسلنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

شیری مجھے کافی کون بنا کر پلائے گا؟ مجھے تو تمہارے ہاتھ کی پینے کی عادت ہے نا۔۔ خوف سے ایک تشویشناک آواز علی کی آئی تھی۔۔

شہرام ہلکا سا مسکرایا تھا اور آنکھیں موند گیا۔۔۔

کبھی کبھار محبت کھیل کھیلتی ہے۔ بہت کھیلتی ہے کہ ایک دیوانہ زندگی کے آخری موڑ پر کھڑا رخت سفر باندھنے کی کوششوں میں شروع ہو جاتا ہے۔۔۔ محبت آزماتی ہے۔۔۔ جو اس سے جیت گیا وہی سکندر۔۔۔ محبت کا سفر ایک م سے شروع ہو کر ت تک ختم۔۔۔ لفظ چھوٹے ہیں لیکن سفر بہت لمبا۔۔۔ محبت کام مل جائے تو معجزہ نہ ملے تو موت۔۔۔ محبت کے بے نام سفر میں چلتے چلتے آخر کو یا منزل مل گئی یا موت کا پیغام آ گیا۔۔۔ کچھ محبتیں ادھوری رہ جاتی ہیں۔۔۔ کچھ خواہشات پوری نہیں ہو پاتی۔۔۔ مرد مضبوط ہوتے ہیں لیکن کچھ مرد محبت کے سفر میں قدم رکھنے والے ہار بھی جاتے ہیں۔۔۔

شہرام بھی ایسے محبت کے سفر میں تھا جو نہیں جانتا تھا آگے کیا ہو گیا؟ محبت کے چار لفظوں میں پوشیدہ معنی ہر ایک کے لیے مختلف ہے کوئی اسے اپنی مضبوطی بنا دیتا ہے اور کوئی ایسی کمزوری بنا ڈالتا ہے۔۔۔

شہرام نے بھی اسے کمزوری بنا ڈالا۔۔۔۔۔

تم کیا جانو محبت کے م کا مطلب  
مل جائے تو معجزہ، نہ ملے تو موت

تم کیا جانو محبت کے ح کا مطلب  
 مل جائے تو حکومت، نہ ملے تو حسرت  
 تم کیا جانو محبت کے ب کا مطلب  
 مل جائے تو بہادری، نہ ملے تو بلا  
 تم کیا جانو محبت کے ت کا مطلب  
 مل جائے تو تخت و تاج، نہ ملے تو تنہائی

ایمبولینس کے سائرن ہر طرف بج رہے تھے۔۔۔ بھوری آنکھیں بند تھیں۔۔۔ وحشت سی چھا  
 رہی تھی۔۔۔ ہر طرف ہی چیخ و پکار تھی۔۔۔ کوئی کسی کو بلا رہا تھا۔۔۔ کوئی کسی کو پکار رہا تھا۔۔۔

ڈاکٹر پلینز۔۔۔۔۔ علی کی آواز کسی کھائی سے آتی ہوئی سنائی دی تھی۔۔۔

آئی۔۔۔ سی۔۔۔ یو سے نرس باہر نکلی۔۔۔ علی نے جھکی گردن اٹھائی تھی۔۔۔

شیری کیسا ہے؟ وہ ٹھیک ہے نا؟

ابھی کچھ کہہ نہیں سکتے۔۔۔ جلدی جلدی سے کہتی نرس آگے بڑھ گئی۔۔۔ وہ چپ چاپ

آئی۔۔۔ سی۔۔۔ یو کے بند دروازے کو دیکھ رہا تھا جہاں اس کا دوست زندگی اور موت کے درمیان

کھیل رہا تھا۔۔۔۔۔

کچھ محبتیں ادھوری ہوتی ہیں، کچھ محبت کرنے والے کہیں دور جا چھپتے ہیں۔۔ جنہیں ڈھونڈو بھی تو ان کو ڈھونڈنا ممکن سا ہو جاتا ہے۔۔ بہت کم محبتیں ایسی ہوتی ہیں جن کو کسی بھی نام کے بغیر دفنایا جاتا ہے۔۔

علی اٹھا تھا اب ایک ہی سہارا تھا جسے جس وقت بھی پکارو تو بستی پکار سنتا ہے۔ چاہے رات ہو، دن ہو۔۔ غرض کوئی بھی لمحہ ہو۔۔ اس کو پکارو تو وہ پکار رد نہیں کرتا۔۔ وہ رب تعالیٰ ہی کی توذات ہے۔۔ جو ہر وقت ہر لمحے میسر ہے۔۔ جو کہتی ہے مجھے پکارو گے تو میں سنوگا۔۔ وہ تو ہر لمحے ہماری پکار سننے کے لیے تیار ہیں۔۔ لیکن ہم انسان ہیں نا خود غرض جب مصیبت آن پڑتی ہے تب ہی اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں۔۔ جب ہمیں پریشانی آن گھیرتی ہے تب ہی ہمیں رب یاد آتا ہے کہ اک وہی ہے جو کن، فیکون فرماتا ہے۔۔ جو کہتا ہے ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے۔۔۔

جو ہماری ہر پکار سنتا ہے۔ وہ رحیم ہے، وہ غفور ہے، وہ کریم ہے جو ہمیں بخش دیتا ہے۔۔ جو ہمارے گناہوں کے باوجود ہماری ہر دعا قبول کرتا ہے۔۔

تو رحیم بھی ہے، تو کریم بھی ہے

تو غفور بھی ہے، تو شکور بھی ہے

کوئی کروں صفت ایسی بیاں

جو کردے پوری میری آرزو

(ماہم)

تو معاف بھی کرتا ہے مولا

تو بخش بھی دیتا ہے مولا

تو ایک بے کس کی پکار بھی سنتا ہے مولا

تو بے غرض ہو کر نوازتا بھی ہے مولا

(ماہم)



علی نے مسجد کا رخ کیا تھا۔۔ اس رب کو پکارنے جا رہا تھا جہاں سے امید تھی کہ وہ نامراد نہیں  
لوٹے گا۔۔ وہ رب خالی ہاتھ تو کسی کو بھی نہیں لوٹاتا۔۔

اسی آس، دامن کو پکڑ کے علی نے مسجد کے اندر قدم رکھے تھے۔۔۔



السلام علیکم! مدہم سی آواز نے ریحانہ بیگم کو بیدار کیا تھا۔۔

وعلیکم السلام! خمار زدہ سی آواز میں ریحانہ بیگم نے جواب دیا تھا۔۔

کیا ہو ایٹا۔۔ ٹھیک تو ہو؟ نہایت ہی نرم لہجے میں پوچھا گیا تھا۔۔

میں ٹھیک ہوں آنٹی۔۔ آپ بتائیں؟ بنفشہ نے ان ہی کے انداز میں جواب کے ساتھ سوال کیا تھا۔۔

ادھر آؤ بیٹا۔۔ وہاں کیوں کھڑی ہو؟ ریحانہ بیگم نے بلیںکٹ ہٹاتے ہوئے بنفشہ کو کہا تھا جو تھوڑے فاصلے پر کھڑی تھی۔۔۔۔

نہیں آنٹی۔۔ بی اماں انتظار کر رہی ہو گی۔۔

بیٹھو بیٹا۔۔ بی اماں سوچکی ہو گی اب تک تو۔۔ ریحانہ بیگم نے بنفشہ کو اپنے پاس بٹھاتے ہوئے کہا تھا۔۔

بنفشہ انہیں سب سے زیادہ عزیز تھی۔۔ وہ انہیں جان سے پیاری تھی۔۔ ان کے اکلوتے بیٹے کی بیوی تھی انہیں کیوں نہ عزیز ہوتی۔۔ افتخار صاحب کی ڈیبتھ کے بعد سے ریحانہ بیگم بی اماں اور بنفشہ کو اپنے ساتھ اپنے گھر لے آئی تھیں۔۔ انہیں اس بچی پر ترس بھی آتا تھا جو ڈیڑھ سال سے ان کے بیٹے کے نکاح میں تھی لیکن کبھی بھی اپنی زبان سے کوئی لفظ نہیں نکالا تھا۔۔

وہ صبر و شکر کی ایک اعلیٰ مثال تھی۔۔ ریحانہ بیگم کو وہ کیوں عزیز نہ ہوتی۔۔ ان کے بیٹے کے نکاح میں تھی۔۔ سب سے بڑھ کر ان کے بیٹے سے محبت کی دعویٰ دار تھی۔۔

کیا ہوا اس لگ رہی ہو؟ ریحانہ بیگم نے بنفشہ کو پاس بٹھاتے ہوئے کہا تھا۔۔

پھپھو۔۔ ایک عجیب سا ڈر لگ رہا ہے۔۔ خوف آ رہا ہے۔۔ جیسے کچھ چھینا جا رہا ہو۔۔ جیسے سب کچھ کہیں دور جا رہا ہو۔۔ کوئی اپنا بہت تکلیف میں ہو۔۔ بنفشہ نے سر ریحانہ بیگم کے کندھے پر سر رکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

بی اماں ٹھیک ہیں؟ ریحانہ بیگم نے فوراً سے پوچھا تھا۔۔

جی پھپھو وہ بالکل ٹھیک ہیں۔۔ ان کو دو آئی دے کر آئی ہوں۔۔ میرا دل گھبرا رہا تھا تو آپ کے کمرے کا دروازہ کھلا دیکھا ادھر ہی چلی آئی۔۔ بنفشہ نے آنکھیں موندیں جواب دیا تھا۔۔ ریحانہ بیگم نے بنفشہ کے سر پر ہلکا سا ہاتھ پھیرا تھا۔۔

پھپھو۔۔ میں کبھی بھی نہ کہتی۔۔ میں نے اب بھی کچھ نہیں کہنا تھا۔۔ لیکن میں اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوں جو مجھے بار بار تنگ کر رہا ہے۔۔ میں اپنی آنکھوں کا کیا کروں جو اپنے محرم کو دیکھنے کی طلب گار ہیں۔۔ میں ان کانوں کو کیا کہوں؟ جو اس کی ایک آواز سننے کو بے قرار ہیں۔۔ اس دل کا کیا کروں جو ہر وقت بے چین پھر رہا ہے۔۔ میں خود کا کیا کروں۔۔ جو اپنے محبوب کی محبت میں پور پور ڈوبی ہوں۔۔

ریحانہ بیگم نے تڑپ کر دیکھا تھا۔۔

نہیں بچے۔۔

پھپھو۔۔ میں کیا کروں۔۔ مجھے سمجھ نہیں آرہی۔۔ میں نے محبت کی تھی۔۔ محبت۔۔

ایسی محبت جس کے لیے صرف اپنے محبوب کی خوشی لازمی ہے۔۔ محبت کے تو میں م سے بھی واقف نہیں تھی پھپھو۔۔ پھر شہرام آئے اور مجھے محبت کے ہر لفظ سے واقف کروا گے۔۔ مجھے ہر اس دریا سے گزار گے جس کے کنارے بھی خشک تھے۔۔ مجھے اس صحرا کا سفر بھی کروا گے جس کی ریت بھی پتی تھی۔۔ مجھے اس پہاڑ پر کھڑا کر گئے۔۔ جس کی چوٹی اتنی اونچی تھی کہ میں قدم ہلاتی تو میں ضرور گر جاتی۔ مجھے اس زمین پر اکیلا چھوڑ گئے جو بنجر ہے۔۔ جہاں کسی بھی طرح سے ہریالی متوقع نہیں۔۔ جہاں شادابی کا دور دور تک لینا دینا نہیں۔ وہ گئے تو بتا کر بھی نہیں گئے۔۔ پھپھو۔۔ ایک آنسو آنکھ سے لڑکھ کے نیچے گرا تھا۔۔

ریحانہ بیگم بھی اپنی ہچکیوں کا گلا گھونٹ کر بیٹھی تھیں ساتھ ساتھ بنفشہ کے سر پر ہاتھ پھیر کر اسے سن رہی تھی جو دل کھول کر آج اپنا حال دل سن رہی تھی۔۔۔

میں آج کچھ نہ کہتی پھپھو لیکن یہ دل نہیں مان رہا۔۔ محبت کچھ نہیں مانگتی۔۔ میں بھی تو اسی کی مسافر ہوں۔۔ میں بھی کچھ نہیں مانگتی۔۔ بس اتنا کہہ رہی ہوں ایک بار میری بات کروادیں ان سے تاکہ اس بے قرار دل کو سکوں آجائے جو محبوب کی تڑپ میں تڑپ رہا ہے۔۔ محبت ایک عام سا جذبہ تو نہیں ہے نا۔۔ محبت تو سیراب کرتی ہے۔۔ جیسے سبزہ سیراب ہوتا ہے پانی سے۔۔ محبت تو ایک سکون کی طرح ہے جو روح کو تقویت بخش دیتی ہے۔۔ محبت تو ایک لازوال جذبہ ہے جس کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک لمبے سفر کو نکلتا پڑتا ہے۔ محبت تو تنہائی بھی دیتی ہے، محبت تو ساتھ بھی ملادیتی ہے۔۔ محبت ہجر کا سفر بھی کرواتی ہے۔۔ میرا ہجر تو پورا ہونا پھپھو؟ لیکن اگر محرم کی محبت ہو تو پھپھو پھر تو روح کا رشتہ بن جاتی ہے۔۔ اس کو کوئی دکھ

تکلیف ہو تو دوسرے کے اعضا کو تکلیف محسوس ہوتی ہے پھپھو۔۔ مجھے بھی ہو رہی ہے۔۔ میرے پتا کہاں تکلیف ہوئی رہی ہے اور بہت شدت سے ہو رہی ہے۔۔ بنفشہ نے سر کندھے سے اٹھا کے ریحانہ بیگم کی طرف دیکھا تھا۔۔ ان کا ہاتھ کی انگلی پکڑ کے دل کی جانب رکھا تھا۔۔ پھپھو یہاں ہو رہی ہے اور بہت ہو رہی ہے۔۔ ریحانہ بیگم کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی بہ گئی تھی۔۔ بنفشہ کا ماتھا چوما تھا۔۔

اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آسانیاں کریں۔۔ انہوں نے دل سے دعادی تھی۔۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوسا جن سن لے میرے دل کی اے آواز  
تیرے عشق چے کملی ہوئی پھیر دی آں  
(ماہم)

بی اماں کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔  
بنفشہ نے آنکھوں سے آنسو صاف کیے۔۔۔

بی اماں اٹھ گئیں۔۔۔ میں ان کو وضو کروادوں۔ بنفشہ نے مسکرا کر کہنے کی کوشش کی تھی۔۔

ریحانہ بیگم نے سر پر دو بارہ ہاتھ پھیرا تھا۔۔

جاؤ۔۔ جا کر تم بھی وضو کرو۔ اور سورہ ضحیٰ اور سورہ یس کی تلاوت کرو۔ انشاء اللہ بہتر

ہوگا۔۔ ریحانہ بیگم کچھ کہہ بھی کیا سکتی تھیں۔۔ کچھ کہنے کو چھوڑا ہی نہیں تھا۔۔

وہ تو خود کو بنفشہ کا مجرم سمجھ رہی تھیں۔۔

بنفشہ کمرے سے جا چکی تھی۔۔

دل تو ان کا بھی صبح کا گھبراہٹا تھا۔۔ وہ تو نماز فجر کے بعد بھی رب کے حضور اپنے بیٹے کی

سلامتی کی دعا کر کے آئی تھیں۔۔ اب بنفشہ کی باتوں نے انہیں اور زیادہ پریشان کر دیا تھا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اٹھ کے فوراً سے شہرام کا نمبر ملا یا تھا۔۔

لیکن نمبر بند جا رہا تھا۔۔

بار بار نمبر مل رہا ہی تھیں۔۔ دروازے کے اس پار کھڑی بنفشہ کے دل کی دھڑکن بڑھتی جا رہی

تھیں۔۔ بے چینی تھی کہ اس میں بتدریج اضافہ ہو رہا تھا۔۔

کبھی کبھی آپ کے دل کے قریب لوگ اتنے قریب ہوتے ہیں کہ آپ سے چاہے وہ کتنا دور

ہو۔۔ پھر بھی ان کے دکھ، درد، تکلیف دور ہونے کے باوجود یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ آپ

کے پاس ہیں۔۔ بہت قریب ہیں کہ آپ ان کی تکلیف خود میں محسوس کر رہے ہوتے ہو۔۔ آپ خود کو جتنا قریب کرتے جاتے ہو اتنا ہی خود کو ایک نئی اذیت میں مبتلا کر دیتے ہو۔۔۔ محبت، محبت مانگتی ہے۔۔ ایک محبت سے پیش آرہا ہے تو دوسرے سے بھی یہی توقع رکھتی ہے کہ وہ بھی اسی طرح سے پیش آئے۔۔

میں محبت کرتی ہوں تم سے

سب سے بڑھ کر، دل و جاں سے

میں محبت کی متوالی بھی ہوں

میں کچھ نہیں مانگتی تم سے مگر

بس ایک نظر دیکھ لے مجھے محبت سے

(ماہم)



عفاف جیسے ہی یونیورسٹی میں داخل ہوئی ارد گرد نظر گھمائی۔۔ لیکن کچھ نظر نہ آیا۔۔ ایمن کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے کیفے کی طرف چل گئی۔۔

وہ کچھ دیر پہلے کے واقعے کو فراموش کیے ایمن کو ڈھونڈ رہی تھی۔۔

عفاف، عفاف۔۔۔ پیچھے سے کسی کی ہانپتی ہوئی آواز سنائی دی تھی۔۔۔

عفاف نے مڑ کر ایک نظر دیکھا تھا۔۔۔

کیا ہوا ہادیہ؟ اتنا تم کیوں بھاگ کر آئی ہو۔۔۔

عفاف نے حیران ہوتے کہا تھا۔۔۔

تمہیں پتا ہے؟ سر سعید نے تمہاری ایبسنٹ مارک کر دی وہ بھی پورے دو ہفتوں کے

لیے۔۔۔ سانس لیتی ہادیہ نے کہا تھا۔۔۔

عفاف نے تیوری چڑھائی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صرف یہ بتانے کے لیے تم نے مجھے روکا تھا۔۔۔

ہاں تو اور کیا؟ آج کی بریکنگ نیوز تھی کلاس کی ایک برائٹ سٹوڈنٹ عفاف فرقان حیدر کو دو

ہفتوں کے لیے کلاس سے آؤٹ کر دیا گیا۔۔۔ ہادیہ نے مسکراتے ہوئے سر سعید کے کلاس کی

ساری کہانی سنائی تھی۔۔۔

عفاف کی تیوری اور چڑھی تھی۔۔۔

اور کچھ یا بس۔۔۔

نہیں نہیں بس۔۔۔ وہ تمہاری فرینڈ لاء بیری کے باہر سیڑھیوں پر بیٹھی ہے۔۔۔ ہادیہ نے مسکرا

کر کہا تو عفاف کی تیوری اور چڑھی تھی۔۔۔

بہت شکر یہ۔۔ نوازش ہے آپکی۔۔ اتنا تکلف کیا اپنے۔۔ اگر آپ مجھے نہیں بتاتی تو مجھے تو پتا ہی نہیں چلتا۔۔ عفاف نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا تھا۔۔

ایک تو پہلے سے ہی وہ غصے میں تھی اور اب یہ سر پھری سی لڑکی آکر سر کھا رہی تھی۔۔  
ہے نا مجھے پتا تھا۔۔ اس لیے میں نے سوچا تمہیں بتا ہی دوں۔۔ ہادیہ نے پورے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے کہا تھا۔۔

جی بہت شکر یہ۔۔ کیا میں جاؤں؟ عفاف نے لفظ چبا کر کہا تھا۔۔

جی جی۔۔ جائیں۔۔ پھر ملتے ہیں کلاس میں۔۔ عفاف سے ہاتھ ملا کر چل دی۔۔

عجیب عفاف بڑبڑاتی لائبریری کی طرف چل دی تھی جہاں یقیناً ایمن سے بہت سی صلواتیں سننے کو ملنی تھیں۔۔۔

لائبریری کے دور سے ہی سیڑھیوں پر بیٹھی ایمن نظر آگئی تھی۔۔ جو ایک کتاب میں سر دیئے کچھ پڑھنے میں مصروف تھی۔۔

ایمی۔۔ عفاف نے آہستگی سے پاس بیٹھ کر پکارا تھا۔۔

جواب نداد۔۔۔

دوبارہ سے پکارا گیا تھا۔۔

جواب نداد۔۔۔

ایمی۔۔ بات تو سنویا۔۔ عفاف نے کتاب ہٹاتے ہوئے کہا تھا۔۔

کدھر دفع تھی؟ ایمن نے غصے سے پوچھا تھا۔۔

تم بتاؤ ذرا؟ تم کدھر تھی؟ عفاف نے بھی دو بد پوچھا تھا۔۔ راستے کا واقعے کو تھوڑا فراموش کیا تھا۔۔

پہلے تم؟ ایمن نے تیوری چڑھا کر پوچھا تھا۔۔

پہلے فون میں نے کیا تھا تو تم بتاؤ پہلے؟ عفاف نے آنکھیں گھما کر کہا تھا۔۔

ایمن نے اپنی مسکراہٹ روکی تھی۔۔

کلاس لے رہی تھی۔۔ ایمن نے ارد گرد دیکھتے کہا تھا۔۔

خود ٹائم دیکھو ذرا۔۔ کب آرہی ہو؟

ایمن نے تیوری چڑھا کر پھر پوچھا تھا۔۔

دیکھ لیا۔۔ عفاف نے ارد گرد نظر گھما کر کہا تھا۔۔

ٹائم سے اٹھ جایا کرو۔۔ ایمن نے عفاف کی طرف ٹرن ہوتے کہا تھا۔۔

نہیں اٹھا جاتا۔۔ عفاف نے کتاب کا پہلا صفحہ کھولتے ہوئے کہا تھا۔۔

ایمن نے کتاب چھیننی تھی۔۔

وہی کتاب پکڑ کے ایک عفاف کے کندھے پر ماری تھی۔۔

کل سے ٹائم سے اٹھا کر نا۔۔ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں۔۔ ایمن نے کتاب مارتے ہوئے کہا تھا۔۔

ٹھیک ہے جیسا تم کہو۔۔ عفاف نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔

دونوں کے قہقہے بھر پور تھے۔۔

تمہیں پتا ہے؟ ابھی بات بھی پوری نہیں ہوئی تھی کہ عفاف بول پڑی۔۔

پتا ہے آج کلاس کی ڈسکشن پوائنٹ میں ہوں۔۔ عفاف نے مسکرا کر کہا تھا۔۔

تمہیں کیسے پتا؟ ایمن نے پوچھا تھا۔۔  
NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہا دیہ ملی تھی۔۔ ہر ایک نئی بات تو دوسرے تک پہنچانا اس کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔۔ میرے پاس

آکر وہی سر انجام دے رہی تھی۔۔ عفاف ہلکا سا مسکرائی تھی۔۔

ایمن نے ایک نظر عفاف کو دیکھ کر گہرا سانس لیا تھا۔۔

عفاف کا ہاتھ پکڑ کر ہلکی سی ہتھیلی مسلی تھی۔۔ عفاف بھی ہلکا سا مسکرائی۔۔ کیونکہ اسے پتا تھا یہ

ایمن کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔۔ جب بھی کوئی بات کرنی ہوتی یا پوچھنی ہوتی۔۔ وہ عفاف کا ہاتھ پکڑ

کے انگوٹھے سے مسلتی تھی۔۔

عافی۔۔ ایمن نے ہلکا سا کہا تھا۔۔

بولو۔۔ عفاف نے ایمن کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

کیا ہوا ہے؟ روئی ہو؟ ایمن نے یکدم پریشانی سے ساری چیزیں ایک سائڈ پر رکھی تھیں اور پوری کی پوری عفاف کی طرف گھومی تھی۔۔ عفاف کے ہاتھوں پر اپنی گرفت مضبوط کی تھی۔۔

عفاف نے حیرانی سے ایک بار ایمن کو دیکھا تھا۔۔ وہ تو کمال مہارت سے خود کو خول میں بند کر چکی تھی۔۔ لیکن بھول گئی تھی سامنے بھی اس کی وہ دوست تھی جو اس کے ہر ہر انداز کو پہچانتی تھی۔۔ جو عفاف کے ہر رنگ سے واقف تھی۔۔

دوستی تو زندگی کی وہ نعمت ہے جو آپ کو رب تعالیٰ سے عطا کی گئی ہے۔۔ اگر عطا کر دی گئی ہے تو اس کے بغیر آپ کی زندگی کی خوشی کو باخوبی انجوائے نہیں کر سکتے۔۔ زندگی کے ہر موڑ پر ہر جگہ پر ایک دوست چاہیے ہوتا ہے، ایک رہنما چاہیے ہوتا ہے۔۔ جو آپ کو سمجھے، جو آپ کو جانے جو آپ کو دیکھے ساتھ ہی بتادے۔۔ جسے آپ کو کچھ بتانے کی ضرورت بھی نہ پڑے۔۔ جو آپ کے دل کی دھڑکن کی طرح ہر وقت ہر لمحہ آپ کے پاس ایک احساس کی طرح موجود ہو۔۔ ایک ایسا احساس جو آپ کے چہرے پر خوشی لانے کا باعث بنتا ہو۔ ایک ایسا احساس جس کے بغیر آپ زندگی گزارنا مشکل ترین لمحہ سمجھتے ہو۔۔ دوستی ایک ایسا تحفہ جس

میں کوئی عوض نہیں۔ جس میں کوئی مفاد نہیں۔۔ بس تم اور میں کے یکجا ہونے کی صلاحیت۔۔ ایک دوست کو سمجھنے کی صلاحیت۔ بنا کچھ کہے بن کچھ سمجھے۔

عفاف ہلکا سا مسکرائی تھی۔۔ اسے بھی تو ایسی ہی دوست ملی تھی جو بنا کچھ کہے بھی اسے سمجھ جاتی تھی۔۔۔

رات کو بابا کے کوئی فرینڈ آرہے ہیں اور بابا نے مجھے کہا ہے گھر جلدی آنا۔۔ تمہیں پتا ہے ایسی کیوں بلا یا گیا ہے مجھے۔۔ میری شرکت کیوں ضروری کی گئی ہے۔۔ عفاف نے پسنگی کے ساتھ

کہا تھا۔۔۔

ایمن کی عفاف کے ہاتھ پر گرفت مضبوط ہو گئی۔۔

لیکن مجھے شادی نہیں کرنی۔۔ عفاف کی آواز رندھ سی گئی تھی۔۔

کیوں نہیں کرنی؟ ایمن نے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر عفاف سے بات کی تھی۔۔

تم جانتی ہو؟ عفاف نے کتاب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

یہ کوئی وجہ نہیں ہے عافی۔۔ ایمن نے ہاتھ تھپتھپاتے ہوئے کہا تھا۔۔

یہ کوئی وجہ نہیں ہے ایمنی؟ عفاف نے حیرت سے ایمن کی طرف دیکھا تھا۔۔

ہمم۔۔ ایمن نے ہنکارہ بھرا تھا۔۔۔

عافی میری بات سنو۔۔ جب تک تم خود میں یہ حوصلہ بلند نہیں کرو گی تو کیسے چلے گا۔۔

نہیں ہے مجھ میں حوصلہ کم کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔

تیز ہوا کا جھونکا گزرا تھا۔۔

چلو اٹھو نیکسٹ کلاس کا ٹائم ہو گیا ہے۔۔ اس میں بھی لیٹ ہو گئے تو دونوں ایبسٹنٹ مارک ہو گے۔۔

ایمن تاسف سے سر ہلاتی رہ گئی۔۔

جہاں کچھ دیر پہلے قہقہوں کی گونج تھی۔۔ یکدم سنجیدگی چھا گئی تھی۔۔ دونوں کلاس کی طرف بڑھ گئیں۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews



ازلان نے میٹنگ روم کا دروازہ کھولا تھا۔۔ جہاں سب پہلے سے ہی موجود تھے۔۔ ہاد بھی انہی

چیئرز میں سے ایک پر موجود تھا۔۔ ایک نظر ہاد کو دیکھا تھا۔۔ جو آرام سے کرسی پر براجمان

تھا۔۔ ہاد بھی سنجیدہ سا کرسی پر بیٹھا تھا۔۔

سنجیدگی سے ازلان نے بھی کرسی سنبھالی تھی۔۔

بالکل سامنے کی کرسی پر موجود ریاض ملک کھڑے ہوئے تھے۔۔

آئیے شاہ صاحب۔۔ آپ کا ہی انتظار تھا۔۔

ریاض ملک نے مسکرا کر کہا۔۔

ازلان اور ہاد نے ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔۔

اس کے فوراً بعد ہی میٹنگ شروع ہو چکی تھی۔۔۔

سامنے موجود ہشام انڈسٹریز کے اونر بیٹھے تھے جن کی موجودگی میں یہ میٹنگ طے پائی تھی۔۔۔

ازلان نے میٹنگ شروع کی تھی۔ اپنی کرسی سے کھڑے ہو کر بلیو کوٹ کے بٹن بند کیے۔۔ نیلی آنکھوں میں کچھ پالینے کا جنون لیے۔۔ لیپ ٹاپ کی اسکرین آن کی۔۔

سب متحسّس ہو کر دیکھ رہے تھے۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاد مسکرا رہا تھا اسے پتا تھا کیا ہو گا اور کیا زلٹ نکلے گا۔۔۔

پراجیکٹر آن کر دیا گیا تھا ساتھ ہی ازلان نے بولنا شروع کیا۔۔۔۔

میٹنگ ہال میں خاموشی چھا چکی تھی۔۔۔۔

سب دم سادھے سن رہے تھے۔۔۔

برسوں کی ان تھک محنت کی گئی تھی۔۔۔

سنجیدگی سے ہر ہر نقطے کو بیان کیا تھا۔۔۔

پریزینٹیشن کی ہر بدلتی سلائیڈ میں موجود تصویر ایک ایک نظر پے کو بیان کر رہی تھی۔۔

از لان کچھ دیر کے لیے چپ ہوا تھا۔۔۔

پھر اپنے موقف سے ہٹ کر بولا تو ریاض ملک بھی حیران ہوا تھا۔۔۔

ہمارا مقصد ہر اس جگہ، ہر اس علاقہ میں بچوں کے لیے اسکول قائم کرنے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ اس معاشرے کے بچے تعلیم حاصل کر سکیں۔۔ ہمیں یہ زمین اپنے بزنس کے لیے نہیں بلکہ ان بچوں کے لیے چاہیے جن کے پاس تعلیم حاصل کرنے کے لیے کوئی بھی جواز نہیں ہے۔۔ جن کے پاس وسائل نہیں ہے۔۔ ہم ان بچوں کے لیے مراد انڈسٹریز اور مختلف اسکولز کے کلیبریشن کے ذریعے ان جگہوں پر اسکول قائم کریں گے۔ تاکہ مڈل اسکولز، ہائی اسٹینڈرڈ اسکولز میں منتقل ہو جائے۔۔ معاشرے کے 85 فیصد طالب علم اسی وجہ سے اسکول نہیں جا پارہے کہ ان کے پاس وسائل کی کمی ہے۔۔ انہی چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے۔۔ مراد انڈسٹریز۔۔ مختلف بورڈز کے ساتھ مل کر ایک ہائی اسٹینڈرڈ اسکول کھول رہا ہے۔۔

از لان نے ایک سنجیدہ نظر سب پر ڈال کر اپنی پریزینٹیشن ختم کر کے کرسی سنبھالی تھی۔۔

ہاں مسکرایا تھا۔۔ اسے پتا تھا۔۔ ریاض ملک کی امیدوں پر پانی پھیرا جا چکا تھا۔۔

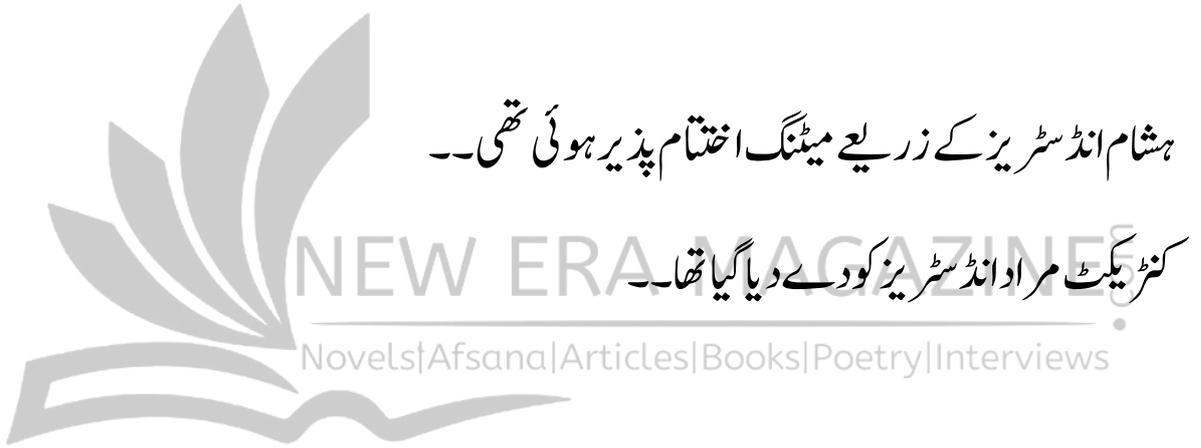
میٹنگ روم کی خاموشی نے اس پر سوز ماحول کو تھوڑا اور خوشگوار بنایا تھا۔۔ جب میٹنگ روم میں تالیوں کی گونج اٹھی تھی۔۔۔

تبھی ریاض ملک نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے ہی پہلو بدلا تھا۔۔

ریاض ملک کو کنٹریکٹ ہاتھ سے نکلتا باسانی دکھائی دے رہا تھا۔ اتنی دیر سے اس جگہ سے امیدیں وابستہ کی تھیں۔۔ لیکن اب لگ رہا تھا کھو دیا۔۔

پریزنٹیشن کے دوران جس جس جگہ کی تصویر آئی تھی اس کو حاصل کرنے کا خیال ریاض ملک کا تھا۔ تاکہ اس وسیع و عریض جگہ پر اپنا ایک اڈا بنا سکیں جہاں آرام و سکون سے لڑکیوں کی فروخت ہو سکے اور کسی کو کان و کان بھی خبر نہ ہو۔۔۔

ہشام انڈسٹریز کے ذریعے میٹنگ اختتام پذیر ہوئی تھی۔۔



میٹنگ روم کا دروازہ کھول کر آہستہ آہستہ سب ہاتھ ملا کر جا رہے تھے۔۔

Congratulations Mr azlan

Proud of you young man

سب تعریفی کلمات ادا کر رہے تھے۔۔

Thanks!

ازلان نے پروفیشنل انداز میں ہاتھ ملا کر کہا تھا۔۔۔

امید کرتے ہیں آپ اس سفر میں کامیاب رہیں۔۔ تبھی ہاد نے آہستگی سے از لان کے کان کے پاس کہا تھا۔۔

از لان نے ایک نظر ہاد پر ڈالی تو وہ کھسیانی ہنسی ہنساتھا۔۔

دونوں نے ایک دوسرے کو مسکرا کر دیکھا تھا۔۔ از لان کے گال کا ڈمپل نمایا ہوا تھا۔۔ تقریباً سب آفس ور کرنے یہ منظر بخوبی دیکھا تھا۔۔ آخر کار ان کو وہ پروجیکٹ مل چکا تھا۔۔ جو دونوں کا ہی خواب تھا۔۔ حاسدوں نے حسد کی نظر سے دیکھا تھا لیکن فرق کسے پڑنا تھا۔۔ جن کے ساتھ رہا ہو ان کا کوئی بال بھی باکا نہیں کر سکتا تھا۔۔

دونوں ہی بغلگیر ہوئے تھے۔۔ ہاد نے ایک آہستہ سی از لان کی کمر پر جھڑدی تھی۔۔

Congratulations azii

ہاد نے گلے لگتے ہوئے ہی کہا تھا۔۔

Congratulations to you haad

دونوں آہستگی سے کہہ کر ایک دوسرے سے دور ہوئے تھے۔۔

ریاض ملک نے ایک نظر غصے سے دیکھ کر باہر کا رخ کیا تھا۔۔

دونوں دو دن پہلے کے منظر پر پہنچے تھے۔۔۔

دو دن پہلے کا منظر:

ازی۔۔ حسن ملک کا کچھ پتا نہیں چل رہا۔۔ کدھر غائب ہو گیا ہے۔۔ کچھ اہم فائلز کو کھنگالتے ہوئے کہا تھا۔۔

کہیں نہیں جاسکتا وہ۔۔ ادھر ہی ہے۔۔ از لان نے ایک فائل کو اٹھاتے ہوئے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔

اتنا یقین ہے۔۔ اگر ریاض ملک نے اسے غائب کر دیا تو کیونکہ اسے اندازہ ہو گیا ہے کہ ہم اس کے ہر کام پر نظر رکھ رہے ہیں۔۔ ہاد نے اپنا خیال ظاہر کیا تھا۔۔

جب تک ریاض ملک کو وہ پراجیکٹ نہیں مل جاتا۔۔ تب تک وہ کہیں بھی نہیں

جاسکتا۔۔ لاکھوں روپیہ اپنے دو کوڑی کے لوگوں کو دے کر اچھے ہتھکنڈے اپنانے کی کوششوں میں ہے۔۔ از لان نے سامنے پڑا کافی کاگ پکڑتے کہا تھا۔۔

اسے یہ پروجیکٹ میں موجود زمین چاہیے۔۔ اور وہ زمین ہر حال میں اسے لینے ہے۔۔ اتنا پیسہ

لگایا ہے اس نے خریداروں پر ایسے تو اپنا کاروبار بند نہیں ہونے دے گا۔۔ ویسے بھی یہ واحد

جگہ ہے جو سی سائیڈ سے بہت سے فاصلے پر ہے۔۔ اگر اسے ہم اپنے زیر استعمال لائے تو یقیناً

ان کو شک ہو جائے گا۔۔ لیکن ہم اپنی عوام کی زندگیاں برباد نہیں کرنے دے گے۔۔ اسی

زمین پر کچھ ایسا بنا ڈالے تاکہ ہم آسانی سے اپنے وسائل کا استعمال کرتے ہوئے وہاں قید سب

لڑکیوں کی شپ منٹ ہونے سے پہلے ٹیم کو انفارم کر دے دیں۔ تاکہ کسی کو پتا بھی نہیں چلے کہ یہ کام سرانجام کیسے ہوئے ہے؟؟ اور باسانی ہمارا کام بھی ہو جائے۔۔ بے شک ہمیں وہ زمین نہیں چاہیے نہ ہی ہمارے کام کی ہے۔۔ لیکن ہمیں اس جگہ پر اب بزنس سے ہٹ کر کچھ کرنا ہو گا ازلان نے ایک مرئی نقطے پر نظریں مرکوز کر کے گہری سوچ میں غرق ہو کر اپنی بات کہی تھی۔۔۔

اگر ہم اس زمین پر کچھ ایسا کر جائیں کہ لاٹھی بھی نہ ٹوٹے اور کام بھی ہو جائے۔ ہاد نے فوراً سے بولا تھا۔۔

مطلب؟؟ ازلان نے حیرت زدہ ہوتے کہا تھا۔۔۔  
 مطلب یہ کہ ہم وہاں ہائی اسٹینڈرڈ اسکول بنائیں گے اور اس اسکول کی زمہ داری وہاں پر تعیناتی مختلف خفیہ ایجنسی کو دے گے جو استاد کارول کردار ادا کر کے ہم تک، ایجنسی تک سی سائیڈ کی پوری کی پوری معلومات پہنچائیں گے اور ادھر قید لڑکیوں کو بھی بازیاب کروالے گے۔۔ اور خصوصاً حسن ملک سے متعلق معلومات بھی باسانی ہمیں مل سکے گی۔۔ ہاد آگے کو جھک کر ایک صفحے پر نقشہ کھینچتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ازلان نے چند ثانیے خاموشی کے نظر کیے تھے۔۔۔

پھر دونوں اٹھ کر بھرپور قہقہوں کے ساتھ گلے ملے تھے۔۔۔

پر وجیکٹ ہمارا ہے۔۔ All the best

ہشام انڈسٹریز اس طرح کی سہولیات کو بہت زیادہ اہمیت دیتی ہے۔۔

ان کے پہلے بھی کچھ پروجیکٹس اسکولز کے ساتھ چل رہے ہیں تو انہیں بتانے میں، سمجھانے میں کوئی مشکل نہیں ہوگی۔۔

دھچکا تو ریاض ملک کو لگے گا۔ جن کی معلومات کے مطابق ہم پروجیکٹ میں اس زمین کو رکھ نہیں رہے۔۔ اسی پوائنٹ کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ میٹنگ میں بات کر کے زمین لینا چاہے گا۔۔ جو ان کے خیال سے باسانی انہیں مل سکتی ہے۔۔ از لان کے کہنے پر ہاد کا بھر پور تہقہہ گونجا تھا۔۔

لگتا ہے ملک خاندان کا وقت کم رہ گیا ہے۔۔ دونوں ہی سنجیدہ ہوئے تھے۔۔

وقت کم، لیکن حساب بہت سخت ہیں۔۔ از لان نے ہاتھ کی مٹھی زور سے بند کی تھی کہ بازوؤں کی وینز غصے کی شدت سے واضح ہوئی تھیں۔۔

دونوں نے ماحول کی سنجیدگی کو کم کرنے کے لیے پروجیکٹ پر دوبارہ کام شروع کیا تھا۔۔

انتظار تھا تو میٹنگ کا۔۔ جس وقت ریاض ملک کی پہلی بار دیکھنے کے وہ دونوں خواہشمند

تھے۔۔

دونوں حال میں واپس لوٹے جب ریاض ملک باہر کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔

ہاد نے تیزی سے باہر بڑھ کر ریاض ملک کو روکا تھا۔۔ از لان شاہ ہشام انڈسٹریز کے اونر کے ساتھ ملکر اگلا پلان ترتیب دینے لگ گیا تھا۔۔

ریاض صاحب! ہاد نے پاس جا کر آواز دی تھی۔۔

ریاض ملک ایک تیکھی نظر سے دیکھ کر آگے بڑھ گیا۔۔

سنا ہے آپ بہت بے تاب تھے اس پروجیکٹ کو حاصل کرنے کے لیے۔۔ ہاد نے مسکرا کر کہا تھا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بے تاب تو میں اب بھی ہوں۔۔ ہاد فرحان حیدر۔۔ یہ زمین تو مجھے مل کر ہی رہے گی۔۔ ریاض ملک نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔۔

ہاد کا فلک شکاف قہقہہ گونجا تھا۔۔

ریاض صاحب بڑے ہو جائیں۔۔ ایک عام الناس بندے کا مشورہ ہے۔۔ ہاد نے مسکراہٹ دبا کر کہا تھا۔۔

ہاد صاحب۔۔ ریاض ملک نے کہہ کر طنزیہ مسکراہٹ اچھالی تھی۔۔

جب بچے بڑوں سے زیادہ بڑا ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔۔ منہ کے بل گرتے ہیں۔۔ میرے ہر کام سے دور رہو تم دونوں۔۔ اشارہ از لان کی طرف بھی تھا ریاض ملک ایک دم طیش میں آیا تھا۔۔

پروجیکٹ نہ ملنے کے باعث بہت بڑا نقصان ہوا تھا۔۔

ریاض ملک ہمارے کام سے تم دور رہو۔۔ ہمیں ہر برائی کو کاٹنا آتا ہے۔۔ ایسا کاٹ کے رکھتے ہیں کہ اس کی جڑیں تک ملنا مشکل ہو جاتی ہیں۔۔ ہاد نے ہلکی سی طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔۔

ویسے بھی برائی دنیا میں زیادہ دیر ٹکتی نہیں۔۔ لیکن چلو فرض کرو۔۔ ٹک بھی گئی تو اس قوم کے نوجوان ہے نا اس برائی کو ختم کرنے کے لیے۔۔ کہہ کر ہاد نے قدم اندر بڑھائے تھے۔۔

اپنے کام سے کام رکھو لڑکے مجھے ہر ایک کو اس کے مطابق چلانا آتا ہے۔۔ کہیں تمہیں ہی کوئی بھاری نقصان نہ اٹھانا پڑ جائے۔۔ ہاد فرحان حیدر۔۔

دیکھتے ہیں۔۔ کہہ کر ہاد نے بھی مسکراہٹ اچھالی تھی۔۔

دونوں نے اپنے اپنے طرف کا رخ کیا تھا۔۔

ریاض ملک اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا جبکہ ہاد اندر آفس۔۔

تبھی ریاض ملک کو فون رنگ ہوا تھا۔۔

ریاض ملک نے فون کال اٹینڈ کی تو جو خبر سننے کو ملی تھی انہیں سر تا پیر سلگا گئی۔۔

ایسے کیسے ہو سکتا ہے؟ ریاض ملک دھاڑا تھا۔۔

دوسری طرف سے کہا گیا تھا۔۔

سر ہماری کوئی غلطی۔۔ الفاظ مکمل نہ ہوئے تھے کہ دوبارہ سے گاڑی میں بیٹھ کر چلایا تھا۔۔

اتنی نفری ہونے کے باوجود ریڈ کیسے پڑ سکتی ہے۔۔ غائب کر دو سب کچھ منٹوں میں۔۔ کسی کے

ہاتھ کچھ نہیں آئے۔۔ ریاض ملک نے گاڑی کی اسپید بڑھائی تھی۔۔

حسن کدھر ہے؟ اچانک سے یاد آنے پر ریاض ملک نے اپنے بیٹے کے بابت پوچھا تھا۔۔

سر۔۔ وہ۔۔ دوسری طرف سے آواز کہلائی تھی۔۔

بولو گے کہ یہیں سے زمین میں گاڑھ دوں۔۔ ریاض ملک نے دھاڑ کر کہا تھا۔۔

سر وہ نشے میں۔۔ بات ختم ہونے سے پہلے ریاض نے فون بند کر دیا تھا۔۔

میٹنگ روم خالی ہو چکا تھا۔۔ ہاد نے ایک نظر اندر دیکھا تھا۔۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔۔

ہاد نے از لان کے آفس روم کا دروازہ کھولا تو از لان آفس روم میں چکر لگا رہا تھا۔۔

ہاد نے مسکرا کر ازلان کی بیک کو دیکھا تھا۔۔

خوشی کی بات میں بھی اتنی بے چینی۔۔ ہاد نے کرسی پر بیٹھ کر پیپر ویٹ گھماتے ہوئے کہا تھا۔۔

جواب نہ ملنے پر ہاد نے ایک بار پھر غور سے ازلان کا معائنہ کیا تھا۔۔ جو بلیو پیٹ کے ساتھ، وائٹ شرٹ پہنے کہیں دور کھویا ایک جگہ سے دوسری جگہ چکر پر چکر لگا رہا تھا۔۔  
اوائے ازی یہ تم میں لڑکیوں کی روح کب سے آگئی۔۔ ہاد نے مسکراہٹ دبا کر کہا تھا۔۔  
ازلان کے ارد گرد چکر کاٹنے پر چوٹ کی تھی۔۔

ازلان نے ایک نظر ہاد کو دیکھ کر پھر فون نکال کر فون کا لز ملانا شروع کی تھیں۔۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
میں یہاں دیواروں سے بات کرنے تو نہیں آیا۔۔ کوئی دیوار بولتی ہے تو بتادے۔۔ میں اپنا حال دل ان میں سے ایک کو سنادوں۔۔ ہاد نے مصنوعی غصہ کرتے ہوئے کہا تھا۔

ازلان نے فون بند کیا تھا۔۔

ہاں۔۔ ہے تو سہی۔۔ یہ سامنے شیشے کے اس پار دیوار نظر آرہی ہے۔۔ وہ بولتی ہے اور بہت بولتی ہے۔۔

ازلان نے کہہ کر فوراً سے سامنے والی کرسی سنبھالی تھی۔۔

چل میں ذرا اس سے بات چیت کر کے آتا ہوں۔۔ ہاد نے اٹھنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا تو  
ازلان نے بھنویں اچکائی تھی۔۔

ہاں نا مجھے پتا تو ہو گا کہ اگر میں ان سے کوئی بات کروں گا تو مجھے آگے سے ملنے والے جواب کی  
امید تو نہیں ہو گی نا۔۔ ہاد نے کرسی سے اٹھ کر کہا تھا۔۔

بیٹھ جاؤ آرام سے ہاد۔۔ ازلان نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا۔۔

اچھا چلو تم اتنا کہہ رہے ہو تو بیٹھ ہی جاتا ہوں۔۔ ہاد نے مسکرا کر کرسی سنبھالی تھی۔۔

ویسے میں اتنا بھی نہیں کہہ رہا تو جانا چاہتے ہو تو جاؤ شام کو تمہارے گھر ملیں گے۔۔ ازلان نے

مسکراہٹ دبا کر کہا تھا۔۔

نہیں نہیں مجھے اچھا نہیں لگنا کہ تم اتنا فورس کرو اور میں پھر بھی نہ بیٹھوں۔۔ ہاد نے کرسی کے

اوپر بیٹھ کر ٹیلی کام اٹھایا تھا۔۔

اور دوسری بات گھر کیوں؟ حیرانی سے ہاد نے آئی برو اچکائے تھے۔۔

ازلان کرسی سے تھوڑا آگے جھکا تھا۔۔

سالے صاحب آج شام مولوی لے کر آؤں گا۔۔ ازلان آرام و سکون سے کہہ کر پیچھے ہوا

تھا۔۔ ہاد کا ٹیلی کام پر موجود ہاتھ فوراً پیچھے ہوا تھا اور بے یقینی سے ہاد کی کالی آنکھیں پوری کھلی

تھیں۔۔

کس لیے؟ ہاد نے بلا توقف ڈائریکٹ بات پوچھی تھی۔۔۔

مولوی کیوں آتا ہے ہاد؟؟ بریانی کھلانے تو میں لا نہیں رہا۔۔۔ ازلان نے مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔

میں نے تجھے بریانی کھلانے بھی نہیں دینی ازی۔۔۔ اس لیے اس بھول میں مت رہنا۔۔۔

ہاد ازلان نے یکدم کہا تھا۔۔۔

ہاں۔۔۔ ہاد نے ہنکارہ بھرا تھا۔۔۔

میں آج شام عفاف سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ آج شام مطلب آج شام۔۔۔

ہاد نے آئی برواٹھا کر کالی آنکھوں میں حیرانگی کا تاثر لیے ازلان کی طرف سنجیدگی سے  
یک ٹک دیکھا تھا۔۔۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews



وہ دونوں کلاس لے کر باہر نکلی تھیں۔۔۔

ایسی مجھے ابھی گھر نہیں جانا۔۔۔ کیفیٹیریا کی جانب چلتی ہوئی عفاف نے کہا تھا۔۔۔

گھر تو جانا ہی ہے۔۔۔ ابھی نہیں تو تھوڑی دیر تک ہی سہی۔۔۔ ایمن نے بیگ کی زپ بند

کرتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

دونوں کیفیٹیریا پہنچ چکی تھیں۔۔۔

آج علی بھائی اور شہرام بھائی کہیں نظر نہیں آئے۔۔ ایمن نے کیفیٹیریا کے ارد گرد نظر گھما کر پوچھا تھا۔۔ جہاں اب چند گروپس کے علاوہ کوئی بھی نہیں تھا۔۔

ہاں میں بھی یہی سوچ رہی تھی۔۔ عفاف نے بے دھیانی میں فوراً سے کہا تھا۔۔

ایمن نے ایک نظر غور سے عفاف کو دیکھا کہ عفاف گڑ بڑاسی گئی تھی۔۔

چلو کچھ آرڈر کرو۔۔ شاید سمیسٹر بریک ہو اس لیے نہیں آئے کہہ کر مینیولسٹ پکڑی تھی۔۔

ابھی نہیں بھیج سکتی۔۔ ابھی تو میں اپنی دوست کے پاس بیٹھی ہوں۔۔ پاس ہی موجود ٹیبل سے

فون کرتی لڑکی کی مدہم سی آواز سنائی دی تھی۔۔ آواز بالکل سرگوشی نما تھی کہ کوئی غور سے

سننا تو ہی سمجھ آنی تھی کہ کیا کہا جا رہا ہے؟

نہیں۔۔ نہیں تھوڑی دیر تک کروں گی۔۔ لڑکی کی بار بار منع کرنے کی آوازیں سنائی دے رہی

تھیں۔۔۔

عفاف کا مینیولسٹ دیکھتا ہاتھ فوراً سے رکا تھا۔۔

ایمن کی ساری حسیں بیدار ہوئی تھیں۔۔ کچھ غلط ہونے کا احساس جاگا تھا۔۔ عفاف کی

آنکھوں سے چند قطرے گرے تھے۔۔ جیسے کچھ غلط ہونے جا رہا ہو اور وہ پھر سے اپنی آنکھوں

سے بس دیکھ رہی ہو۔۔۔

آنکھوں سے قطرے نکلے ہی تھے کہ غیر محسوس انداز سے دور کھائی سے آتی آواز سنائی دی تھی۔۔

کیوں ڈھاتی ہیں ان پہ ظلم اتنا۔۔

میں آپ کو حق نہیں دیتا کہ آپ ایسا کریں۔۔

حق۔۔ عفاف اچانک بیدار ہوئی تھی کیا واقعی میں وہ آئے گا اور میں ایسا کچھ نہیں کروں گی جو وہ چاہتا ہے۔۔

نہیں کروں گی۔۔ عفاف نے آہستگی سے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

ایمن نے عفاف کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو۔۔

عافی تم ٹھیک ہو؟ ایمن نے اپنا دھیان چند پیل کے لیے وہاں سے ہٹا کر عفاف کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔

ہا۔۔ ہا

تبھی وہی فون والی لڑکی حور اچانک سے ان کے ٹیبل پر اجازت طلب کر کے بیٹھ گئی۔۔

دونوں نے حیرانی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا۔۔ کیونکہ بہت ہی کم وقت ایسا تھا کہ جب وہ دونوں ساتھ ہو تو کوئی تیسرا بھی ان کے ساتھ بیٹھے۔۔

عفاف اور ایمن نے آہستہ آہستہ اپنے حیرت کے تاثر ختم کر کے خود کو نارمل کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

کیفیٹیر یا تقریباً خالی ہو چکا تھا۔۔۔ سوائے چند لوگوں کے۔۔۔

وہ رونے لگ گئی تھی۔۔۔ ایمن اور عفاف دونوں ہی گڑ بڑائی تھیں۔۔۔

کیا ہوا حور؟ ایمن نے آگے بڑھ کر پوچھا تھا۔۔۔

میں نے اس سے جھوٹ بولا۔۔۔ میری کوئی دوست نہیں ہے۔۔۔ لیکن میں کیا کرتی۔۔۔ وہ مجھے کہتا ہے کہ مجھے اپنی تصویر بھیجو۔ حور نے آنسو صاف کر کے وضاحت دی تھی۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حوران کی کلاس فیلو تھی۔۔۔

دونوں تھوڑا پر سکون ہوئی تھیں۔۔۔

اچھا۔۔۔ ایمن نے تھوڑا کھینچ کر کہا تھا۔۔۔ عفاف چپ چاپ سن رہی تھی۔۔۔

حور نے نظریں اٹھا کر حیرانی سے ایمن کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

تم دونوں بہت اچھی ہو۔ پلیز میری ہیلپ کر دو۔۔۔ میں کیا کروں؟

یہ تو تمہیں اس طرح کا رشتہ بنانے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا کہ اس کے ایفیکٹس کیا

ہیں۔۔۔ ایمن نے آرام سے کرسی پر ٹیک لگاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

عفاف نے حیرانی سے ایک بار ایمن کو دیکھا تھا جو تھوڑا روڈ لی بات کر رہی تھی۔۔  
میں نے اسے نہیں کہا کہ اپنی تصویر بھیجو۔۔ اس نے خود اپنی پہلے بھیجی ہے پھر مجھے  
کہا ہے۔۔ حور نے دلیل دی تھی۔۔

او۔۔ اچھا۔۔ ویسے ٹریپ کرنے کا اچھا طریقہ ہے۔۔ ایمن ہلکا سا مسکرائی تھی۔۔  
کیا مطلب؟ حور نے آنکھیں چھوٹی کر کے کہا تھا۔۔

عفاف آرام سے بیٹھی ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھی۔۔

مطلب یہ کہ ابھی گوگل کروہزاروں تصویریں ایسی مل جائیں گی۔۔ ایسی کیوں۔۔ بلکہ یہی  
مل جائیں گی۔۔ ایمن نے طنز یہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔۔

ایسی بات نہیں ہے۔۔ وہ مجھ سے بہت پیار کرتا ہے۔۔ حور نے اصرار کیا تھا۔۔

تو بھیج دو تصویر ہمارے پاس کیا کرنے آئی؟ اب کی بار عفاف بولی تھی۔۔

تم ایک تصویر کا کہہ رہی ہو۔۔ پتا نہیں کتنی شاید 1000 تصویریں، شاید ان گنت تصویریں  
اس کے پاس پہلے بھی ہر ایک کی موجود ہوگی۔۔ تمہاری تصویر جائے گی تو تقریباً ایک ہزار ایک  
ہو جائیں گی۔۔ اگر تم نہیں بھیجے گی تو ایک ہزار کے ہندسے میں کوئی کمی بیشی نہیں  
ہونی۔۔ سو ریلیکس کرو۔۔ عفاف نے ایک ہی بار میں بہت کچھ باور کروایا تھا۔۔

وہ صرف مجھ سے پیار کرتا ہے اور اس کے پاس کسی کی بھی اتنی تصویریں نہیں ہونی۔۔۔ حور  
ایک دم چلائی تھی۔۔۔

تو ٹھیک ہے بھیج دو۔۔۔ کیا مسئلہ ہے تمہیں؟ اب کی بار سوال ایمن کی طرف سے آیا تھا۔  
حور نے چور نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔

مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔ میں بس ڈرتی ہوں کہ میں اپنے بھائیوں کا مان نہ توڑ دوں۔۔۔

ایمن ایک دم ہنسی تھی کہ کیفیٹیریا میں آس پاس موجود اسٹوڈنٹس نے ایک بار نظر اٹھا کر دیکھا  
تھا۔۔۔

عفاف نے ارد گرد دیکھا تھا۔۔۔ سوری۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایمن کی طرف تیوری چڑھائی تھی۔۔۔

بھائیوں کا مان تو تم توڑ چکی ہو حور۔۔۔ اب تصویر بھیجو یا نہ بھیجو اس سے وہ مان واپس نہیں آنے

والا۔۔۔ آدھی آدھی رات کو ایک نامحرم سے بات چیت کرنا، منہ اندھیرے اٹھ کے چھپ

چھپ کے میسج کرنا۔۔۔ فون پہ ایک نامحرم کی تصویر کو بار بار دیکھنا۔۔۔ چھپ چھپ کے ملنا۔۔۔ یہ

بھائیوں کا مان، غرور، فخر توڑنا نہیں تو کیا ہے ہاں؟؟ تم غرور کسے کہتی ہو کہ ایک تصویر نہ بھیج

کے تم نے احسان نہیں کیا حور۔۔۔ تم اپنے بھائیوں کا غرور توڑ چکی ہو تمہیں پتا ہے۔۔۔ ایمن نے

دبے دبے غصے سے چلا کر کہا تھا۔۔۔

حور تھوڑا سا منمنائی تھی۔۔

نہیں ایسا نہیں ہے۔۔

ایک تصویر سے شاید کچھ نہیں ہوگا۔۔ لیکن میں بھیجنا بھی نہیں چاہتی۔۔

عفاف نے اپنے آگے سے مینیو کار ڈاٹھا کر پیچھے کیا تھا۔۔

ایک ہی تصویر تو سب کچھ ہوتا ہے حور۔۔ لگتا ہے دنیا نہیں دیکھی تم نے۔۔ میں نے تو بہت

اچھے سے آزمائی ہے۔۔ آپ کی عزت یہی لوگ دو کوڑی کی کر کے رکھ دیتے ہیں۔۔ آئے

بڑے پیار کا سبق سکھانے۔۔

ایمن بیچ میں ہی بولی تھی۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حور تم ہمیں بہنوں جیسی ہو۔۔ ہم کسی کو برا نہیں کہتے۔۔ ہم تھوڑا روڈ ہو گے اس کے لیے

سوری۔۔ لیکن حور یہ دنیا قابل اعتبار نہیں ہے۔۔ یہ ان انسانوں کا ہی گلا گھونٹی ہے۔۔ جو بہت

معصوم ہیں۔۔ شکاری کبھی بھی تیز طراز جانور کا شکار نہیں کرتا نا ہی کبھی سامنے آکر وار کرتا

ہے۔۔ وہ ہمیشہ چھپ کے پیٹھ پیچھے جال بچھاتا ہے تاکہ وہ شکار کو آسانی سے پکڑ سکے۔۔ یہ مرد

ذات بالخصوص غیر مردوں کے جال میں آنے سے بچو۔۔ بہت سی زندگیاں نگل جاتی ہیں

حیوانی خصلتیں۔۔ شیطان حاوی ہوتا ہے۔۔ بہت تیزی سے ہوتا ہے۔۔ ایمن نے تھوڑی

سی سانس لی تھی۔۔ تیز ہوا کے جھونکے نے ایک بار کپکپی طاری کی تھی۔۔۔

برائی میں بہت اٹرکیشن ہوتی ہے۔۔ ایسے کھینچتی ہے کہ ہمیں نہیں پتا چلتا ہم کس دورا ہے پر  
چل پڑے ہیں۔۔ ایسے ہی ہم انجان رہ جاتے ہیں اور ہمیں ہر طرح سے ٹریپ کر دیا جاتا  
ہے۔۔ تم ایک تصویر کی بات کر رہی ہو حور۔۔ ہمارے اسلام میں تو کسی غیر مرد سے بات  
کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔۔

ایمن نے غیر مردوں سے بات چیت کے حوالے سے ایک آیت پڑھی تھی۔۔

النَّبِيُّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَىٰ ۖ تَنَزَّعْنَ بِالْقَوْلِ ۚ فَيَطْمَعَ الذَّنْبِيُّ فِي قَلْبِهِ مَرْضٌ وَ  
\*قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوبًا ۚ ﴿٣٢﴾

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

: ترجمہ

اے نبی کی بیوی تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر اللہ سے ڈرو تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ  
دل کاروگی کچھ لالچ کرے ہاں اچھی بات کہو۔۔

اگر بہ ضرورت غیر مرد سے پس پردہ گفتگو کرنی پڑے تو قصد کرو کہ لہجہ میں نزاکت نہ آنے  
پائے اور بات میں لوج (لہجہ میں لچک

(نہ ہو، بات نہایت سادگی سے کی جائے، عفت مآب خواتین کے لئے یہی شایاں ہے۔

اس سے ثابت ہو غیر مرد سے بات چیت تو کرنا دور کی بات پس پردہ بھی بات کرنے میں احتیاط برتی جائے۔۔

اور ہم کیا کر رہے ہیں؟ کھلے عام ویڈیو کالز ہو رہی ہیں۔۔ ایک کی تصویر آرہی ہے تو دوسرے کی مانگی جا رہی ہے۔۔ ہمیں نہیں پتا کون کس طرح کا ہے؟ دلوں کے حال تو اللہ ہی جانتا ہے۔۔ اس سے کسی کاراز پوشیدہ نہیں۔۔ سوائے اس کے وہ ہماری پردہ پوشی کیے رکھتا ہے۔۔ ہم نہیں جانتے جزبات کی رو میں بہہ کے کتنوں کو جیتے جی مار دیتے ہیں۔۔ کتنوں کا قتل کر جاتے ہیں۔۔ ہم جزبات میں بہہ کر اس بات پر عمل درآمد ہو کر خوشی خوشی اپنی تصاویر بھیج رہے ہیں۔۔ ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ کیسے ہو رہا ہے اور کہاں سے کہاں ہم ان ہی تصاویر کے ذریعے ہی کسی گہری کھائی میں گرادیئے جاتے ہیں کہ وہاں سے نکلنا بھی مشکل ترین ہو جاتا ہے۔۔

پتا ہے شیطان نے نامحرم کی دوستی میں، اس سے بات چیت کرنے میں ہی ایسا نشہ ایسی لذت رکھی ہے کہ ہم خود بہ خود اس میں ڈوبتے چلے جاتے ہیں۔۔ ہر طرح کی بری، شیطانی خواہشات سراٹھانے لگتی ہیں کہ ہمیں غلطی غلطی ہی نہیں لگتی۔۔ اس سے خود تو اللہ تعالیٰ سے دور ہوتے ہی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اپنے گھر والوں کی نظروں میں بھی گر جاتے ہیں کہ پھر اٹھانا مشکل ہو جاتا ہے۔۔

عفاف نے آنکھ سے گرنے والے آنسو کو روکنے کی بے حد کوشش کی تھی۔۔۔

ایک لڑکی کے ہاتھ میں کیا ہے؟ اس کی عزت جس کو وہ کھلونا سمجھ رہی ہے۔۔ ایک لڑکی گھر سے نکلتی ہے تو اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں کا غرور ساتھ لیے نکلتی ہے۔۔ اگر کوئی اس غرور کی طرف آنکھ میلی کر کے بھی دیکھے گا۔۔ وہ توڑ دے گا۔۔ بہنیں تو بھائیوں کا مان ہوتی ہیں۔۔ ہم سے آئے روز ایک نیا شخص ملے گا۔ ہمیں پسند آئے گا۔ کیا ہم اس سے بھی اپنی ہر سرگرمی سے متعلق آگاہ کریں گے۔ کیا ہم یقین کر سکتے ہیں؟ کیسے کر سکتے ہیں جو خود کے سگے نہیں۔۔ وہ ہمارے کیا ہونگے؟ ایمن نے ایک لمبی سانس کھینچی تھی۔۔۔

عفاف نے آنسوؤں کے ریلے کو نکلنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

حوریک ٹک چہرے پر بہتے آنسوؤں کے ساتھ ایمن کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

ایک وقفے کے بعد پھر بولی تھی۔۔

:اسی طرح حدیث مبارک میں ہے

جو شخص کسی غیر محرم سے ہنسی مذاق کرتا ہے خدا ہر لفظ کے بدلے اسے ہزار سال دوزخ میں رکھے گا۔ اسی طرح جو عورت نامحرم سے مذاق کرے گی۔۔

مجھے تو توف ہے ان پر جو بنا کچھ سوچے بنا کچھ سمجھے اپنا سب کچھ لوٹا دیتی ہیں۔۔ کیا انہیں ایک بار بھی خیال نہیں آتا؟ ایمن نے سوالیہ انداز اپنایا تھا۔۔

جب گناہوں کی پٹی باندھ دی جائے۔۔ تب گناہ گناہ نہیں لگتا۔ ایک نشہ بن جاتا ہے جو مزہ دینے لگتا ہے۔۔ جس کے بغیر چند منٹ رہنا بھی محال ہے۔۔ عفاف کی طرف سے جواب آیا تھا۔۔

میں ایسا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔ میں بات تک نہیں کرنا چاہتی تھی پر پھر بھی میں کر گئی۔۔ حور نے ندامت سے سر جھکائے تھا۔۔

میرا تو یہی مشورہ ہے۔۔ تم اب سے بلکہ ابھی سے اپنا رابطہ ختم کرو۔ آپ کے لیے آپ سے بڑھ کر کچھ نہیں۔۔ آپ اپنے گھر والوں کے لیے فخر کا باعث ہو۔۔ ہمیشہ کوشش یہی کی جانی چاہیے کہ ان کا سر نہ جھکے۔۔ جب ایک بوڑھے باپ کا سر جھکتا ہے نا تو وہ اپنی عمر سے پہلے ہی بوڑھا ہو جاتا ہے۔۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

حور نے آنکھوں سے نکلنے والے آنسوؤں کو صاف کیا تھا۔۔

مجھے نہیں پتا۔۔ میں تم لوگوں کے پاس کیوں آئی؟ کس لیے آئی؟ لیکن مجھے لگتا ہے شاید میں کوئی نیکی کر چکی تھی جس کا صلہ مجھے آج ملا ہے کہ میں تم لوگوں سے ملی اور مجھے کسی بھی طرح کی رسوائی سے اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔۔ میں کیسے شکر ادا کروں گی۔۔ سچ میں برائی میں بہت کشش ہے لیکن میں اس رب کے حضور سجدہ ریز ہوں جس نے مجھے ایک بہت بڑے گناہ کے راستے پر چلنے سے بچا لیا۔۔ حور دل سے دونوں کی شکر گزار تھی۔۔ احسان مند تھی۔۔

اگر ہمارے علم سے باتوں سے کسی کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو ہمارا ہی فائدہ ہے۔۔ ایمن نے مسکرا کر کہا تھا کہ عفاف اور حور دونوں ہی مسکرائی تھیں۔۔

تبھی فون رنگ ہوا تھا۔۔

تم نے ابھی تک پکس نہیں بھیجی۔۔ میں کب سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔۔ تمہیں جب تک دیکھ نہ لوں دل کو چین نہیں آنا۔۔ حور کو میسج موصول ہوا تھا۔۔

حور نے ایک نظر عفاف اور ایمن کو دیکھا تھا جواب خود باتیں کر رہی تھیں۔۔ ساتھ ہی میسج ٹائپ کیا تھا۔۔

اگر آئندہ مجھے تمہاری کال یا میسج آیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔ یہ فقط دھمکی نہیں ہے۔۔ تم جیسے لوگ ہی لڑکیوں کو کمزور سمجھتے ہو۔۔ اگر وہی تم لوگوں کے خلاف کھڑی ہو جائے تو اس سے برا کوئی نہیں۔۔ جس طرح تم تصاویر مجھ سے مانگ کر کچھ کرنے والے تھے۔۔ اسی طرح تمہاری بھیجی گئی تصاویر کے ساتھ میں ایسا کچھ کر کے سوشل میڈیا پر دوں گی کہ سر اٹھانے کے قابل نہیں رہو گے۔۔ اس لیے آئندہ فون کرنے کی غلطی مت کرنا کہہ کر فون بند کر دیا تھا۔۔

ایک ام حوا بڑے گناہ سے بچ گئی تھی۔۔

ام حوا کی ندانیاں لے ڈوب رہی تھی اس کو

محبت کے جھانسون میں زراہور ہی تھی شامل

بچا لیا کسی نیکی نے اس ام حوا کو

آج بچ گئی تھی ام حوا سوائی زمانے سے

(ماہم)

ہاڈ کو ایک بار پھر فخر ہوا تھا۔۔۔ وہ کسی ایسی لڑکی کو نہیں چن چکا تھا جو عام تھی۔۔۔ بہت خاص تھی وہ۔۔۔ اسے ایک بار پھر سے ایمن کی باتوں نے محو کیا تھا۔۔۔ کب سے کھڑا مدہوش سا ایمن کی باتوں کو سن رہا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کھڑا کھڑا ہاڈ چند لمحے پہلے کے آفس میں از لان کے ساتھ گفتگو کے منظر پر پہنچا تھا۔۔۔

: چند لمحے پہلے کا منظر

ازی یہ کچھ زیادہ ہی جلدی ٹائم نہیں بتانے کا۔۔۔ گھر آ کر بتاتے۔۔۔ تاکہ میں سیدھا انکار کرتا۔۔۔ ہاڈ نے دبے دبے غصے سے کہا تھا۔۔۔

میں شاید ابھی بھی رک جاتا۔۔ لیکن شاید تمہاری بہن ایسا نہیں چاہتی۔۔ ازلان نے آہستگی سے منہ میں بڑبڑا کر کہا تھا۔۔

ہاد کو حیرت کا جھٹکا لگا۔۔

مطلب؟

ازلان مسکرایا تھا۔۔

تیرے مخبر نے خبر نہیں دی تھی کہ۔۔ ازلان نے مسکراہٹ دبا کر بات نامکمل کر کے سوالیہ انداز سے ہاد کی طرف دیکھا تو ہاد کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ختم ہوئے تھے۔۔

ہاد کھل کے مسکرایا تھا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ جو تم حرکت کر کے آئے ہونا۔۔ اگر میں اس وقت وہاں پر ہوتا نازی تو یقیناً تمہیں ایک دو لگا ہی دیتا۔ ہاد نے بیچارگی سے کہا تھا۔۔

مسئلہ ہی یہ ہے کہ میں وہاں نہیں تھا۔۔ کیا حرکت تھی ہاں؟؟ ہاد نے دبے دبے غصے سے کہا تو ازلان کا ڈمپل نمایاں ہوا تھا۔۔

اپسرا مجھے ہر اس حد تک لے جاتی ہیں۔۔ جس پر میں فوراً نہیں جانا چاہتا۔۔ ازلان نے مسکرا کر کہا تھا۔۔

ازی عفاف نہیں مانے گی۔۔ مجھے اسے سمجھنے دوازی۔۔ ابھی وقت ٹھیک نہیں ہے۔۔ ہاد نے آواز میں تھوڑی نرمی پیدا کر کے آہستگی سے اپنے لفظوں کو بیان کرنے کی کوشش کی تھی۔۔ ہاد۔۔ میں آؤں گا۔۔ از لان اپنی بات پر ڈٹا رہا۔۔

بہنوئی صاحب میں بھائی ہوں عفاف کا۔۔ جب تک میری ہاں نہیں تو کسی کی بھی نہیں ہوگی۔۔ ہاد نے آگے جھک کر مسکرا کر کہا تھا۔۔

سالے صاحب آپ کو تو کوئی خاطر میں لا ہی نہیں رہا۔۔ آپ کی تو ہاں ہی ہاں ہے۔۔ از لان نے اپنی اٹڈنے والی مسکراہٹ کو روکا تھا۔۔

میں تمہارا کوئی دوست نہیں ہوں۔۔ میں ایک بہن کا بھائی کسی ایرے غیرے کو تو بہن نہیں دے سکتا نا۔۔ ہاد نے گردن اکڑا کر کہتے ہوئے کسی سے کھڑا ہوا تھا۔۔

ایرے غیرے۔۔ نیلی آنکھوں میں حیرت کا عنصر اور لاتعداد سوچیں ابھری تھیں۔۔

آجانا شام کو پھر دیکھتے ہیں۔۔ مسکراہٹ اچھا ل کر ہاد نے باہر کا دروازہ کھولا تھا۔۔

جاتے جاتے مڑا تھا۔۔

محبت کے دعویٰ دار ہو تم ازی اپنی محبت کو رسوا مت ہونے دینا۔۔ محبت کے دعویٰ دار باتیں بڑی

بہت آسانی سے کر لیتے ہیں پتا تب چلتا ہے۔۔ جب آزمائش کی گھڑی آتی پھر دیکھتے ہیں کون

ثابت قدم رہتا ہے اور کون قدم پیچھے اٹھا جاتا ہے۔۔ اگر کسی دن ایسا ہوا تو ایک بھائی بھول

جائے گا تم سے کتنا گہرا رشتہ ہے۔۔ تب دوست نہیں ملے گا۔۔ ایک بہن کا بھائی ہی ملے گا  
بس۔۔ ہاد نے سنجیدگی سے کہہ کر باہر کا دروازہ بند کیا تھا۔

محبت کے ہر حرف سے آشنائی بخشنے والی سے بے وفائی از لان شاہ کبھی کر ہی نہیں سکتا۔ نیلی  
آنکھوں میں چمک ابھری تھی۔۔

ہاد کی باتوں کا لب لباب سمجھتے ہوئے از لان مسکراتا رہ گیا۔۔۔

ان ڈائریکٹ وے میں ہاں ہو گئی تھی۔۔

انتظار تھا تو عفاف کے ہر ری ایکشن کا۔۔۔



آفس سے نکلنے کے بعد ہاد نے گھر فون کر کے از لان سے متعلق ساری معلومات دی

تھیں۔۔۔ اس کے بعد وہ فوراً سے عفاف کو لینے یونیورسٹی پہنچا تھا تا کہ وہ عفاف سے بات کر

سکے۔۔۔ لیکن یونیورسٹی پہنچتے کافی وقت انتظار کرنے کے بعد وہ گارڈ کے ساتھ یونیورسٹی کے

اندر آیا تھا۔۔ کافی یونیورسٹی خالی ہو چکی تھی۔۔ تبھی گارڈ کے ساتھ انہیں ڈھونڈتے ڈھونڈتے

کیفیٹیئر یا پہنچا تھا کہ ایمن کی باتوں نے ایک بار پھر سے ہاد کے قدم روکے تھے۔۔ وہ کب سے

ایسے ہی کھڑا ان دونوں کو سن رہا تھا۔۔ ان دونوں کو بات کرتے دیکھ کر ہاد کو فخر محسوس ہوا

تھا۔۔۔

مجھے فخر ہے تم پہ عانی۔۔ ہلکا سا بڑبڑایا تھا۔۔

مجھے آپ پر بھی فحش۔۔ الفاظ ابھی مکمل نہیں کیے تھے کہ اپنے لفظوں کو بریک لگائی تھی۔۔  
 مجھے عافی کی بیسٹ فرینڈ پر بھی فخر ہے۔۔ سوچتے ہوئے بالوں میں ہاتھ پھیر کر مسکرایا تھا۔۔  
 پھر قدم آگے بڑھائے تھے۔۔

ہیلو گرلز۔۔ السلام علیکمہا دنے مسکرا کر رسماً سلام کہا تھا۔۔

حورتب تک ان سے مل کر جا چکی تھی۔۔

بندر۔۔ تم یہاں؟ عفاف نے حیرت سے پوچھا تھا۔۔

ہاں چڑیل تمہیں لینے آیا تھا۔۔ لیکن تم تو بہت مصروف تھی۔۔

تم کب آئے؟ اتنی جلدی دونوں نے ٹائم دیکھا تھا۔۔

آف ٹائم بھی کب کا ہو چکا تھا۔۔

او وپتا ہی نہیں چلا۔۔ دونوں ہی کھڑی ہوئی تھیں۔۔

ہاں مجھے اندازہ ہے سچ میں پتا نہیں چلا۔۔ ہاد نے مسکراہٹ دبا کر کہا تھا۔۔

اس بندہ ناچیز نے سلام کیا تھا۔۔ ہاد نے کیفیٹیئر یا پرا ایک گہری نظر ڈالتے ہوئے کہا تھا۔۔ اور

چور نظروں سے ایمن کی طرف دیکھا تھا جو اب بھی سر جھکائے چپ کھڑی تھی۔۔

ایمن کے دل کی دھڑکن تیز سے تیز تر تھی۔ ماتھے پر پسینے چھوٹ رہے تھے۔۔

خود کو ہی دل ہی دل میں باور کروا رہی تھی۔۔۔

ایمن نظریں نہیں اٹھانی۔۔ ایک نظر اٹھالی تو سب کچھ بھول جاؤ گی۔۔ نہیں اٹھانی۔۔ ابھی اتنا لیکچر دینے کے فائدہ آگر خود عمل درآمد نہیں کرنا۔۔ خود سے تہیہ کر کے بمشکل خود کو روکے کھڑی تھی۔۔

کیوں آتے ہیں سامنے کہ مجھ سے چند لمحے کھڑے نہیں ہوا جاتا۔۔ ایمن نے خود سے استفسار کیا تھا۔۔

ایمی کدھر کھوئی ہو؟ بندراومیرا مطلب ہاد بھائی سلام کہہ رہے ہیں۔۔ عفاف نے مسکراتے ہوئے کہہ کر ہاد کی طرف دیکھا تھا جو انہی کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔

عفاف کے ہاد بھائی کہنے پر دل کھول کے مسکرایا تھا اور ساتھ گھوری سے بھی نوازا تھا۔۔

ایمن کے دل میں ایک بار پھر سے ہلچل مچ گئی تھی کہ فوراً سے نظریں جھکالیں۔۔۔

آنکھیں جو اٹھائے تو محبت کا گماں ہو

نظروں کو جھکائے تو شکایت سی لگے ہے

(جاں نثار اختر)

و علیکم السلام ہا دبھا۔ ابھی بھائی لفظ پورا نہیں ہوا تھا کہ ہا دفورا سے بول پڑا۔

چلیں بہت ٹائم ہو گیا ہے۔۔ ہا دنے تیزی سے مسکراہٹ دبا کر کہا تھا۔۔

ہاں چلو بندر۔۔ بہت لیٹ ہو گیا ہے۔۔ عفاف نے ہا کی طرف نظر اٹھا کر کہا تھا۔۔

ہا دنے ایک گھوری سے نوازا تھا۔۔

میں کب لیٹ کر رہا ہوں چلو۔۔ ہا دنے آگے چلتے ہوئے کہا تھا۔۔



NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایمن ابھی تھوڑے فاصلے پر ہی تھی۔۔

ہا دا اور عفاف تھوڑا سا آگے تھے۔۔

چڑیل کیوں ہر کسی سے بھائی کہلواتی رہتی ہو؟ ہا دنے آہستہ سے عفاف کے ایک لگا کر کہا تھا۔۔

ہر کسی سے؟ عفاف نے تھوڑا سا گھوم کے آئی برواچکا کے پوچھا تھا۔۔

ہا دنے چلتے چلتے ایک ہاتھ پاکٹ میں ڈال کر دوسرا بالوں میں پھیرتے ہوئے مسکراتے ہوئے

کہا تھا۔۔

ہاں نا۔۔ ایک بندے کی اچھی خاصی پر سنیلٹی ہے بھائی کہلوا کر ساری کی ساری خراب کر کے

رکھ دیتی ہو۔۔

عفاف ایک دم رکی تھی۔۔۔

ہاد بھی رکا تھا۔۔

کیوں رک رہی ہو۔۔ چلتے بات کرو چڑیل ہاد نے بازو ہلکا سا کھینچتے ہوئے کہا تھا۔۔

ایمن باسانی دونوں کی باتیں سن رہی تھی۔۔ آہستہ چلتے نظریں جھکائے، باتیں سن کر اپنی اٹڈنے والی مسکراہٹ کو بمشکل دبا رہی تھی۔۔

پہلے تو کبھی نہیں کہا کہ بھائی مت کہلو او۔۔ چھوٹے ہوتے تو سب کو کہتے تھے مجھے بھائی کہو۔۔ عفاف نے آنکھیں چھوٹی کر کے چلتے چلتے سوال کیا تھا۔۔

لوگ دیکھ کر بھائی بلوایا کرو۔۔ جہاں بلوانا ہوتا وہاں بلواتی نہیں باقی ہر جگہ بلواتی رہتی۔۔ ہاد نے ہلکا سا شکوہ کیا تھا۔۔

اوو بھائی کہلو انے پر برا لگایا ایمن کے بھائی کہنے پر لگا ہے۔۔ کیونکہ پہلے تو تم نے کبھی ایسا نہیں کہا تھا بندر۔۔ عفاف نے جا سختی نظروں سے ہاد کو ایک سائیڈ سے دیکھا تھا۔۔

بہت بولتی ہو چڑیل کبھی چپ بھی کر جایا کرو۔۔ ہاد نے دائیں، بائیں سر ہلاتے ہوئے کہا تھا۔۔

بندر چپ کر جاؤں گی۔۔ پہلے وجہ بتاؤ۔۔ چل کیا رہا ہے۔۔ تم نابالکل بندروں والی حرکتیں کر رہے ہو۔۔ عفاف نے مسکراہٹ دبا کر کہا تھا۔۔

ہر ایک کا فرق ہوتا ہے۔۔ کس کے سامنے بھائی کہنا کس کے نہیں۔۔ یہ میں تمہیں سکھا دوں گا۔۔ آہستگی سے ہاد نے کہا تھا کہ عفاف کا قہقہہ بھر پور تھا۔۔

ایمن تیزی سے برابر آئی تھی۔۔

کیا ہوا عافی؟ ایمن نے مسکراہٹ دبا کر کہا تھا۔۔

نہیں کچھ نہیں۔۔ کچھ لوگوں کی پر سنیلٹی خراب ہو رہی تھی اس کا حل نکالنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ عفاف نے ہاد پر چوٹ کی تھی۔۔

ہاد نے ایک چور نظروں سے دیکھ کر منہ میں بڑبڑاتے ہوئے آگے بڑھا تھا۔۔



سچ میں چڑیل ہی ہے۔۔۔

چلتے چلتے تینوں پارکنگ ایریا میں پہنچ چکے تھے۔۔

ٹھیک ہے عافی۔۔ میں رحیم کا کاکو کال کر لیتی ہوں۔۔ ایمن نے آہستگی سے کہا تو جواب ہاد کی طرف سے آیا تھا۔۔

آپ بھی بیٹھ جائے۔۔ ہم چھوڑ دیں گے۔۔ ہاد نے گاڑی کا بیک ڈور کھولتے ہوئے کہا تھا۔۔

ہاں ایمنی.. چلو۔۔

نہیں کوئی بات نہیں۔۔ رحیم کا کاراستے میں ہی ہونگے۔۔ تبھی رحیم کا کاکا کی گاڑی آئی تھی۔۔

.. او کے میں چلتی ہوں۔۔ عافی اللہ حافظ

دونوں گلے ملے تھے اور اپنی اپنی گاڑی میں دونوں بیٹھ گئیں۔۔۔

قسمت مسکرائی تھی۔۔ دونوں کی منزلیں جلد ہی ملنے والی تھیں۔۔۔



ایمن نے گھر میں قدم رکھا تو ایک عجیب سی خاموشی نے اس کا استقبال کیا تھا۔۔۔

سامنے صوفے پر میر شاہ موجود تھے۔۔ جو غصے سے بھرے بیٹھے ہوئے تھے۔۔ روحیلہ شاہ نظریں جھکائے زمین کو تک رہی تھیں۔۔ ان کے بالکل سامنے کے صوفے پر از لان ہاتھ میں

پکڑے موبائل کو گھمار ہاتھ تھا۔۔۔

تم نے ایسا کیوں کیا؟ میر شاہ کی رعب دار آواز پورے ہال میں گونجی تھی۔۔ لیکن از لان کے

چلتے ہاتھ مسلسل چل رہے تھے۔۔ سنجیدگی سے موبائل کو گھمار ہاتھ تھا۔۔ لیکن موبائل کے

گھمانے کی رفتار تھوڑی تیز ہو گئی تھی۔۔

میں نے پوچھا ایسا کیوں کیا؟ میر شاہ نے لفظوں پر دباؤ ڈال کر کہا تو از لان کے چلتے ہاتھ کچھ دیر

کے لیے تھے۔۔ لیکن پھر دوبارہ سے نیلی آنکھوں میں سنجیدگی لیے موبائل گھمایا تھا۔۔۔

روحیلہ شاہ نے میر شاہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ ایک بے بس سی نظر ڈال کر دوبارہ از لان

کی طرف متوجہ ہوئے۔۔

بیٹا میں تمہارا باپ ہوں۔۔ میں تمہارا کبھی برا نہیں چاہوں گا۔۔ بے بس سی، پست سی آواز میں  
میر شاہ نے کہا تو از لان موبائل کو گھماتے ہاتھوں کو روکا تھا اور پھر نظر اٹھا کر دیکھا تو نیلی  
آنکھوں میں سنجیدگی کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔

ڈیڈ۔۔ آپ برا کر بھی نہیں سکتے۔۔ ایک چبھتی نگاہ ڈال کر کھڑا ہونے لگا تھا کہ دوبارہ سے میر  
شاہ کی آواز آئی تھی۔۔

کون ہے وہ لڑکی؟ جس کے لیے تم نے اپنے ماں باپ سے ایک بار بھی نہیں پوچھا اور ڈائریکٹ  
آکر نکاح کرنے کی اطلاع

دی ہے۔ میر شاہ خود کو خول میں بند کر کے سرد لہجے میں بولے تھے۔۔

آپ نے بھی تو نکاح کر کے آکر اطلاع دی تھی۔ میں تو پھر کرنے سے پہلے بتا رہا

ہوں۔۔ لفظوں پر دباؤ ڈال کر چبا چبا کر کہتے سیڑھیاں چڑھنے لگا تھا کہ ایمن فوراً سے بھاگی آئی  
تھی۔۔

بھیو۔۔ ایمن نے خوشی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ کہا تو از لان بھی ہلکا سا مسکرایا تھا۔۔

جی بھیو کی جان۔۔ از لان نے سیڑھیوں پر کھڑے کھڑے ہی کہا تھا۔۔

بھیو آپ شادی کر رہے ہیں؟ اور مجھے کسی نے بتایا ہی نہیں۔۔ ناراضگی سے چہرہ موڑ کر ایمن  
نے کہا تو ہلکے ہلکے غصے سے ناک لال ہوئی تھی۔۔ گوری رنگت میں ہلکے ہلکے غصے کا عنصر شامل  
تھا۔۔ گول گول گلا سیز کے نیچے سے آنکھیں چھوٹی نظر آرہی تھیں۔۔ بار بار اپنے ہاتھوں سے

گلاسیز اوپر کر غصے سے ناک پھلائے کمر پر ہاتھ رکھے اپنے غصے کا اظہار از لان شاہ سے کر رہی تھی۔۔۔

ایک واحد وہ ہی تھی جس کی ایک ہاں پہ از لان دن رات ایک کرتا تھا۔ اپنی بہن کی خواہش کو پورا کرنے کے لیے وہ کچھ بھی تو کر سکتا تھا۔ اب تو اس کی دنیا میں ایک اور شخص اسپر اکا اضافہ ہوا تھا۔

اپنے باپ سے جتنے مرضی اختلافات تھے لیکن اپنی بہن کے لیے دنیا ہار بھی سکتا تھا اور دنیا جیت بھی سکتا تھا۔۔۔ اسی شان اور اسی غرور کے تحت تو وہ سراٹھا کے اپنے بھائی سے بات کر رہی تھی۔۔۔ وہ جانتی تھی اس کے لیے اس کا بھائی کیا ہے اور وہ اپنے بھائی کے لیے کس مقام پر ہے۔۔۔

اسی مان، غرور کا تو فائدہ اٹھا کر وہ سراٹھا کر باہر چلتی تھی۔۔۔

میر شاہ چپ چاپ سر جھکائے وہاں بیٹھے منظر کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ میر شاہ کے کہنے کے لیے کوئی الفاظ تو از لان نے چھوڑے ہی نہیں تھے۔۔۔۔۔

بہن، بھائیوں کا پیار اسی تو چیز کا نام ہے بغیر کسی غرض کے چاہے جانا۔ ایک بھائی اپنی بہن کو ہر سرد و گرم سے بچانے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔۔۔ ہر ان نظروں سے بچانے کی کوشش کرتا ہے

جو کسی کی زندگی کو نگل جاتی ہیں۔۔ ایک بھائی ہی تو ہے جو اسے اس دنیا سے بچا بچا کر رکھنے کی کوششوں میں رہتا ہے۔۔

اللہ تعالیٰ نے بہن بھائیوں کا رشتہ ہی عجیب بنایا ہے۔۔ ناراض ہو کر بھی ناراض نہیں ہے۔۔ بہن بھائیوں کا پیارا ایک الگ طرح کی پہچان ہے۔۔ جتنا مرضی ایک دوسرے سے چھپانے کی کوشش کرتے رہیں نہیں چھپا پاتے۔۔ بہن بھائیوں کا ساتھ تو دھوپ چھاؤں جیسا ہے۔۔ جو ہر جگہ اپنی بہن کے لیے سایہ کیے رکھتا ہے۔۔ تاکہ اسے دھوپ کی تپش بھی چھونہ پائے۔۔



NEW ERA MAGAZINE.COM

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry بہنوں کا مان تو بھائی ہیں

بہنوں کی جان بھی تو بھائی ہیں

کیوں نہ اٹھائے فخر سے سر اپنا

بہنوں کی پہچان بھی تو بھائی ہی ہیں

(ماہم)

ازلان سیڑھیوں سے نیچے اترتا تھا۔ ایمن کا اپنے ہاتھوں سے چہرہ موڑا جو غصے سے ناک پھلائے اب ازلان کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔

ایسا ہو سکتا ہے کہ میں اپنی ایمنی کے بغیر شادی کروں ازلان نے مسکراہٹ دبا کر کہا تھا۔۔  
ایمن مسکرائی تھی۔۔

نہیں۔۔۔

تو پھر فوراً سے سوال ازلان کی طرف سے آیا تھا۔۔

پھر یہ کہ بھابھی کون ہیں؟ ایمن نے آئی برواچکا کے پوچھا تھا۔۔

تمہارے لیے سرپرائز۔۔ ازلان نے فوراً سے مسکراہٹ دبائی تھی۔۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بھائی۔۔ئی۔۔ئی۔۔ ایمن نے لفظ ذرا کھینچ کر کہا تھا۔۔

کہہ تو رہا ہوں سرپرائز۔۔ ازلان نے مسکراہٹ پر اکتفا کیا تھا۔۔

یہ کیا بات ہوئی؟ کمر پہ ہاتھ رکھ کے سیدھی ہوئی تھی۔۔

کیا بات؟ ازلان نے آئی برواچکا کے استفہامیہ انداز سے مسکراہٹ دبا کر پوچھا تھا۔۔

بھائی میں نند ہوں۔۔ اگر مجھے بھابھی پسند نہیں آئی تو میں تو صاف انکار کروں گی۔۔ ایمن نے

گردن اکڑا کر ایک مان سے کہا تھا۔۔

کیوں؟ ازلان نے حیرانی کے تاثرات کے ساتھ سوال کیا تھا۔۔

بھیو آپ نے لگتا ہے انڈین سیریلز نہیں دیکھے۔۔ ایمن منہ میں ہاتھ رکھ کے ہنسی تھی۔۔

نند ہی تو ہے جو بدنام ہے۔۔ ایمن کھلکھلا کر ہنسی تھی۔۔

ازلان بھی کھل کے مسکرایا تھا۔۔

تبھی تو کہہ رہی ہوں نند ہونے کا پورے کا پورا فائدہ اٹھاؤں گی۔۔ ایمن نے مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔

نوبت نہیں آئے گی۔۔ ازلان کی مسکراہٹ گہری سے گہری تر ہو گئی۔۔

بھیو میں کہہ رہی ہوں بتادیں کون ہے بھابھی؟ کیسی ہیں؟ ہم نے دیکھا ہے کبھی؟ ہم ملیں ہے کبھی ان سے۔۔ اگر آپ نے نہیں بتایا تو میرا صاف انکار۔۔ مصنوعی غصہ کر کے ایمن نے ایک ہی سانس میں بے شمار سوال کیے تھے۔۔۔

ایسی سانس تو لے لو یا۔۔ ازلان نے مسکرا کر کہا تھا۔۔

بھیو آپ بتا رہے کہ نہیں؟ کمر پر ہاتھ رکھے تھوڑا سا غصے سے کہا تھا۔۔

ازلان نے سیڑھیاں چڑھ لی تھیں۔۔

تیار ہو جاؤ جا کے ہمیں نکلنا ہے۔۔ ازلان نے مسکرا کر کہا تو ایمن نے ایک خفگی بھری نظر ڈالی تھی۔۔

بھیو نام ہی بتادیں بھابھی کا۔۔ ایمن نے معصومیت سے تھک ہار کے کہا تھا۔۔

کونسا نام؟ از لان نے جاتے جاتے مڑ کے آئی برواچکائے تھے۔۔

جوان کا ہے بھيو۔۔ ایمن نے خفگی سے کہا تھا۔۔

اصلی نام یا کوئی اور۔۔ از لان نے وہیں کھڑے کھڑے کہا تو مسکراہٹ گہری تر ہوئی تھی۔۔

بھيو بھيا بھی کے کتنے نام ہیں؟؟ پر سوچ انداز اپنایا تھا۔۔

ایک ہی ہے چندا۔۔ از لان نے ایمن کے سکارف پر ہلکا سا ہاتھ پھیرا تھا۔۔

اچھا۔۔ ایمن نے اچھا کو کھینچا تھا۔۔

اپسرا۔۔ نیلی آنکھوں میں چمک ابھری تھی۔۔ کالی آنکھوں میں موجود نمی کا عکس نظر آیا

تھا۔۔ از لان نے فوراً سے سر جھٹک کر سیڑھیاں چڑھی تھیں۔۔

موبائل بیپ ہوا تو موبائل جیب سے نکال کے نوٹیفکیشن کھولا تھا۔۔

میسج پڑھ کے گال کا ڈمپل بھر پور نمایاں ہوا تھا۔۔ مسکراہٹ گہری تر ہو گئی تھی۔۔

بھيو یہ کیسا نام ہے؟؟ ایمن نے کنپٹی پر ہاتھ رکھتے ہوئے پر سوچ انداز میں کہا تو از لان نے فون

لاک کیا تھا۔۔

زیادہ باتیں مت کرو اب جاؤ۔۔ بہت پیارا نام ہے۔۔ از لان نے مڑتے ہوئے کہا تھا۔۔

بھيو یہ نام کہیں آپ نے تو۔۔ الفاظ چھوڑ کے حیرانی سے از لان کا چہرہ تک رہی تھی۔۔

جو بار بار ہر بات پہ ابھی مسکرا رہا تھا۔۔ ایسے از لان کو مسکراتا دیکھنے کے موقعے بہت ہی کم نصیب ہوتے تھے۔۔۔

آج ایمن دل سے خوش تھی کہ جس کی وجہ سے اس کے بھائی کے چہرے پر مسکراہٹ قائم تھی۔۔ وہ جو کوئی بھی تھی۔۔ جو ابھی آئی بھی نہیں تھی لیکن اس کی وجہ سے وہ اس کا بھائی آج دل سے مسکرا رہا تھا۔۔ ایمن دل ہی دل میں اس کی شکر گزار تھی۔۔ اب تو بس دیکھنا باقی تھا۔۔ کون تھی وہ؟ جس نے از لان شاہ کو اتنی کم ملاقات میں اتنا بدل دیا۔۔ اپنے کام سے کام رکھنے والا شخص آج بات بات پہ مسکرا رہا تھا۔۔

کون تھی وہ؟ جس نے از لان شاہ کو مسکرا نا سکھا دیا۔۔  
کون تھی وہ؟ جس کی اہمیت اس کے بھائی کے دل میں بہت زیادہ تھی۔۔ لا تعداد سوچیں، لا تعداد سوال ایمن کے دماغ میں ابھر رہے تھے۔۔۔

وہ کہیں نہ کہیں سے اس سے ملنے کی متمنی ہو گئی تھی۔۔۔

محبت لفظ ہی ایسا ہے۔۔ جو ہر ایک کو بدل کے رکھ دے۔۔ ایک ادنیٰ کو غلام بنا دے۔۔ ایک امیر کو فقیر۔۔ ایک انسان کو کیا سے کیا بنا دیتی ہے یہ محبت۔۔۔

محبت کے ہر لفظ سے آشنا لوگ اس کی گہرائی تک کو پہچان جانتے ہیں۔۔ ایمن بھی تو اس لفظ کی آشنائی کرنے میں سرگرداں تھی۔۔ لیکن چھپکے سے اس کی کلی اس کے بھائی کے دل میں نجانے کب سے پھونٹ پڑی تھی۔۔۔

ہوش والوں کو خبر کیا بے خودی کیا چیز ہے

عشق کیجے پھر سمجھئے زندگی کیا چیز ہے

(ندا فاضلی)

اپنی بہن کے بغیر میں کہیں جاسکتا ہوں کیا؟؟ از لان نے سوالیہ انداز اپنا یا تو ایمن کھلکھلا کر ہنسی  
تھی۔۔۔

نہیں ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔۔ ایمن نے مسکرا کر جواب دیا تھا کہ آنکھوں کے گوشے بھینگے  
تھے۔۔۔

تو پھر اور کوئی جائے نہ جائے ایسی تو ضرور جائے گی۔۔ از لان نے مسکرا کر کہا تو گال کا ڈمپل  
نمایاں ہوا تھا۔۔

چلیں بھوریڈی ہو۔۔ بھابھی کو ویٹ نہیں کرواتے کہہ کر فوراً سے سیڑھیاں چڑھی تھی۔۔۔

از لان مسکرایا تھا ایک نظر پیچھے کی جانب دیکھا جہاں بیٹھے میر شاہ اور روحیلہ شاہ چپ چاپ  
انہیں دیکھ رہے تھے۔۔ میر شاہ کے پاس کہنے کے لیے کوئی الفاظ تو ہے ہی نہیں تھے۔۔۔ وہ

بس اپنے بیٹے کی خوشی میں خوش ہونے کی کوشش میں تھے شاید اگر وہ مان جائیں تو ان کے درمیان کی دوریاں ایسے ہی مٹ جائیں۔۔

میر شاہ نے وہیں بیٹھے ہوئے ہی اپنا فیصلہ سنایا تھا۔۔

بیٹا کب تک نکلنا ہے؟

ازلان نے ایک نظر مڑ کے دیکھا تھا۔۔

تھوڑی دیر تک۔۔ کہہ کر اوپر چڑھ گیا۔۔

شاید اسی وجہ سے یہ دوریاں مٹ جائیں۔۔ ہمیں اپنے بیٹے کی خوشی میں خوش ہونا

ہے۔۔۔ میر شاہ ڈھے سے گئے تھے۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میر شاہ نے ایک نظر روحیلہ شاہ کو دیکھا تھا جو چھپکے سے اپنے آنسو صاف کرنے کی کوششوں میں تھی۔۔

میں تیاری کرتی ہوں۔۔ جس میں ازلان کی خوشی ہے۔۔ ہم اس میں خوش ہیں شاہ صاحب۔

بیٹا ہے وہ آپ کا۔۔ وہ زیادہ دیر تک ناراض نہیں رہ سکتا۔۔ روحیلہ بیگم نے میر شاہ کے

کندھے پر ہاتھ رکھ کے مرہم رکھنے کی کوشش کی تھی۔۔

پچیس سال۔۔۔ پچیس سال ہو گئے۔۔۔ میرا بیٹا میرے سامنے ہو کر سامنے نہیں ہے۔۔۔ میرا شاہ نے آنکھوں سے نکلنے والے آنسو کو صاف کیا تھا۔۔۔

ایک باپ اپنے بیٹے کا ہی تو سہارا ہوتا ہے۔۔۔ وہ چھن جائے تو اس باپ کی دولت، شہرت کس کام کی؟ اپنے بیٹے کے دل میں ہی جگہ نہ بنا سکا۔۔۔ میرا شاہ نے سر صوفے سے ٹکایا تھا۔۔۔

ایسی بات نہیں ہے شاہ صاحب۔۔۔ از لان آپ سے بہت محبت کرتا ہے۔۔۔ بس کبھی کبھار کچھ غلطیاں ایسی ہو جاتی ہیں کہ ہم سمجھ ہی نہیں پاتے صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے؟؟

فرزانہ بھی یہی کہتی تھی۔۔۔ لیکن میں نے کیا کیا؟؟ میں نے تمہارے ساتھ بھی تو برا کیا۔۔۔ میرا شاہ نے آنکھیں موندیں سوال کیا تھا۔۔۔

شاہ صاحب آئیندہ ایسا مت کہیے گا۔۔۔ جو ہوا نصیب کی بات تھی۔۔۔ آپ کی اس میں کوئی غلطی نہیں ہے۔۔۔ روحیلہ بیگم نے میرا شاہ کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

کچھ غلطیاں اچانک ہوتی ہیں اور پھر وہ ساری زندگی کا روگ بن جاتی ہیں۔۔۔ جن کا صرف پچھتاوا رہ جاتا ہے۔۔۔ میرا شاہ نے تھکے ہوئے انداز سے کہا تو روحیلہ شاہ نے ہاتھ پر اپنی مضبوطی کی تھی۔۔۔

کچھ غلطیاں ہمیں بہت کچھ سکھانے کے لئے بھی ہوتی ہیں شاہ صاحب۔ اگر انہیں سدھار لیا جائے تو ایک بڑا انعام بن جاتی ہیں شاہ صاحب۔۔۔ بے دردی سے آنکھیں مسلے جواب دیا تھا۔۔۔

لیکن۔۔۔ کچھ کہنے کے لیے لب واہی کیے تھے کہ روحیلہ شاہ نے روکا تھا۔۔  
 لیکن ویکن کچھ نہیں۔۔ اٹھیں کچھ تیاری کر لیں آپ کے بیٹے کا نکاح ہے۔۔۔  
 میر شاہ ہلکا سا مسکرائے تھے۔۔

کیسا باپ ہوں نا ایک غلطی نے ایسی جگہ پھینکا کہ اپنے بچوں کی نظروں میں ہی اٹھ ہی نہ پایا  
 کبھی۔۔۔ پتا نہیں فرزانہ کی نظروں میں کبھی سر خر و ہو پاؤں گا۔۔۔

کچھ راز راز ہی رہیں تو اچھا ہے ورنہ جب راز کھلتے ہیں ناتو زندگیاں نکل جاتے ہیں۔۔۔ میر شاہ  
 نے تھکن سے چور لہجے میں کہا تھا۔۔

آپ بھروسہ رکھیں۔۔ ہاتھ تھامتے ہوئے روحیلہ شاہ نے امید دلائی تھی۔۔  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
 پھر اٹھ کھڑی ہوئیں۔۔

میں جا کر تیاری کرواتی ہوں۔۔ مسکرا کر کہتے ہوئے اندر کی جانب بڑھ گئیں۔ میر شاہ نے ایک  
 نظر روحیلہ شاہ کو جاتے دیکھا تھا دوسری نظر سے اپنے ہاتھ کی لکیروں کو غور سے دیکھا تھا۔۔

کیا تھا اب ان کے پاس؟؟ سب کچھ دولت، شہرت۔۔ سب کچھ تو تھا جنہیں اس کی برسوں  
 سے چاہ تھی۔۔ بس ان کے پاس کیا نہیں تھا؟؟ ایک خاندان جو پاس ہو کے بھی پاس نہیں  
 تھا۔۔ ایک عزیزوں جاں بیٹا جو سامنے ہو کر بھی دور تھا۔۔ ایک اتنا پیار کرنے والی بیوی تھی

جسے اسی دولت کے نشے کی خاطر کھو دیا۔۔ پیچھے خالی ہاتھ رہ گئے۔۔ کچھتاوے کے علاوہ کیا تھا ان کے پاس؟؟؟

اتنی دولت، شہرت کمانے کا کیا فائدہ ہو جب کچھ بھی ہاتھ نہیں آیا۔۔ جب روح کو سکون ہی نہیں ملا۔۔

دولت، پیسہ، شہرت تو آنی جانی چیزیں ہیں۔۔ یہ تو ایک ہاتھ سے آتی ہیں دوسرے ہاتھ سے نکل جاتی ہیں۔۔ جس کے نصیب میں جتنا لکھ دیا جاتا ہے اسے اتنا ہی عطا کیا جاتا ہے نہ ہی بڑھایا جاتا ہے نہ ہی کم کیا جاتا ہے۔۔ دولت، پیسہ شہرت سے تو کبھی بھی زندگی میں سکون نصیب نہیں ہوتا۔۔ ایک تنگ گلی کا سماں ہے جہاں صرف اندھیر ہی اندھیر ہے۔۔ جہاں روشنی کی رمت تک نہیں۔۔ جہاں صرف آپ چند سانسوں کے عوض جی ریے ہو۔۔ جیسے ہی یہ سانسیں چھین لی گئی۔۔ سب کچھ تو پیچھے رہ گیا؟؟ کیا کام آیا؟؟ تمہاری دولت کام آئی کیا؟؟ جس کے بل پہ تم جی ریے ہو؟؟ تمہاری شہرت کام آئی کیا؟؟ جس نے تمہارے مرنے کے بعد پوچھنا تک نہیں۔۔ دو کوڑی کا کر کے رکھ دینا ہے۔۔ تمہارے مرنے کے بعد کون جانے گا؟؟ کون ہے میر شاہ؟؟ کون پکارے گا تمہیں تمہارے نام سے؟؟ کون کہے گا میر شاہ کی شہنشاہی تو دیکھو؟؟ کوئی بھی نہیں کہے گا سوائے تجھے مردہ کہنے کے۔۔ کچھ کام آیا؟؟ سب کچھ لٹا کر خالی ہاتھ بیٹھے رہ گئے۔۔

کام صرف تیرا خاندان آئے گا۔۔ جس شہرت کی خاطر سب کچھ پیچھے چھوڑ دیا وہ تو کہیں بھی  
 کام نہیں آئے۔۔ کام آئے گا تو خاندان۔۔۔ شہرت کی خاطر کتنوں کی زندگیوں داؤ پر  
 لگی۔۔ لیکن پھر بھی تمہارے ہاتھ خالی کے خالی رہ گئے میر شاہ۔۔ کیا فائدہ نہ شہرت کام آئی نہ  
 ہی دولت۔۔۔ ضمیر کی آواز نے میر شاہ کو جھنجھوڑ ڈالا۔۔

سچ ہی تو تھا۔۔ کیا تھا ان کے پاس اب سوائے نام کے؟؟

میر شاہ ضمیر کی آواز سے ایک دفعہ کانپے کبھی کبھار غلطیوں کی سرزنش بھی ہو جائے تو وہ ایک  
 بری یاد کی طرح، بلاؤں کی طرح آپ کے ساتھ چمٹ جاتی ہیں کہ آپ کا ان سے چھٹکارہ  
 ناممکن سا ہو جاتا ہے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں سوچتا ہوں سیاست بھی ہو

عزت بھی ہو، شہرت بھی ہو

میں سوچتا ہوں خاندان بھی ہو

کوئی غمناک کہانی بھی نہ ہو

میں سوچتا ہوں میں آزاد ہوں

ہر کہانی سے، ہر غم سے، ہر دکھ سے

میں سوچتا ہوں میں خوش ہوں  
 اسی زندگی میں جہاں نہ دکھ ہے نہ غم  
 میں سوچتا ہوں میں کتنا پاگل ہوں  
 میں بھی کیا سوچتا ہوں؟؟  
 (ماہم)

میر شاہ بیٹھے بیٹھے ماضی کے پنے میں پہنچے تھے۔۔۔

ماضی۔۔۔۔

میر شاہ کی شادی فرزانہ بیگم سے ہوئی تھی جو کہ ان کی پھوپھو زاد تھیں۔۔۔

شادی کے تیسرے دن ہی فرزانہ بیگم نے کام کرنا شروع کیا تو میر شاہ نے ان کا ہاتھ تھاما  
 تھا۔۔۔

اتنی صبح صبح آپ اٹھ گئیں۔۔۔ میر شاہ نے بیڈ کے پاس بٹھاتے ہوئے کہا تھا۔۔

ہاں۔۔۔ فرزانہ بیگم مسکرائی تھیں۔۔۔

میرادل کرتا ہے میں جب بھی اٹھوں تمہارے چہرے کا دیدار کروں۔۔۔ میں جب بھی سوؤں تو  
 تمہیں دیکھ کر سوؤں۔۔۔ میں سارا دن تمہیں دیکھ کر گزاروں۔۔۔ میں ایک پل بھی تمہارے

بغیر رہنے کا سوچ بھی نہیں سکتا فوزی۔۔۔ میر شاہ نے جذبات سے لبریز لفظوں میں کہا تھا کہ  
فرزانہ بیگم کی آنکھوں سے پانی بھر آیا۔۔۔

اتنا چاہتے ہیں مجھے؟ فرزانہ بیگم نے میر شاہ کا ہاتھ تھاما تھا۔۔۔  
خود سے بھی زیادہ۔۔۔ میر شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

آپ ہمیشہ ایسا رہیے گا۔۔۔ میں آپ کی وفادار ثابت ہوگی۔۔۔ اگر آپ نے مجھے چھوڑا تو میں تو  
زندہ نہیں رہ پاؤں گی شاہ۔۔۔ آپ ہمیشہ ایسا ہی رہیے گا فرزانہ بیگم نے مسکرا کر کہا تھا کہ میر شاہ  
بھی دل سے مسکرائے تھے۔۔۔

مجھے پتا ہے۔۔۔ میر شاہ نے مسکراتے ہوئے کہہ کر فرزانہ بیگم کا ہاتھ چھوڑا تھا۔۔۔

Novel | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews  
میں تیار ہو جاؤں۔۔۔ کپڑے نکال دو۔۔۔ میر شاہ نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے کہا تو فرزانہ بیگم نے  
ایک دفعہ حیرانی سے میر شاہ کو دیکھا تھا۔۔۔

آپ کہاں جا رہے ہیں؟ آج کے دن بھی کام.. ابھی تو ہماری شادی کو دن ہی کتنے ہوئے  
ہیں۔۔۔ حیران ہوتے تاثرات کے ساتھ فرزانہ بیگم نے میر شاہ سے کہا تھا۔۔۔

دو دن ہو گئے ہیں فوزی۔۔۔ تمہیں صبح دیکھ لیا نا بہت ہے۔ اب صرف تین دن کی ہی تو بات  
ہے اور وہ بھی جلدی سے گزر جانا اور پھر میں نے واپس بھی آ جانا۔۔۔ تم اتنا پریشان نہ ہو۔۔۔ میر  
شاہ نے گال تھپتھپاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

جانا ضروری ہے۔۔ ایک امید سے فرزانہ بیگم نے میر شاہ سے پوچھا تھا۔۔

کہاں وہ اب بھی اس سے اتنی باتیں کر رہے تھے۔۔ اب اتنی جلدی جانے کی بھی بات کر رہے ہیں۔۔

ہاں فوزی اتنی اہم کمپین ہے۔۔ اس دفعہ الیکشن جیتنا بہت ضروری ہے۔۔ پھر ہی میں مکمل طور پر سیاست میں قدم رکھ سکتا ہوں کہتے ہوئے واشروم کی طرف بڑھے تھے۔۔

کپڑے نکال دو۔۔ سوچو مت اتنا کہہ کر واشروم میں گھس گئے۔۔

فرزانہ بیگم کام کاج چھوڑ کر بے دلی سے کپڑے نکالنے لگ گئیں۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.COM

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شادی سے کچھ عرصہ پہلے ہی میر شاہ نے سیاست میں قدم رکھا تھا۔۔ کہ ینگ سیاستدانوں میں

ان کی مقبولیت بڑھ چکی تھی۔۔ نوجوان تھے سیاست کا نشہ سرچڑھ کر بول رہا تھا۔۔ ہر شے

سے بڑھ کر ان کے لیے سیاست ہی تھی۔۔ نہ گھر دیکھتے نہ باہر۔۔ بس اپنی سیاست کے چکروں

میں ہی گھم تھے۔۔ اتنے گھم تھے کہ نوجوان ہونے کی وجہ سے اور کم عمری میں ہی سیاست میں

اچھا خاصہ نام کما چکے تھے۔۔ نوجوان قوم میں مقبولیت میں بتدریج اضافہ ہو گیا تھا۔۔

نوجوانوں کی اکثریت ان کے ساتھ تھی۔۔ اعلیٰ عہدوں کے افسران کے ساتھ ان کا اٹھنا بیٹھنا

بڑھ چکا تھا۔۔ الیکشن کے دنوں میں رات گئے تک کمپین

چلاتے رہتے۔۔ کبھی کبھار تورات گئے تک گھر نہیں آتے تھے کہ فرزانہ بیگم انتظار کرتے کرتے سو جاتیں۔۔

حیدر شاہ بھی رات گئے تک انتظار کرتے پھر فرزانہ بیگم کو تسلی دے کر چلے جاتے۔۔  
وقت گزرتا گیا۔۔ بڑھتا گیا۔۔

اسی دوران فرزانہ بیگم کو خوشی عطا کر دی گئی کہ وہ امید سے ہیں۔۔

انہوں نے یہ خوشخبری جب میر شاہ کو سنائی تو ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔۔

بہت خوش تھے۔۔ لیکن پھر وہی ان دنوں شہر سے باہر الیکشن کی تیاریوں میں، جلسے جلوس میں اس خوشی کو بخوبی انجوائے نہیں کر سکے۔۔

دولت، شہرت، سیاست، عزت، خاندان کبھی بھی ایک ترازو میں تولے نہیں جاتے۔۔ جیسے ہی ایک پلڑا ہلا کوئی اپنا نہیں رہتا۔۔

وقت گزرتا گیا۔۔ بڑھتا گیا۔۔ وقت کسی کے لیے نہیں رکتا۔ وہ فرزانہ بیگم اور میر شاہ کے لیے بھی نہیں رکا۔۔

جب دولت اور سیاست کا نشہ چڑھتا ہے نا تو وہ نہیں دیکھتا کونسا رشتہ ہے، کونسا رشتہ نہیں ہے۔۔ تب صرف آنکھوں پر پٹی باندھ دی جاتی ہے۔۔ ہر رشتہ بے معنی ہو جاتا ہے۔۔ دولت کا نشہ سر چڑھ کے بولتا ہے۔۔ آنکھوں کے گرد سوائے اپنی مقبولیت کے اور اپنے مقصد کے کچھ نظر

نہیں آتا۔۔۔ دولت کا نشہ ایک ایسا نشہ ہے جس کو حاصل کرنے کے لیے جو بھی طریقہ اپنالیا جائے غلط نہیں لگتا۔۔۔ اس نشے میں ایسی لذت ہے کہ انسان مدہوش سا ہو کر ہر وہ کام کرتا ہے جس کا اس کا نفس بھی اجازت نہیں دیتا۔۔۔ آنکھوں پر پیٹی باندھ کر انسان، انسان نہیں رہتا۔۔۔ دولت کا نشہ بہت برا ہے۔۔۔ جس کو اس کی لت لگ جائے تو وہ ایک گہرے کنویں میں گرتا ہے۔۔۔ ایک ایسی دلدل میں پھنس جاتا ہے جس کے نہ آگے جانے کا راستہ ہے نہ ہی پیچھے آنے کا۔۔۔ وہ جتنا اس دلدل سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے اتنا ہی دھنستا جاتا ہے۔۔۔ اسی نشے کی لت کی وجہ سے ہزاروں اپنے بچھڑتے ہیں۔۔۔ ہزاروں جانیں جاتی ہیں۔۔۔

وہ ظلم تو کرتے ہیں سزا سے نہیں ڈرتے

اس دور کے انسان خدا سے نہیں ڈرتے

ایسے بھی ہیں کچھ لوگ جو دولت کے نشے میں

مظلوم کی آہوں سے دعا سے نہیں ڈرتے

ہر حال میں جینے کی قسم کھائی ہے ہم نے

ہم اہل محبت ہیں جفا سے نہیں ڈرتے

ہم زہر بھی پی لیں گے بڑے شوق سے لیکن  
ڈرتے ہیں مسیحا سے دوا سے نہیں ڈرتے

مر کر بھی دکھادیں گے ترے چاہنے والے  
ہیں طالب دیدار فنا سے نہیں ڈرتے



ہر حال میں منزل پہ نظر ہوتی ہے جن کی  
راہوں میں کبھی راہنما سے نہیں ڈرتے

اس دور میں جینا کوئی آساں نہیں ساگر  
ہر روز جو مرتے ہیں کذا سے نہیں ڈرتے  
(روپ ساگر)

میر شاہ نے اچھا خاصا سیاست میں نام کمالیا۔۔ کئی نئے دوست بنے، کئی بچھڑے۔۔ اونچے عہدوں پر فائز افسران کے ساتھ اٹھک بیٹھک بڑھ گئی۔۔ انہی میں ایک شخص ریاض ملک تھا۔۔ جس کا سیاست کے ساتھ ساتھ بزنس کی دنیا میں ایک بڑا نام تھا۔۔

ان کے ساتھ روابط بڑھتے گئے۔۔ ریاض ملک کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا حد سے زیادہ بڑھ گیا۔۔ ایک دوسرے کے گھر آنا جانا بھی بڑھ گیا۔۔

ایک دن ریاض ملک، میر شاہ کے گھر موجود تھے۔۔

فرزانہ بیگم نے سلام کر کے چائے کے لوازمات رکھے تھے کہ ریاض ملک نے پکارا۔۔

السلام علیکم بھابھی جی۔۔ ایک گہری نظر ڈالتے ہوئے ریاض ملک نے سلام کیا تھا۔۔

وعلیکم السلام کہہ کر فرزانہ بیگم نے قدم باہر کی طرف بڑھائے تھے۔۔

ریاض ملک کا قہقہہ گونجا تھا۔۔

بھابھی ہے تو پیاری۔۔ چائے کی چسکی لیتے ریاض ملک بڑبڑایا تھا۔۔

میر شاہ اور ریاض ملک کی دوستی میں بتدریج اضافہ ہو گیا۔۔

دن، ہفتوں میں، ہفتے، مہینوں میں اور مہینے سالوں میں گزر گئے۔۔

میر شاہ کے گھر ایک ننھے مہمان کی آمد ہو گئی۔۔

ہر طرف خوشیوں کا سامیلہ تھا۔۔

پہلی دفعہ تھا کہ میر شاہ کسی خوشی کے موقع پر گھر موجود تھے۔۔

سب سے پہلے میر شاہ نے از لان کو اپنے ہاتھوں میں اٹھایا تھا اور اسے کے سر کا بوسہ لیا۔۔

میر ایٹھا، میر اشیر، میر اشہزادہ۔۔ از لان میر شاہ۔۔

بالکل اپنے باپ پہ گیا ہے کہہ کر اسے دوبارہ سے لیٹایا تھا۔۔

فرزانہ بیگم مسکرائی تھیں۔۔

ہاں بالکل آپ پر گیا ہے۔۔ آنکھیں تو بالکل آپ پہ ہیں۔۔ مسکراتے ہوئے کہہ کر اس کے دونوں آنکھوں کے بوسے لیے تھے۔۔ پھر از لان کے ہر نقش کو ممتا بھری نظروں سے دیکھ کر چوم رہی تھیں۔۔

از لان کے پیدا ہونے کے چند ماہ بعد ہی حیدر شاہ کو گھر سے لے دخل کر دیا گیا تھا۔۔۔

وقت گزر تا گیا۔۔ میر شاہ کئی بار جیتے کئی بار ہارے۔۔ ہار جیت تو وقت کے ساتھ ساتھ

تھی۔۔۔

لیکن اپنے بیوی بچوں سے محبت بھی انتہا کی تھی۔۔

لیکن کیا کیا جاسکتا ہے؟ جب محبت کی آڑ میں دوستی، پیسہ، دولت آجائے تب بہت سی زندگیاں

نچ جاتی ہیں اور بہت سی اسی دولت، شہرت کی وجہ سے نکل لی جاتی ہیں۔۔

ریاض ملک کے ساتھ دوستی اس حد تک بڑھ گئی کہ ریاض ملک کا آنا جانا کچھ حد سے زیادہ بڑھ گیا۔۔۔ معمول سے بھی زیادہ ریاض ملک میر شاہ کے گھر موجود ہوتے۔۔۔

چار سال گزر گئے۔۔۔

ازلان چار سال کا تھا۔۔۔ لیکن میر شاہ اپنی شہرت کے نشے میں دھت تھے کہ گھر بار کا کم ہی ہوش رہتا تھا۔۔۔

اب تو کئی کئی دن گھر سے باہر گزار کے آنا معمول تھا۔۔۔ فرزانہ بیگم بھی اس معمولات کی عادی ہو چکی تھیں۔

میر شاہ کئی کئی روز گھر نہیں آتے تھے۔۔۔ ان سب کی تو فرزانہ بیگم کو عادت پڑ چکی تھی۔۔۔ کئی کئی راتیں ان کے بغیر سونے کی، رہنے کی۔۔۔ اب تو وہ ان کار اتوں کے ہر پہر میں ان کا انتظار کر کے بھی تھک چکی تھیں۔۔۔

کبھی کبھار عادتیں بہت جان لیوا ہوتی ہیں۔۔۔ آپ کو دیمک کی طرح چاٹ کر پھینک جاتی ہیں۔۔۔ انتظار کا ایک لمحہ بھی وصل کے لمحوں سے زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔۔۔ انتظار کی گھڑیاں جیسے جیسے بھرتی ہیں آپ کے اندر سے ایک جذبہ ختم ہونا شروع ہوتا ہے۔۔۔

ایک محبت کرنے والا آپ سے بے حد محبت کرتا ہے۔۔ یہ جاننے کے باوجود کے آپ نہیں آؤ گے پھر بھی رات کے چند لمحے انتظار کرتے کرتے گزار دیتا ہے۔۔ ہر لمحے، ہر ثانیہ انتظار کی نظر گزار دیتا ہے۔۔ باوجود اس کے کوئی فائدہ نہیں۔۔ فرق پڑنے والے کو فرق بھی تب پڑتا ہے جب اسے خبر ہو۔۔

یہاں بے خبر کو کیا خبر کون کتنا انتظار کرتا ہے؟؟

پھر وقت آتا ہے آہستہ آہستہ ہر کوئی اپنی اہمیت کھودیتا ہے۔۔ ہر اس چیز سے بچتا ہے جس سے وہ بے انتہا محبت کرتا تھا۔۔ شاید انتظار بھی اسی میں سے ایک تھا۔۔

کسی کا دل و جاں سے انتظار کرنا بھی ایک خوبصورت لمحوں میں سے ایک لمحہ تھا۔۔ جسے ایک بے خبر کی بے خبری نے روندھ دیا۔۔ اب فرق کسے پڑنا؟؟ انتظار کرنے والے کو یا جسے خبر بھی ہے لیکن پھر بھی بے خبر اپنا پھرتا ہے۔۔

کبھی کبھار اپنے پیاروں کو خود سے دور کرنے میں آپ کا اپنا ہاتھ ہوتا ہے کہ الزام دوسروں کے سر ڈال دیا جاتا ہے۔۔ یہ جانے بغیر اسکی وجہ کیا تھی؟؟

فرزانہ بیگم سوچتے ہوئے کئی دور پہنچی تھی۔۔

وہ بھی تو ہر روز میر شاہ کا انتظار کرتے کرتے تھک گئی تھیں۔۔ آخر کب تک ایسا چلنا تھا؟؟

.. ہر انسان کی ایک ہمت ہوتی ہے جسے وہ آہستہ آہستہ کھوتارہتا ہے

بہت انتظار کیا ہم نے تمہارا  
 لیکن لمحے ہی طویل ہوتے گئے  
 برداشت کی بھی ایک حد تھی  
 ختم ہو گئی، بس ختم ہو گئی

(ماہم)



پھر بھی کئی بار اپنی محبت کا اظہار وہ میر شاہ سے کرتی رہتی تھی۔۔۔

میر آپ کبھی مجھے دھوکا تو نہیں دے گا۔۔ ایک دن اچانک لیٹے لیٹے فرزانہ بیگم نے سوال کیا  
 تھا۔۔۔

میر شاہ جو سوئے ہوئے از لان کے گال تھپتھپا رہے تھے۔۔ گال تھپتھپاتے ہوئے ہاتھ کو ایک  
 بار روک کے فرزانہ شاہ کی طرف دیکھا تھا۔۔ جو کئی شک و شبہات لیے چھت کو گھور رہی  
 تھیں۔۔۔

آج اتنے عرصے بعد یہ سوال کیوں؟ بغیر کسی تاثر کے ہاتھوں کو روک کے سیدھے لیٹتے ہوئے میر شاہ نے کہا تھا۔۔۔

بس آخری بار پوچھ رہی ہوں.. کبھی دھوکا تو نہیں دیں گے نا۔۔ فرزانہ بیگم نے کروٹ لیتے ہوئے عجیب سی کشمش میں مبتلا ہو کر سوال کیا تھا۔۔۔

فرزانہ بیگم کو گزرے چند دنوں کی بات یاد آئی تھی۔۔۔

ریاض ملک لاؤنچ بیٹھے چائے پی رہے تھے۔۔۔ تبھی ازلان کھلتے ہوئے گزروہاں سے ہوا تھا۔۔۔

ازلان نے ایک نظر ریاض ملک کو دیکھ کے منہ کے زاویے بگاڑے تھے۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پھر فرزانہ بیگم کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

جو کچن میں کام کروانے میں مصروف تھیں۔۔۔

مما۔۔۔ یہ گندے انکل روزانہ یہاں کیوں آجاتے ہیں؟؟ منہ کے زاویے بگاڑ کے ازلان نے شکوہ کیا تھا۔۔۔

بیٹا ایسا نہیں کہتے۔۔۔ فرزانہ بیگم نے جھڑکا تھا۔۔۔

مجھے اچھے نہیں لگتے یہ انکل۔۔۔ ایک بار پھر ازلان نے منہ بنایا تھا۔۔۔

تمہارے ڈیڈ کے فرینڈ ہیں۔۔۔ فرزانہ بیگم نے پیار سے سمجھاتے ہوئے اندر بھیجا تھا۔۔۔

کچھ دنوں سے میر شاہ کے بدلتے رویے کو فرزانہ بیگم نے بخوبی محسوس کیا تھا۔۔۔  
ریاض ملک کی آڑ پاڑ ہوتی نظروں کو بھی وہ اچھا خاصا محسوس کر رہی تھیں۔۔۔ لیکن کچھ کر نہیں  
سکتی تھیں۔۔۔

بہت بار انہوں نے میر شاہ کو بتایا بھی تھا۔۔۔ لیکن جب برے دوستوں کی پٹی آنکھوں پر باندھ  
دی جائے تو اس کی گرہ کھولنا مشکل ترین ہو جاتا ہے۔۔۔ اندھا دھند یقین بھی کبھی کبھار آپ کو  
جلتے ایندھن کی آگ میں دھکیل کے راکھ کر دیتا ہے۔۔۔

میر شاہ نے انہیں ہر بار تسلی آمیز الفاظ سے متاثر کر کے خاموش کر وادیا۔۔۔  
فرزانہ بیگم کو میر شاہ کی ریاض ملک سے حد سے زیادہ دوستی بالکل بھی پسند نہیں تھی۔۔۔ لیکن  
وہ کچھ کہتی نہیں تھیں۔۔۔ آج از لان کی باتوں نے ان کا دھیان ایک بار پھر بھٹکایا تھا۔۔۔

سب کھانا کھا کے جا چکے تھے۔۔۔ ریاض ملک جاتے جاتے واپس مڑ کے فرزانہ بیگم کی طرف  
آئے تھے۔۔۔ جو ڈائننگ ٹیبل سے برتن اٹھوانے میں مصروف تھیں۔۔۔

بھابھی جی۔۔۔ شوہروں کی ذمہ داری تو بیویوں کی ہوتی ہے نا؟؟ ریاض ملک نے سوالیہ انداز  
اپنایا تھا۔۔۔

فرزانہ بیگم نے تادیبی نظروں سے ریاض ملک کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

ہے نا؟؟ دوبارہ سے سوال کیا گیا تھا۔۔

جی۔۔ ایک لفظی جواب فرزانہ بیگم کی طرف سے آیا تھا۔۔

تو اپنے شوہر کی بھی دیکھ بھال کیا کریں۔۔ ریاض ملک نے چہرے پر مسکراہٹ سجا کر اپنا پتا پھینکا تھا۔۔

فرزانہ بیگم نے اچھنبے سے پوچھا تھا۔۔

مطلب؟

کتنی سیدھی ہے آپ بھابھی جی۔۔ لفظوں پر زور ڈالتے کہا تھا۔۔

سیدھی سی بات ہے کبھی نظر بھی رکھ لیا کریں۔ آخر شوہر اتنی دیر باہر رہ کے آتا ہے کوئی چکر۔۔ اس سے پہلے کچھ بولتا فرزانہ بیگم بولی تھیں۔۔

ریاض صاحب اب آپ جا سکتے ہیں؟؟ آپ کو مجھے بتانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ میرا شوہر کیسا ہے اور مجھے کیا کرنا ہے۔۔ اپنے کام سے کام رکھا کریں۔ فرزانہ بیگم نے کہہ کر سارے برتن اٹھوائے تھے اور کچن کی جانب بڑھ گئیں۔۔

کبھی کبھار اندھا یقین بھی آپ کو مہنگا پڑ جاتا ہے بھابھی جی۔۔ یہی نہ ہو جتنا گھمنڈ آپ کو اپنے شوہر پہ ہے۔ وہ ایک دن چکنا چور ہو جائے اور آپ کہیں کی نہ رہے۔۔

ریاض ملک نے جاتے ہوئے غصے سے کہا تھا۔۔

ایسی کبھی نوبت نہیں آئے گی ریاض صاحب۔۔ خوش فہمیاں پالنا انسان کا کام ہے۔۔ آپ کو زیبا نہیں دیتا۔۔ جب میرے شوہر چلے گئے ہیں تو آپ بھی جاسکتے ہیں؟؟ باہر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرزانہ بیگم نے غصے کے ملے جلے تاثرات سے کہا تھا۔۔

اتنا یقین مت کریں۔۔ یہی بھروسے جب ٹوٹتے ہیں گھر برباد ہوتے ہیں۔۔ میرا مشورہ تھا یاد رکھیے گا۔۔

ریاض ملک نے نکلتے ہوئے کہا تھا۔۔

فرزانہ بیگم نے انجانے میں ہی سہی لیکن ریاض ملک کے غصے کو ہوا دی تھی۔۔ جو اتنے دنوں سے میرا شاہ پر تھا۔۔ ہر بار ہار لیکشن سے ہار ریاض ملک کو شکست سے دوچار کر رہی تھی۔۔ میرا شاہ کی بار بار جیت ریاض ملک کی انا کو، غصے کو بڑھاوا دے رہی تھی۔۔ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی چاہ میں دشمنیاں پالی جا رہی تھیں۔۔

دولت کا نشہ، شہرت کا نشہ اسی چیز کا تو نام ہے۔۔

ریاض ملک بھی خود غرضی، حسد کے موہرے پر آکھڑے ہوئے تھے۔۔

ایک دوسرے سے زیادہ لینے کی چاہ۔۔ میرا شاہ سے آگے بڑھنے کی حسرت۔۔ ان کی دولت، شہرت یہ سب کچھ ہی تو ریاض ملک کو حسد میں مبتلا کر گئیں۔۔ اسی حسد کی وجہ سے کئی زندگیاں جاتی ہیں۔۔ کئی گھر برباد ہوتے ہیں۔۔

حسد کی آگ سب سے بری آگ ہے۔۔ سب کچھ جلا کے راکھ کر دینے والی۔۔

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ

اور حسد کرنے والے کے شر سے، جب وہ حسد کرنے لگے

ہمارے اسلام میں ہے۔۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نہ مال و دولت کی حرص میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو اور نہ آپس میں حسد کرو۔۔

اس لیے جتنا ہو سکے ہمیں اس حسد کی آگ سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تم حسد کی بیماری سے بہت بچو۔ حسد انسان کی نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔۔۔

ریاض ملک نے میر شاہ کو اسی حسد میں مبتلا ہو کر برباد کرنا چاہا تھا۔۔ ان کا ہستا بستا گھرا جاڑنا چاہا تھا۔۔

بری صحبتیں تباہی کا ایندھن بنی پھرتی ہیں۔۔ جن کی ایک چنگاری پورے گھر کو جلا کے راکھ کر دے۔۔

ریاض ملک نے خود سے فرزانہ بیگم کا یہ غرور توڑنے کا عہد لیا تھا جو دور بیٹھی قسمت نے محفوظ کر لیا تھا اور پھر یہی عہد جلد پورا ہونے والا تھا۔۔

فرزانہ بیگم کو ریاض ملک کی باتوں نے پریشان کر دیا تھا۔۔  
 Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews  
 ایسا ہو سکتا ہے کیا؟؟ میر کبھی بھی میرے علاوہ کسی کو بھی نہیں دیکھتے۔۔ انہوں نے مجھے خود کہا ہے۔۔ صرف میں ہی ان کی زندگی ہوں۔۔ وہ ایسا کر بھی نہیں سکتے۔۔ ان کا بیٹا بھی ہے۔۔ وہ کچھ غلط کر بھی نہیں سکتے۔۔ اپنی سوچوں میں مگن ہو کر خود ہی سوال و جواب کیے تھے۔۔

اگر میر شاہ نے مجھ سے بے وفائی کر لی تو؟؟ دو بارہ سے خود سے سوال کیا تھا۔۔

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔ ان کو پتا ہے میں بے وفائی برداشت نہیں کر سکتی۔۔ وہ کبھی بھی کچھ

ایسا نہیں کریں گے۔۔ اپنی سوچوں کو جھٹکتے ہوئے از لان کے کمرے کی طرف بڑھ

گئیں۔۔ جہاں وہ کب سے سو رہا تھا۔۔

کچھ دنوں پہلے کے اس واقعے نے فرزانہ بیگم کو پریشان کیا تھا۔ جسکی وجہ سے وہ آج میر شاہ سے یہ سوال کر رہی تھیں۔۔۔

ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ میں آپ کو دھوکا دوں۔۔۔ میر شاہ نے مسکراتے ہوئے فرزانہ بیگم کا ایک بار گال تھپتھا کر کہا تھا۔۔۔

فرزانہ بیگم جو اب صرف مسکرائی تھیں۔۔۔

شک کا بیج اندر کہیں نہ کہیں بوچکا تھا۔۔۔

مجھے یقین ہے۔۔۔ آپ ایسا کبھی نہیں کریں گے۔۔۔ اگر ایسا کبھی ہو تو میں زندہ نہیں رہ

سکتی۔۔۔ نم آنکھوں سے سوچتے ہوئے نجانے کب فرزانہ بیگم کی آنکھ لگی۔۔۔

میر شاہ نے ایک بار فرزانہ بیگم کی طرف دیکھا تھا پھر اٹھ کر پانی کا گلاس پیا۔

اپنے چہرے پہ آنے والے پسینے کو بار بار صاف کیا تھا۔۔۔ اٹھ کے کھلی ہوئی سانس لینے باہر چلے گئے۔۔۔

میں ایسا کیسے کر سکتا ہوں؟؟ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کے بوکھلاہٹ کا شکار ہوئے تھے۔۔۔

میں نے کچھ نہیں کیا؟؟ اپنی ہی آواز انہیں دوبارہ کسی کھائی سے آتی سنائی دی تھی۔۔۔

میری غلطی نہیں تھی۔۔ خود کو بری الزمہ کرنے کی کوشش میں تھے۔۔۔  
 غلطی کسی اور کی نہیں تمہارے اپنے نفس کی تھی۔۔ اپنے ضمیر کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔  
 نہیں۔۔ کھڑکی کے پاس کھڑے ہو کے لمبے لمبے سانس لیے تھے۔۔۔  
 یہ سب کچھ ریاض ملک کی وجہ سے ہوا۔۔ میں چھوڑوں گا نہیں اسے۔۔ لال بھبھو کے چہرے  
 سے آہستہ سی مدہم آواز میں بولے تھے۔۔۔۔  
 میر شاہ کو چند دن پہلے کا منظر یاد آیا تھا۔۔۔



ایک بار پھر الیکشن میر شاہ جیتے تھے۔۔ جشنِ عروں پر تھا۔۔ ہر طرف میر شاہ کے نعرے  
 لگائے جا رہے تھے۔۔۔

میر شاہ کے چند پارٹی ممبر نے آکر مبارک باد دی تھی۔۔۔  
 شاہ صاحب آپ کو تو کوئی بھی نہیں جتوا سکتا۔۔ ایک ممبر نے کہا تو میر شاہ کا قہقہہ عروں پر  
 تھا۔۔۔

شاہ صاحب کیا کرتے ہیں آپ آخر؟؟؟ دوسرے ممبر کی طرف سے سوال آیا تھا۔۔۔

میر شاہ نے ایک بار پھر قہقہہ لگایا تھا۔

دھاندلی کا تو کوئی چکر نہیں۔۔ لگاتار چار دفعہ آپ جیت چکے ہیں۔۔ ایک اور ممبر نے پر جوش ہو کر کہا تھا۔۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔ میر ان دھاندلی واندلی سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔۔ میر شاہ نے بوتل اٹھاتے ہوئے قہقہہ لگا کر کہا تھا۔۔

شاہ صاحب اب ہم سے تو کچھ نہیں چھپائے... ایسے تو کوئی بھی نہیں جیتتا۔۔ جتنی بار آپ جیت گئے ہیں۔۔ ریاض صاحب بھی تو ہیں۔۔ لیکن پھر بھی نام آپ کا ہی نکلتا ہے۔۔ ایک ممبر نے بھرپور قہقہے کے ساتھ اپنی بات کہی تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poets|Interviews

میر شاہ کا بوتل کو لگا ہاتھ رکھا تھا۔۔

میں ہر کام ایمانداری سے کرتا ہوں۔۔ میر ان چیزوں سے کوئی لینا دینا نہیں۔۔ میر شاہ نے دبا دبا کر کہا تھا۔

شاہ صاحب ہر کوئی یہی کہتا ہے۔۔ ایک ممبر نے اپنا حصہ ڈالا تھا۔۔

میر ایمان بیچنا سب سے مشکل کام ہے۔۔ میں ہر کام ڈھنکے کی چوٹ پر رکھ کے کرتا ہوں۔۔ میر اہر کام ایمانداری سے بھرا

پڑا ہے۔ جو بھی فائل کھولو گے تو ڈھونڈ کے لادینا کوئی ایسا کام جس میں ملاوٹ ہو۔۔۔ غصے سے کہتے ہوئے میر شاہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔

شاہ صاحب کدھر بیٹھے۔۔۔ آپ تو ناراض ہو گئے۔۔۔ ریاض ملک نے میر شاہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

شاہ صاحب ابھی تو جشن باقی ہے۔۔۔ تمہے لگاتے ہوئے ریاض ملک کی آنکھوں میں مکروہ چمک تھی۔۔۔

میر شاہ نے ایک بار مسکرا کر ریاض ملک کو دیکھا اور دوبارہ کرسی سنبھالی تھی۔۔۔

جشن کا مزہ دو بالا ہو جائے گا۔۔۔ اگر کلب چلیں ہم۔۔۔ ریاض ملک نے آفر کی تھی۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں اب گھر جانا چاہیے بہت دیر ہو گئی ہے۔۔۔

میر شاہ نے گھڑی پر ٹائم دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

شاہ صاحب تھوڑی دیر ہی کی تو بات ہے۔۔۔ پھر گھر ہی جانا ہے آپ نے۔۔۔ ریاض ملک نے

مکروہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔۔۔

چلیں۔۔۔ میر شاہ مسکرائے تھے۔۔۔

کبھی کبھار وقت کے پھیپے آپ کے ساتھ نہیں ہوتے۔۔۔ آپ کی قسمت آپ سے انکاری بن جاتی ہے۔۔۔ پھر کاش ہی رہ جاتا ہے۔۔۔ کاش ہم اس وقت نہ جاتے تو شاید ایسا کچھ نہیں ہوتا۔۔۔ لیکن ہونے کو کون ٹال سکتا ہے۔۔۔ جو لکھ دیا جائے وہ ہو کر ہی رہتا ہے۔۔۔ کبھی بھی آپ اپنی قسمت سے جیت نہیں سکتے۔۔۔

ریاض ملک نے شراب کی بوتل انڈیل کر ایک گلاس میں بھری تھی اور ناچاہتے ہوئے بھی وہ میر شاہ کو پلا دی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میر شاہ ناچاہتے ہوئے بھی وہ پی چکے تھے اور اپنے ہوش آہستہ آہستہ کھورہے تھے۔۔۔

ریاض ملک کا کام ہو چکا تھا۔۔۔ وہ بے حد خوش تھا۔۔۔

وہ رات میر شاہ کے لیے سب سے بڑی رات تھی۔۔۔ اپنے ہاتھوں سے اپنے گھر بار کو، اپنی شہرت کو دھکیلنے کی رات۔۔۔

نشے میں دھت میر شاہ وہ غلطی کر چکے تھے۔ جس کا اثر ان کے خاندان کے ساتھ ساتھ اپنی عزت اور شہرت پر بھی پڑنا تھا۔۔۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔  
اللہ تعالیٰ نے شراب اور اس کی قیمت وصول کرنا حرام قرار دیا ہے اسی طرح مرد اور اس کی  
قیمت وصول کرنا، نیز خنزیر اور اس کی قیمت حرام قرار دیا ہے۔

نشے میں انسان انسان نہیں رہتا۔۔ اسے نہیں پتا کہ وہ کہاں ہے؟؟ انسان کے حواس بختل  
ہو جاتے ہیں۔۔



NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مَتِ الْحَمْرِ قَلِيلًا وَكَثِيرًا وَالسُّكْرِ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ حَرَامٌ.

شراب کی قلیل و کثیر (مقدار) حرام کر دی گئی ہے اور ہر مشروب جس سے نشہ آئے حرام  
ہے۔

اسی وجہ سے اسلام کی نظر میں شراب نوشی و شراب فروشی قطعاً حرام ہے۔ اس سے اجتناب  
لازم ہے۔

صبح ہوئی تو انہیں اپنی غلطی کی ساکھ کا اندازہ ہوا تھا۔ تب سمجھ آیا تھا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا ہے اور کس نے کروایا۔۔

لیکن اب پچھتاوے کیا ہوتے ہیں جب چڑیا چگ گئی کھیت۔۔

پچھتانے کے لیے کچھ چھوڑا ہی نہیں تھا۔۔

میر شاہ اکتائے اکتائے سے رہنے لگے تھے۔۔ فرزانہ بیگم نے بھی کئی بار بے رکھی کی وجہ پوچھی تھی پر کوئی جواب نہ ملا تھا۔۔

بتانے کے لیے کچھ تاہی نہیں ان کے پاس انجانے میں کی گئی غلطی گلے کا پھندا بن چکی

تھی۔۔ جب انہیں پتا چلا تھا کہ ایک بیٹی کی پیدائش ہونے والی ہے۔۔

آئے دن ریاض ملک کی دھمکیاں۔۔ جس کی وجہ سے انہیں سیاست سے بھی کچھ عرصہ کنارہ

کشی کرنی پڑی۔۔

ایسے ہی وقت گزر گیا۔۔ میر شاہ نے اس عورت کے ہر لوازمات کا خیال رکھا صرف اپنی بیٹی

کی خاطر۔۔

ایک سال گزر گیا۔۔۔ سال گزرے پتا بھی نہیں چلا۔۔۔ یہ صرف کہنے کی باتیں ہیں۔۔۔ جس جس نے اس سال میں بہت کچھ سہا ہوا ان کے لیے یہ سال کبھی بھی جلدی نہیں گزرا۔۔۔ ان سے پوچھو کیا کچھ سہا، کیا کچھ بٹی ان پہ۔۔۔ کتنا وقت لگا ان کو یہ سال گزارنے میں۔۔۔ کہہ تو ہر کوئی دیتا ہے۔۔۔ بہت جلدی گزر گیا۔۔۔ لیکن اس وقت کو وہی سمجھ سکتا ہے جس نے سہا ہو۔۔۔

میر شاہ کے ہاں بٹی ہوئی۔۔۔ جس کا نام انہوں نے ایمن میر شاہ رکھا۔۔۔  
 ایمن کی پیدائش کے وقت ہی ایمن کی ماں کی فوت ہو گئی تھی۔۔۔  
 بٹی کو ایک نام دینے کے لیے میر شاہ نے اپنی آفس کو لیگ رو حیلہ میر شاہ سے شادی کی تھی۔۔۔  
 ایمن میر شاہ کو رو حیلہ میر شاہ کی بٹی کہلوا یا گیا۔۔۔ قانونی طور پر ایمن میر شاہ کو اور سب کے سامنے ایمن کو رو حیلہ شاہ ہی کی بٹی کہا گیا اور آج تک سب کو یہ ہی علم رہا کہ ایمن، میر شاہ اور رو حیلہ شاہ کی اولاد ہے۔۔۔۔۔ یہ ایک راز ہی رہا کہ ایمن میر شاہ کی ناجائز اولاد تھی۔۔۔ جو کہ شاید جلد کھل جائے۔۔۔

ایمن کی پیدائش کے چند دنوں بعد میر شاہ نے گھر کا رخ کیا۔۔۔

فرزانہ بیگم از لان کے بال سنوار رہی تھیں۔۔۔

بیٹا میرا دل گھبرا رہا ہے۔۔۔ آپ باہر جا کر کھیل لو۔۔۔ فرزانہ بیگم نے بال سنوارتے ہوئے از لان سے کہا تھا جو چپ چاپ نیلی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں خاموشی لیے بیٹھا تھا۔۔۔

مما۔۔۔ اچانک سے مدہم سی آواز میں از لان نے اپنی ماں کو پکارا تھا۔۔۔

ہاں میری جان بولو۔۔۔ اپنا درد بھلائے فوراً سے اپنے بیٹے کی طرف متوجہ ہوئی تھیں۔۔۔

ماں نام ہی اسی چیز کا ہے۔۔۔ اپنا غم بھلا کے اپنی خوشیاں اپنے بچوں کے نام کرنے کی۔۔۔

ڈیڈ ہمارے ساتھ کیوں نہیں رہتے؟ از لان نے سامنے نظریں ٹکا کے سوال کیا تھا۔۔۔

ایک دفعہ فرزانہ بیگم ٹھٹھکی تھیں۔۔۔ کافی عرصے بعد از لان نے یہ سوال کیا تھا۔۔۔

بیٹا آپ کو پتا تو ہے۔۔۔ پانچ سال کے آپ ہو گئے ہو۔۔۔ آپ کے ڈیڈ اپنے کام کی وجہ سے ہمیشہ

باہر ہی رہتے ہیں۔۔۔

فرزانہ بیگم کے دل میں سال پہلے اٹھنے والے شک و شبہات نے ایک بار پھر سے جگہ بنائی

تھی۔۔۔

مما۔۔۔ میں جتنا آپ سے پیار کرتا ہوں۔۔۔ اتنا میں کسی سے بھی نہیں کرتا ڈیڈ سے بھی

نہیں۔۔۔ از لان نے فرزانہ بیگم کے گلے لگتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

بیٹا وہ آپ کے ڈیڈ ہیں۔۔ آپ ان سے بھی اتنا ہی پیار کرو۔۔ جتنا مجھ سے کرتے ہو۔۔ فرزانہ بیگم نے پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تھا۔۔

نہیں ماما۔۔ ڈیڈ کبھی ہمارے پاس ہو تو ان سے پیار کروں۔۔ ان کے پاس ہمارے لیے بالکل بھی وقت نہیں ہے۔۔ ماتھے پر شکن ڈال کر، ناک پہ غصہ لا کر از لان نے کہا تو فرزانہ بیگم مسکرائی تھیں۔۔۔

بالکل اپنے ڈیڈ جیسے ہو۔۔ وہ بھی ایسے ہی غصہ کرتے ہیں۔۔ فرزانہ بیگم نے ناک پکڑتے ہوئے کہا تو از لان نے ایک نظر فرزانہ بیگم کی طرف دیکھ کر رخ پھیرا تھا۔۔

میں ان کے جیسا نہیں ہوں۔۔ جن کو ہمارا خیال ہی نہیں ہے۔۔  
 بچوں کی بغاوت میں زیادہ تر ماں باپ کا اپنا ہاتھ ہوتا ہے۔۔ جب بچے کو بھرپور توجہ نہ ملے تو بچہ خود بخود باغی ہوتا جاتا ہے اور اپنے ماں باپ سے دور ہوتا رہتا ہے۔۔۔

ماں باپ کو چاہیے بچے کو پورے کا پورے اپنا وقت دے تاکہ بچے کی تربیت بھی اچھی ہو سکے اور بچہ اپنے ماں باپ کے قریب بھی ہو جائے نہ کہ بدگمانی پال کر دور ہوتا چلا جائے۔۔۔

چلو اٹھو۔۔ باہر چلیں۔۔ فرزانہ بیگم نے از لان کا ہاتھ پکڑ کے چلنے کو کہا تھا۔۔۔

جیسے ہی کمرے سے باہر قدم رکھے تھے۔۔۔

فرزانہ بیگم پر ایک قیامت ٹوٹی تھی۔۔۔

سامنے لاؤنج میں کھڑے میر شاہ۔۔ ہاتھ میں پکڑی ایک چھوٹی چند دنوں کی بچی۔۔ ساتھ  
کھڑی ایک عورت۔۔۔ کچھ غلط ہونے کا ہی اندیشہ دے رہی تھیں۔۔۔

فرزانہ بیگم نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔۔ از لان پھٹی پھٹی نگاہوں سے ارد گرد کا جائزہ لے کر  
میر شاہ کی طرف دیکھ رہا تھا جن کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی بچی موجود تھی۔۔۔

میر شاہ فرزانہ بیگم کی طرف دیکھ کر فوراً سے آگے بڑھے تھے۔۔ فوزی

فرزانہ بیگم زمین پر بیٹھتی چلی گئیں۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دور رہیں۔ ہاتھ سے میر شاہ کا ہاتھ پیچھے کیا تھا۔۔

فوزی میری بات سنو۔۔ میر شاہ نے تڑپ کے ایک بار کہا تھا۔۔

یہ کون ہے؟؟ مہربانی وہ مت کہیے گا جو مجھ میں سننے کی ہمت نہیں ہے۔۔ فرزانہ بیگم نے ہاتھ

اٹھا کر آنسوؤں سے لبریز آنکھوں، شکست خوردہ لہجے میں کہا تھا۔۔

از لان چپ چاپ کھڑا دیکھ رہا تھا۔

میر شاہ نے گردن جھکائی تھی۔۔

فرزانہ بیگم کی آنسوؤں کی آمیزش بڑھ گئی۔۔۔

آپ نے تو کہا تھا میں تم سے کبھی بے وفائی نہیں کروں گا۔ میں کبھی دھوکا نہیں دوں گا۔ تو یہ سب کیا ہے؟؟ وہ ایک دم آنسوؤں کی شدت کے ساتھ چیخی تھیں۔۔۔

فوزی میں تمہیں بتانے۔۔۔ اس سے پہلے وہ اپنے الفاظ پورے کرتے فرزانہ بیگم نے الفاظ اچک لیے تھے۔۔

کچھ بولنے کی ضرورت نہیں ہے میرا شاہ۔۔۔

شاید آپ کو بھول گیا میں یاد کروادوں میں نے کہا تھا کہ میں مر جاؤں گی اگر آپ نے مجھے دھوکا دیا شاہ صاحب۔۔ اکھڑتے لہجے میں فرزانہ بیگم نے کہا تھا۔۔

فوزی ایسا نہیں ہے۔۔ میرا شاہ نے بغیر کسی تاثر کے کہا تو فرزانہ بیگم کی آنکھیں کھلی تھیں۔۔۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
کوئی کسی کے لیے نہیں مرتا۔ اپنے خول میں میرا شاہ اچانک بند ہوئے تو فرزانہ بیگم مسکرائی تھیں۔۔

ہاں کوئی کسی کے لیے نہیں مرتا شاہ صاحب۔۔

لیکن فرزانہ میرا شاہ۔۔ میرا شاہ کے لیے مر سکتی ہے۔ آپ کو یقین تب آئے گا جب فرزانہ شاہ کی میت اٹھے گی۔۔۔

میرا شاہ نے تڑپ کے دیکھا تھا۔۔ فوزی۔۔

ازلان فوراً سے بھاگ کے آیا تھا۔۔

مما ٹھیں اندر چلیں۔۔۔ فرزانہ بیگم کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا تھا۔۔۔  
فرزانہ بیگم مسکرائی تھیں۔۔۔

بیٹا تمہاری مماتمہارے پاپا سے بہت محبت کرتی ہیں۔۔۔ انہیں کسی اور کا کیسے دیکھ سکتی  
ہیں۔۔۔ تمہارے پاپا کو یقین بھی تو نہیں ہے نا۔۔۔

مما ٹھیں۔۔۔ ازلان نے روتے ہوئے دوبارہ سے ہاتھ پکڑا تھا۔۔۔

فوزی اٹھو۔۔۔ تم نے اپنی میڈیسن لی تھی؟؟ فوراً سے میر شاہ نے پوچھا تھا۔۔۔

ازلان نے ایک بار حیرانی سے اپنے ڈیڈ کی طرف دیکھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

روحیلہ شاہ بھی فوراً سے آئی تھیں۔۔۔

آپی۔۔۔

دور کھڑی سرونٹ کو آواز دی تھی جلدی سے فرزانہ کا انہیلر لے کر آؤ۔۔۔ فرزانہ کو دمہ کی

بیماری ہے جلدی سے لاؤ۔۔۔ میر شاہ بوکھلاہٹ کا شکار ہوئے تھے۔۔۔

فوزی تم نے انہیلر نہیں لیا تھا؟ میر شاہ یکدم چلائے تھے۔۔۔

فرزانہ بیگم ہلکا سا مسکرائی تھیں۔

میر شاہ اتنی تم ٹینشن مت لو۔۔۔ شاید اس بیماری سے میں بچ بھی جاتی۔۔۔ یا شاید کچھ عرصے بعد

ہی اس دنیا سے چلی جاتی۔۔۔ لیکن وقت لگنا تھا۔۔۔ تھوڑی سی مہلت ہونی تھی میرے پاس۔۔۔

لیکن یہ جو دل کا روگ ہے ناشاہ صاحب یہ کہیں کا بھی نہیں چھوڑتا۔۔۔ فرزانہ بیگم نے اپنی انگلی میر شاہ کے دل پر رکھی تھی۔۔۔

اسی دل سے کہتے تھے نامیں بے وفائی نہیں کروں گا۔۔۔ اسی دل سے کہتے تھے نام مجھے تم سے محبت ہے۔۔۔ آنکھوں سے لڑیاں دریا کی طرح بہ رہی تھیں۔۔۔

میں نے کبھی بے وفائی نہیں کی تو میں شراکت داری کیسے پسند کروں شاہ؟؟

بتائے نا کیسے کروں؟ جب سب کچھ میرا آپ کا ہے تو میں کیسے آپ کو کسی کا دیکھوں۔۔۔ اسی انگلی سے تھوڑا سا پیچھے دھکیلا تھا۔۔۔

فوزی میں تمہیں سب کچھ بتاؤں گا۔۔۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
پہلے یہ انہیلر لو جو ابھی سرونٹ دے کر گئی تھی۔۔۔

انہیلر لو میں تمہیں سب بات بیٹھ کر بتاتا ہوں۔۔۔

میں نے تم سے کوئی جھوٹ نہیں بولا نا ہی میں تم سے کبھی بھی بے وفائی کر سکتا ہوں فوزی۔۔۔ شاہ صاحب نے گردن سے تھوڑا سا اٹھاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

مما اٹھیں۔۔۔ ماما۔۔۔ کیوں ایسا کر رہی ہیں۔۔۔ از لان کی آواز ہچکیوں میں بند کی گئی تھی جو اپنی ماں کو اپنی آنکھوں کے سامنے روتے اور اکھڑتے ہوئے سانس کے ساتھ بولتے دیکھ رہا تھا۔۔۔

مماندر چل کر بات کرتے ہیں۔۔ آپ کو کچھ نہیں ہوگا۔۔ بابا آگئے ہیں نا۔۔ ابھی آپ اپنی میڈیسن لیں اور پھر جلدی سے ٹھیک ہو جائیں۔۔ ہم نے گھومنے بھی جانا ہے پھر۔۔ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنی ماں کے چہرے کو چومتے ہوئے۔۔ نیلی آنکھوں میں موتیوں کی طرح بہتے ہوئے آنسوؤں اور چہرے کے ساتھ کہہ رہا تھا۔۔

روحیلہ شاہ اپنی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کو روکنے کی کوشش کر رہی تھیں۔۔ ہاتھ میں پکڑی چھوٹی سی بچی بھی زار و قطار رو رہی تھی۔۔

فرزانہ بیگم نے انہیلر تھوڑا دور کیا تھا۔۔

میرا وقت قریب ہے شاہ صاحب۔۔  
 NEW ERA MAGAZINE  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
 فوزی۔۔ میر شاہ ایک دم چلائے تھے۔۔

مما۔۔ از لان کی روتی ہوئی آواز پورے ہال میں گونجی تھی۔۔

ایک بار تو آگاہی دے دیتے۔۔ میں کچھ بھی نہیں کہتی۔۔ کچھ بھی نہیں۔ یقین جانے لب سی لیتی۔۔ فرزانہ بیگم نے اکھڑتے سانس کے ساتھ ٹہر ٹہر کے ایک بار پھر کہا تھا۔۔

میر شاہ نے روحیلہ شاہ سے ایمن کو پکڑ کے فرزانہ بیگم کے آگے کیا تھا۔۔

یہ تمہاری بیٹی ہے فوزی اس پر تمہارا حق ہے سب سے پہلے۔۔

فرزانہ بیگم نے چند لمحے اس چھوٹی سی گول گول آنکھیں لیے اس بچی کو دیکھا تھا جو اب چھت پر  
نظریں جمائے ہوئے تھیں۔۔۔

اللہ اس بچی کے نصیب اچھے کرے۔۔۔

وہ آخری الفاظ تھے جو فرزانہ بیگم نے ادا کیا تھا۔۔۔

لب آپس میں پیوست ہو گئے۔۔۔ آنکھیں کھلی کی کھلی بچی پر جم گئیں۔۔۔ اٹھنے والے ہاتھ وہیں  
جم کے رہ گئے۔۔۔

فوزی۔۔۔۔۔ میر شاہ کے زوردار چلانے کے ساتھ ان کی آنکھوں سے آنسو بہے

تھے۔۔۔ انہلیر ہاتھ میں پکڑا ہی رہ گیا۔۔۔ بچی نے زار و قطار رونا شروع کیا۔۔۔

روحیلہ شاہ نے اپنی آواز کا گلا گھونٹا تھا۔۔۔

تبھی از لان کی پکار سنائی دی تھی۔۔۔

مما۔۔۔

مما۔۔۔

مما۔۔۔

ایک پکار، دوسری پکار۔۔۔ تیسری پکار۔۔۔ جو اب ندارد۔۔۔

مما ٹھیں۔۔

مما ٹھیں مجھے کمرے میں جانا ہے۔۔

مما ٹھیں مجھے سونا ہے۔۔

مما ٹھیں اپنے بیٹے کی آواز تو سنیں۔۔

مما بھی تو ہم نے کھیلنا بھی ہے۔۔

آپ نے ہی کہا تھا کہ باہر چلو کھیلیں گے۔۔

مما میں باہر ہی کھڑا ہوں۔۔ آپ کدھر ہیں؟

مما ٹھیں ایسے مزاق نہیں کرتے۔۔

مما ٹھیں ہم

hide and seek

بالکل نہیں کھیل رہے۔۔

وہ بار بار فرار نہ بیگم کا کندھا روتے ہوئے ہلا رہا تھا ساتھ ساتھ روتا ہچکیوں سے پکار رہا تھا۔۔

مما ہم نے ایسی کوئی گیم نہیں رکھی تھی۔۔

مما میں تھک گیا ہوں اب تو اٹھ جائیں۔۔

مما ٹھیں آپ جیت گئیں۔۔ میں ہار گیا۔۔

مما ٹھیں۔۔ آپ کا بیٹا از لان ویٹ کر رہا ہے۔۔

وہ چیخ و پکار کے ساتھ روتے ہوئے فراز نہ بیگم کو جھنجھوڑ رہا تھا۔۔ جو اسکے سامنے آنکھیں بند کیے لیٹی ہوئی تھیں۔۔۔

مما ٹھیں مجھے بھوک بھی لگ گئی ہے۔۔

مما آپ نے ہی کہا تھا چلو از لان میں آج اپنے ہاتھوں سے کھلاتی ہوں۔۔

مما ٹھیں۔۔ از لان ویٹ کر رہا ہے۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مما آپ سن کیوں نہیں رہیں۔۔

آپ نے تو کبھی تنگ نہیں کیا۔۔ پھر آج کیوں؟

مما میں آپ کا بیٹا ہوں نا۔۔

آپ تو ہمیشہ بیٹے کی بات مانتی ہیں۔۔ اٹھیں اب۔۔

کیسی ممما ہیں؟ پیٹا کب سے بلا رہا ہے اٹھ ہی نہیں رہیں۔۔

مما ٹھیں اب۔۔ کتنا سونا ہے؟

مما ٹھیں بہت دیر ہو گئی ہیں۔۔

ازلان فرزانہ بیگم کا کندھا جھنجھوڑ کر بار بار کہہ رہا تھا۔۔۔

میر شاہ نے ازلان کے ایک کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

بیٹا۔۔

ڈیڈ۔۔۔ ششش۔۔۔ مماسوئی ہوئی ہیں۔۔۔ بولیں مت۔۔۔

اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر ازلان نے تشبیہ کی تھی۔۔۔

ازلان بیٹا دھر سے اٹھو۔۔۔ میر شاہ نے خود کو مضبوط کر کے کہنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

ڈیڈ۔۔۔ ماما آپ سے ناراض ہوئی تھیں نا۔۔۔ اب دیکھیں اٹھ نہیں رہی۔۔۔ آپ تھوڑا سا سائیڈ پر ہو کر بیٹھے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب جب وہ اٹھیں گی پھر آپ کو دیکھ کر ناراض ہو جائیں گی۔۔۔ دور رہے تھوڑا۔۔۔ ازلان نے

میر شاہ کو ہاتھ سے تھوڑا سا دور کیا تھا۔۔۔ جو بالکل ایک کھوکھلے انسان کی طرح، ایک سوکھے

پتے کی طرح یکدم پیچھے ہوئے تھے۔۔۔

کیا رہ گیا تھا ان کے پاس اب؟؟ خالی ہاتھ ہی تو تھے۔۔۔

فوراً سے ڈاکٹر کو کال کی تھی۔۔۔

ڈاکٹر کے مکمل چیک اپ کے بعد جو ڈاکٹر نے کہا تھا وہی کافی تھا۔۔۔

ان کو

severe ashtma attack

ہوا ہے۔۔۔

Sorry

She is no More

ڈاکٹر نے پروفیشنل انداز میں اپنی بات ختم کی تھی۔۔

مسز شاہ کو میں تقریباً دوویک سے کہہ رہا تھا کہ اپنی

Anxiety

اور ڈپریشن کو کم کریں۔۔ یہ آپ جیسے

asthamic patient

کے لیے بالکل بھی ٹھیک نہیں ہے۔۔ اپنا انہیلر کا استعمال بھی بغیر کسی وقفے کے کریں۔۔

But what can I say???

Sorry for it..

ڈاکٹر اپنی بات کہہ کر چلا گیا تھا۔۔

میر شاہ ڈھے سے گئے تھے۔۔

پچھلے دو ہفتوں سے فوزی چیک اپ کروا رہی تھی۔۔ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی تھی اور  
اس نے مجھے کبھی بتایا ہی نہیں تھا۔۔ روحیلہ۔

وہ ایک مرئی نقطے پر نظریں جمائے بول رہے تھے۔۔

تیرا وفا کا یقین تب تک نہ تھا

جب تک تم میرے ساتھ تھی

تیرا اعتبار بھی تب تک نہ تھا

جب تک تم میرے ساتھ تھی

تیری وفا کا یقین بھی ہم نے کر ڈالا

تیرا اعتبار بھی ہم کو آہی گیا

تیرے اس دنیا سے جانے کے بعد

(ماہم)

میر مینشن میں ڈاکٹر کے جانے کے چند لمحے بعد کہرام مچ چکا تھا۔۔ صف ماتم بچھی ہوئی  
تھی۔۔۔

کچھ ہی لمحوں بعد از لان کی چیخ و پکار گونجی تھی۔۔ وہ زار و قطار رو رہا تھا۔۔ نیکی آنکھوں میں  
موجود پانی سمندر سا گماں دینے لگا تھا۔۔

ازلی اٹھو بیٹا۔۔ تمہاری ممانے جانا ہے۔۔ اٹھو۔۔

از لان نے ایک نظر میر شاہ کی طرف دیکھا تھا۔۔

نیلی آنکھوں میں بے گانگی ہی بے گانگی میر شاہ کو دکھائی دی تھی۔۔ میر شاہ نیلی آنکھوں میں  
اپنے لیے بے گانگی دیکھے یکدم پیچھے ہوئے تھے۔۔

ڈیڈ دور رہیں مجھ سے اور ممانے۔۔ آپ کی وجہ سے ہی وہ ناراض ہے نا۔۔ اب ہاتھ مت

لگائیں انہیں۔۔ از لان نے اپنا چہرہ موڑتے ہوئے کہا تھا۔۔

روحیلہ بیگم کو نظر انداز کر دیا گیا تھا ایسے جیسے وہ اس گھر کی ابھی بھی فرد نہیں تھی۔۔

اٹھیں ممانے۔۔ اب ڈیڈ نہیں آئے گے۔۔ ہم خوش ہیں اب اٹھ جائیں اب۔۔

لیکن جانے والے کب رکتے ہیں۔۔

صرف چیخ و پکار، آہوں سسکیاں ہی پیچھے رہ جاتی ہیں۔۔ وہ تو چلے جاتے ہیں ہمیشہ ہمیشہ کے  
لیے۔۔

موت تو برحق ہے۔۔

”ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ“ (عنکبوت: ۵۷) - کلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

: ترجمہ

ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر ہماری ہی طرف تم پھیرے جاؤ گے۔

یاد رکھو ہر آنِ آخر موت ہے

بن تو مت انجانِ آخر موت ہے

ملکِ فانی میں فنا ہر شے کو ہے

سن لگا کر کانِ آخر موت ہے

بارہا علمی تجھے سمجھا چکے

مان یا مت مان، آخر موت ہے

ایک اور آیت میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔۔۔

ہر چیز فنا ہونے والی ہے، سوائے اللہ کی ذات کے۔ حکومت اسی کی ہے، اور اسی کی طرف تمہیں

لوٹ کر جانا ہے (القصص 88)۔

کبھی کوئی رکا ہے کسی کے لیے؟ اپنے جان سے پیاروں کو اپنے ہاتھوں سے دفن آتے ہیں۔۔۔

صرف یادیں اور باتیں پیچھے رہ جاتی ہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔

اگر وقت کا کام ہو ٹھہرنا تو ہر کوئی اسے اپنی مرضی کے مطابق جب مرضی روک دے۔۔ جہاں مرضی لے جائے۔۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار انسان کو نہیں دیا۔۔ ورنہ کوئی بھی اپنے پیاروں کو اس دنیا سے رخصت نہیں ہونے دیتا۔۔

فرزانہ بیگم بھی اپنی قبر میں جاسویں۔۔ ابدی نیند سلا دی گئیں۔۔ ان کی ڈیبتھ کو تقریباً دو ہفتے گزر گئے۔۔

ہر چیز اپنی اپنی رفتار میں آگئی۔۔ ہر کوئی اپنی دھن میں، اپنی زندگی میں واپس لوٹ گیا۔۔۔  
میر شاہ بھی بہت حد تک سنبھل چکے تھے۔۔ ان کے سنبھلنے میں بہت سارا ہاتھ روحیلہ شاہ کا تھا۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جب وفا شعار بیوی سے نوازا گیا ہو تو پیچھے کیا رہ جاتا ہے۔۔

اتنے ان پر الزامات بھی لگائے گئے۔ ان کے کردار پر انگلیاں بھی اٹھیں۔۔ لیکن روحیلہ شاہ نے اف تک نہیں کی۔۔

بقول ان کے باتیں تو ہر کوئی، ہر دن ہی آکر کرتا ہے۔۔ کیا ہم ان سب کی وجہ سے جینا چھوڑ دیں۔۔

بہت کچھ ٹھیک ہو چکا تھا۔

سب کے لیے وقت بھاگ گیا تھا۔۔۔ صرف وقت رکا تھا۔۔۔ صرف وقت ٹھہرا تھا تو ازلان میر  
شاہ کے لیے۔۔۔

جو آئے روز سار سارا دن اپنی ماں کی قبر پر بیٹھ کر باتیں کر کے اور فاتحہ خوانی کر کے آتا تھا۔۔۔  
اس نے اس دن سے لیکر آج تک نہ ہی میر شاہ سے بات کی تھی اور نہ ہی روحیلہ شاہ  
سے۔۔۔ لیکن ایمن میر شاہ کے معاملے میں وہ ناچاہتے ہوئے بھی کمزور پڑ گیا تھا۔۔۔  
روحیلہ شاہ کے لیے یہی کافی تھا کہ وہ ایمن میر شاہ سے خود سے بڑھ کر پیار کرتا تھا۔۔۔ چاہے ان  
سے بات کرے بھی یا نہ کرے۔۔۔

وہ وقت بھی جلد آپہنچے گا جب وہ انہیں دل سے ماں کے روپ میں قبول کرے گا۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایک دفعہ جب وہ دس سال کا ہوا تھا۔۔۔ تب اپنی ماں کی قبر پر بیٹھا فاتحہ پڑھ رہا تھا۔۔۔

پڑھتے پڑھتے آنسوؤں کے قطرے زمیں پر گرے تھے۔۔۔

مما آپ تو کہتی تھی۔۔۔ آپ ہمیشہ میرے پاس ہونگی۔۔۔ لیکن آپ مجھے چھوڑ گئیں مایک آنسو  
لڑکھ کے زمیں بوس ہوا تھا۔۔۔

لیکن دیکھے میں کمزور نہیں تھا۔۔۔ میں سٹرونگ ہوں ممما۔۔۔ میں آپ کو یاد تو کرتا ہوں لیکن  
میں آپ سے ناراض بھی ہوں۔۔۔ آپ اپنے بیٹے سے جھوٹ تو نہیں بولتی۔۔۔

مما آپ نے ہی تو سکھایا تھا۔۔ جھوٹ بولنا بری بات ہے اور آپ خود ہی جھوٹ بول کر چلی گئیں۔۔

میں آپ سے ناراض ہوں۔۔

گلاب کے پھول اٹھا کر قبر پر ڈالے تھے۔۔ قبر کی مٹی پر ہلکا سا ہاتھ پھیرا تھا۔۔

مما آنکھوں سے آنسو لڑکھ کے نیچے گرا تھا۔۔

ہچکیوں کا گلا گھونٹ کر خود کو مضبوط بنانے کی کوشش کی تھی۔۔

میں پھر بھی آپ کا سب سے اچھا بیٹا ہوں۔۔ دیکھے۔۔ میں ہر روز اللہ تعالیٰ سے آپ کے لیے

دعا کرتا ہوں۔۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بخش دے۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں اللہ تعالیٰ سے کبھی کبھار پوچھتا بھی ہوں کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟؟ آپ نے میری ممما

مجھ سے کیوں لی اللہ تعالیٰ۔۔

مما ہلکی سی سرگوشی کی تھی۔۔

مجھے پتا ہے شکوہ کرنا غلط بات ہے۔۔ لیکن میں کیا کروں؟؟

میں روزانہ ہی ہر نماز میں یہ سوال پوچھتا ہوں.. لیکن مجھے کہیں سے بھی اس سوال کا جواب

نہیں مل رہا۔

تبھی دور مسجد سے اذان کی آواز سنائی دی تھی۔۔ جہاں تلاوت قرآن پاک کی تلاوت کی جارہی تھی۔۔۔

سورہ بقرہ آیت نمبر 155 کی تلاوت جاری تھی۔۔۔

:ترجمہ

اور ہم ضرور تمہاری آزمائش کریں گے۔۔ دشمن کے ڈر، بھوک، مال، جان اور پھلوں کی کمی سے۔۔ ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دیجئے۔۔۔



NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ازلان نے بغور تلاوت سنی تھی۔۔۔

ہلکا سا مسکرایا تھا۔۔

مما مجھے میرا جواب مل گیا۔۔۔

میں ہر نماز میں، ہر سجدے میں جواب ڈھونڈھتا تھا۔۔ لیکن مجھے کیا پتا تھا اس قرآن میں

میرے ہر سوالات کے جوابات موجود ہیں۔۔۔

مما میں اب سے نہیں روؤں گا۔۔

اللہ تعالیٰ آزمائش بھی ان پر ڈالتا ہے جو برداشت کر سکے۔۔

اللہ تعالیٰ کسی کو بھی اس کی آزمائش سے بڑھ کر نہیں آزماتا۔

صبر کرنے کا کہا گیا ہے نا؟ وہ ایسے پوچھ رہا تھا جیسے کوئی چھوٹا سا بچہ اپنے ماں باپ سے سوال کر رہا ہو۔۔ اور امید ہو کہ جواب نہ میں نہیں آئے گا۔۔

مما میں صبر کروں گا۔

آپ ہی تو جب مجھے قرآن پاک پڑھاتی تھی تب مجھے کہتی تھی نا۔۔۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں صبر کرنے والوں کو خوشخبری سناتا ہے۔۔

اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیتے۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مما مجھے یاد ہے۔۔۔

یہ مجھ پر ہے میں کیسے اس آزمائش کو برداشت کروں گا۔۔ کیسے صبر کروں گا۔۔۔

آنسو صاف کیے تھے۔۔

ممانیلی آنکھوں میں اب کی بار چمک تھی۔۔

مما وہ بے بی گرل۔۔

She is so cute Mama...

ہلکی سی سرگوشی کی تھی۔۔

آواز اتنی آہستہ تھی کہ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اور اس کی ماما آپس میں باتیں کر رہے تھے۔۔۔

مما میں نے اسے اپنی چھوٹی سی بہن بنا لیا ہے۔۔

She is so cute....

مما اس کے لیے سوری۔۔ میں نے آپ سے پوچھا نہیں لیکن ماما وہ میری چھوٹی بہن ہے۔۔ آپ نے ہی کہا تھا کہ اپنے سے چھوٹوں کا خیال رکھا کرو۔۔

تو میں اس کا خیال رکھوں گا خود سے بھی بڑھ کر ماما۔۔ میرا آپ سے وعدہ ہے۔۔۔

وہ ہلکا سا مسکرایا جیسے اس کی ماما اس کے سامنے بیٹھی ہو اور وہ اپنی بات کہہ رہا ہو۔۔

ظہر کا وقت ہو گیا تھا۔۔

مما نماز کا وقت ہو گیا ہے۔۔ اب میں چلتا ہوں۔ میں بالکل بھی نہیں روؤں گا۔۔

I m a strong boy mama

وہ اٹھا تھا۔۔ ایک نظر قبر کو دیکھا۔۔۔

قبر کو دیکھ کے آنسو کے گولے کو باہر نکلنے سے روکا تھا۔۔۔

بس وہ دن تھا جب از لان میر شاہ نے خود سے عہد کیا تھا کہ وہ کبھی بھی نہیں روئے گا۔ ہر اس انسان کو کیفر کردار تک پہنچائے گا۔ جو لوگوں کی زندگیوں کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔

از لان میر شاہ اسی دن اپنی عمر سے بڑا ہو گیا تھا۔۔۔

وہ صرف ابھی تک ایک عورت کے لیے رویا تھا بس۔۔۔ اس کے بعد سے رونا بھول چکا تھا۔۔۔ اس کی ذات میں ایک ٹھہراؤ سا آ گیا تھا۔۔۔ نیلی آنکھوں میں اسی دن سے سنجیدگی چھا گئی تھی۔۔۔

چند عرصے کے بعد ہی انٹیلی جینس جوائن کر لی تھی جو کہ سب سے مخفی تھی۔۔۔ پھر آہستہ آہستہ بزنس کی دنیا میں قدم رکھ کر مشہور بزنس مین کی حیثیت سے ابھرا تھا۔۔۔

اپنا نام بنا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سب کچھ چھوڑ کر وہ باہر جا چکا تھا۔۔۔

پیچھے میر شاہ کے ہاتھ صرف پچھتاؤں کا جہان رہ گیا تھا۔۔۔۔۔



حال۔۔۔۔

علی مسجد سے نماز پڑھ کے نکلا تھا جب سامنے سے ریحانہ بیگم اور بنفشہ آتے دکھائی دی تھیں۔۔۔

علی نے فوراً سے آنکھیں مسلی تھیں۔۔۔

آئی۔۔۔

علی۔۔۔ ریحانہ بیگم فوراً سے آگے بڑھی تھیں۔۔۔

آنٹی آپ یہاں؟ وہ بلاشبہ حیران ہوا تھا۔۔

علی بیٹا۔۔ شہرام کدھر ہے؟ میرا بچہ۔۔۔

علی بولو بیٹا۔۔۔ تم نے ہمیں بتایا کیوں نہیں؟

وہ چپ چاپ کھڑا سن رہا تھا۔۔

آنٹی شیریں ٹھیک ہو جائے گا۔۔ آپ کیوں فکر کرتی ہیں؟ وہ شیریں ہے آنٹی۔۔

علی نے کندھے سے پکڑ کر ریحانہ بیگم کو کہا تھا جو زار و قطار رو رہی تھیں۔۔

آنٹی آپ کو کس نے بتایا ہے؟

بنفشہ نے جھکاسراٹھایا تھا۔۔

علی بھائی۔۔

علی نے فوراً سے ایک نظر بنفشہ کی طرف دیکھا جس کی لال آنکھیں رونے کی چغلی کھا

رہی تھیں۔۔

علی نے حیرانی سے بنفشہ کی طرف دیکھ کر ریحانہ بیگم کی طرف دیکھا تھا جیسے آنکھوں ہی

آنکھوں سے اپنے شک و شبہات دور کرنے کی کوشش کی تھی۔۔

..دور سے کہیں سے شہرام کی آواز سنائی دی تھی

وہ بگلی مجھ سے محبت کرتی ہے۔۔

میرا نکاح ہو چکا ہے علی۔۔

وہ بہت معصوم ہے علی۔

علی میں بے وفائی نہیں کر سکتا۔۔

میں کیسے بے وفائی کر سکتا ہوں اس کے ساتھ علی؟

علی مجھے نکاح کے روز ہی پتا چلا۔۔ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے۔۔

دور کسی دھندلے ہیولے میں شہرام کی کہی باتیں گڈ مڈ ہو رہی تھیں۔۔

علی نے فوراً سے سر جھٹکا تھا۔۔

بھا بھی۔۔ علی نے ہلکی سی آواز میں پکارا تو بنفشہ نے سر ہلایا تھا۔۔

کیا سچ میں یہ شیریں سے اتنی محبت کرتی ہیں؟ علی نے بنفشہ کی آنکھیں جو چہرے پر نقاب ہونے

کے باوجود اپنے رونے کی ساری داستان سنار ہی تھی کو ایک نظر دیکھتے ہوئے سوچا تھا۔۔

آئی اندر چلیں۔۔ آپ نے بتایا نہیں۔۔ آپ کو کیسے پتا چلا؟؟ علی نے اپنی حیرانگی کو بے حد کم

کر کے سوال کیا تھا۔۔

ریحانہ بیگم کو چند لمحے پہلے کا منظر یاد آیا تھا۔۔

چند لمحے پہلے کا منظر۔۔۔

وہ بار بار کالز ملا رہی تھیں۔۔ لیکن آگے سے جواب موصول نہیں ہو رہا تھا۔۔ پریشانی میں  
بتدریج اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔۔

دروازے کے اس پار کھڑی بنفشہ کے دل کی دھڑکن تھمتی جا رہی تھی۔۔

تب تک بی اماں اٹھ کر خود ہی دروازے کے پار کھڑی بنفشہ کے پاس پہنچی تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میری دھی۔۔ ایتھے کیوں کھڑی اس؟؟

(میری بیٹی ادھر کیوں کھڑی ہو؟)

بی اماں نے لائٹھی کو ہلاتے ہوئے کہا تھا۔۔

بی اماں آپ ادھر کیا کر رہی؟؟ اندر چلیے۔۔ میں آپ کو وضو کرواتی ہوں۔۔ بنفشہ نے فوراً سے  
آنسوؤں کو صاف کیا تھا اور بی اماں کا ہاتھ پکڑا کر اندر کی جانب لیجاتے ہوئے کہا تھا۔۔

میری دھی اس بوڑھی مائی سے کیوں جھوٹ بولتی ہے؟

(میری بیٹی اس بوڑھی عورت سے کیوں جھوٹ بولتی ہو)

تینوں کی لگد اکہ ہن مائی بس قبریں جارہی تے اونوں کوئی سمجھ نئی اوندی۔۔ مائی بوڑھی جو ہو گئی اں۔۔

تمہیں کیا لگتا کہ یہ عورت بس قبر میں جارہی تو اسے کوئی سمجھ نہیں آئی۔۔ یہ عورت بوڑھی (جو ہو گئی ہے)

بی اماں نے لاٹھی سائیڈ پر کرتے ہوئے بیٹھ کر کہا تھا۔۔

بی اماں۔۔ ایسی باتیں مت کریں۔۔ بنفشہ نے سر بی اماں کی گود میں رکھا تھا۔۔

دھی مینوں تیرے تو ود تجربہ وال۔۔ سب ایوی نہیں مینوں میرا سو سالہ تجربہ کیندے

۔۔ اپنے شوہر واسطے دکھی اں نا۔۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

بیٹی مجھے تمہارے سے زیادہ تجربہ ہے۔۔ سب ویسے ہی نہیں مجھے میرے سو سالہ تجربے کا (کہتے۔۔ اپنے شوہر کے لیے دکھی ہونا)

بی اماں نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تھا۔

بی اماں صبح سے میرا دل گھبرا رہا ہے۔۔ بنفشہ نے بی اماں کی گود میں ایک بار دو بارہ سر رکھے کہا تھا۔۔

جھلی۔۔۔ تے فون کر لا۔۔۔

(پاگل تو فون کر لو)

بی اماں نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔

بی اماں، بنفشہ تھوڑا سا ہچکچائی تھی۔۔

جھلی دھمی۔۔ اوو کیر افون ہے بھلا؟؟ جس چے تصویر وی اوندی۔۔

(پاگل بیٹی۔۔ وہ کونسا ہے فون ہے بھلا۔۔ جس میں تصویر بھی آتی ہے)

بی اماں نے پرسوج انداز میں سوچتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

بنفشہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔۔

بی اماں سمارٹ فون۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بی اماں فوراً سے بولی تھیں۔۔۔

اوہی۔۔ اوہی۔۔ اوو تصویر والے فون چے ہی فون کر ذرا۔۔ میں وی گل کراں۔۔ کئی دیر ہو

گئی اں اپنے پتر نا گل کیتے ہوئے۔۔

وہ ہی۔۔ وہ ہی۔۔ وہ تصویر والے فون میں ہی فون کرنا۔۔ میں بھی بات کروں۔۔ کتنی دیر ہو)

(گئی ہے اپنے بیٹے سے بات کیے ہوئے

بنفشہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔۔۔

تھوڑی ہی دیر کے لیے سہی بی اماں، بنفشہ کا دھیان بھٹکانے میں کامیاب رہی تھیں۔۔۔

بی اماں ہی وہ واحد تھی جو جانتی تھی کہ بنفشہ کو کیسے پریشانی سے دور رکھا جائے۔۔ اور وہ اپنے  
 حیلوں حربوں میں کافی حد تک کامیاب بھی رہتی تھیں۔۔ وہ سچ میں تھوڑی دیر کے لیے سب  
 کچھ بھول کے بی اماں کی باتوں پر مسکرا رہی تھی۔۔ جو کبھی کسی فون کا کہے اور کبھی کسی کا۔۔  
 بی اماں ہی تو اس کا سہارا تھیں۔۔ جس کے لیے وہ دن رات ایک کرتی تھی۔۔ جن سے وہ ہمیشہ  
 اپنے دل کی بات کرتی تھی۔۔

دوستی عمر میں تو نہیں دیکھتی۔۔ وہ تو بس ہمدرد دیکھتی ہے کون کتنا غم بانٹتا ہے؟؟ دوستی کی  
 خاص بات ہی یہ ہے کہ وہ کسی بھی عمر میں کسی بھی شخص سے ہو سکتی ہے۔۔  
 ہر عمر میں ایک دوست ایسا ہوتا ہے جو آپ کو سمجھتا ہے۔۔ جس سے آپ بات کر کے خود کو ہلکا  
 پھلکا سا محسوس کرتے ہو۔۔ جو آپ کے دل کے بے حد قریب موجود رہتا ہے۔۔  
 بنفشہ کے لیے بی اماں بھی بالکل ویسی ہی تھیں۔۔۔

مت کہو برا میرا کسی بھی دوست کو ماہم

وہ میرے لیے عطائے خداوندی ہے

مجھے محبت بھی ہے ان سے

مجھے انسیت بھی انہی سے ہے

یہ کیسا انعام ہے؟ جو مجھے عطا ہے

یہ دوستی ہی ہے، جو مجھے عطا ہے خداوندی ہے

(ماہم)

نہیں دیکھتی کوئی عمر تیری دوستی، میری دوستی

دوستوں میں بھی کوئی عمر ہوتی ہے بھلا؟

(ماہم)



ریحانہ بیگم نے جو فون پر سنا تھا ان کے ہوش و حواس اڑانے کے لیے کافی تھا۔ آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہہ رہے تھے۔

روتی ہوئیں بی اماں کے کمرے میں داخل ہوئی تو بی اماں اور بنفشہ بھی دیکھ کر ٹھٹھکی تھیں۔

بے شمار سوالات دل میں ابھرے تھے۔

پھپھو۔

کیا ہوا؟ سب خیریت ہے نا۔

بنفشہ نے دھڑکتے دل، کپکپاتے ہاتھوں کے ساتھ پوچھا تھا۔۔

بی اماں نے لاٹھی کے سہارے کھڑے ہوتے پوچھا تھا۔۔

کی ہو یادھی۔۔ سب خیر آناں؟

کیا ہوا بیٹی۔۔ سب ٹھیک ہے ناں؟

اماں میرا شہرام۔۔ ریحانہ بیگم نے روتے ہوئے بولا تو بنفشہ کی آنکھیں پوری کی پوری کھلی تھیں۔۔

آنٹی۔۔ کک کیا ہوا۔۔ شش۔۔ شہرام کو؟ بنفشہ کی آواز میں لڑکھڑاہٹ موجود تھی۔۔

ہائے رے میرے پترنی کی ہو یا؟  
NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہائے رے میرے بیٹے کو کیا ہوا؟؟

بی اماں کی دہائی عروں پر تھی۔۔

بی اماں ہاسٹل کے وارڈن نے فون اٹھایا تھا وہ بتا رہا۔۔ شہرام ہسپتال میں ایڈمٹ ہے۔۔ اس کی

طبیعت بالکل نہیں ٹھیک۔۔ ہمیں چلنا چاہیے۔۔ جلدی چلیں۔۔ ریحانہ بیگم تیزی سے بول کر

باہر کی طرف بڑھی تھیں۔۔

بنفشہ نے وہیں دل تھاما تھا۔۔

یا اللہ۔۔ لب سے لفظ نکلا تھا۔۔

بی اماں لاٹھی اٹھاتے باہر کی طرف فوراً سے گئی تھیں۔۔

(علی پتر کدھر آ۔۔ اونوں فون ملا)

(علی کدھر ہے اسے فون ملاؤ)

بی اماں نے کہا تھا۔۔

ریحانہ بیگم کی روتی ہوئی باہر آواز آئی تھی۔

اماں وہ بھی ہسپتال میں ہے۔۔ میں صبح سے دونوں کو فون کر رہی تھی۔۔ کوئی اٹھا ہی نہیں رہا

تھا۔۔ اب مجھے شہرام کی ڈائری سے ہاسٹل کا نمبر ملا تو آگے سے یہ خبر سننے کو ملی۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com  
چلیں اب دیر ہو رہی ہے۔۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

الدا کرے میرا بیٹا ٹھیک ہو۔۔

وہ بہت ساری دعائیں پڑھتی باہر کو نکلی۔۔

پھپھو۔۔ ریحانہ بیگم نے پکار پر مڑ کر دیکھا تھا۔۔

میں بھی ساتھ جاؤں گی۔۔ پلیز منع مت کریں۔۔

بنفشہ نے آہستہ سے جھکے سر کے ساتھ آنسوؤں کو اندر دھکیلتے ہوئے کہا تھا۔۔

چلو بیٹا۔۔

سب لوگ نکل پڑے تھے۔۔۔

بنفشہ نے دل ہی دل میں شہرام کے لیے دعا کی تھی۔۔۔

یا اللہ! شہرام کی حفاظت کرنا

آمین۔۔۔

دو آنسو ٹوٹ کے زمین بوس ہوئے تھے۔۔۔

محبتوں کی کہانیاں م سے شروع ت پر ختم۔۔۔ محبوب کی محبت ہو یا پھر محرم کی۔۔۔ کبھی نہ کبھی آزمائش تو آن ہی پڑتی ہے۔۔۔ محبت نام ہی اسی چیز کا لیے مجھ سے شروع کر کے تجھ پہ ختم۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میری آزمائش، تیرا صبر۔۔۔ میری محبت، تیرا عشق بن جائے۔۔۔ م کے لفظ سے شروع کی کہانی کا اختتام آخرت ہی ہے۔۔۔

محرم کی محبت سب سے پاکیزہ محبت ہے۔۔۔ تو کیوں نہ بنفشہ مانگے دعا اپنی محرم کی محبت کے لیے۔۔۔

محبتوں کا انعام بانٹنے کی باری ہے ماہم

محرم کی محبت کو پہلی صف میں رکھا جائے

(ماہم)

حال۔۔۔

علی ان دونوں کو اندر ایمر جنسی روم کی جانب لیکر جانے لگا۔ تھوڑے ہی فاصلے پر ایک بیچ پر موجود بی اماں کو ملا۔ جن کا حال بھی ان سب سے مختلف نہیں تھا۔

ان سے مل کر سب اندر ایمر جنسی روم کی طرف بڑھے۔

جہاں شہرام اپنی زندگی اور موت کی لڑائی لڑ رہا تھا۔ اور باہر سب اس کے چاہنے والے اس کی زندگی کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا گو تھے۔ بنفشہ کی آنکھوں سے بے تاب آنسو نکل رہے تھے۔ نظریں سامنے ایمر جنسی روم کے دروازے پر ٹکی ہوئی تھیں۔ جیسے ہلکی سی بھی نظر یہاں سے ہلی تو وہ نہیں رہے گی۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews|Reviews  
یا اللہ اور کتنی آزمائش؟

زبان سے عرصے بعد ایک شکوہ نکلا تھا۔

تبھی ایمر جنسی روم کا دروازہ کھلا۔

ڈاکٹر کمرے سے باہر آئے تھے۔

سب کی بے تاب، التجائی نظریں ڈاکٹر پر جم سی گئی تھی کہ کاش وہ جو سنا چاہتے ہیں صرف وہ ہی ہو۔

خیر کی ہی خبر ہو۔ بی اماں نے دل میں ہی کہا تھا۔

ڈاکٹر ہمارا پیشنٹ؟ علی نے بمشکل الفاظ ادا کیے تھے۔۔

He is out of danger

یہ الفاظ تھے یا ٹھنڈے پانی کی پھوار جو سب کو اپنے دل میں پڑتی ہوئی سنائی دی تھی۔۔

الفاظ تھے جو کانوں کو بھی اندر تک سکوں میسر کر گئے تھے۔۔

الحمد للہ۔۔ بنفشہ کے زباں سے فوراً ادا ہوا تھا۔۔

سب ایک ساتھ رب تعالیٰ کے شکر گزار تھے۔۔ اسے کے آگے سجدہ ریز تھے۔۔

آپ میرے ساتھ چلیں۔۔ ڈاکٹر نے علی کو کہا تھا جو ابھی سہی سے مسکرا بھی نہیں پایا تھا۔۔

لیکن پھر بھی وہ شکر گزار تھا۔۔

اللہ ہی تھا جس نے اس کی پکار سنی۔۔ اتنے دل سے اس نے روتے ہوئے اپنے رب کے حضور

دعا مانگی تھی اپنے دوست کی زندگی کے لیے۔۔ تو وہ کیوں نہ سنتا۔۔ وہی تو کہتا ہے میں تیری

شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔۔ میں تو رحیم بھی ہوں، کریم بھی ہوں۔۔ میں اتنا

قریب ہوں کہ میں تمہاری ہر بات سنتا ہوں۔۔ انسان تو ہے ہی خود غرض جو صرف رب کے

حضور تب سجدہ ریز ہوتا ہے جب ان پر آزمائش پڑتی ہے۔۔ حالانکہ رب تو روزانہ پکارتا

ہے۔۔ کوئی ہے جو میری پکار سنے میرے آگے سجدہ ریز ہو لیکن ہم خود غرض وہ پکار ہی نہیں

سنتے۔۔

وہ تو کہتا ہے۔۔۔

ادعوئی استجب لکم

مجھے پکارو میں تمہاری پکار سنوں گا



اے مولا تو سب سے عظیم تر ہے

تو رحیم بھی ہے، تو کریم بھی ہے

تو سب سے بڑھ کر عظیم تر ہے

تو غفور بھی ہے، تو جلیل بھی ہے

(ماہم)

علی نے بھی تو آزمائش میں ہی پکارا تھا۔۔ اس کی پکار سن لی گئی تھی۔۔۔

علی اور ڈاکٹر آمنے سامنے تھے۔۔۔

ڈاکٹر شہرام کو کیا ہوا تھا؟ علی نے بغیر کسی توقف کے سوال کیا تھا۔۔

یہ تو آپ بتائیں؟ کیا ان کو کوئی پریشانی ہے جو انہوں نے اتنا زیادہ سٹریس لیا کہ انہیں

سوئیر کارڈینک اریسٹ

(severe cardiac arrest)

کے ساتھ ساتھ ان کا نروس بریک ڈاؤن

(nervous breakdown)

ہوا تھا۔۔۔

وہ تو شکر اللہ کا انہیں ٹائم پر ہسپتال پہنچا دیا گیا اور بروقت ٹریٹمنٹ سے الحمد للہ وہ خطرے سے

باہر ہیں۔۔۔

(Alhamdulillah he is now out of danger)

علی کی زبان سے بھی الحمد للہ ادا ہوا تھا۔۔

وہ کیا بتاتا؟ اس کے پاس الفاظ ہی نہیں تھے۔۔

اس کا دوست موت کے دہانے پر کھڑا ہو کر واپس آیا تھا۔ وہ فوراً سے جا کر اس کے گلے لگنا

چاہتا تھا۔۔

اس سے پوچھنا چاہتا تھا۔۔

اگر ہم لیٹ ہو جاتے تو؟ کوئی خیال بھی ہے تمہیں ہمارا۔۔ ہم کیسے رہتے؟؟ وہ چیخ چیخ کے اس سے پوچھنا چاہتا تھا۔۔۔

علی نے ڈاکٹر کے سامنے نفی میں سر ہلا کر کہا تھا۔۔

انشاء اللہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا

ڈاکٹر ہلکا سا مسکرایا تھا۔

مجھے آپ سے یہی توقع تھی۔۔ آپ انہیں اب ہر سٹریس سے دور رکھیں۔۔

انشاء اللہ اللہم کر باہر کی طرف بڑھ گیا تھا جہاں چند ہی لمحوں میں شہرام کو ہوش آنے والا تھا۔۔۔



عفاف اور ہاد گاڑی میں موجود تھے۔۔ جب ہاد نے الفاظ ڈھونڈنا شروع کیے کہ تبھی عفاف کو راستے میں گول گپوں کا تھیلا نظر آیا تھا۔۔

بندر گول گپے۔۔ عفاف نے ہونٹوں پر زبان پھیر کر بچوں کی طرح اچھل کر کہا تھا۔۔

چٹیل ٹائم دیکھو ذرا اور تمہیں گول گپے کھانے کی پڑی ہے۔۔ ہاد نے منہ کے زاویے بگاڑ کر کہا تھا۔۔

عفاف کا قہقہہ گونجا تھا۔۔

بندر لادونا۔۔

عفاف نے چہرے پر معصومیت طاری کر کے مسکراہٹ چھپائی تھی۔۔

لگتا تمہارے مجھے گھر سے جوتے پڑوانے کے ارادے ہیں ہاد نے مسکراہٹ چھپائی تھی۔

عفاف نے ہلکا سا گھورا تھا۔۔

چڑیل ایسے مت دیکھا کرو۔ مجھے چڑیلوں کی ایک ملکہ کی یاد آ جاتی ہے۔۔ وہ بالکل تمہاری طرح

دیکھتی ہیں۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com  
Same to same dito copy۔۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاد نے مسکراہٹ چھپائی تھی۔۔

بندر۔۔ عفاف نے دانت پیسے تھے۔۔

چلو ایک شرط رکھتے ہیں۔۔ ہاد نے سنجیدگی سے کہا۔۔

بندر کھلانے ہے تو کھلاؤ۔۔ میں کوئی شرط و شرط نہیں رکھ رہی۔۔ عفاف نے خفگی سے کہا تھا۔۔

نہیں تو نا سہی چلتے ہیں پھر۔۔ ہاد نے مسکراہٹ دبا کر اسٹیئرنگ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

ہا۔۔۔ عفاف کا پورے کا پورا منہ کھلا تھا۔۔

بند۔۔ الفاظ دانتوں تلے دبائی تھی۔۔ خود کو کچھ بھی کہنے سے روکا تھا۔۔ لپجائی نظروں سے  
ایک بار گول گیوں کو دیکھا تھا۔

ایک زور سے چٹکی ہاد کے کاٹی تو ہاد بلبلا اٹھا۔۔

اوو بد تمیز چڑیل۔۔

ہاد بھائی گول گپے کھلا دیں پلیز۔۔ میرے پیارے پیارے بھائی نہیں۔ عفاف نے چہرے پر  
معصومیت طاری کر کے کہا تو ہاد کا فلک شگاف قہقہہ گونجا تھا۔۔

یہ چیز میری بہنا۔۔ ابھی لاتا ہوں۔۔ مسکراہٹ اچھال کر باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔

بندر۔۔۔ عفاف نے ہلکی سی آواز میں مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے دھوپ چھاؤں جیسے ہی تھے۔۔ بنا کہے بھی ایک دوسرے کو  
سمجھنے والے۔۔ ان دونوں کا رشتہ بالکل ہی الگ تھلگ تھا۔۔۔

ہاد گول گپے لے رہا تھا کہ اچانک سے ریاض ملک کی گاڑی پاس سے گزری۔۔ فوراً سے گاڑی  
روک کر نیچے اتر اٹھا۔۔

ہاد صاحب.. آپ ادھر۔۔ ریاض ملک نے ادھر ادھر نظریں گھما کر دیکھتے کہا تھا۔۔

ہاد نے ریاض ملک کی آواز سنتے ہوئے گردن موڑی۔۔

میں تو ادھر ہی ہوں ریاض صاحب.. آپ ادھر کیا کر رہے ہیں؟ ہاد نے بغیر کسی لچک کے جواب دیا تھا۔۔۔

میں تو گزر رہا تھا آپ کو دیکھ کر چلا آیا۔۔

آپ یہاں کیا کر رہے؟؟ ریاض ملک نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

کچھ نہیں بس آج کے دن کی میٹنگ کی کامیابی منانے کی کوشش۔۔ ہاد نے مسکراہٹ اچھالی تھی۔۔

اتنا غرور بھی نہیں اچھانچے۔۔ پروجیکٹ تو میرا ہی رہے گا۔۔ ریاض ملک ایک دم اشتعال میں آئے تھے۔۔

ریاض صاحب آپ کیوں ٹینشن لے رہے ہیں؟ دیکھو ذرا ابھی سے آپ کے ماتھے پر پسینے آریا۔ ابھی تو ہم نے کچھ کیا بھی نہیں۔۔ ہاد نے مصنوعی دکھ سے گردن ارد گرد ہلاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

اچھا چھوڑیں ذرا۔۔ ریاض ملک نے ارد گرد نظر گھمائی تو ہاد کی تھوڑے فاصلے پر کھڑی گاڑی نظر آئی تھی۔۔۔

اوو۔۔ ریاض ملک نے ہونٹوں کو گول کیا تھا۔۔۔

ہاد نے ریاض ملک کی اس حرکت کو بخوبی نوٹ کیا تھا۔۔

غصے میں ماتھے کے بلوں میں اضافہ ہوا تھا۔ ہاتھوں کی مٹھیوں کو زور سے بند کیا تھا۔۔۔

ہاد صاحب ایک بات تو بتائے۔۔ نظریں ابھی بھی گاڑی کے اس پار جمی ہوئی تھیں۔۔۔

ہاد صاحب پروجیکٹ کی ٹینشن مت لے۔۔ ریاض ملک نے مکروہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا کہ ہاد نے غصے سے لب بھینچے۔۔

ملک صاحب آنکھیں سامنے کر کے بات کریں۔۔ ہاد نے سنجیدگی سے بات کی تھی۔۔۔

ارے ہاد صاحب آپ تو غصہ ہی کر گئے۔۔ پہلے بات تو سنیں۔۔ ریاض ملک کی مکروہ مسکراہٹ میں اضافہ ہوا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تر چھی نظریں ابھی بھی گاڑی کا طواف کر رہی تھیں۔۔۔

ہاد فرقان حیدر سنا ہے تمہارا دوست آج کل تمہاری بہن۔۔ ابھی لفظ پورا نہیں ہوا تھا کہ ہاد کا ہاتھ اٹھا تھا۔۔ بس ہاد برداشت کی حد یہیں تک تھی جس کی نظریں بار بار گاڑی کی طرف دوڑ رہی تھیں۔۔

آئندہ اپنی غلیظ زبان سے میری بہن کا نام بھی لیا تو تیری زبان ہر ان کتوں کو ڈالوں گا کہ تیری ہڈیاں بھی نہیں ملنی۔۔ دور رہنا۔۔ ہاد کی آنکھیں شعلہ بھڑکار ہی تھیں۔۔

ریاض ملک نے ہونٹوں سے نکلنے والا خون صاف کیا تھا۔۔۔

ریاض ملک اس اچانک افتاد کے لیے تیار نہیں تھا۔۔

دور رہنا۔۔ اگر اپنی زبان سے آئندہ کوئی لفظ بھی نکالا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ملک صاحب۔۔ یہ وہ پانچ سالہ از لان شاہ نہیں ہے جو اپنے گھر کو اپنی آنکھوں سے تمہارے فتنے فساد کے ہاتھوں برباد ہوتے دیکھتا رہ جائے اور کچھ نہ کر پائے۔۔ یہ ہاد فرقان حیدر ہے۔ از لان میر شاہ کا اکلوتا دوست جو اس کی رگ رگ سے واقف ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے دشمنوں کا بھی دشمن ہے۔۔ جو اس کے لیے، اپنے خاندان، اپنی عزت کے لیے جان لینا بھی جانتا ہے اور جان دینا بھی۔۔ یاد رکھنا۔ اگلی بار کچھ بولنے سے پہلے سو بار سوچنا۔۔

ہاد فرقان حیدر اپنی عزت کی، اپنے خاندان کی رکھوالی کرنا جانتا ہے۔۔ بھڑیے تبھی آتے ہیں جب سرپرست نہیں رہتے۔۔ ملک صاحب۔۔

ریاض ملک کی آنکھیں لال انگارہ ہوئی تھیں۔۔ جن میں دہکتی آگ بہت کچھ جلا دینے کی قابلیت دکھا رہی تھیں۔۔

یہاں سرپرست سامنے کھڑا ہے۔۔ ایک نظر بھی اٹھی تو اگلی دفعہ سے یہ آنکھیں نظر نہیں آئے گی۔۔ اپنے بیٹے کو بھی سمجھا دینا۔۔ جس کا حساب بھی جلد ہونے والا ہے۔۔ غصے سے کہہ کر گول گپے وہیں چھوڑ کر گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔

ریاض ملک پیچھے پھنکارتے رہ گئے۔ اور اپنے ہونٹوں سے نکلنے والے خون کو صاف کرتے رہ گئے۔۔

غصے سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔۔۔

ہاد نے گاڑی میں بیٹھتے بیٹھتے فوراً سے ایک مسج کیا تھا اور پھر گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔۔

ریاض ملک اپنی گاڑی میں بیٹھے ہی تھے کہ ان کو چند ثانیے بعد ہی فون کال ریسیو ہوئی تھی۔۔۔ جسے سننے کے بعد ریاض ملک آپے سے باہر ہوئے تھے۔۔۔

ایسے کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ ایک بار پھر سے دھاڑے تھے۔۔۔

اس ٹائم کو نسی ریڈ پڑ سکتی ہے۔ چھپا دو سب کچھ اور تم لوگ بھی۔ نکلو فوراً سے۔۔۔ وہ ایک دم گاڑی میں پھر دھاڑے تھے۔۔۔ ساتھ ساتھ ہونٹوں سے رسنے والے خون کو صاف کیا تھا۔۔۔  
 حسن کدھر ہے۔۔۔ حسنوہ ایک دم چنکاڑے تھے۔

سر وہ حسن صاحب نیچے روم میں۔۔۔ اس سے پہلے فون کے دوسری طرف کچھ کہتے ریاض ملک دھاڑا تھا۔۔۔

نکالو اسے بھی وہاں سے۔۔۔ اگر اس دفعہ پکڑے گے تو کروڑوں کے نقصان کے ساتھ ساتھ جان بچانا بہت مشکل ہو جانا ہے۔۔۔ میں بھی آ رہا ہوں۔ سب کہیں نہ کہیں رفو چکر ہو جاؤ جلدی۔۔۔ ریاض ملک نے دھاڑتے ہوئے فون بند کیا تھا۔ اب مختلف ذرائع میں کالز پر کالز ملا

رہے تھے۔۔۔ ماتھے پر نمودار ہونے والے پسینے کے قطروں اور ہونٹوں سے رسنے والے خون کو بھی بار بار صاف کر رہے تھے۔۔۔



ہاد گاڑی میں آکر بیٹھا تو عفاف نے فون بند کیا تھا۔۔۔

بابا کا فون تھا وہ کہہ رہے تھے جلدی گھر پہنچو۔۔۔

عفاف نے ہاد کے بیٹھتے ہی بتایا تھا۔۔۔

ہو نہہ۔۔۔ ہاد نے صرف ہنکارہ بھرا تھا اور گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔۔

بندر میرے گول گپے۔۔۔ عفاف نے حیرانی سے مڑ کر ہاد کی طرف دیکھا تھا جو سنجیدگی سے گاڑی چلا رہا تھا۔۔۔

چند لمحے بعد ہی فون نکال کر کچھ ٹائپ کیا تھا اور پھر رکھ دیا۔۔۔

عفاف چپ چاپ ہاد کی حرکت دیکھ رہی تھی۔۔۔

بندر میرے گول گپے۔۔۔ ایک بار پھر عفاف نے استفسار کیا تھا۔۔۔

ٹھیک پانچ منٹ بعد کو ایک میسج وصول ہوا تھا۔۔۔

سر کام ہو گیا

جسے پڑھ کے اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگتی تھی۔۔۔

او و پاگل واگل تو نہیں ہو گئے بندر۔۔ عفاف نے ہاد کے بدلتے تاثرات کو دیکھتے پوچھا تھا۔۔  
 نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں چڑیل۔۔ اگر میں پاگل ہو گیا تو چڑیلوں کی خبر کیسے رکھوں  
 گا۔۔ ایسے تو تمہاری جیسی ہزار چڑیلیں اس دنیا میں قابض ہو جائیں گی تو ہم معصوم کدھر جائیں  
 گے۔ ہاد نے معصومیت سے دہائی تھی۔۔

بندر تم بہت ہی کوئی۔۔ عفاف اس سے پہلے بولتی ہاد نے الفاظ چھینے تھے۔۔

ہاں ہاں پتہ ہے میں بہت معصوم ہوں، شریف ہوں۔۔ نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے ایک  
 چڑیل کا بھائی ہوں۔۔ کہاں میں، کہاں وہ؟ لیکن خیر اب کیا جا سکتا بھائی تو ہوں نا۔۔ ہاد کی دہائی  
 عروج پر تھی۔۔

تم بہت ہی بد تمیز ہو بندر۔۔ بات مت کرنا تم مجھ سے اب۔۔ عفاف نے خفگی سے چہرہ  
 موڑتے کہا تھا۔۔

اچھا اچھا نہیں کرتا۔۔ میں تو بس گول گپوں کا بتانے والے تھا۔ خیر نہیں تو نہ سہی۔۔ کونسا کوئی  
 بات کر رہا ہے مجھ سے جسے میں بتاؤں۔۔ ہاد نے گاڑی ایک سڑک کی طرف گھماتے ہوئے کہی  
 تھی۔۔

بتادو۔۔ کدھر ہے میرے گول گپے۔۔ عفاف نے فوراً سے مڑ کر پوچھا تھا۔۔

وہ۔۔ ہاد نے مسکراہٹ دہائی تھی۔۔

کیا وہ؟ عفاف نے آئی برواچکائے تھے۔۔۔

وہ تمہاری دوست نہیں تھی نا تمہارے ساتھ تو میں نے سوچا جب وہ آئے گی تب ساتھ ملکر کھا لینا۔۔ ہاد نے مسکراتے ہوئے ہاتھ بالوں میں پھیرا تھا۔۔۔

عفاف فوراً سے دوبارہ مڑی تھی۔۔۔

بندر۔۔۔ کھلے منہ اور حیرانگی کے تاثرات کے ساتھ بولی تو ہاد مسکرایا تھا۔۔۔

چلو اترو زیادہ بولا مت کرو بہت نان سٹاپ بولتی رہتی ہو چڑیلہا د نے مسکراہٹ دبا کر کہا تھا۔۔۔

عفاف ابھی بھی ہاد کی طرف دیکھ کر گھور رہی تھی جو گاڑی سے اتر چکا تھا۔ گاڑی گیراج میں کھڑی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews



عفاف گھر میں داخل ہوئی تو گھر میں موجو چہل پہل۔۔ لاؤنج میں پڑاسازو سامان بہت سے اندیشے پال رہا تھا۔۔۔

عفاف کی آنکھیں حیرت سے کھلی تھیں۔۔ جب لاؤنج میں پڑے مختلف سازوں سامان اس کے اندیشے کو کسی حد تک درست کر رہا تھا۔۔۔۔۔

عفاف نے قدم اندر کی جانب بڑھا دیئے۔۔۔

روبینہ بیگم ارد گرد تیزی سے چکر کاٹ رہی تھیں۔۔ عفاف کو آتا دیکھ کر فوراً سے اس کی طرف بڑھی تھی۔۔۔

شکر ہے آگئی ہو تم۔۔ روبینہ بیگم نے عفاف کو ساتھ لگاتے ہوئے کہا تھا۔۔

جاؤ فریش ہو جاؤ جا کر۔۔ تمہارے بابا پھر ویٹ کریں گے تمہارا کہہ کر عفاف کو اوپر بھیج دیا۔۔۔

منائل، رامین، ریان سب دوبارہ سے اپنے کام کاج میں مصروف ہو گئے۔۔۔

کب تک مہمان آرہے ہیں؟ روبینہ بیگم نے ایک بار پھر سے فرقان صاحب سے پوچھا تھا۔۔

روبینہ بیگم آپ کتنی بار مجھ سے یہی سوال کر چکی ہیں۔۔۔ آپ کو میں ہر بار بتا چکا ہوں کہ ہاد

کہہ رہا تھا۔۔ بس پہنچنے والے ہیں۔۔

روبینہ بیگم نے خفگی سے کہا تھا۔۔ کب کے تھوڑی دیر کا ہی کہہ رہے ہیں ابھی تک تھوڑی دیر

ہی پوری نہیں ہوئی۔۔ پریشانی سے ایک بار پھر ارد گرد کا چکر لگایا تھا۔۔

بھا بھی بیٹھ جائیں تھک جائیں گی۔۔ رابعہ بیگم نے روبینہ بیگم کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا تھا۔۔

کیسے بیٹھوں میں۔۔ مجھے ایک پل بھی سکون نہیں مل رہا۔۔ میری بیٹی کیا کرے گی جب اسے

پتا چلے گا بغیر کسی کو جانے آج ہی اس کا نکاح ہے۔۔ روبینہ بیگم نے تڑپتے ہوئے کہا تھا۔۔

بھا بھی آپ کو ہا پر یقین نہیں ہے۔۔ کیا وہ اپنی بہن کے لیے کسی ایرے غیرے کو ڈھونڈے گا.. ایسا ہو سکتا ہے بھلا؟؟ رابعہ بیگم نے روبینہ بیگم سے سوال کیا تھا۔۔

روبینہ بیگم نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

ایسا کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔۔

تو پھر؟ سوال فرقان صاحب اور مراد صاحب کی طرف سے یکجا آیا تھا۔۔

عفاف کیسے مانے گی۔۔ دیکھا آپ نے اسکی آنکھوں میں یہ تیاری دیکھ کر کیسی اجنبیت اتری تھی۔۔ آپ نے نہیں دیکھی تو میں نے ضرور دیکھی ہے وہ بھی قریب سے۔۔ فرقان صاحب۔۔ اسے ایک بار بتانے تو دیتے۔۔ روبینہ بیگم اچانک ہی رو پڑی تھیں۔۔

بھا بھی ہم بتا دیتے اگر ہا منع نہیں کرتا۔۔ اس نے کہا ہے وہ سمجھائے گا نا تو وہ مان جائے گی۔۔ آپ فکر کیوں کرتی ہیں۔۔ رابعہ بیگم نے تسلی دی تھی۔۔

انشاء اللہ۔۔ روبینہ بیگم کی طرف سے جواب آیا تھا۔۔

بس باقی سب معاملے اللہ کے سپرد کر دو۔۔ فرقان صاحب نے کہا تھا اور اٹھ کر ڈائنگ ہال کی جانب بڑھ گئے۔۔

سب لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو گئے۔۔

ریان، مناہل، راین بھی اپنے کام کرنے لگ گئے۔۔

ہاد فون بند کر کے مڑا تھا۔۔ جب کسی سے زوردار ٹکراؤ ہوا۔۔

اف۔ ایم سوری۔۔ ہاد نے فوراً سے اپنے ماتھے کو رگڑتے ہوئے بولا تھا۔۔

سامنے دیکھا تو نظریں ایک بار پھر سے جم سی گئی۔۔ آس پاس کی ہر چیز کی رفتار بہت ہی سلو ہو گئی۔۔

دھڑکنوں کو تھمنا کسے کہتے ہیں یہ اس وقت ہاد نے جانا تھا۔۔ دھڑکنوں کا شور کیسے سنائی دیتا ہے۔۔  
 NEW ERA MAGAZINE.com  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
 ہاد کو آج پتا چلا تھا۔۔

ہاتھ میں بڑا سا پھولوں کا ٹرے پکڑے۔۔ لائٹ پنک کلر کی میکسی پہنے بالوں کا اونچا جوڑا بنا کر  
 حجاب کیے۔۔ بالوں کی کچھ آوارہ لٹیں حجاب کے باوجود اس کے چہرے کا طواف کر رہی  
 تھیں۔۔ ہلکا ہلکا سامیک اپ کیے۔۔ آنکھوں پر آج گلاسز کی بجائے لینز اور لائٹ لگائے ہائی ہیل  
 پہنے پری پیکر کو مجسمہ معلوم ہو رہی تھی۔۔

ویسا ہی کچھ حال ایمن کا تھا۔۔

دونوں کی زبان سے یکدم ادا ہوا تھا۔۔

آپ۔۔۔

دونوں کی ایک بار پھر سے نظریں ملی تھیں۔۔۔ ایمن نے فوراً سے نظریں جھکائی تھیں۔۔۔

آپ۔۔۔

ایمن ہکلا کر بولی تھی۔۔۔

یہ تو میں آپ سے پوچھ رہا ہوں۔۔۔ آپ یہاں کہاں؟ وہ بھی اس ٹائم۔۔۔ ہاد نے ٹائم دیکھتے ہوئے

کہا تھا۔۔۔ خود کو بروقت قابو کیا تھا۔۔۔

ایمن نے فوراً سے نظریں اٹھا کر ایک بار ارد گرد گھمائی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عافی کا گھر۔۔۔ زبان دانتوں تلے دبائی۔۔۔

ہم یہاں۔۔۔ کیسے؟

خود بھی حیران ہوئی تھیں۔۔۔

عافی کی دوست۔۔۔ ہاد نے نام لینے سے گریز کیا تھا۔۔۔

ایمن نے جھکی نظر ایک بار پھر اٹھائی تو ہاد کا دل کرے وہ اسے ایسے ہی دیکھتی رہے۔ وقت یہیں

رک سا جائے۔۔۔

ایمن کی دھڑکنوں میں بتدریج اضافہ ہو گیا تھا۔ اس کا دل کرے وہ یہاں سے ان نظروں سے فوراً سے کہیں او جھل ہو جائے کہیں جزبات کی رو میں بہہ کر خود ہی کچھ غلط مت بول دے۔۔۔

تیزی سے وہاں سے جانے لگی تھی جب ہاد نے دوبارہ پکارا تھا۔۔۔

آپ اچھی لگ رہی ہیں۔۔ ہاد مسکرایا تھا۔۔۔

اور یہ بار بار اس طرح مت دیکھا کریں کسی بھی شخص میں شیطان حاوی ہونے میں دیر نہیں کرے گا۔ پھر چاہے وہ کتنا ہی شریف انسان ہی کیوں نہ ہو محترمہ۔۔۔

ہاد نے مسکرا کر کہا تھا۔ اس بار ایمن نے نظریں نہیں اٹھائی تھی۔۔۔

تبھی از لان کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔

ہاد۔۔۔

ہاد فوراً سے جا کر بغل گیر ہوا تھا۔۔۔۔

آگیا میرا یار۔۔۔

نیلی آنکھوں میں الگ ہی سی چمک تھی جیسے سب کچھ پالینے کی چمک۔۔۔

روحیلہ شاہ اور ایمن شاہ اندر کی طرف بڑھ گئے اور از لان اور میر شاہ ہاد کے ساتھ اندر کی

طرف۔۔۔

ایمن بھی اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔

ہاد نے مسکراتے ہوئے ایک بار سر جھٹکا تھا۔۔

ہاں اچھی لگ رہی تھیں۔۔ عافی کی بیسٹ فرینڈ جو تھی۔۔

پھر مسکرایا تھا۔۔

ایمن اندر سب سے جا کر ملی تھی سب کے لیے حیران کن سرپرائز تھا۔۔ سب ہی شاکڈ

تھے۔۔ حتیٰ کہ ایمن خود بھی شاکڈ تھی۔۔

بھیو۔۔ عافی سے۔۔ اوومائی گاڈ وہ جتنا حیران ہوتی کم تھی۔۔ ایک طرح سے وہ بہت بہت

خوش تھی اس کی جان سے پیاری دوست اس کی بھابھی بننے جا رہی تھی۔۔ اور دوسری طرف

وہ عفاف کے صبح والی بات سے پریشان تھی جو اس نے کہی تھی کہ وہ شادی نہیں کرنا چاہتی

تھی۔۔۔

روبینہ بیگم ایمن کو دیکھ کر پر سکون ہو گئی تھیں۔ ہر طرح کے لڑکے والوں کو لیکر شک و شبہات

دور ہوئے تھے۔۔

ایمن عفاف کو مل کر سرپرائز دینا چاہتی تھی لیکن ابھی سب کی وجہ سے ٹھہری ہوئی تھی۔۔

ہاد کے بالکل سامنے از لان بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ میر شاہ اور فرقان صاحب دونوں آمنے سامنے  
موجود تھے۔۔۔ فرحان صاحب ایک الگ صوفہ پر موجود تھے۔۔۔

از لان میر شاہ۔۔۔ فرقان صاحب نے پکارا تھا۔۔۔

نبلی آنکھیں سنجیدگی لیے بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔

ہاد بھی سنجیدہ سا نظریں جمائے بیٹھا تھا۔۔۔

میں آپ سے آپ کے بارے میں کچھ بھی نہیں پوچھوں گا۔۔۔ وہ سب مجھے ہاد بتا چکا ہے۔۔۔

آپ بس مجھے اتنا بتادیں آپ میری بیٹی سے شادی کیوں کر ناچاہتے ہیں؟ فرقان صاحب نے  
سنجیدگی سے پہلا سوال کیا تھا۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیونکہ میں آپ کی بیٹی سے محبت کرتا ہوں۔۔۔ از لان نے بھی سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔۔۔

یہ تو کوئی وجہ نہیں ہوئی۔۔۔ از لان۔۔۔ جو بھی آکر ہمیں کہہ دے کہ ہمیں آپ کی بیٹی سے محبت  
ہے تو کیا ہم اپنی بیٹی دیں دے۔۔۔ سوال فرحان صاحب کی طرف سے آیا تھا۔۔۔

میں کسی کی بات نہیں کر رہا۔۔۔ میں خود کی بات کر رہا ہوں۔۔۔ از لان میر شاہ صرف باتیں نہیں

کرتا اس پر دل و جاں سے عمل پیرا بھی ہوتا ہے۔۔۔ نہایت ہی آہستہ سی آواز سے از لان نے

جواب دیا تھا۔۔۔

اگر آپکو میری بہن کے ماضی کے بارے میں کچھ ایسا پتا چلے تب بھی آپ کا موقف عفاف سے نکاح کا ہی ہوگا۔۔۔ سنجیدگی سے سوال ہاد کی طرف سے آیا تو از لان کے پیوست ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔۔۔

ہاد کی بات یاد آئی تھی۔۔۔

ازی تمہیں وہاں تمہارا دوست نہیں ملے گا ایک بہن کا بھائی ملے گا۔۔۔

کس کا ماضی نہیں ہوتا۔۔۔ ہاد۔۔۔ از لان نے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔۔

اگر ہم ہی ماضی میں رہنے لگ جائیں تو آگے کون بڑھے گا۔۔۔ میر شاہ نے ایک نظر اپنے بیٹے کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

ماضی کی یادیں تو ہمیں دیمک کی طرح چاٹتی ہیں۔۔۔ ہم کبھی بھی آگے نہیں بڑھ سکتے جب

تک ہم اپنے ماضی سے نہیں نکلتے۔۔۔ ماضی ایک ناگ کی طرح جب ڈستا ہے نا تو اس کا زہر

پورے جسم کو متاثر کر کے نکارہ بنا دیتا ہے۔۔۔ ہم ماضی سے چھٹکارہ حاصل نہیں کریں گے تو

کون کرے گا۔۔۔

از لان نے سنجیدگی سے اپنی بات ختم کی تھی۔۔۔

ویسے بھی ان کے ماضی میں جو کچھ بھی تھا اس سے مجھے کوئی سروکار نہیں کیونکہ اللہ ظالموں کی رسی زیادہ دراز نہیں کرتا۔۔۔ میر شاہ نے ایک بار پھر اپنے بیٹے کو دیکھا تھا اور وہ پہلو بدل کے رہ گئے۔۔۔

عفاف کا ماضی ان کا کل تھا۔۔۔ جو بیت گیا۔۔۔

ان کا حال آج ہے۔ جو جاری ہے۔۔۔ جو ان کے ہاتھ میں ہے اور مجھے ان کے آج سے سروکار ہے کیونکہ وہ میری آج ہیں اور ہمیشہ رہے گیں۔۔۔ یہ میرا آپ سے وعدہ ہے۔ ازلان نے مسکرا کر کہا تھا۔۔۔

ہاں بھی مسکرایا تھا۔۔۔  
 مجھے یہی امید تھی۔۔۔  
 NEW ERA MAGAZINE  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہاں بیٹھے سب نفوس مسکرائے تھے۔۔۔

ہاداٹھ کر ازلان کے گلے ملا تھا۔۔۔ تبھی ازلان نے آہستہ سی آواز میں بولا تھا۔

میری زندگی کا آغاز بھی وہیں رہے گیں اور اختتام بھی۔۔۔ جس دن میں اپسر اسے بے وفائی کر گیا۔ اس دن سمجھنا ازلان میر شاہ اس دن میں نہیں رہا۔۔۔ محبت کے لفظوں سے آشنائی بخشی ہے انہوں نے میں بے وفائی کا جرم اپنے سر کیسے لے سکتا ہوں بھلا۔۔۔ سرگوشی انداز میں ازلان نے ہاد سے کہا تو ہاد کی مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی۔۔۔

اب یہ مت سمجھو میں تم سے گلے ملا ہوں تو میں تمہارا دوست ہوں۔۔ تمہاری غلط فہمی ہے  
 ازی۔۔ میں ابھی بھی مہمان کی حیثیت سے ہی مل رہا ہوں۔۔۔  
 جب تک نکاح نہیں ہوتا تب تک تم ایک بہن کے بھائی سے ہی ملو گے۔۔ مسکراتے ہوئے  
 کہہ کر دور ہوا تھا کہ دونوں کی مسکراہٹ گہری تر ہو گئی تھی۔۔۔

چند اور سوالات، جوابات کے بعد ہاں ہو گئی تھی۔۔

سب ایک دوسرے کے گلے ملے تھے۔۔۔

سب لاؤنج میں آچکے تھے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سب ایک دوسرے سے مل رہے تھے۔۔ جب ہادا ازلان کے پاس بیٹھا تھا۔۔۔

دیکھ لو۔۔ میں جو کہتا ہوں وہ ہو کر ہی رہتا ہے۔۔ اب چاہے وہ میری ضد ہو یا پھر میری انا کا  
 مسئلہ۔۔ تمہاری بہن سے میں نے کہا تھا آج شام نکاح ہو کر رہے گا اور وہی ہوا۔۔ ازلان نے  
 مسکراتے ہوئے ہادا کو کہا تھا کہ ہادا نے ایک زوردار تیج مارا تھا۔۔ اس سے پہلے کہ ہادا کچھ بولتا  
 پیچھے پڑا گلداں زمیں بوس ہوا تھا۔۔۔

سب نے فوراً سے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔۔ جہاں عفاف ڈبڈبائی آنکھوں سے سب کو دیکھ کر اوپر  
 کی جانب بھاگی تھی۔۔۔

وہ جو کب سے فریش ہو کر بیٹھی تھی۔۔۔ آواز کا انتظار کر رہی تھی کب اس کے بابا بلائیں تو چلی جائے۔۔۔ پیاس کی شدت کی وجہ سے وہ خود ہی نیچے آگئی تھی۔۔۔ اگلے منظر نے اس کے شک و شبہات کو دور کیا تھا۔۔۔

ازلان کی آواز نے پیچھے ہی اس کے پاؤں جکڑے تھے۔۔۔ وہ کیسے نہ اس آواز کو پہچانتی۔۔۔ وہ تو لاکھوں میں بھی اب اچھے سے اس آواز کو پہچانتی تھی۔۔۔

سارا دن کی بھولی بات جو کہیں پس پردہ چھپ سی گئی تھی یاد آئی تھی۔۔۔

اپسرا تیار رہیے گا شام کو۔۔۔ سارے حق کے ساتھ آپ کے پاس آؤں گا۔۔۔

تیار رہیے گا اپسرا۔۔۔

دوسری آواز سنائی دی تھی۔۔۔

عفاف بیٹا۔۔۔ شام کو جلدی آجانا کچھ مہمان آرہے ہیں۔۔۔

اس کی آواز مدہم سی ہوئی تھی۔۔۔

نہیں بابا۔۔۔ میں نے شادی نہیں کرنی تھی۔ آواز رندھ سی گئی۔۔۔

پاؤں اٹھانا چانک ہی مشکل ہو گیا تھا۔۔ ہاتھوں میں کپکپاہٹ سی طاری ہو گئی تھی۔۔۔

اگلے قدم اور اٹھانے مشکل ہوئے تھے۔۔

جب سب ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے۔۔۔

ایسا سب کیسے کر سکتے ہیں؟؟

کیا ان کو نہیں پتا؟ مجھے شادی نہیں کرنی۔۔

خود سے ہی سوال کیا تھا۔۔

ایمن پر نظر پڑی تھی۔۔۔

ایمی تمہیں بھی تو پتا ہے پھر بھی۔۔۔



پھر اسے فوراً سے یاد آیا کہ اب جب وہ اپنے کمرے میں گئی تھی اسے بے شمار بکے بیڈ پر ملے

تھے۔۔۔

جس میں موجود کارڈ تھا اور اس میں لکھا گیا تھا۔۔

Black roses for you apsara

اتنے حجابوں پر تو یہ عالم ہے حسن کا  
کیا حال ہو جو دیکھ لیں پردہ اٹھا کے ہم  
(جگر مراد آبادی)

بس کچھ لمحے انتظار کے جو جلد ہی بیت جائیں گے اور آپ کی زندگی میں صرف اور صرف  
خوشیاں ہونگی اپسرا۔۔۔ آپ کی آنکھوں کی گہرائی میرے دل تک رسائی رکھتی ہے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے پڑھ کے ہمیشہ کی طرح اگنور کیا تھا۔۔۔

لیکن اب۔۔۔۔۔ یہ کیا تھا؟؟؟

ازلان کے لفظوں نے اس کی آواز کا گلا گھونٹا تھا۔۔۔

دیکھ لو۔۔۔ میں جو کہتا ہوں وہ ہو کر ہی رہتا ہے۔۔۔ اب چاہے وہ میری ضد ہو یا پھر میری انا کا  
مسئلہ۔۔۔ تمہاری بہن سے میں نے کہا تھا آج شام نکاح ہو کر رہے گا اور وہی ہوا تبھی وہ دبے  
پاؤں بھاگی تھی جب ہاتھ لگنے سے گلہ ان گرا تھا اور سب کی نظریں فوراً سے مڑی تھیں۔۔۔

ازلان کا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔۔۔

اپسرا۔۔ وہ دل ہی دل میں مخاطب ہوا تھا۔۔

ایمن کی آنکھیں بھی لبالب پانی سے بھر چکی تھیں۔۔ وہ تو عفاف کو سر پر اُزدینے والی تھی۔

روبینہ بیگم بھی وہیں بیٹھ گئی تھیں۔۔

میں نے کہا تھا نامیری بچی سے پہلے بات کر لو۔۔ لیکن کون سنتا ہے یہاں وہ ایک دم غصہ ہوئی تھیں۔۔

بھا بھی۔۔ ہاد گیا ہے۔۔۔ چپ کریں۔۔ رابعہ بیگم نے ساتھ لگاتے ہوئے کہا تھا۔

منائل، رامین، ریان چپ چپ کھڑے تھے۔۔

فرقان صاحب بھی ڈھے سے گئے تھے۔۔ اپنی بیٹی کی آنکھوں میں پانی انہیں بہت کچھ یاد کروا رہا تھا۔۔

ہاد نے کمرے کا دروازہ ناک کیا تھا۔۔ لیکن جواب ندارد۔۔

بار بار کھٹکھٹایا لیکن جواب نہیں ملا۔۔

ہاد نے ڈبلیکٹ چابی سے دروازہ کھولا تو سامنے کا منظر دیکھ کر حیران ہوا تھا۔۔

جہاں عفاف زمیں پر بیٹھی اپنی ڈائری کھولے صفحات پھاڑ رہی تھی اور زار و قطار رو رہی تھی۔۔۔

ایسا کیسے کر سکتے ہیں سب کیوں کوئی نہیں سمجھتا مجھے شادی نہیں کرنی۔۔۔ مجھے شادی نہیں کرنی۔۔

ہر صفحہ پھاڑے وہ ایک ہی بات دہرا رہی تھی۔۔

ہاڈ کو ڈائری دیکھ کر کچھ ہفتے پہلے کا وقت یاد آیا تھا۔۔

کچھ ہفتے پہلے کا منظر۔۔۔

ہاڈ سٹڈی روم میں عفاف کی ڈائری کھولے بیٹھا تھا۔۔۔ جہاں سے اس نے صفحہ ختم کیا تھا وہیں سے آگے پڑھنا شروع کیا۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بچپن کی یادیں کا صفحہ ختم ہوا تھا۔۔

اس سے پہلے اگلا صفحہ پلٹتا عفاف کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔

ہاڈ بھائی۔۔۔ ہاڈ بھائی۔۔۔

عفاف نے اونچی اونچی پکارتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

چڑیل ادھر ہوں میں۔۔۔ ڈائری ٹیبل کے نیچے رکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

بندر میری ڈائری دیکھی تم نے کہیں۔۔۔ مل ہی نہیں رہی۔۔۔ کمرے میں ہی رکھی تھی میں

نے۔۔۔ عفاف نے کمر پر ہاتھ رکھ کر ارد گرد نظر گھماتے کہا تھا۔۔۔

ہاد نے اپنی چسیر تھوڑا پیچھے گھسیٹی تھی۔۔۔

لوجی۔۔ چڑیل مجھے تمہاری ڈائری سے کیا لینا دینا بھلا۔۔ ہاد نے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔

یہی نا۔۔ مل ہی نہیں رہی کہیں بھی مجھے۔۔

عفاف نے رونی شکل بناتے کہا تھا۔۔۔

اچھا مل جائے گی۔۔ روؤں تو نا۔۔ ہاد نے اٹھ کر گلے لگاتے کہا تھا۔۔۔

ہاں انشاء اللہ میرے لیے وہ بہت ضروری ہے۔۔ میری زندگی کا ایک حصہ اس میں

ہے۔۔۔ کسی کے ہاتھ نہ لگے۔۔ وہ رونے والی ہو گئی تھی۔۔

اوو پاگل۔۔۔ ہاد نے ایک لگاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

اچھا میں دیکھتی ہوں پتا نہیں کدھر گئی ہے۔۔ اسے شاید میں ہی رکھ کے بھول گئی ہوں۔

ایک دفعہ مل جائے بس پھر

No More diaries...

عفاف نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا تھا۔۔

ہاد ہنسا تھا۔۔۔

اوکے باس۔۔

عفاف کے جانے کے بعد وہ کھل کے مسکرایا تھا۔۔۔

سوری عافی۔ لیکن یہ بھی ضروری تھا۔۔۔ ہاد نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے دوبارہ سے ڈائری  
کھول کر صفحہ پلٹا تھا۔۔۔

ہاد پڑھتے پڑھتے ماضی کی یاد میں کھوسا گیا تھا۔ ایسا پڑھ کے محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ جیسے سب کچھ  
لائیو چل رہا ہو۔۔۔



ماضی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ بارہ سالہ بچی کبھی ایک جگہ بھاگ رہی تھی کبھی دوسری جگہ۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاد بھائی پکڑیں۔۔۔ مجھے پکڑیں۔۔۔ عفاف کبھی ایک

پلٹ کے پیچھے بھاگ رہی تھی کبھی دوسرے کے۔۔۔

ہاد اسے پکڑنے کے لیے اس کے پیچھے پیچھے بھاگ رہا تھا۔۔۔

بی جان بیٹھی قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھیں۔۔۔

روبینہ بیگم کچن میں کام کر رہی تھیں۔۔۔ جبکہ رابعہ بیگم اپنے مائیکے گئی ہوئی تھیں۔۔۔

بی جان پڑھتے پڑھتے ایک نظر ان دونوں کو دیکھ لیتیں پھر سے پڑھنا شروع کر دیتیں۔۔۔

عفاف رک جاؤ یا۔۔۔ ہاد نے گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

باد بھائی۔۔۔ عفاف نے منہ کے زاویے بگاڑے تھے۔۔۔

آپ تھک بھی گئے۔۔۔

ہاں بس عافی۔۔۔ چلو کچھ اور کرتے ہیں۔۔۔ ہاد نے بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

عفاف فوراً سے بھاگتی ہوئی آئی تھی کہ عفاف کی کسی چیز سے زوردار ٹکڑ لگی اور وہ زمیں پر گری تھی۔۔۔

اُوج۔۔۔ وہ رونے لگ گئی تھی۔۔۔

ہاد جو ابھی بیٹھا ہی تھا۔ فوراً سے بھاگ کر عفاف کے پاس گیا۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عافی اٹھو کیا ہوا؟؟؟ چوٹ تو نہیں لگی۔۔۔ ادھر دکھاؤ۔۔۔ وہ عفاف کے چہرے کو بار بار صاف کر کے پوچھ رہا تھا

بی جان بھی قرآن پاک بند کر کے اٹھ کر آئی تھیں۔۔۔

کیا ہوا میرے بچے کو؟ بی جان نے عفاف کو اٹھاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

بی جان دیکھیں ذرا زیادہ تو نہیں لگ گئی نا۔۔۔ ڈاکٹر کو بلاؤں۔۔۔ بی جانہاد نے بوکھلاہٹ سے کہا تھا۔۔۔

ہاد بچے... عافی بالکل ٹھیک ہے دیکھو کوئی چوٹ نہیں لگی۔۔۔

چند اٹھو تم دونوں اوپر بیٹھو۔۔۔ بی جان نے اوپر بٹھاتے ہوئے عفاف کے گٹھنے پر آئٹمنٹ لگائی تھی۔۔۔

دیکھو اب بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ بی جان نے مسکراتے ہوئے کہا تھا کہ ہاد بھی مسکرایا تھا۔۔۔  
 ہاد بچے سے بڑی ہونے دو۔۔۔ جب جب گرے گی تب تب وہ اٹھے گی۔۔۔ کب تک اسے  
 سنبھالو گے۔۔۔ بی جان نے ہاد کو اپنے پاس بٹھاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔  
 عفاف اٹھ کر اندر چلی گئی تھی۔۔۔

بی جان جب جب وہ گرے تب تب میں اسے اٹھانے کے لیے اس کے پاس موجود  
 ہونگا۔۔۔ دیکھیے گابی جان۔۔۔ میں کبھی اس پر ہلکی سی بھی آنچ نہیں آنے دوں گا۔۔۔  
 ہاد نے مسکرا کر کہا تھا۔۔۔

منابل جو سب سے چھوٹی تھی۔۔۔ ہاد کی طرف دیکھ کر مسکرائی تھی۔۔۔  
 ہاں بچے تم سب کا خیال رکھوں گا میں۔۔۔ وہ بچی کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔۔۔

دروازے کے اس پار کھڑی عفاف نے آنسو صاف کئے تھے۔۔۔  
 فوراً سے بھاگ کر آئی تھی۔۔۔

بی جان۔۔ بی جان دیکھیے گامیں بھی ہاد بھائی کا خیال رکھوں گی۔۔ وہ کھل کے مسکرائی تو بی  
جان اور ہاد بھی کھل کے مسکرایا تھا۔۔

بی جان نے دونوں کو اپنے پاس بٹھایا تھا۔۔۔

عافی بچے۔۔ بی جان نے ماتھے پر بل ڈال کر بولا تھا۔۔

آپ نے آج پھر نماز لیٹ کی نا؟ بی جان نے غصے سے پوچھا تھا۔۔

بی جان۔۔ وہ۔۔ عفاف نے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔۔

بی جان نے عفاف کے کان پکڑے تھے۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاد فوراً سے بولا تھا۔۔

بی جان آہستہ۔۔۔

تم چپ کرو۔۔ تمہارے بے جالا ڈنے ہی اسے بگاڑا ہے۔۔ بی جان نے غصے سے بولا تھا۔۔

بی جان میں آئندہ پکاٹا تم سے نماز پڑھوں گی۔۔ اب کی بار معاف کر دیں۔۔ پلینز بی جان۔۔

عفاف نے رونی شکل بناتے ہوئے کہا تھا۔۔

عفاف بچے کتنی دفعہ میں سمجھا سمجھا کر تھک چکی ہوں۔۔ پتا نہیں کب سمجھو گی۔۔

بی جان دیکھیے گا ایک دن میں سمجھ جاؤں گی اور آپ حیران رہ جائے گی۔۔ دیکھیے گا  
بس۔۔ عفاف نے کمر پر ہاتھ رکھے بولا تو ہاد مسکرایا تھا۔۔ بی جان نے ہمیشہ ہی خوش رہنے کی دعا  
کی تھی۔۔ لیکن کچھ دعائیں قبول نہیں ہوتی بی جان کی بھی یہ دعا قبول نہیں ہوئی تھی۔۔

دعائیں مانگتے ہیں تو سکون ساملتا ہے

دعائیں رنگ لاتی ہیں تو راحت سی ملتی ہے



دعاؤں میں صداقت ہو تو دعائیں کام آتی ہیں

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ورنہ دعائیں ہی رد کر دی جاتی ہیں

(ماہم)

ہاد نے اگلا صفحہ پلٹا تھا۔۔۔

کہانی کا ایک سیاہ باب۔۔۔۔

کہانی کا مین عنوان تھا۔۔۔

ہاد نے زور سے آنکھیں میچ کر پڑھنا شروع کیا۔۔۔

آج ہاد بھائی باہر پڑھنے کے لیے جا رہے ہیں۔۔۔ میں ہاد بھائی کے لیے بہت خوش ہوں۔۔۔ میں نے تو ان کو اتنی لمبی لسٹ بھی دے دی ہے کہ جب وہ واپس آئیں تو میرے لیے گفٹس بھی لائیں۔۔۔ لیکن بھائی جا تو چار، پانچ سال کے لئے رہے ہیں لیکن مجھے ایسا لگتا ہے کہ وہ جا رہے ہیں تو واپس نہیں آئے گے ہمیں بھول جائیں گے۔۔۔ ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے ایک مضبوط سہارہ جو بچپن سے سایہ کیے رکھتا تھا۔۔۔ وہ کہیں چھن رہا ہے۔۔۔

میں سوچ رہی ہوں میں کیسے رہوں گی۔۔۔ ان کے بغیر کیسے یہ سال گزرے گے۔۔۔ ہر دکھ سکھ میں وہ ہمارے ساتھ ہوتے تھے لیکن اب دور جا رہے ہیں۔۔۔

کتنے خود غرض ہیں نا؟ صرف اپنے بارے میں ہی سوچا۔۔۔ ہمارے بارے میں بالکل بھی نہیں سوچا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاد کو ایسا محسوس ہوا اس کا دل باہر آنے کو ہے۔۔۔

ہاد بھائی نے ایک دفعہ کہا تھا۔۔۔

عافی پردہ کیا کرو۔۔۔ پردہ عورت کی زینت ہے میں انہیں یہ بھی بتانا چاہتی ہوں۔۔۔

ہاد بھائی آپ کی عافی نے ایسا ہی کیا ہے اور مجھے یقین ہے جب آپ کو پتا چلے گا۔۔۔ آپ کو کتنا فخر

ہوگا۔۔۔

منجانب۔۔۔

بندر کی چڑیل

ہاد بھائی کی عافی

صفحے کے آخر میں چھوٹی سی سطر موجود تھی۔۔ جسے پڑھ کے ہاد ہلکا سا مسکرایا تھا۔۔

ڈائری میں کالی پنسل سے چار سال پہلے کا منظر ہیڈنگ بولڈ کر کے لکھا گیا تھا۔۔

چار سال پہلے۔۔۔۔۔

عافی دیکھو تم آج پھر لیٹ ہو۔۔ بی جان نے سر پر پھیرتے ہوئے کہا تھا۔۔

بی جان میرا آج یونیورسٹی جانے کا ارادہ نہیں ہے۔۔ عفاف نے منہ پر کنبل لیتے ہوئے کہا تھا۔۔

یہ ہادنا تمہاری عادتیں بگاڑ کر گیا ہے۔۔ آنے دو اسے واپس اس کے کان کھینچوں گی۔۔ اب کون بھگتے اسے۔۔ کون اٹھائے اسے۔۔ روبینہ بیگم کی تیز لہجے میں آواز میں آئی تھی۔۔

عفاف نے منہ پر اچھے سے کنبل لپیٹ لیا۔۔

اٹھ جاؤ عافی بچے۔۔ دیکھو ذرا اب تو تمہاری ماں بھی اچھی خاصی سنار ہی ہے۔۔ بی جان نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔

بی جان ماما کو سن کون رہا ہے؟؟ کمبل تھوڑا اور لپیٹا تھا۔

بی جان نے ایک چت لگائی تھی۔۔

اٹھ جاؤ بچہ۔۔

بی جان سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ایک بار دوبارہ سے بولی تھیں۔۔۔

بی جان آپ نے اور ہاد بھائی نے ہی اسے سر پر چڑھایا ہے۔۔ دیکھو ذرا ابھی تک سو رہی ہیں۔۔ اور ہم معصوم جانے کے لیے تیار کھڑے ہیں۔۔ رامین اور مناہل نے ایک ساتھ اندر آتے ہوئے کہا تھا۔

انف۔۔ جب سے ہاد بھائی گئے ہیں سارا زمانہ ہی دشمن بنا پھرتا ہے۔۔ عفاف نے منہ سے کمبل اتار کر اٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

چلو اٹھو شاباش تیار ہو۔۔ بہت لیٹ ہو گئے ہیں۔۔ رامین نے کہا تھا۔۔

ہو رہی ہوں اب بس بھی کر دو۔۔ عفاف نے چڑتے ہوئے کہا اور اٹھ کر واش روم کی طرف بڑھی تھی

عفاف کے واش روم جانے کے بعد بی جان اور وہ دونوں کھل کے مسکرائی تھیں۔ یہ مسکراہٹ کب تک کی تھی یہ تو قسمت ہی جانتی تھی کہ چند پل کی مسکراہٹ چند لمحوں میں دور ہونے والی تھی۔۔۔

بی جان سربراہی کر سی پر براجمان تھیں۔۔

فرقان صاحب بالکل ساتھ والی کر سی پر موجود تھے۔۔ فرحان صاحب بی جان کے دائیں جانب کی کر سی پر موجود تھے۔۔ روبینہ بیگم اور رابعہ بیگم دونوں ٹیبل پر ناشتہ لگا رہی تھیں۔۔

مناہل اور ریان جلدی جلدی ناشتہ کر رہے تھے ان کی اسکول وین بس آنے والی تھی۔۔

جبکہ رامین سیڑھیوں سے نیچے اتر کر فوراً سے ٹیبل پر بیٹھی تھی۔۔

تبھی عفاف بھی آکر بالکل رامین کے ساتھ کر سی پر براجمان ہوئی تھی۔

بیٹھتے ہی سلام کیا تھا کہ سلام کے جواب کے بعد خاموش فضا میں بی جان کی آواز گونجی

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھی۔۔۔

فرقان کام کیسا جا رہا ہے؟؟

بی جان نے سوال کیا تھا۔۔

بی جان پنچایت میں ایک خاصہ سنگین معاملہ آیا ہوا ہے۔۔ جسے حل کرنے میں تھوڑا وقت لگ

رہا ہے کیونکہ دونوں فریقین اپنی اپنی جگہ بالکل صحیح لگ رہے ہیں۔۔ بس اسی فیصلے میں تھوڑی

دقت درپیش ہے۔۔ باقی سب کچھ اور زمینوں کا کام بھی بالکل ٹھیک چل رہا ہے۔۔ فرقان

صاحب نے تفصیلاً جواب دیا تھا۔۔

ہو نہہ۔۔ بی جان نے ہنکارہ بھرا تھا۔۔

بیٹا یہ انصاف کا عہدہ بہت بڑا عہدہ ہے۔۔ اس میں کبھی بھی غلطی مت کرنا۔۔ اس میں  
نا انصافی کی تو آخرت میں سرخرو نہیں ہو پاؤ گے۔۔

انصاف صرف حق مانگتا ہے بیٹا۔۔ جہاں تمہیں لگے کہ تم اس عہدے سے انصاف نہیں  
کر سکتے تو دستبردار ہو جانا میرے بچو۔۔

سب دم سادھے بی جان کو سن رہے تھے جو آج پہلی بار اتنی تفصیل سے بات کر رہی

تھیں۔۔۔ NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لا لچ، انا کے چکر میں مت بکنا۔۔ ہر کام، ہر فیصلہ دیانتداری سے ہی کرنا۔۔ جہاں نا انصافی ہوئی

سمجھنا اللہ کے دربار میں حاضر نہیں ہو پاؤ گے۔۔

ایمانداری سے، انصاف سے ہر ایک کا فیصلہ کرنا۔۔

فرمان باری تعالیٰ ہے،

ترجمہ: ” اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو۔ اللہ تمہیں بہت خوب نصیحت کرتا ہے۔ بے شک اللہ سنتا (اور) دیکھتا ہے۔“ (سورۃ النساء: آیت 58 پارہ

( 5

اگر انصاف سے فیصلہ نہیں کر سکتے تو فوراً سے پیچھے ہٹ جانا۔۔۔

ہمیں رسوا مت کرنا۔۔۔ بی جان نے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

بی جان سب تڑپ کر بی جان کی طرف بڑھے تھے۔۔۔

اللہ تم سب کی حفاظت کرے کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سب حیرانی سے بی جان کی پشت دیکھ رہے تھے۔۔۔ جو اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔۔۔

سب اٹھ کر اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو گئے۔۔۔

عفاف نے ابھی کالج میں قدم ہی رکھا تھا کہ ایمن اور ان کی کچھ دوستیں جو کب سے اس کے

انتظار میں کھڑی تھیں۔۔۔

ان میں سے ایمن غصے سے بولی تھی۔۔۔

ٹائم دیکھا ہے تم نے؟؟

عفاف نے مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔

ہاں نا بہت بار

تم نے نہیں دیکھا؟ عفاف نے حیران ہونے کی بھرپور ایکٹنگ کی تھی۔۔۔

عافی تم کبھی نہیں سدھر سکتی۔۔۔ صدا کی نیند کی ماری۔۔۔

خدیجہ نے چلتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

تو؟ عفاف نے آئی برواچکائے تھے۔۔۔

اوو بہن کچھ نہیں چلو کلاس میں بہت لیٹ ہو گئے ہیں۔۔۔ عقیفہ نے کتابیں سمیٹتے ہوئے کہا

تھا۔۔۔

چلو۔۔۔ ایمن اور عفاف نے مسکراہٹ دبا کر کہا کیونکہ یہ ان کے روزانہ کا معمول تھا۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عفاف اور ایمن کی دوستی کالج کے پہلے عرصے میں ہی ہوئی تھی جبکہ خدیجہ اور عقیفہ سے اسی

سال ہوئی تھی۔۔۔

کلاس لینے کے بعد وہ سب کیفیٹیریا کی طرف بڑھی تھیں۔۔۔

کالج میں کو۔ ایجوکیشن کی وجہ سے ایمن اور عفاف کو زیادہ تر خاموشی اور الگ جگہ بیٹھنا زیادہ

پسند تھا۔۔۔

کیفیٹیریا میں وہ چاروں بیٹھیں کھانا کھا رہی تھیں۔۔۔

تبھی خدیجہ نے کسی بات پر زور دار قہقہہ لگایا تھا۔۔۔

عفاف اور ایمن دونوں نے اسے گھوری سے نوازا۔

بس کرو خدیجہ سب دیکھ رہے ہیں۔۔ آہستہ ہنسو۔۔

عفاف نے ایک لگاتے ہوئے کہا تھا۔۔

تبھی قہقہوں کی آواز کی وجہ سے دور بیٹھے ایک لڑکوں کے گروپ کی توجہ ان کی طرف مبذول ہوئی تھی۔۔۔

حسن وہ لڑکیاں عرف مس حجابز کا گروپ دیکھ زرا۔۔ ایک لڑکے نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔

حسن ملک جانے مانے مشہور سیاست دان اور بزنس مین ریاض ملک کا بیٹا۔۔ اس کالج کے

پرنسپل کے ساتھ بے جا تعلقات جو اسکی مقبولیت اور اسکی حرکتوں کو بڑھا دیتے

تھے۔۔ ہر کوئی حسن ملک سے کی طبیعت سے واقف تھا۔۔ اسی وجہ سے اس سے جتنا دور

رہنے کی کوشش کرتے کم تھا۔۔

حسن ملک نے گردن موڑی تھی۔۔۔

Beautiful

حسن ملک نے آنکھ مارتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

کون سے والی؟ ایک لو فرد دوست نے آنکھ مارتے ہوئے سوال کیا تھا۔۔

نئے ہی لگ رہی ہیں۔۔ چل ذرا حال چال پوچھ کے آئے۔۔

حسن ملک کے ایک دوست کا قہقہہ لگا تھا۔۔

وہ تینوں اٹھ کے ان کے ٹیبل کی طرف بڑھے تھے۔۔

عافی یار آج کا ٹیسٹ بڑا ہی کوئی عجیب تھا۔۔ عقیفہ نے منہ کے زاویے بگاڑ کے کہا تھا۔۔

ہاں یار۔۔ خدیجہ نے ٹھوکا دیا تھا۔

ایسے لگ رہا تھا جیسے ہم جنرل نانج کا ٹیسٹ دے رہے ہیں۔۔۔ ایمن نے بھی اپنا حصہ ڈالا

تھا۔۔

بھلا یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات تھی۔۔

انڈا پہلے آیا کہ مرغی۔۔۔ خدیجہ کا قہقہہ عروں پر تھا۔۔

ایمن اور عفاف بھی مسکرائی تھیں۔۔

تبھی ٹیبل پر ہلکا سا ناک ہوا تو چاروں نے نظریں اٹھائی۔۔

خدیجہ کے قہقہوں کو بریک لگی تھی۔۔

عفاف نے غصے سے ان کی طرف دیکھا۔۔

ان سب نے ہی حسن ملک کی حرکتوں، اس کی نیچر کے بارے میں سن رکھا تھا۔۔ وہ کس قسم کا

لڑکا ہے اور اس کے تعلقات کس حد تک ہیں۔۔ اسی وجہ سے وہ دور دور رہنا ہی پسند کرتی

تھیں۔۔۔

حسن ملک نے پاس پڑی چیئر گھسیٹی اور بیٹھ گیا۔۔

عفاف نے نقاب تلے ہونٹ بھینچے۔۔ آئی برواچکائے۔۔

ایمن نے بھی خونخوار نظروں سے گھورا تھا جبکہ خدیجہ اور عقیفہ دونوں ہی چپ سادھے دیکھ رہی تھیں۔۔

ہیلو بیوٹیفیل گرلز۔۔ کس بات پر قہقہے لگائے جارہے ہیں تھوڑا ہم بھی ہنس لے کیوں زعمیم؟؟ حسن ملک نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔

مسٹر اٹھیں یہاں سے؟ کس کی اجازت سے آپ یہاں بیٹھے ہیں۔۔ عفاف نے ماتھے پر شکن ڈال کر پوچھا تھا۔۔

اوو دیکھ ذرا حسینہ بولی سعیر۔۔ حسن ملک نے قہقہہ لگاتے کہا تھا۔۔

مس حسینہ یہاں ہمیں کسی سے بھی بیٹھنے کی اجازت نہیں مانگنی پڑتی۔۔ یہ سب کچھ اپنا ہی ہے۔۔ حسن ملک کے ساتھ ساتھ اس کے دونوں دوستوں نے بھی قہقہہ لگایا تھا۔۔

وہ چاروں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔۔

چلو۔۔ ایمن نے کہا تھا۔۔

ارے ارے کدھر۔۔ پاس ہی کھڑے سعیر نے ان چاروں کا راستہ روکا تھا۔۔

حسن ملک نے چہرے پر مسکراہٹ سجائی تھی۔۔

ارے یار جانے دے کیوں ان حسینوں کا راستہ روک رہے ہو۔۔ حسن ملک نے چہرے پر مکروہ مسکراہٹ سجا کر کہا تو اس کے دوست اس کا اشارہ سمجھ کر قہقہہ لگانے لگ گئے۔۔

وہ تینوں وہاں سے نکل دیں۔۔۔

کتنے بد تمیز تھے۔۔ خدیجہ نے تبصرہ کیا تھا۔۔

بہت زیادہ۔۔ عفاف نے جواب دیا تھا۔۔

کوئی تمیز نام کی شے موجود ہی نہیں تھی۔۔ عقیفہ کا بیان آیا تھا۔۔

السا جانے کیسی تربیت ہوئی ہے۔۔ لگتا ہے گھر میں کوئی سکھانے والا ہی نہیں ہے۔۔ ایمن نے حصہ ڈالا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

السا ہی ہدایت دے۔۔ ایمن نے دل سے دعادی تھی۔۔

وہ چاروں چلتے چلتے کیفیٹیریا سے نکل کر کالج کے گیٹ پر پہنچ چکی تھیں۔۔۔

کچھ دن سکون کے گزرے تھے ان کا حسن ملک سے آمناسا منا نہیں ہوا تھا۔۔ وہ دن سکون کے دن تھے بقول ایمن۔۔

لیکن وقت برا آتے، وقت بدلتے کونسا دیر لگتی ہے۔۔۔

وہ چاروں آج باہر کا پروگرام بنائے بیٹھی تھیں۔۔

عفیفہ کی انگلیجمینٹ کی خوشی میں گرینڈ ٹریٹ مانگ رہی تھیں۔۔۔

عفیفہ ٹریٹ۔۔۔ خدیجہ نے کہا تھا۔۔۔

کیوں بھائی؟ عفیفہ نے کان کھجاتے کہا تھا۔۔۔

لوجی پیامن بھائے۔۔۔ میڈم چند ہفتوں میں پیاگھر بیاہی جا رہی ہیں اور پوچھ رہی ہیں کونسی

ٹریٹ۔۔۔ ایمن نے خفگی سے عفیفہ کی نقل اتارتے کہا تھا۔

جو پیسے تمہیں رسم میں ملے ہیں نامیری پیاری اسکی تو فکر ہی نہ کرنا۔۔۔ ہم لوگ کس لیے ہیں

بس تم گرینڈ ٹریٹ دو اور پھر دیکھو تمہارے پیسے تمہارے ہاتھوں میں ٹکتے بھی ہیں کہ نہیں۔

عفاف نے آنکھ مارتے ہوئے سنجیدگی سے کہا تو سب کا قہقہہ بے شمار تھا۔۔۔

Novels | Afana | Articles | Books | Poetry | Interviews

ٹریٹ، ٹریٹ۔۔۔ ان تینوں کی آوازیں بلند ہوتی جا رہی تھیں۔۔۔

اچھا میری ماؤں لے لینا ٹریٹ.. عفیفہ نے باقاعدہ ہاتھ جوڑتے کہا تھا۔۔۔

وہ بھی باہر۔ عفاف نے فوراً سے کہا تھا۔۔۔

ہاں اس فضول سے کیفیٹیریا میں کچھ نہیں کھا رہے پہلے بتادیں۔۔۔ ایمن کی طرف سے کہا گیا

تھا۔۔۔

ہاں بھائی ہم تھک چکے ہیں یہاں کا کھانا کھا کھا کر۔۔۔ خدیجہ نے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا تو وہ

تینوں پھر سے مسکرائی تھیں۔۔۔

اچھا بھکڑ عورتوں جہاں دل کرے لے لینا۔۔ عقیفہ نے لمبی سانس لیتے ہوئے کہا تھا۔۔

ان تینوں کا فلک شگاف قہقہہ گونجا تھا۔۔

چلو بس کرو اسائنمنٹ ختم کرو پھر چلتے ہیں۔۔ عفاف نے فوراً سے اسائنمنٹ لکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

کسی دور کھڑے شخص نے یہ منظر بڑے غور سے اور حسد سے دیکھا تھا۔۔

وہ تینوں اسائنمنٹ مکمل کر کے کالج سے نکلی تھیں۔۔ ان سب نے آج گھر دیر سے آنے کی اطلاع فون کر کے دے دی تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب وہ تینوں ایک ریستورنٹ کی طرف بڑھی تھیں جہاں سے عقیفہ کے ہاتھوں سے ٹریٹ کا ارادہ رکھتی تھیں۔۔

کوئی کم پیسوں والے ریستورنٹ میں جانا۔۔ عقیفہ نے آہستہ سے کہا تو تینوں یکدم مڑی تھیں۔۔

او کیوں بھائی؟؟ شادی کر رہی ہو کوئی مزاق تو نہیں ہو رہا کہ تم سے کم پیسوں کی ٹریٹ لے۔ عفاف نے کمر پر ہاتھ رکھ کر گھور کر کہا تھا۔۔

میرے پاس پیسے کم ہیں۔۔ عقیفہ نے بیچارگی سے کہا تھا۔۔

رکھ نہیں سکتی؟ خدیجہ نے جانچتی نظروں سے کہا تھا۔۔

مجھے کیا پتا تھا؟ تم لوگوں نے مجھے آج ہی لوٹنا ہے۔۔ عقیفہ نے کان کھجائے تھے۔۔

تمہیں پتا تو تھا نا کہ ہم نے ٹریٹ تو لینی ہی ہے ایمن نے سوالیہ انداز اپنایا تھا۔۔

ہاں عقیفہ نے مسکراہٹ دبائی تھی۔۔

تو بس پھر جو رجسٹر میں پیسے رکھے تھے وہ بھی نکال لو۔۔ عفاف نے آرام سے چلتے کہا تو عقیفہ کا

منہ کھلا تھا۔۔

منہ بند کر لو مکھی چلی جائے گی۔۔ ایمن نے منہ پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔۔

ہم تم سے واقف ہے میری جان۔۔ ہم سے جھوٹ تو مت بولو۔۔ عفاف نے آنکھ مارتے کہا

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھا۔۔۔

بہت ہی کوئی چلاک ہو تم لوگ۔۔ عقیفہ نے پاؤں مارتے کہا تو سب مسکرا دی تھیں۔۔

اس سے پہلے کہ وہ تینوں پارکنگ ایریا میں داخل ہوئی تھیں۔۔۔ وہ چاروں ریستورنٹ داخل

ہونے لگی تھیں کہ عفاف کی آواز آئی تھی۔۔

اونو۔۔

وہ تینوں بروقت مڑی تھیں۔۔۔

میرا موبائل تو گاڑی میں ہی رہ گیا۔۔ عفاف نے سر پر ہاتھ مارتے کہا تھا۔۔

ایک تو تم بھی نہ عافی۔۔ ایمین نے خفگی سے کہا تھا۔۔

اپنی چیزوں کا دھیان نہیں رکھتی۔۔ ایمین نے ناراضگی سے کہا تھا۔۔

اچھانا سوری۔۔ میں ابھی فون لے کر آئی تم لوگ کھانا آرڈر کرو۔۔ بس دو منٹ میں واپس آئی۔

عفاف لٹے پاؤں پیچھے مڑی تھی۔۔

وہ تینوں اندر ریسٹورنٹ کی جانب بڑھ گئی اور عفاف پارکنگ ایریا کی طرف۔۔

پارکنگ ایریا میں گاڑی ان لاک کر کے فون نکالا تھا اور پھر سے گاڑی لاک کی تھی۔۔ اس سے پہلے کہ وہ پارکنگ ایریا سے باہر نکلتی۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کسی نے پیچھے سے آواز کسی تھی۔۔

اوائے وہی لڑکی۔۔ وہ دیکھ جا رہی۔۔ واقعی میں مست مال ہے۔۔

سچ میں مست ہے دوسرے لڑکے کی آواز سنائی دی تھی۔۔

تبھی حسن ملک عفاف کے بالکل سامنے کھڑا ہوا تھا۔۔

او جان من کدھر۔۔ اتفاق دیکھو زرا۔۔ اتفاق چہرے پر مکروہ مسکراہٹ اور بشاشت لہجے میں کہا تھا۔۔

عفاف نے خونخوار نظروں سے گھورا تھا۔۔

راستہ چھوڑو میرا۔۔ عفاف نے تند و تیز لہجے میں کہا۔۔

کیوں جان من؟ اس دن چھوڑ دیا تھا ناب تو نہیں۔۔ حسن ملک نے ارد گرد چکر لگاتے کہا تھا۔۔

پارکنگ ایریا میں کوئی زی نفس بھی موجود نہیں تھا اسی چیز کا حسن ملک نے فائدہ اٹھایا تھا وہ تو کب سے اس طرح کے موقع کی تلاش میں تھا۔۔

دور ہٹو، راستہ دو۔۔ ورنہ میں چیخوں گی۔۔ عفاف نے چلاتے ہوئے کہا تھا۔۔

جان من ایک نظر کا دیدار کروادو۔۔ پھر آرام سے جانے دوں گا۔ حسن ملک نے تھوڑا سا آگے بڑھتے کہا تھا۔۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

دور رہنا۔۔ اگر ہاتھ بھی لگایا پھر دیکھنا۔۔ عفاف نے چلا کر کہا تھا۔۔

پیچھے کھڑے حسن کے دوستوں کے قہقہے عروں پر تھے۔۔

مجھے بھی دیکھنا ہے اس نقاب تلے کونسی حسینہ ہے جس نے میری ایک نظر سے ہی نیند اڑادی ہے۔۔ حسن ملک نے تھوڑا سا آگے بڑھ کے کہا تھا کہ عفاف یکدم پیچھے ہو کر پیچھے کھڑی گاڑی سے ٹکرانی تھی۔۔

او او او جان من۔۔ رک جاؤ۔۔ پیچھے راستہ نہیں ہے۔۔ حسن ملک نے اپنے قدم روکتے ہوئے کہا تھا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اپنا ہاتھ عفاف کے نقاب کی طرف بڑھاتا۔۔

عفاف نے حسن ملک کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے دھکیل کر چہرے پر ایک زوردار طمانچہ مارا تھا۔۔

حسن ملک یکدم پیچھے ہوا تھا۔۔

آئندہ کسی بھی لڑکی کی طرف یہ غلیظ نظریں اٹھا کر دیکھنے کی کوشش بھی کرو گے تو یہ تھپڑ ہمیشہ یاد رہے گا۔۔

عفاف دور ہٹی تھی۔۔ حسن ملک کے دوست فوراً سے آگے بڑھے تھے تو اس نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں وہی روک دیا۔۔

حسن ملک کا چہرہ لال بھبھوکا ہوا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم لوگ ہی ہوتے ہو جو ایک اکیلی لڑکی کو کمزور سمجھتے ہو۔۔

آئندہ کبھی اکیلی لڑکی کو دیکھو یا کوئی اس طرح کی حرکت کرو تو یہ اپنے چہرے پر پڑنے والے تھپڑ کو ضرور یاد کرنا کہ کسی کی عزت مجروح کرو گے تو بہت برا حال ہوگا۔

عفاف نے وہاں سے نکلتے کہا تھا۔۔

اس نقاب کی حفاظت میرا رب کرتا ہے آئندہ اگر تم نے کبھی اس کی طرف اپنا ہاتھ بھی بڑھایا تو کاٹ کر پھینک دوں گی۔ یہ مت سمجھنا ایک لڑکی ہوں تو کمزور ہوں۔۔

جب جب عورت کی عزت پر بات آتی ہے تو وہ ہر اس حد کو پار کرتی ہے جہاں تک تمہاری سوچ بھی نہیں جاتی ہوگی حسن ملک۔۔

اگر اسے بچانے کے لیے مجھے ایسا کچھ کرنا پڑ جائے جو میرے لیے غلط ہے پھر بھی میں وہ کر گزرنے سے نہیں کتراؤں گی۔ یہ تمہاری بھول ہے کہ میں اکیلی ہوں تو تم خالی جگہوں پر آ کر حملہ آور ہونے کی کوشش کرو گے۔

کسی کی طرف نظریں گاڑنے سے پہلے ہمیشہ اس تھپڑ کو یاد رکھنا کہہ کر وہ باہر جا چکی تھی۔۔۔  
حسن یار تو ٹھیک ہے۔۔۔ اس کے دونوں دوست اس کی طرف بڑھے تھے جس کا چہرہ لال بھبھو کا ہونے کے ساتھ آنکھیں شعلہ بھڑکار ہی تھیں۔۔۔  
جتنا اس میں غرور ہے نا اس کے غرور کو تو میں مٹی میں ملا کر رہوں گا۔ کبھی نظریں اٹھا کر نہیں چل سکتی۔۔

حسن ملک نے شعلہ بھڑکاتی نظروں سے تند و تیز لہجے میں کہا تھا۔۔

حسن ملک کی انا پر چوٹ کی ہے اس حسینہ نے۔۔

اب سے یہ حسن ملک کی ضد بن گئی ہے اس کا غرور خاک میں نہ ملایا تو میرا نام بھی حسن ملک نہیں۔۔

... اس ایک تھپڑ کے بدلے سو تھپڑوں کا حساب لے گا حسن ملک لیکن اپنے طریقے سے

بہت بولتی ہے نہ۔۔ بولتی بند نہ کروائی تو میرا نام حسن ملک نہیں غصے سے کہتے ہوئے باہر کی طرف بڑھا تھا۔۔

عفاف غصے سے ریٹورنٹ میں داخل ہوئی تھی۔۔ سامنے کے ہی ٹیبل پر اسے وہ تینوں نظر آگئی تھیں۔۔۔

عفاف نے غصے سے آکر کرسی سنبھالی تھی۔۔

تم کہاں رہ گئی تھی عافی؟ اتنی دیر لگا دی۔۔ کھانا تم ہی تو نہیں بنانے لگ گئی تھی۔۔ ایمن نے پوچھا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عفاف کی طرف سے کچھ دیر جواب نہیں آیا تھا۔۔

کیا ہوا ہے عافی؟ تم اتنی چپ اور غصے میں لگ رہی ہو۔۔ کچھ ہوا ہے کیا؟؟ ایمن نے فوراً سے پوچھا تھا۔۔

خدیجہ اور عقیفہ بھی متوجہ ہوئی تھیں۔۔۔

ہاں عفاف کیا ہوا ہے؟؟ اتنے غصے میں کیوں ہو؟ عقیفہ نے براہ راست سوال کیا تھا۔۔

عفاف نے پھر ساری بات بتائی تو تینوں کا منہ کھلا تھا۔۔

واٹ؟

سب سے پہلے ہوش ایمن کو آیا تھا۔۔۔

عافی تم نے اسے تھپڑ مارا۔۔

ہاں تو۔۔ اگر کوئی اس طرح کی حرکت کرے گا تو پھر یہی ڈیزرو کرتا ہے۔۔

عافی تم نے کیا کیا؟ تمہیں پتا بھی ہے وہ کون ہے اور کس قسم کا لڑکا ہے۔ خدیجہ نے دبے دبے غصے سے کہا تھا۔۔

جو بھی ہو، جیسا بھی ہو مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔۔ جو میرے ساتھ بد تمیزی کرے گا وہ یہی ڈیزرو کرتا ہے۔۔ عفاف نے بات ختم کی تھی۔۔

عافی بات کو سمجھو یار۔ حسن ملک چپ نہیں بیٹھے گا۔ تم نے اسے تھپڑ مارا ہے۔۔ پہلی دفعہ کسی لڑکی نے اسے تھپڑ مارا ہے۔۔ اس کے اثر و رسوخ پتا کتنے ہیں؟؟ تم نہیں جانتی۔۔ خدیجہ نے آہستگی سے کہا تھا۔۔

مجھے جاننا بھی نہیں ہے خدیجہ۔۔ کسی نے آج تک آواز اٹھائی ہو تو کوئی روکے گا کسی کو۔۔ ہر کوئی تو ایک دوسرے سے ڈرتے پھرتے ہیں۔۔ اگر کسی نے آج تک روکا ہو تانا تو اس طرح کے حرکتیں نہیں ہوتی پھر۔۔ کسی کی بھی جرات نہیں ہوتی کہ اکیلی لڑکی کو دیکھ کر تنگ کرے۔۔ اور پھر اسے کمزور سمجھنے کی بھی ہمت کرے۔ کسی نہ کسی نے تو اس قدم کو روکنے کی شروعات کرنی تھی نا وہ میں ہی سہی۔۔ عفاف نے بات ختم کی تھی۔۔

لیکن پھر بھی عفاف۔۔ خدیجہ نے پستنگی کے ساتھ کہا تھا۔۔

خدیجہ تم میرے ساتھ ہو یا پھر کسی اور کے ساتھ جو تم حوصلہ افزائی کرنے کی بجائے دوسروں کا ساتھ دے رہی ہو۔۔ عفاف نے خفگی سے کہا تھا۔۔

ایمن اور عقیفہ دونوں کے تبصرے اور عفاف کی اس حرکت پر تھوڑی سی پریشان بھی تھی۔۔  
ڈر تو ایمن کو بھی لگا تھا۔۔ لیکن وہ ابھی کچھ کہہ نہیں رہی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی ابھی عفاف کچھ نہیں سنے گی اور نہ ہی وہ حسن ملک کی حقیقت کو جھٹلا سکتی تھی۔۔۔

عفاف ایسی بات نہیں ہے۔۔ میں تو بس۔ خدیجہ اس سے پہلے کچھ بولتی عفاف نے بات ختم کی تھی۔۔

چلو پھر ٹھیک ہے میں چلتی ہوں۔۔  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
عقیفہ نے فوراً سے عفاف کا ہاتھ پکڑا تھا۔۔

چھوڑو سب۔۔

کھانا آگیا ہے کھاتے ہیں۔۔

ہاں بیٹھ جاؤ۔۔ ایمن نے بھی کہا تھا۔۔

تھوڑا سا ماحول کا اثر زائل ہوا تھا اور پھر پرسکون ماحول میں کھانا کھایا گیا تھا۔۔



غصے سے حسن نے گھر میں قدم رکھا تھا۔۔ لاؤنج میں داخل ہوتے ہی غصے سے سامنے پڑا شیشے کا گلاس اٹھا کر زمیں پر مارا تھا۔۔

اتنی ذلت۔۔ وہ بھی حسن ملک کی۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔ حسن ملک نے غصے سے دوسرا گلاس پھینکا تھا۔۔

چھوڑو گا نہیں۔۔ اس تھپڑ کو تو میں بالکل نہیں بھولوں گا مس حسینہ تمہارا غرور خاک خاک کر دوں گا۔۔ بیٹھتے ہوئے غصے سے پاس پڑی بوتل کھول کر اپنے حلق میں انڈیلی تھی۔۔

کچھ دیر تک بوتل خالی کر کے قدم اوپر کی جانب بڑھائے تھے۔۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
ڈیڈ کمرے کا دروازہ کھول کے حسن ملک نے پکارا تھا۔۔

ریاض ملک جو کمرے میں موجود کر سی پر ایک ہاتھ میں مشروب لیے دوسرے ہاتھ میں موبائل پکڑے فون سن رہے تھے۔۔

ہاں گودام خالی کروادو۔۔ پیمینٹ آج ہو جائے گی۔۔  
دوسری طرف سے کچھ کہا گیا تھا۔۔

نہیں نہیں۔۔ ایک تیر سے دو شکار ہوئے تھے۔۔ لیکن فائدہ نہیں ہوا۔۔  
پھر کچھ کہا گیا تھا۔۔

ہاں ہاں۔۔ سنا ہے میر شاہ الیکشن کے لیے دوبارہ کھڑا ہے۔۔ دیکھ لیتے ہیں جب تک جیتتا ہے۔۔ بیوی تو رہی نہیں۔۔ بیٹا ویسے ہی جا چکا ہے۔۔ ہاتھ اس کے کچھ ہے نہیں۔۔ غرور کس چیز کا۔۔ ریاض ملک نے مشروب کا ایک گلاس انڈیلا تھا۔

دوسری طرف سے کچھ کہا گیا تھا۔۔

پھر ریاض ملک کا قہقہہ گونجا تھا۔۔

رکھتا ہوں کہہ کر فون بند کیا تھا۔۔

ڈیڈ۔ پھر سے حسن ملک کی طرف سے پکارا گیا تھا۔۔

ریاض ملک نے موبائل سائیڈ پر رکھ کر پوری طرح سے حسن ملک کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

کیا ہوا ہے؟؟ کونسی آفت ٹوٹ پڑی کہ تم بار بار مجھے بلا رہے ہو ریاض ملک نے کرخت لہجے میں سوال کیا تھا۔۔

ڈیڈ مجھے وہ لڑکی چاہیے اور وہ لڑکی کسی حال میں بھی چاہیے۔۔ حسن ملک نے آنکھوں سے نکلتے انگاروں، شعلہ بھڑکاتی نظروں سے تیز لہجے میں کہا تھا۔۔

کونسی لڑکی؟ ریاض ملک نے اچھنبے سے پوچھا تھا۔۔

مجھے اس لڑکی کو برباد کرنا ہے ڈیڈ۔۔

حسن ملک نے ریاض ملک کے گھٹنوں کے پاس بیٹھ کر تیز لہجے میں کہا تھا۔

اسے بھی تو پتا ہو اس نے حسن ملک کے چہرے پر تھپڑ مار کر اچھا نہیں کیا۔ حسن ملک نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے غصے سے کہا تھا۔

ایک لڑکی سے مار کھا آئے۔ شرم کرو۔ ریاض ملک نے کہتے ہوئے بچی مشروب کو پیا تھا۔

ڈیڈ مجھے وہ لڑکی ہر حال میں چاہیے۔ چاہے آسمان سے ڈھونڈیں یا پھر زمین کھدو ادیں۔ مجھے اس کا غرور توڑنا ہے۔

وہ لڑکی میری ضد بن چکی ہے جسے ایک بار حاصل کرنا میرا جنون بن گیا ہے ڈیڈ۔ اور

اسے حاصل کر کے برباد کرنا ایک پاگل پن۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews  
کل تک وہ لڑکی مجھے وہ میرے فارم ہاؤس میں چاہیے کہہ کر زور سے دروازہ بند کر کے چلا گیا۔

ریاض ملک اپنے مختلف ذرائع کے ذریعے اور کالج کی انفارمیشن کے ذریعے لڑکی کو ڈھونڈنے

کے لیے سرگرداں ہوئے تھے۔

بچوں کی تربیت میں سب سے زیادہ ہاتھ ماں باپ کا ہی ہوتا ہے۔۔ جن کو بگاڑنے اور سنوارنے کے بھی ماں باپ ہی ذمہ دار ہیں۔۔ بیٹوں کی تربیت بھی بے حد ضروری ہے۔۔ اگر ہم ہی ایک غلط چیز کو پروموٹ کر کے بڑھاو ادے گے تو کون بڑھے گا آگے اور کیسے بڑھے گا؟؟  
مردوں کی بے جا انا کی وجہ سے گھر تک برباد ہو جاتے ہیں۔۔ حسن ملک بھی اسی انا کا شکار ہوا تھا۔۔

ہر غلطی کو جب تک غلط کہہ کر نہیں روکا جاتا تب تک ہر عام غلطی خاص بن جاتی ہے۔۔ تب تک ہر چیز ہاتھ سے پھسل کر بہت دور چلی جاتی ہے کہ آپ کی رسائی مشکل ترین ہو جاتی ہے۔۔

NEW ERA MAGAZINE

کیا قسمت کھینے جا رہی ہے۔۔ یہ تو جلد وقت ہی بتانے والے تھا۔۔

وقت کے پنے ہیں جہاں بہتے ہیں بننے دو

نہ تمہارے ہاتھ آنے ہیں، نہ میرے ہاتھ آنے ہیں

(ماہم)



بی جان آج ہاد بھائی بہت یاد آرہے ہیں۔۔ عفاف نے بی جان کی گود میں سر رکھتے کہا تو بی جان مسکرائی تھیں۔۔

یہ کیا بات ہوئی بھلا؟ فون کر لو بچے۔۔ بی جان نے عفاف کے گال چومتے کہا تھا۔۔  
کیوں میں کیوں کروں ان کو یاد نہیں آتی تو مجھے بھی نہیں آتی فوراً سے اٹھ کر بیٹھ کر اپنے ہی کہے کہ تردید کی تھی۔۔

پھر ٹھیک ہے۔۔ بی جان نے مسکراہٹ دبائی تھی۔۔

تبھی فرقان صاحب، فرحان صاحب اندر آئے تھے۔۔

کیا باتیں چل رہی ہیں؟ فرقان صاحب نے بیٹھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کچھ بھی نہیں عفاف نے جواب دیا تھا۔۔

بی جان آپ تو ہمیں بھول ہی جاتی ہیں جب عافی آپ کی آپ کے ساتھ ہوتی ہیں۔ ریان نے بھی اندر آتے کہا تھا۔۔

نہ میرا بچہ۔۔ بی جان نے پاس بلا کر ماتھا چوما تھا۔۔

بی جان ریان بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔ ایسے لگتا ہے صرف عافی ہی آپ کی پوتی ہے۔۔ ہم تو بس کراپے دار ہیں۔۔ راین نے بھی اندر آتے اپنا حصہ ڈالا تھا۔۔

ایسا نہیں ہے میرے بچو۔۔ میں تم سب سے بہت پیار

کرتی ہوں۔۔ لیکن عفاف میرے دل کا ایک اکلوتا ٹکڑا ہے۔۔ بی جان نے عفاف کا ایک بار پھر  
ما تھا چوما تھا۔۔۔

بی جان خیر تو ہے؟ آج اتنا پیار۔۔ عفاف نے آنکھ دبا کر سوال کیا تھا۔۔

میں ویسے بھی تو کرتی ہوں میرے بچے۔۔ بی جان نے ایک دفعہ دوبارہ گلے لگایا تھا۔۔

تبھی روبینہ بیگم اور رابعہ بیگم اندر آئی تھیں۔۔

بی جان۔۔ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟؟ فرقان صاحب نے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

ہاں میرے بچے۔۔ بس عجیب سی بے چینی ہو رہی ہے۔۔ بی جان نے مسکرائے کی کوشش کی

تھی۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بی جان کیا ہو گیا؟ آپ تو بہت سٹرونگ ہیں۔۔ ابھی میں کالج جا رہی ہوں کچھ اسائنمنٹس

سبٹ کروانی ہے کروا کے ایک دو گھنٹے میں واپس آتی ہوں تب تک آپ فریش ہو اور اس بندر

کو کال ملا کر کان کھینچے۔۔ آکر میں بھی حصہ ڈالوں گی۔۔ عفاف نے بی جان کے گلے میں ہاتھ

ڈال کر کہا تو بی جان مسکرائی تھیں۔۔۔

اتنے وقت کے لیے جانا یہ تو نہ جاؤ۔۔ میرا دل نہیں مان رہا۔۔ بی جان اور روبینہ بیگم نے ایک

ساتھ کہا تھا۔۔

اوہو لیڈیز کیا ہو گیا ہے؟؟ عفاف نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔

میں ابھی گئی اور ابھی آئی۔۔ دل تو میرا بھی نہیں کر رہا لیکن جانا بھی ضروری ہے۔۔ عفاف نے اٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔

فی امان اللہ بچے.. بی جان نے کچھ کلمات پڑھتے ہوئے پھونکے تھے۔۔

بی جان ہم بھی چلتے ہیں۔۔ آج فیصلہ ہو جائے گا کونسا فریق صحیح ہے۔۔ باقی اللہ کے سپرد کہہ کر فرحان صاحب اور فرقان صاحب اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔

فی امان اللہ بچوں۔۔ حق اور انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا۔۔ یہ سربراہی عام سربراہی نہیں ہے۔۔ تمہارے باپ دادا کی دین ہے اس کی لاج رکھنا۔۔ بی جان نے چند متحرک کردہ الفاظ بولے تھے۔۔

فرقان صاحب اور فرحان صاحب دونوں نے ہی سر ہلایا تھا اور پچائیت کی طرف بڑھ گئے تھے۔۔

عفاف تیار ہوئی تھی۔۔ فوراً سے گھر سے باہر نکلی اور ان تینوں کو کال ملائی تھی۔۔

کدھر مر گئی ہو؟ عفاف نے تیز تیز چلتے پوچھا تھا۔۔

میری گاڑی خراب ہو گئی ہے۔۔ بس تھوڑی دیر میں پہنچ جاؤں گی۔۔ ایمن نے جواب دیا تھا۔۔

دوسرا فون خدیجہ کو کیا تھا۔۔ جو پہلی ہی بیل پر اٹھالی تھی۔۔

جناب آپ کدھر رہ گئی ہیں؟؟ عفاف نے طنزیہ بولا تھا۔۔

میں بس پہنچ گئی۔۔ تم کدھر ہو؟ خدیجہ نے پوچھا تھا۔۔

میں فٹ پاتھ کر اس کر رہی۔۔ بس پانچ منٹ میں پہنچ جاؤں گی۔۔

عفاف نے جواب دیا تھا۔۔

اگلا فون عقیفہ کو گھمایا تھا۔۔

تم کدھر پہنچی؟؟

میں کب سے پہنچ چکی ہوں۔۔ تم سب مہارانیوں کا انتظار ہو رہا۔۔ کب تشریف کاٹو کرالائیں گی۔ عقیفہ نے جل بھن کر جواب دیا تھا۔۔

.. شکر ہے کوئی تو پہنچی میں بھی بس پہنچنے والی کہہ کر عفاف نے فون بند کیا تھا

اس سے پہلے کے عفاف فٹ پاتھ کر اس کرتی ایک گاڑی تیزی سے آگے آئی تھی۔۔

اس سے پہلے کہ عفاف سنبھلتی یا کچھ سمجھ پاتی۔۔

پلک جھپکتے عفاف کے منہ پر رومال رکھا تھا۔۔

ہاتھ، پاؤں مارنے سے پہلے ہی عفاف کو پیچھے سے ایک لڑکے نے پکڑا تھا۔۔

یار مال تو واقعی میں مست ہے۔۔۔ باس نے کیا لڑکی ڈھونڈی ہے۔۔۔ ان لڑکوں نے عفاف کو پکڑتے ہوئے کہا تو جو نیم مدہوشی کی حالت میں کبھی آنکھیں کھول رہی تھی کبھی بند کر رہی تھی۔۔۔

چھوڑو۔۔۔ اس نے ادھ کھلی آنکھوں سے مزاحمت کی تھی۔۔۔

اوائے اندر ڈال اس سے پہلے کوئی دیکھ لے۔۔۔ اس لڑکے نے ارد گرد نظر دہرا کر تیزی سے کہا تھا۔۔۔

تبھی فون رنگ ہوا تھا۔۔۔

باس ہو گیا کام۔۔۔ لڑکی کو کدھر لانا ہے۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لڑکے نے ہر بڑی میں پوچھا تھا۔۔۔

دوسری طرف سے کچھ کہا گیا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے باس بس پندرہ منٹ میں لڑکی آپ کے پاس ہوگی۔۔۔

عفاف نے سن ہوتے وجود کے ساتھ آخری الفاظ سنے تھے اور بے ہوش ہو چکی تھی۔۔۔

فون کے اس طرف حسن ملک کا قبضہ گونجا تھا۔۔۔

تمہارا انتظار رہے گا حسینہ۔۔۔ کتنا غرور تھا نہ تجھے اب دیکھنا تمہارے اسی غرور کو چاک چاک کر

دوں گا۔۔۔ پھر دیکھوں گا تمہاری میرے سامنے بولنے کی جرأت بھی کیسے ہوگی۔۔۔ حسن ملک

نے چہرے پر ہاتھ پھیرتے بے ڈھنگے قمقمے کے ساتھ کہہ کر مشروب کو اپنے اندر انڈیلا  
تھا۔۔۔

یار عافی نے اتنی دیر لگادی۔۔ وہ تو بس پہنچنے والی تھی۔۔ عقیفہ نے پریشانی سے کہا تھا۔۔

ہاں یار۔۔ ہمارے سے پہلے پہنچنے والی تھی اور پندرہ منٹ ہو گئے ہیں ابھی تک نہیں  
پہنچی۔۔ خدیجہ کی بھی پریشان کن سی آواز آئی تھی۔۔

عافی یار کیا کرتی ہو؟ کدھر رہ گئی۔۔ فون بھی نہیں اٹھا رہی یہ لڑکی۔۔ ایمن نے پریشانی سے اور  
غصے کے ملے جلے تاثرات میں نمبر ملاتے کہا تھا۔۔  
وہ تینوں کب سے کھڑیں عفاف کا انتظار کر رہی تھیں۔۔۔

میم بھی بلارہی ہیں اب کیا کریں۔۔ عافی کدھر رہ گئی ہے۔۔ عقیفہ نے بوکھلاہٹ زدہ آواز سے  
کہا تھا۔۔

تشویش میں اضافہ ہو رہا تھا۔۔

کتنا ٹائم گزر گیا ہے؟ کہاں رہ گئی ہو عافی؟ ایمن کی پریشانی میں اضافہ ہوا تھا۔۔

اسائنمنٹ سبمٹ کروادیتے ہیں تب تک شاید عافی بھی آجائے۔۔ خدیجہ نے مشورہ دیا تھا۔۔

ہاں چلو وہ تینوں پریشان سی اندر کی طرف بڑھ گئی تھیں۔۔۔



عفاف ایک چمیر پر بے ہوش سی گردن جھکائے بیٹھی ہوئی تھی جس کے ہاتھ پاؤں کور سیوں سے باندھا ہوا تھا۔۔۔ آس پاس سے کسی بھی چرند پرند کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھیں۔۔۔ سر میں اٹھتی درد کی ٹھیس نے اسے بمشکل آنکھیں کھولنے پر مجبور کیا تھا۔۔۔ آہ۔۔۔ سر میں اٹھتی ٹھیس کی وجہ سے کراہت زدہ آواز نکلی تھی۔۔۔

جان منایک آواز سنائی دی تھی کہ عفاف پر بے ہوشی کا اثر آہستہ آہستہ زائل ہو رہا تھا۔۔۔ کہاں ہوں میں؟ نقاہت زدہ سی آواز میں عفاف نے سرگوشی کی تھی۔۔۔

بابا، ہد بھائی کدھر ہوں میں؟ آواز میں تیزی آئی تھی۔۔۔ وہ ہوش میں آنا شروع ہو چکی تھی۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بابا۔۔۔ اس نے اونچی اونچی پکارنا شروع کیا تھا۔۔۔

کون ہے یہاں؟ وہ مکمل ہوش میں آچکی تھی۔۔۔

میں یہاں کیسے آئی؟ سر میں اٹھتی ٹھیس کو اس نے انکور کیا تھا۔۔۔

کوئی ہے؟ وہ زار و قطار پکار رہی تھی۔۔۔

اپنی گردن کو ادھر ادھر ہلانا شروع کیا تھا۔۔۔

ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی تھی جو اتنے زور سے باندھے گئے تھے کہ ہاتھوں پر نشان پڑ گئے۔۔۔

فوراً سے آنکھوں کو حرکت دی تھی۔۔۔

میرا نقاب۔۔۔ تیزی سے ذہن میں گردش ہوا تھا۔۔۔

یا اللہ! اس کے منہ سے نکلا تھا۔۔۔

تبھی کسی کے قہقہے کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔

تمہیں جہاں ہونا چاہیے وہیں ہو جان مند و بارہ سے پکارا گیا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
عفاف کی آنکھیں پوری کی پوری کھلی تھیں۔۔۔

حسن۔۔۔ حسن مل۔۔۔ ملک۔۔۔ آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی۔۔۔

حسن ملک کا قہقہہ عروج پر تھا۔۔۔

کتنا غرور تھا نہ تمہیں خود پر۔۔۔ یہ غرور خاک میں نہ ملایا تو میرا نام بھی حسن ملک نہیں۔۔۔ وہ

ایک دم چنگاڑتا اٹھا تھا۔۔۔

دور رہنا مجھ سے۔۔۔ ہاتھ بھی مت لگانا۔ عفاف اس سے زیادہ چیخنی تھی۔۔۔

جان من اسی ادا کے تو ہم دیوانے ہیں۔۔۔ جو ہمیں یہاں کھینچ لائی۔۔۔ حسن ملک نے ہاتھ میں

شراب پکڑ کے کرسی پر دوبارہ سے بیٹھتے کہا تھا۔۔۔

تم لگتا اس تھپڑ کو بھول گئے۔۔ عفاف نے تنفر سے کہا تھا۔۔  
 نہیں نہیں جان من۔ اسی تھپڑ کی خاطر ہی تو تمہیں چاہا ہے۔۔۔  
 کتنا انتظار کیا کب ہاتھ آؤ گی۔۔ کتنے موقع گزارے لیکن دیکھو۔۔ وہ موقع آج مل ہی  
 گیا۔۔ حسن ملک نے شراب پیتے ہوئے کہا تھا۔۔  
 تم مجھ سے دور رہنا ورنہ میں چھوڑوں گی نہیں حسن ملک۔۔ عفاف نے پھنکارتے کہا تھا۔۔  
 دیکھو دیکھو اس کی آواز ابھی بھی اتنی ہی اونچی ہے۔۔ حسن ملک نے دروازے کے پار کھڑے  
 ساتھیوں کو زور سے پکار کر ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔  
 ایک چہرے کے دیدار ہی کی تو بات ہے بس۔۔ بے ڈھنگا سا تہتہ لگاتے ہوئے حسن ملک نے  
 کہا تھا۔۔

ہاتھ مت لگانا مجھے ورنہ میں مار دوں گی۔۔ عفاف نے چلاتے ہوئے کہا تھا۔۔  
 او میں ڈر گیا حسنیہ سے۔۔ حسنیہ تو قتل بھی کرتی ہے۔۔ حسن ملک نے ڈرنے کی اداکاری  
 کرتے ہوئے کہا تھا۔۔  
 حسن ملک تم ڈر پوک ہو۔۔ جو چھپ کر وار کر رہے ہو۔۔ بزدل ہو مرد بھی ہو یا  
 نہیں۔۔ مرد تو بزدل نہیں ہوتا۔۔ بزدل تو وہ ہوتا ہے جو چھپ کر وار کرے۔۔ سامنے آؤ اور

میرے یہ ہاتھ کھو لو ذرا۔۔۔ تمہیں میں نے اس دن بھی بتایا تھا کہ میں کمزور نہیں ہوں۔۔۔ مجھے کمزور مت سمجھنا۔۔۔ وہ پھنکاری تھی۔۔۔

حسن ملک کا قہقہہ پھر عروج پر تھا کہ یکدم وہ اٹھا اور فوراً سے جا کر عفاف کے چہرے کو دبوچا تھا۔۔۔

اس کے منہ سے آہ کی آواز نکلی تھی۔۔۔

یا اللہ! اس نے نقاب تلے ہونٹوں سے پکارا تھا۔۔۔

میرے سامنے بیٹھ کر بھی تیری زبان نہیں رک رہی نہ حسینہ۔۔۔ کیا تمہاری اداسی؟ حسن ملک نے اس کے چہرے کو تھوڑا اور دبوچا تھا۔۔۔

دور رہو مجھ سے۔۔۔ میں جان سے مار دوں گی۔۔۔ سر کو دائیں بائیں ہلاتے وہ پھر پھنکاری تھی۔۔۔

اتنی زبان مت چلاؤ میرے سامنے ورنہ تمہاری یہی عزت جس کا تمہیں غرور ہے نادو کوڑی کی کرنے میں وقت نہیں لگاؤں گا۔ وہ دھکادے کر پیچھے ہوا تھا۔

تبھی فون بجا تو وہ فون لیے باہر کی طرف گیا تھا۔۔۔

دھیان رکھنا کوئی ہوشیاری نہ کرے وہ تشبیہ کرتا باہر نکل گیا تھا۔۔۔

عفاف کی آنکھوں سے کب سے ر کے آنسو بحال ہوئے تھے۔۔۔

وہ دل ہی دل میں اپنی عزت کے لیے دعا گو تھی۔۔

یا اللہ! حفاظت کرنا۔۔

وہ سامنے سے نڈر دکھنے والی کتنی نازک تھی یہ صرف وہی جانتی تھی۔۔

یا اللہ!۔۔ میں کیا کروں۔۔ یہ تو ہی جانتا ہے میں کمزور ہوں اس وحشی درندے کے سامنے کچھ

بھی نہیں ہوں۔۔ صرف تو ہی ہے اللہ!۔۔ وہ زار و قطار رو پڑی تھی۔۔

مجھے بزدل نہیں دکھنا۔۔ میں کمزور نہیں ہوں۔۔ جتنی ہمت وہ دکھانا چاہتی تھی وہ دکھا چکی تھی۔۔

سامنے سے نڈر دکھنے والی لڑکی اصل میں بہت کمزور تھی وہ جانتی تھی جب بھی وہ یہاں سے

نکلے گی تو معاشرہ کس نگاہوں سے اسے دیکھے گا۔۔ ہر ایک کی نگاہ میں نفرت ہی نفرت اور اس

کی ذات کے بارے میں بے جا سوالات ہو گے۔۔ وہ کیسے سامنا کرے گی۔۔؟؟ اس کے ماں

باپ کی تربیت پر انگلیاں اٹھائی جائیں گی۔۔ وہ کیسے دیکھ پائے گی۔۔ اس کے ماں باپ کیسے جھیلے

گے۔۔ وہ سوچتے ہوئے زار و قطار رو رہی تھی۔۔

وہ بچی تو نہیں تھی کہ معاشرے کی اٹھتی نگاہوں کو کبھی سمجھ ہی نہ پائے۔۔

وہ سب کے سامنے مضبوط دکھنے والی آنے والے لمحے کو سوچ کر زار و قطار ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔۔۔

اگر سب کو اپنے اندرونی حصے کی ایک جھلک بھی دکھادی جائے کہ آپ میں دوسرے کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں ہے تو یہ معاشرہ ہمیں وقت سے پہلے ہی روندھ کر پھینک دے گا۔  
ہمیشہ خود کو مضبوط بنا کر دوسروں کو پشیمان کر دو کہ کبھی کوئی یہ نہ جان پائے کہ آپ اندر سے کتنے کھوکھلے ہو۔۔۔

ہر کتاب کو اس کے کور سے اور ہر انسان کو اس کے ظاہری خصوصیات سے جج نہیں کیا جاسکتا ہے۔۔۔ ہر کتاب اندر سے ایک خوبصورت سالخاف اوڑھے ہوئے ہے، ہر انسان اندر سے ایک خوش اخلاقی کا پودا لگائے ہوئے ہے۔۔۔ جو چند لوگوں میں ہی نظر آتا ہے۔۔۔

عفاف کو رب سے دعا کرتے بہت کچھ یاد آیا تھا۔۔۔ بی جان کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔  
عافی بچے آج نہ جاؤ۔۔۔ میرا دل گھبرا رہا ہے۔۔۔

بی جان میرا دل بھی نہیں کر رہا جانا ضروری ہے۔۔۔ میں جلدی واپس آ جاؤں گی۔۔۔۔  
بی جان دل سے آواز نکلی تھی۔۔۔

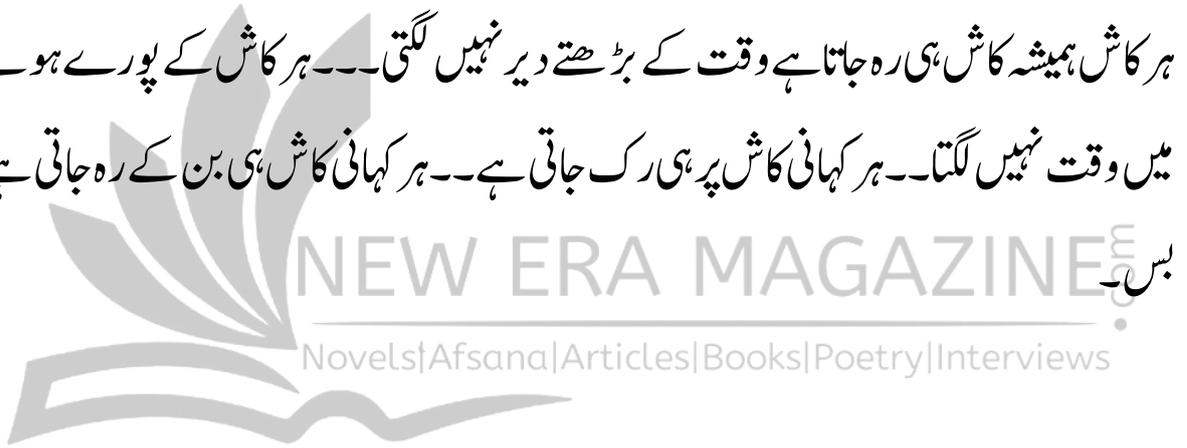
میں کیا کروں؟ روتے ہوئے ارد گرد دیکھ رہی تھی جہاں سے نکلنے کا کوئی سراغ موجود نہیں تھا۔۔۔

وہ بچیوں سے رودی تھی۔۔

یا اللہ!

کاش وہ بی جان کی بات مان لیتی۔۔ کاش وہ آج نہ آتی۔۔ بہت سارے کاش اس کی زبان سے  
ادا ہوئے تھے۔۔

کبھی کبھار ہمارے نہ چاہنے کے باوجود ہمیں وہ کام کرنا پڑتا ہے۔۔ جس کی چاہ ہی نہیں ہوتی۔۔  
ہر کاش ہمیشہ کاش ہی رہ جاتا ہے وقت کے بڑھتے دیر نہیں لگتی۔۔ ہر کاش کے پورے ہونے  
میں وقت نہیں لگتا۔۔ ہر کہانی کاش پر ہی رک جاتی ہے۔۔ ہر کہانی کاش ہی بن کے رہ جاتی ہے



جگہ بچی ہی نہیں دل پہ چوٹ کھانے کی

اٹھالو کاش یہ عادت جو آزمانے کی



روبینہ بیگم کو بی جان نے آواز لگائی تھی۔۔۔

عفاف آگئی کیا؟ ہاد کا بھی فون آیا تھا وہ پوچھ رہا تھا۔۔

بی جان نے کہا تھا۔۔

نہیں بی جان ابھی تک نہیں آئی۔۔

روبینہ بیگم نے پاس بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔

بچی ابھی تک نہیں آئی۔۔ دو گھنٹوں کا کہہ کر گئی تھی۔۔ اب تو دن گزر گیا ہے۔۔ بی جان نے پریشانی سے کہا تھا۔۔

بی جان آتی ہوگی۔۔ روبینہ بیگم نے کہا تھا۔۔

فون ملازرا اس کو۔۔ بی جان نے حکم دیا تھا۔

جی بی جان۔۔ روبینہ بیگم نے فون لگاتے ہوئے کہا تھا۔۔

کئی بار فون کرنے پر بھی فون اٹھایا نہیں جا رہا تھا۔۔

بی جان فون بند جا رہا ہے۔۔ روبینہ بیگم نے پریشانی سے کہا تھا۔۔

اسکی دوست۔۔ وہ کیا نام ہے؟؟ بی جان نے سوچتے ہوئے کہا تھا۔۔

ایمن۔۔

ہاں اس کو لگا اس کا نمبر ہے نا تمہارے پاس بہو۔۔ بی جان نے پوچھا تھا۔۔

ہاں بی جان ملاتی ہوں۔۔ شاید اس کی بیٹری ختم ہوگئی ہو۔۔ دل کو تسلی دی تھی۔۔

کبھی کبھار نہ چاہتے ہوئے بھی خود کو تسلی دے کر پرسکون کرنا ایک آرٹ ہے۔۔



وہ تینوں دوستیں پریشان سی بار بار عفاف کو فون ملار ہی تھیں۔۔۔ لیکن فون آؤٹ آف کورج  
جا رہا تھا۔۔۔

یا اللہ! ایمن نے سر پکڑا تھا۔۔۔

یا اللہ! عافی کی حفاظت کرنا۔۔۔ ایمن کے منہ سے کلمات ادا ہوئے تھے۔۔۔

کہیں کہی۔۔۔ اس سے پہلے خدیجہ کچھ بولتی ایمن نے بیچ میں ہی بات کاٹی تھی۔۔۔

پلیز کچھ غلط مت بولنا۔۔۔ کیا پتا کونسی قبولیت کی گھڑی ہو؟ ایمن نے التجا کی تھی۔۔۔

کچھ بھی بولنے سے پہلے دعا کرنا اللہ! اس کی حفاظت کرے۔۔۔ ایمن نے نم آنکھوں سے کہا  
تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تبھی عقیفہ بولی تھی۔۔۔

اس کے گھر فون کر لو شاید گھر چلی گئی ہو۔۔۔ موہوم سی امید سے کہا تھا۔۔۔

تبھی ایمن کا موبائل بجا تھا۔۔۔

فون اٹھاتے ہی سلام دعا کے بعد روبینہ بیگم نے عفاف کے بارے میں پوچھا تھا۔۔۔

ایمن کی آواز رندھ سی گئی تھی۔۔۔

آئی عفاف تو کالج نہیں پہنچی۔۔۔

روبینہ بیگم نے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

یا اللہ میری بچی

بی جان نے فوراً سے رو بینہ بیگم کی طرف دیکھا۔۔

کہاں ہے میری بچی؟ کیا ہوا ہے بہو؟ میرا دل بیٹھا جا رہا ہے۔۔

کدھر ہے میری بچی۔۔ بی جان نے تڑپتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

بی جان عفاف کا لُج پہنچی ہی نہیں ہے۔۔ رو بینہ بیگم نے روتے ہوئے کہا تھا۔۔

ہر طرف افراتفری پھیل گئی تھی۔۔ آگ کی طرح پورے گاؤں میں خبر نہ چاہتے ہوئے بھی

پھیل گئی تھی کہ سر پہنچ کی بیٹی گھر سے کافی دیر کی غائب ہے۔۔۔

فرقان صاحب، فرحان صاحب جھکے ہوئے سر کے ساتھ گھر میں داخل ہوئے تھے۔۔

جب ایک بیٹی کی عزت کی بات آتی ہے ناتواپ کے لیے سراٹھانا مشکل ترین ہو جاتا ہے۔۔

باہر کے لوگوں میں چہ میگوئیاں بھی شروع ہو چکی تھیں۔۔۔

ہمارے معاشرے کا دستور بس ایک بار موقع ملے سہی پھر تسلی آمیز الفاظ نکالنے کی بجائے

دوسروں کی زندگی گزارنا مشکل ترین بنا دینا ہوتا ہے۔۔۔

شام پڑ چکی تھی لیکن عفاف کی کچھ خبر تک نہیں تھی۔۔

بی جان کی طبیعت خراب ہو رہی تھی۔۔۔

میری بچی۔۔ وہ ایک ہی رٹ لگائے رب سے دعا گو تھیں۔۔۔



کہیں حسن ملکذبیحہ کے منہ سے باختیار نکلا تھا۔۔۔

ایمن نے سردائیں بائیں ہلایا تھا۔۔۔

ایسے کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ تو اس شہر میں نہیں ہے۔۔۔ ایمن کی آواز کھائی سے آتی سنائی دی تھی۔۔۔

میں نے عافی کو کہا بھی تھا اس سے کوئی پزگامت لینا۔۔۔ لیکن وہ سنتی کب ہے؟ اب دیکھو نتائج۔۔۔ خدیجہ نے آہستگی سے دبے دبے غصے سے فون میں کہا تھا۔۔۔

حسن ملک چپ بیٹھنے والوں میں سے نہیں تھا۔۔۔ وہ اپنے چہرے پر پڑنے والا تھپڑ کیسے بھول سکتا تھا۔۔۔

ہمارے ساتھ نہ ہونے کا ہی اس نے فائدہ اٹھایا ہے۔۔۔ عقیفہ نے فون میں ہی اپنی رائے دی تھی۔۔۔

یا اللہ تینوں نے ایک دم سر پکڑے تھے۔۔۔



رات کا اندھیرا ہو چکا تھا۔۔۔ عفاف کے دل میں ڈر بھی بڑھ چکا تھا۔۔۔

اپنے ماں باپ کی یاد شدت سے آئی تھی۔۔۔

اکاش میں آج آتی ہی نا۔۔ کاش

اس کی زبان سے روتے ہوئے چیخ و پکار کرتے ہوئے شکوہ نکلا تھا۔۔

بابا، ماں، بی بی جان سب میرا انتظار کر رہے ہونگے عفاف کے دل سے ایک ٹھیس سی اٹھی تھی۔۔۔

ہاد بھائی۔۔ وہ چیخ و پکار کے ساتھ ہچکیوں سے رو دی۔۔

ہاد بھائی۔۔ آپ نے تو کہا تھا جب میں مصیبت میں ہونگی تب تب آپ مجھے بچائے گے۔۔ کدھر ہے آپ ہاد بھائی وہ ہچکیوں سے رو دی۔۔

یا اللہ! مجھے رسوا ہونے سے بچا! عفاف کے دل سے روتے ہوئے آواز نکلی تھی۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یا اللہ! ایک ہمت کی اتنی بڑی آزمائش مت ڈال کہ میں جی نہ پاؤں وہ رو دی تھی۔۔

میں اپنے ماں باپ کا جھکا سر نہیں دیکھ سکتی۔۔ یا اللہ! مجھے کوئی راستہ دکھا۔۔ وہ رو دی۔۔ بار بار ہاتھوں سے رسیوں کو چھڑوانے کی کوشش بھی جاری تھی۔۔۔

معاشرے میں میرے ماں باپ کا کیسے اٹھے گا سر؟ عفاف کو اچانک معاشرے کا خوف بھی ستایا تھا۔۔۔

یا اللہ! پھر ہچکیوں سے رو دی تھی۔۔۔

تبھی حسن ملک اندر داخل ہوا تھا پورا کا پورا نشے میں دھت تھا۔ جان منلڑ کھڑا قدم اٹھاتے  
عفاف کے پاس چلتا آیا تھا۔۔۔

دور رہو مجھ سے۔۔۔ عفاف نے ہمت کر کے چلاتے کہا تھا۔۔

حسن ملک کا حلیہ، شراب کے نشے میں دھت اس کے قدم عفاف کو بہت سے خطرے کی گھنٹی کا  
سائرن دے رہے تھے۔۔۔

بہت ساری کوشش کے بعد عفاف کے ہاتھوں کی رسی بلا آخر کھلی تھی۔۔

عفاف نے فوراً سے پاؤں کی رسیاں بھی کھولی تھیں اور تیزی سے کرسی سے اٹھ کر دور ہوئی  
تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حسن ملک لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ چند پل رکا تھا۔۔۔

بہ۔ بہت۔۔ ہمت ہے۔۔ اک۔۔ ٹ۔۔ اکڑا بھی بھی نہیں گئی۔۔ حسن ملک نے ہنستے کہا تھا۔۔۔

میرے سامنے کھڑی ہو پھر بھی غرور نہیں جا رہا۔۔ وہ شراب میں دھت آواز میں بولا تھا۔۔

اسی۔۔ اسی غرور کی وجہ سے تم یہاں ہو؟؟ وہ لڑکھڑا کر بولا تھا۔۔۔

دور رہنا ورنہ مار دوں گی۔۔ عفاف نے شراب کی پاس پڑی بوتل اٹھاتے کہا تھا۔۔۔

ایک بار چہرہ دیکھنے تو دو۔۔ کون ہے اس کے پیچھے تیزی سے لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ حسن

ملک نے آگے بڑھ کے عفاف کا چہرہ پکڑا تھا۔۔ اور بازو پر اپنی گرفت کی تھی۔۔۔

نہیں بچو گی۔۔ وہ لڑکھڑاتا اور قریب ہوا تھا۔۔

نہیں۔۔ نہیں وہ زار و قطار رو رہی تھی۔۔ روتے ہوئے سر کبھی دائیں طرف گھما رہی تھی۔۔ کبھی بائیں طرف۔۔ اس کے ہاتھ کی گرفت سے اپنا چہرہ نکالنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

حسن ملک نے دوبارہ چہرہ اپنے ہاتھ سے پکڑ کر سامنے کیا تھا۔۔

چچ۔۔۔ کوئی نہیں آئے گا بچانے تمہیں جان من۔۔ وہ تھوڑا اور بڑھا تھا۔۔

یا اللہ وہ بار بار پکار رہی تھی۔۔

اس سے پہلے کہ وہ عفاف کی طرف ہاتھ بڑھاتا باہر کا دروازہ زور سے بجاتھا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

باس آپ کے لیے فون ہے۔۔ باہر سے آواز آئی تھی۔۔

بند کر دو۔۔ حسن ملک نے غصے سے کہا تھا۔۔

عفاف کے چہرے پر اپنی گرفت مضبوط کی تھی۔۔

باس بہت ضروری کال ہے۔۔ پھر سے کہا گیا تھا۔۔

عفاف کی آواز ہچکیوں میں بند سی گئی تھی۔۔

کس کا فون آ گیا ہے؟ حسن ملک نے چنکاڑتے کہا تھا۔۔

باس آپ کے ڈیڈ کا۔۔ تیزی سے کہا گیا تھا۔۔

حسن ملک نے گرفت ہلکی کی تھی۔۔۔

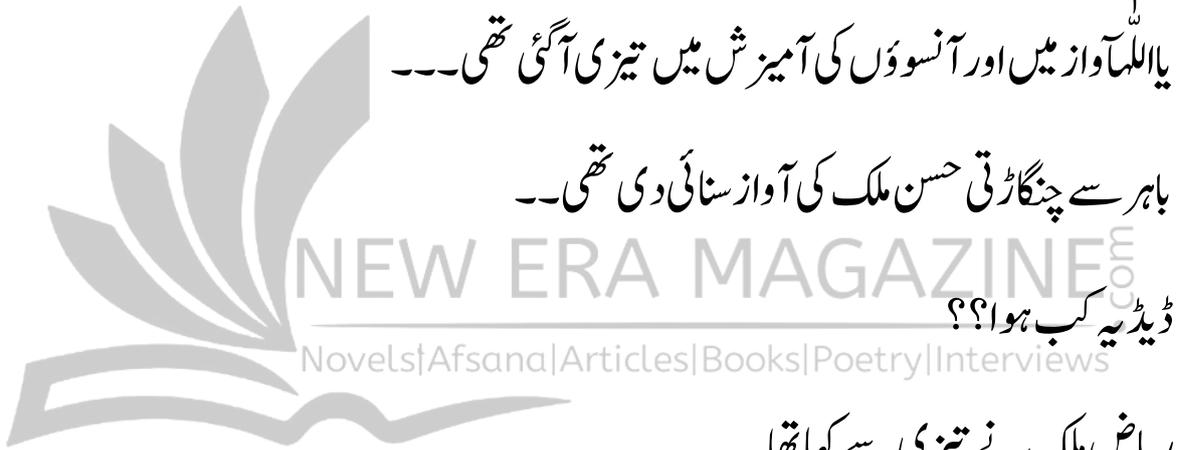
زور سے پیچھے دھکا دیا تھا۔۔

جان من تمہارا حساب آکر کرتا ہوں۔۔ لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ باہر کی طرف بڑھا  
تھا۔۔۔

عفاف حسن ملک کے نکلتے نکلتے زمیں پر بیٹھتی چلی گئی۔۔۔

یا اللہ آواز میں اور آنسوؤں کی آمیزش میں تیزی آگئی تھی۔۔۔

باہر سے چنگاڑتی حسن ملک کی آواز سنائی دی تھی۔۔



ریاض ملک نے تیزی سے کہا تھا۔۔۔

نکلو جہاں بھی ہو وہاں سے جلدی۔۔ تمہارے خلاف رپورٹ درج ہوئی ہے اغوا کیس  
کی۔۔ اور اپنے فارم ہاؤس کو تالا لگاؤ یہاں سے نکل کر بھاگ جاؤ اس سے پہلے تمہارے فارم  
ہاؤس پر ریڈ پڑ جائے۔۔ وہ چنگارے تھے۔۔

ڈیڑیہ کیسے؟؟ آپ کے ہونے کا کیا فائدہ ہے جب آپ اپنے اثر و رسوخ کا استعمال تک نہیں  
کر سکتے۔۔ حسن ملک نے اس سے تیز چلاتے کہا تھا۔۔

اسی اثر و رسوخ کی وجہ سے ابھی تک تمہارے تک کوئی نہیں پہنچا۔۔ اب نکلو وہاں سے۔۔ ریاض ملک نے غصے سے کہا تھا۔۔

ڈیڈ وہ لڑکی۔۔ حسن ملک نے فوراً کہا تھا۔۔

بھاڑ میں جائے وہ۔۔ ریاض ملک چنگاڑے تھے۔۔

مجھے اس سے اپنا بدلہ لینا ہے۔۔ جب تک میں اسے برباد نہ کر دوں۔۔ میں نہیں جا رہا۔۔ شراب کی حالت میں وہ غصے سے بولا تھا۔

تمہیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ وہ برباد ہو چکی ہے تم نکلو بس ریاض ملک نے سمجھاتے ہوئے کہا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیسے؟؟ حسن ملک نے استفہامیہ انداز اپنایا تھا۔۔

معاشرہ ایسی لڑکی کو قبول نہیں کر سکتا جو ایک دن بھی گھر سے غائب ہو۔۔ اسے بھی نہیں کرے گا۔۔ رسوائی اس کے مقدر میں لکھ دی ہے تم بس نکلو۔۔

ویسے بھی اس کا باپ سر تیج بنا پھر رہا ہے نا اسکی سر پنچی بھی نکل جائے گی تھوڑی ہی دیر تک۔۔ رہی سہی کسو وہاں بھیجے گئے میرے بندے پورے کر دیں گے۔۔ تم نکلو بس۔۔ ریاض ملک نے سمجھاتے ہوئے کہا تھا۔۔

انٹر سٹنگ ڈیڈ۔۔ ایک تیر سے دو شکار

دونوں کا قہقہہ عروں پر تھا۔۔

تبھی عفاف کو گاڑیوں کی سٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی تھی۔۔

عفاف کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکلے تھے۔۔۔

کافی وقت بیت گیا کوئی اندر نہیں آیا تھا۔۔

عفاف کو بی جان کی بتائی ہوئی ایک آیت یاد آئی تھی۔۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:  
 تم مجھے پکارو (مجھ سے دُعاء کرو) میں تمہاری دُعاؤں کو قبول کرتا ہوں۔“ (المومن 60)۔

اس کی پکار بھی تو سن لی گئی تھی۔۔ اس نے بھی تو مصیبت میں ہی اپنے رب کو پکارا تھا۔۔ وہ بھی تو نیکی کرنے میں اپنے رب کی عبادت کرنے میں غفلت کا شکار تھی۔۔ کتنی نافرمان تھی وہ؟؟ لیکن پھر بھی اس کی پکار سن لی گئی۔۔ اس کی عزت کی حفاظت کی گئی۔۔ وہ جتنا بھی شکر کرتی کم تھا۔۔۔

کتنا شکر کروں ادا میں تیرا مولا

مجھ میں ایسی کوئی بات ہی نہیں

(ماہم)

عفاف ہچکیوں سے رودی تھی۔۔۔ دروازے سے ٹیک لگا کے وہ زار و قطار رور ہی تھی۔۔۔

اسکی حفاظت کی گئی تھی۔۔۔

اسے ایک بڑے نقصان سے، رسوا ہونے سے بچالیا گیا تھا۔۔۔



NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارشادِ ربانی ہے:

کون ہے جو بے قرار کی پکار کو سنتا ہے، جب وہ اسے پکارے اور تکلیف و مصیبت کو دور کر دیتا

ہے۔۔۔“ (النمل 62)۔

عفاف نے بھی اسی رب کو پکارا تھا جو سب کی پکار سنتا ہے۔۔۔ تو کیسے اس کی پکار رد ہو سکتی

تھی۔۔۔ ہر مصیبت زدہ کی، بے کس کی آواز تو عرشِ ہلا دیتی ہے۔۔۔ اسکی پکار بھی عرش پر پہنچی

تھی وہ کسی کو بھی رد نہیں کرتا۔۔ وہ توشہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔۔ اسے ہر زلت و رسوائی سے اس کے رب نے اسے بچالیا تھا۔۔۔

عفاف تیزی سے اٹھی تھی اور باہر کی طرف بھاگی۔۔ وہ ننگے پاؤں ہی وہاں سے باہر کی طرف بھاگی تھی۔۔۔



بی جان کی طبیعت زیادہ خراب ہو رہی تھی۔۔۔

بی جانسب نے پکارا تھا۔۔۔

میرمی بیچی لادو۔۔ بی جان نے روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ تبھی فرقان صاحب نڈھال سے بولے تھے۔۔

بی جان السلاخیر کرے گا۔۔ حوصلہ کریں۔۔ فرقان صاحب نے پست سی آواز سے کہا تھا۔

بی جان عفاف آپ کے پاس ہوگی۔۔ عفاف کی دوست کے کہے کے مطابق اس لڑکے کے حسن

ملک کے خلاف رپورٹ درج کروادی تھی۔۔ فرحان صاحب نے کہا تھا۔۔

روبینہ بیگم اور رابعہ بیگم بھی زار و قطار رو رہی تھیں۔۔۔۔

ایک پورا دن ہو چکا تھا عفاف کا کوئی اتا پتا نہیں چل رہا تھا۔۔۔ پورے گاؤں میں چہ میگوئیاں شروع ہو چکی تھی۔

بی جان کی طبیعت خراب سے خراب تر ہو گئی تھی۔۔۔

فرقان صاحب نڈھال سے بیٹھے ہوئے تھے۔۔

تبھی دروازہ کھلا تھا اور عفاف اندر آئی تھی۔۔۔

بکھرا حلیہ، ننگے پاؤں، حجاب سے بال باہر کونکے، نقاب ڈھیلا ہوا پڑا تھا۔۔۔ جیسی وہ اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔

سب سے پہلے روبینہ بیگم عفاف کی طرف بڑھی تھیں۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عفاف۔۔۔

جس کی بکھری حالت بہت سے اندیشے دے رہی تھی۔۔۔ آنکھوں سے بہنے والے آنسو

عفاف کی آبِ بتی سنار ہے تھے۔۔۔

فوراً سے روبینہ بیگم نے عفاف کو گلے لگایا تھا۔۔

کدھر تھی میرے بچے بی جان تڑپ کراٹھی تھی۔۔۔

سب کے گلے لگ کر عفاف ہچکیوں سے رو دی۔۔۔

روتے روتے اچانک سے بے ہوش گئی تھی۔۔۔

بی جان عافی۔۔ روبینہ بیگم زور سے چلائی تھیں۔۔۔

فرقان صاحب نے فوراً ڈاکٹر کو کال ملائی۔۔۔

ڈاکٹر نے چیک اپ کے بعد بتایا تھا۔۔

ان کا بی پی لو تھا اور سٹریس کی وجہ سے بے ہوش ہوئی ہیں۔۔ کل تک انہیں ہوش آجائے گا۔۔

She is fine

ڈاکٹر نے تسلی دی تو سب کی رکی ہوئی سانسیں بحال ہوئی تھیں۔۔۔

ایمن کو بھی کال کر کے عفاف کی طبیعت کے بارے میں بتا دیا گیا تھا۔۔۔

گاؤں میں عفاف کی ایک پورے دن کی خبر آگ کی طرح پھیلی تھی۔۔۔ عفاف کی ذات کے

پہلو سے متعلق طرح طرح کی باتیں بنائی جا رہی تھیں۔۔۔

ہمارے معاشرے کا دستور کسی کو بھی اس کی اپنی زندگی میں جینے نہیں دینا۔۔ ہر ایک کے کام

میں اپنا حصہ ڈال کر بات کو بڑھاوا دینا۔۔۔

عفاف کو ہوش آیا تھا۔۔۔

اگر اس دن اسے وہ فون کال نہیں آتی تو۔۔۔ اس سے آگے کیا ہونا تھا وہ سوچ بھی نہیں پار ہی

تھی۔۔۔ وہ زار و قطار روپڑی تھی اور اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہوئی تھی۔۔۔

ہے؟؟ ایسی لڑکی سے کون شادی کرے گا بھلا۔۔ جس کا پتا ہی نہیں کہ کس نے ان کو کیا تھا؟ کیوں کیا تھا؟ کیا وجہ تھی۔۔ الہی بچائے ان سے تو۔۔ گاؤں کی ایک عورت کے الفاظ عفاف کے کانوں میں پڑے تھے۔۔۔

دل پتھر سا ہو گیا تھا۔۔۔

کیسے بتاتی انہیں؟ کیسے انہیں اپنی پاک دامن کی یقین کرواتی کہ اس کے رب نے اس کی حفاظت کی تھی۔۔

وہ ان کو اہوئی تھی۔۔۔ لیکن اس کے رب نے اس کی حفاظت کی تھی۔۔۔

وہ اپنے رب کے حفظ و امان میں تھی۔۔ وہ اپنے آپ کو کیسے ثابت کرتی؟؟ اپنے آپ کو پاک دامن کیسے کہلاتی؟؟

ایک معاشرہ ہی ہر انسان کو جیتے جی مارنے کی وجہ بنتا ہے۔۔ وہ کبھی بھی اسے ماضی بھولنے نہیں دیتا۔۔ وہ ہر دن ہر شخص کو بھولی باتیں یاد کروا کے ایک نئی افیت میں مبتلا کر دیتا ہے۔۔

ہر شخص کی پستی میں ہم سب کا ہی ہاتھ ہوتا ہے جو ہم کسی کو بھی اس کے ماضی سے نکلنے نہیں دیتے اور ہر طرح سے اسے ایک نئی مصیبت کا شکار کر دیتے ہیں۔۔۔ آگ کے دہانے خود کھڑا کر کے اندر دھکا دیتے ہیں اور پھر کہتے ہیں؟؟ پتا نہیں بھول کیوں نہیں جاتا؟؟ آگے ہی بڑھ جائے؟؟

یہ بات بھولے بغیر کہ ان کے آگے نہ بڑھنے میں بھی ہمارا ہی ہاتھ ہے۔۔۔

زخم پرانے پھول سبھی باسی ہو جائیں گے  
 درد کے سب قصے یاد ماضی ہو جائیں گے  
 سانسیں لیتی تصویروں کو چپ لگ جائے گی  
 سارے نقش کر شموں سے عاری ہو جائیں گے  
 آنکھوں سے مستی نہ لبوں سے امرت ٹپکے گا  
 شیشہ و جام شرابوں سے خالی ہو جائیں گے  
 کھلی چھتوں سے چاندنی راتیں کتر جائیں گی  
 کچھ ہم بھی تنہائی کے عادی ہو جائیں گے  
 کوچہ جاں پر گہرے بادل چھائے رہیں گے زیب  
 اس کی کھڑکی کے پردے بھاری ہو جائیں گے



کئی دن اس بات کو گزر چکے تھے۔۔ کسی نے بھی ایک دفعہ بھی عفاف سے اس دن کے متعلق  
 پوچھا تھا۔۔

پولیس کے مطابق حسن ملک اسی رات ملک سے باہر نکل گیا تھا۔۔

لیکن عفاف نے پھر بھی اس دن کی ساری روداد سنائی تھی۔۔

ان سب میں واحد اس کے پاس دوستوں میں ایمن ہی تھی جو اس کا سہارہ بنی تھیں۔۔۔ خدیجہ  
، عقیقہ تو جیسے منظر سے ہی غائب ہو چکی تھیں۔۔۔

کافی عرصے بعد پتا چلا تھا دونوں کی فیملیز باہر شفٹ ہو گئی ہیں۔۔۔ اس واقعے کے ہفتے بعد وہ بھی  
باہر شفٹ ہو گئی تھی جس کی وجہ سے عفاف اور ایمن سے ان کا رابطہ منقطع ہو چکا تھا ہمیشہ  
ہمیشہ کے لیے۔۔۔ وہ ان ہفتوں میں دو، تین بار عفاف سے مل کر بھی گئی تھیں لیکن انہیں ان  
کی باہر جانے کی خبر نہیں ہوئی تھی۔۔۔

کچھ دوستوں کی نشاندہی بھی تب ہی ہوتی ہے جب آپ پر مصیبت آن پڑتی ہے کہ کون آپ کا  
سچا دوست ہے؟؟ کونسا ایسا دوست ہے جو اس مشکل گھڑی میں آپ کا ساتھ نبھاتا ہے؟ کون  
ہے جو آپ کو آگے بڑھنے میں ہمت دیتا ہے۔۔۔

سچ دوستوں کی نشاندہی بھی مشکل ترین وقت میں ہی ہوتی ہے۔۔۔

دوست وہی اچھا اور سچا ہے جو مصیبت میں کام آئے۔۔۔

تم تکلف کو بھی اخلاص سمجھتے ہو فراز

دوست ہوتا نہیں ہر ہاتھ ملانے والا

یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح

کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غم گسار ہوتا



کچھ دنوں بعد ہی ایک پنچایت کا فیصلہ تھا۔۔۔ جب فرقان صاحب سر پنچھی کے عہدے کے سبب فیصلہ سنانے لگے تھے۔۔۔ اچانک سے ایک آدمی کی چلاتی ہوئی آواز سنائی دی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.COM

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے لوگو! کن سے فیصلہ کرواتے ہو۔۔۔ یہ وہیں ہیں جو اپنا تو فیصلہ کر نہیں سکے ہمارا کرنا چلیں ہیں۔۔۔ اگر اتنی ہمت ہے تو لائیں سامنے اور فیصلہ سنائیں۔۔۔

فرقان صاحب فوراً سے اٹھے تھے۔۔۔

کیسا فیصلہ؟

فرقان صاحب نے پوچھا تھا۔۔۔

انہیں عفاف کی ذات کے حوالے سے ہونے والی باتوں کا تو علم تھا لیکن وہ صبر کا دامن تھامے

ہوئے تھے۔۔۔ آج وہ پیمانہ لبریز ہوا تھا۔۔۔

فرقان صاحب آپکی بیٹی سارا دن باہر غائب رہی تھی؟؟ پتا ہے اس کو کس نے اغواء کیا تھا اور کیوں؟؟ اسی میں سے ایک آدمی نے کھڑے ہوتے کہا تھا۔۔۔

فرقان صاحب بھڑکے تھے۔۔

مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ میں اپنی بیٹی کو آپ لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔

ایک آدمی اٹھا تھا۔ آپ کی بچی کی وجہ سے ہماری بچیاں بھی خراب ہو رہی ہیں فرقان صاحب۔۔

تبھی ایک عورت کی آواز آئی تھی۔۔۔

سرینچ صاحب۔۔ آپ کی صابروشا کر بچی کیا نکلی تو بہ۔۔۔ ہماری بچیوں پر ان کا سایہ نہ پڑے۔۔

ایک بزرگ اٹھے تھے۔۔

سرینچ صاحب بہتر تو یہی ہے آپ کوئی فیصلہ کریں تاکہ سب بچ جائیں۔۔

فرقان صاحب کی آنکھوں میں پانی بھر آیا تھا۔۔

اسی لمحے انہوں نے اس گاؤں کو خیر آباد کہنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔ جس میں ہی سب کی بھلائی تھی۔۔ ورنہ یہاں کے لوگ اپنی نشتر انگیزی سے کسی کو بھی آگے بڑھنے نہیں دیتے۔۔۔

فیصلہ سنتے ہی اسی آدمی نے فون ملا یا تھا۔۔۔

سر کام ہو گیا۔۔

ریاض ملک ہنسا تھا۔۔

نکلو اب وہاں سے۔۔

جی سر وہ مؤدب انداز میں جواب دیتا وہاں سے نکل گیا۔۔

وہاں سے گزرتی روبینہ بیگم کی آنکھیں پنچایت کی باتیں سن کر اور فرقان صاحب کا فیصلہ سن کر لبالب پانی سے بھر چکی تھیں۔۔۔

کیسے تھے یہ لوگ؟ ایک دن پہلے ہی اسی شخص کی تعریفوں کے گن گانے والے، اگلے ہی لمحے اسی شخص کی عزت کی دھجیاں اڑانے والے۔۔ روبینہ بیگم نے بے دردی سے آنسو صاف کیے تھے اور آگے کی جانب بڑھ گئی تھیں۔۔۔



فرقان صاحب نڈھال سے گھر آئے تھے۔۔ روبینہ بیگم سر جھکائے بیٹھی تھیں۔۔ فرقان صاحب بھی وہیں موجود تھے۔۔۔

عفاف اور بی جان دونوں ہی بیڈ پر موجود تھیں۔۔۔

ججھی فرقان صاحب نے اپنا فیصلہ سنایا تھا۔۔۔

اور پنچایت میں ہونے والی باتوں کا خلاصہ بتایا تھا۔۔

عفاف کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکلے تھے۔۔ اس سے پہلے وہ کچھ بولتی فرقان صاحب نے چپ کر دیا۔۔

ہمیں اپنی بیٹی پر، اپنی پرورش پر پورا یقین ہے۔۔۔ کچھ بھی کہنے اور بولنے کی ضرورت نہیں۔۔ فرقان صاحب نے کہتے ہوئے عفاف کو چپ کر دیا تھا۔۔

ہمیں اپنی بیٹی کی پاک دامنی کا ثبوت کسی سے بھی نہیں چاہیے۔۔ فرقان صاحب کہہ کر وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔

NEW ERA MAGAZINE.COM  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
تبھی بی جان کے بازو میں اچانک سے درد اٹھا تھا۔۔

بی جان کی آنکھیں بند ہونا شروع ہو چکی تھیں۔

درد اتنا زیادہ تھا کہ بی جان وہیں ڈھیر ہو گئیں۔۔۔

افرا تفری مچ چکی تھی۔۔۔

بی جان کو ہسپتال پہنچایا گیا تھا لیکن ہسپتال پہنچتے ہی بی جان کی ڈیٹھ ہو چکی تھی۔۔۔

ڈاکٹرز کی طرف سے تصدیق کر دی گئی تھی۔۔۔

چیخ و پکار شروع ہو چکی تھی۔۔۔

واحد عفاف تھی جو نہیں روئی تھی۔۔ اس نے چپ سادھ لی تھی۔۔۔

وقت بڑھتا گیا تھا۔۔ عفاف چپ سی ہو گئی تھی۔۔

سب گاؤں چھوڑ کر شہر جا بسے تھے۔۔

عفاف چپ چپ سی رہنے لگی تھی۔۔ عفاف کو اس حالت سے نکالنے میں ایمن کا سب سے

بڑا ہاتھ تھا۔۔ وہ روزانہ عفاف سے باتیں کرتی تاکہ وہ اس حقیقت کو مان لے کہ بی جان اب

نہیں رہی۔۔ وہ اپنے ماضی سے نکل کر اپنے آج کو دیکھے۔۔

وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے شہر تو لوگوں کی باتوں، رویوں سے بچ کر آ بسے تھے۔۔ جہاں ان کا خیال

تھا وہ سب بھول جائیں گے۔۔ کم لوگ ملیں گے کم باتیں ہو گئی۔۔ کم ماضی کھنگالا جائے گا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لیکن انہیں کیا پتا؟؟

جب ماضی کر بناک بن جائے تو دل قبرستان بن جاتا ہے جہاں ہر خواہش، ہر خوشی دفن کر دی

جاتی ہے۔۔۔

ڈاڑی کا آخری صفحہ بھی ختم ہوا تھا۔۔

آخری صفحہ کے آخر میں صرف چند باتیں لکھی تھیں۔۔۔

میری ذات ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سوالیہ نشان بن گئی؟؟ کیسے یقین دلاؤں گی میں سب کو۔۔۔ ہر ایک میری ذات پر کیچڑا چھال کر چلا جاتا ہے؟ کیا میرے اندر دل، احساسات کی جگہ نہیں ہے۔۔۔

بی جان بھی میری وجہ سے اس دنیا سے چلی گئیں۔۔۔ ہاد بھائی ایسے گئے کبھی مر کر ہی نہیں دیکھا۔۔۔ شاید دیکھ لیتے تو ان سب سے مجھے بچا لیتے۔ ایسی رسوائی سے بچا لیتے۔۔۔ بی جان ہمارے پاس ہوتی۔۔۔ میری دوستیں جو بیچ راستے میں ہی چھوڑ گئیں کبھی نہیں بچھڑتیں۔۔۔ شاید وہ مجھے بچپن کی طرح گرنے سے بچا لیتے۔۔۔ اپنی عافی کو اس کٹھن مرحلے سے گزار دیتے۔۔۔

ہاد کو لگا عفاف کافی دیر یہ لکھنے کے بعد روتی رہی ہے۔۔۔ کیونکہ اس سطر کے آدھے الفاظ آنسوؤں کی وجہ سے مٹے ہوئے تھے۔۔۔

ہاد کا دل مٹھی میں آیا تھا۔۔۔

مجھے سمجھ نہیں آتا بی جان کو میرا دکھ زیادہ تھا یا پھر گاؤں چھوڑنے کا دکھ بڑا تھا کہ بی جان مجھے چھوڑ کر چلی گئیں۔۔۔

ہاد کو لگا وہ اب اور کچھ پڑھے گا تو اس کا دل اس کے ہاتھ میں ہو گا۔۔۔

ہاد کے رکے ہوئے آنسو بحال ہوئے تھے۔۔۔ لیکن وہ مرد تھا خود کو چھپانا جانتا تھا۔۔۔

ہاد کی ایمن سے انسیت اسی روز ڈائری پڑھنے کے بعد سے اور بڑھ چکی تھی۔۔۔

ہاد نے ڈائری بند کر کے عفاف کے کمرے میں رکھی تھی۔۔۔

میں کیسے واپس آتا عافی؟؟ میری بہن کی طرف آنکھ اٹھانے والوں کو کیا ایسے ہی جانے دیتا۔۔۔

اگر اس دن تائی جان کا فون نہ آتا اور وہ فون کر کے ریسیور ڈالنا نہیں بھولتی تو مجھے کیسے پتا چلنا تھا۔۔۔

ہاد نے کرسی پر سر ڈالا تھا۔۔۔

آنکھ پر آنسو لڑکھ کر گرا تھا۔۔۔

اسی روز انٹیلی جینس میں قدم کیسے رکھتا؟؟

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے تو پتا بھی نہیں چلنا تھا نہ ہی کسی نے بتانا تھا۔۔۔



حال۔۔۔۔

ہاد کو بہت کچھ یاد آیا تھا۔۔۔

وہ عفاف کی طرف بڑھا۔۔۔ جو روئی جا رہی تھی۔۔۔

عافی۔۔۔

ہاد نے آہستہ سے پکارا تھا۔۔۔

عافی۔۔

ہاد نے آگے بڑھتے پھر پکارا تھا۔۔

عفاف ڈائری کا ہر صفحہ پھاڑے رونے میں مشغول تھی۔۔

عافی میری بات تو سنو یا؟ ہاد نے تڑپتے ہوئے کہا تھا۔۔

مجھے شادی نہیں کرنی آپ لوگ کیوں نہیں سمجھتے ہیں؟؟ میں شادی نہیں کر سکتی۔۔ عفاف

نے روتے ہوئے چلاتے ہوئے کہا تھا۔۔

عافی۔۔ ادھر اوپر بیٹھو۔۔ ہاد نے عفاف کو اوپر بٹھاتے کہا تھا۔۔

تمہیں شادی نہیں کرنی مت کرو۔۔ میری بات تو سنو۔۔ ہاد نے التجائی لہجے میں کہا تھا۔۔

نہیں سننی مجھے آپکی کوئی بھی بات۔۔ عفاف نے روتے ہوئے کہا تھا۔۔

کیوں چڑیل؟

ہاد نے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔

عفاف نے ایک دفعہ نظریں اٹھائی تھیں۔۔

ہاد بھائی میں کسی کو بھی اپنی ذات کو مزاق نہیں بنانے دوں گی۔۔ وہ ایک دم چپ ہو کر اشتعال

برپا ہوئی تھی۔۔

ہاد نے عفاف کو نیچے سے اٹھا کر اوپر بٹھایا تھا۔۔

ڈاڑی کو ایک طرف رکھا تھا۔۔۔

عافی۔۔۔ تمہیں لگتا ہے کہ ہم کسی کو تمہارا مزاق بنانے دے گا۔۔۔ ہاد نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔۔۔

عفاف یکدم روتے ہوئے رکی تھی اور ہاد کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

عافی تمہیں لگتا ہے؟؟ ہاد نے ایک بار دوبارہ پوچھا تھا۔۔۔

عفاف نے سر نفی میں ہلایا تھا۔۔۔

میں نہیں چاہتی کہ مجھ پر ترس کھایا جائے۔۔۔ میں کسی کی انا اور رسوائی کی خاطر سولی پر بھی نہیں لٹکنا چاہتی۔۔۔ میں کیوں؟ سب کو اختیار دوں۔۔۔ آئیں اور میری زندگی کو اور اجیرن کر دیں جو پہلے ہی معاشرے کے تیر اندازی نے کر کے رکھ دی تھی۔۔۔ وہ ہچکیوں سے روئی تھی۔۔۔

ہاد فوراً سے آگے بڑھا تھا۔۔۔

عافی ہم کبھی بھی غلط نہیں کریں گے۔۔۔ کیا تمہیں ہم پہ بھروسہ نہیں؟؟ کیا تمہیں لگتا ہے کہ ہم تمہیں ایسے ہاتھوں میں دیں گے جو تمہاری حفاظت نہ کر سکے۔۔۔ تمہیں عزت نہ دے سکے۔۔۔ ہاد نے سنجیدگی سے یکے دیگرے بعد سوال کیے تھے۔۔۔

آپ نہیں سمجھیں گے۔۔۔ آپ تو جانتے بھی نہیں ہیں۔۔۔ عفاف پھر سے رو دی تھی۔۔۔

عافی میں سب جانتا ہوں۔۔۔ ہاد کی سنجیدگی برقرار تھی۔۔۔

عفاف کی روتے ہوئے آنکھیں پوری کی پوری کھلی تھیں۔۔۔۔



باہر بیٹھے فرقان صاحب کی آنکھیں نم تھیں۔۔۔

کیا ایک بار میری بیٹی اپنے ماضی کی وجہ سے رسوا ہوگی؟ کیا وہ کبھی جی نہیں پائے گی؟؟

فرقان صاحب نے خود سے سوال کیا تھا۔۔۔

ازلان کی حالت کچھ یوں تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔۔۔

کیا ایک غلط فہمی کی وجہ سے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسے چھوڑ دے گی؟

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا وہ اس نکاح کے فیصلے کو میری انا سمجھتی ہے؟؟

کیا اسے میری محبت کا بالکل بھی یقین نہیں ہے؟؟ کیا وہ تلخ یادوں سے باہر نہیں نکل سکتی۔۔۔

وہ عفاف سے ہی چند لمحہ پہلے کی باتوں کو سوچتے ہوئے لال انکاروں آنکھوں سے باہر نکلا تھا۔۔

گاڑی میں بیٹھا بار بار عفاف کی آنکھوں میں اڈتی نمی کو دیکھ کر خود سے یکے بعد دیگرے سوال

کر رہا تھا۔۔۔

تو کیا آپ مجھے ان مردوں جیسا سمجھتی ہیں جو دل پھینک ہو۔۔۔

کیا آپ کو ایک بار بھی یقین نہیں آیا کہ سب مرد ایک جیسے نہیں ہوتے۔۔۔ میں آپ کا برا

کبھی بھی نہیں چاہ سکتا۔۔۔

میں تو آپ کی زندگی میں ہمیشہ خوشیاں ہی چاہتا ہوں اپسرا۔۔۔

نبیلی آنکھیں لال انگارہ ہوئی پڑی تھیں۔۔۔

اس نے سر سٹرنگ سے ٹکایا تھا۔۔۔



ایمن اور باقی سب چپ سادھے بیٹھے آنے والے وقت کے لیے تیار تھے۔۔۔

وہ اس وقت کے لیے کچھ حد تک تو تیار تھے کہ عفاف کاری ایکشن کیا ہوگا؟

مگر ماں باپ تھے نہ کہ بچی کی عمر نکلی جا رہی ہے۔۔۔ اس کی جلد از جلد اچھی جگہ شادی کرنے کا

بھی خوف ستار ہا تھا۔۔۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فرقان صاحب نڈھال سے ہوئے تھے۔۔۔

طبیعت خراب ہو رہی تھی۔۔۔

تیز تیز سانس لے رہے تھے۔۔۔

مناہل کی نظر سب سے پہلے پڑی تھی۔۔۔

بابا۔۔۔ اس نے زور سے منہ پر ہاتھ رکھ کر چیخ ماری تھی۔۔۔

سبھی فرقان صاحب کی طرف بڑھے تھے۔۔۔

وہ بار بار عفاف کو بلارہے تھے۔۔۔

چند لمحوں کا کھیل تھا۔

جہاں چند منٹ پہلے خوشیوں کے شادیاں بجائے جانے تھے اسی لمحے افراتفری، ہلچل اور چیخ و  
پکار شروع ہوئی تھی۔۔۔

فرقان صاحب کو ہسپتال میں ایڈمٹ کیا گیا تھا۔۔۔

وہ آئی۔۔۔ سی یو میں تھے جب ہاد اور عفاف آئے تھے۔

بابا۔۔۔ وہ آئی۔۔۔ سی یو کے باہر کھڑی روئی تھی۔۔۔

وہ دروازے سے ٹیک لگائے رو رہی تھی۔۔۔

آپ تو چاہتے تھے نہ میں شادی کر لوں۔۔۔ خود ہی دیکھ لیں میں مان تو گئی ہوں اب آپ ایسا  
کیوں کر رہے ہیں بابا۔۔۔

میں آپ کے بغیر کیسے جیوؤں گی؟؟ میں نہیں رہ سکتی۔۔۔ آپ نے ہی تو جینا سکھایا ہے اور اب  
خود دیکھیے؟ وہ تڑپ تڑپ کر رہی تھی۔۔۔

ایمن، روبینہ بیگم سب اس کو اٹھانے کی کوششوں میں تھے۔۔۔

میں کیسے اٹھاؤں بابا کو؟؟

بابا آپ کی بیٹی پکار رہی ہے اٹھیں.. وہ کمرے میں آکر فرقان صاحب کے پاس بیٹھ کر آہ و بکا کر  
رہی تھی۔۔۔

اپنی بیٹی کے سر پر ہاتھ تو رکھیں۔۔۔

اپنی بیٹی کو رخصت نہیں کرے گے بابا۔۔۔

اب تو اٹھ جائیں۔۔۔

وہ رو رہی تھی۔۔۔

سب کی آنکھیں اشک بار تھی۔۔۔

تبھی نرس آئی تھی۔۔۔

پیشینٹ کو ڈسٹرب مت کریں۔۔۔ وہ اب بہتر ہے۔۔۔ ابھی بے ہوش ہیں چند گھنٹوں تک ہوش آجائے گا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایمن عفاف کو لیکر باہر آگئی تھی۔۔۔

عفاف ایمن کے گلے لگ کر ہچکیوں سے روئی تھی۔۔۔

عافی انکل بالکل ٹھیک ہیں۔۔۔ انکو مائسز ہارٹ اٹیک ہوا تھا وہ اب ریسٹ کر رہے ہیں۔۔۔

دور کھڑے ازلان کا دل باہر آنے کو تھا۔۔۔

ایک بار آپ خود حق دیں۔۔۔ آپ کے آنسوؤں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دوں اپسرا۔۔۔

وہ اسے ایک بار ساتھ لگا کر تسلی دینا چاہتا تھا کہ وہ ہے اب اسکی حفاظت کے لیے۔۔۔

وہ کبھی بھی اسے رسوا نہیں ہونے دے گا۔۔ وہ کبھی بھی ان کی آنکھوں میں آنسو نہیں آنے دے گا۔۔

لیکن از لان کو ابھی یہ حق نہیں تھا۔۔

اگلے دن فرقان صاحب کو ہوش آ گیا تھا۔۔

عفاف، راین، مناہل سب ان کے گلے لگ کر ہچکیوں سے روئے تھے۔۔

دیکھو میں ٹھیک ہوں۔۔ فرقان صاحب نے مسکرا کر کہنے کی کوشش کی تھی۔۔

مجھے جو خبر ملی ہے وہ مجھے تندرست کرنے کے لیے کافی ہے۔۔ فرقان صاحب نے مسکراتے

ہوئے کہا تھا کہ سب کے چہروں پر نہ چاہتے ہوئے بھی مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فرقان صاحب کی حالت میں کچھ بہتری تھی لیکن مکمل نہیں۔۔

فرقان صاحب کو گھر شفٹ کر دیا گیا تھا۔۔

فرقان صاحب نے گھر پہنچتے ہی سب سے پہلے از لان کو اپنے پاس بلایا تھا۔۔

عفاف نے اب کی بار پہلی بار نظریں اٹھا کر از لان کی طرف دیکھا۔۔

جسکی سرخ آنکھیں عفاف کو بہت کچھ باور کروا رہی تھیں۔۔ عفاف کو کل کا منظر یاد آیا تھا

جب ہا عفاف کو منانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔



ہسپتال سے ایک دن پہلے (کل) کا منظر۔۔۔۔۔

عفاف نے پوری کی پوری کھلی آنکھوں سے ہاد کی طرف دیکھا تھا۔۔

الفاظ جیسے کہیں کھوسے گئے تھے؟ وہ جواب سے چھپاتی آرہی تھی۔۔ اسے بتانے کی ہمت نہیں

کر پارہی تھی۔۔ اس کا بھائی جانتا تھا۔۔

وہ ایک دم آنسوؤں کو روک کے چپ ہوئی تھی اور ہاد کی طرف نظریں جمائے دیکھ رہی

تھی۔۔

جو سر نیچے جھکائے اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے اپنے اپنے دوسرے ہاتھ پر دائرے بنا رہا تھا۔۔

اس نے سنجیدگی سے ہی بولنا شروع کیا تھا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عافی۔۔ میں کچھ بھی نہیں پوچھوں گا نہ ہی میں کچھ کہوں گا۔۔ میں صرف تم سے تمہاری بات

کرتا ہوں عافی۔۔

میں تم سے یہ بھی نہیں کہتا کہ میں تمہارے درد کو سمجھ سکتا ہوں۔۔ اگر میں ایسا کہوں گا تو

بالکل غلط کہوں گا۔۔ کیونکہ نہ ہی میں تمہارے دکھ کو سمجھ سکتا ہوں نہ ہی میں بیان کر سکتا

ہوں۔۔۔

میں اگر کہوں گا کہ میں تمہارے دکھ کو سمجھ رہا ہوں تو یہ سب سے بڑا جھوٹ ہے۔۔۔ میں  
تمہارے درد کو کبھی بھی نہیں سمجھ سکتا۔۔۔ صرف ایک واحد وہ شخص ہے جو آپ کے درد کو  
ہم سب سے زیادہ اور باسانی سمجھ سکتا ہے۔۔۔

عفاف اپنی ہر بات بلائے ہاد کی طرف متوجہ تھی۔۔۔ جو چہرے پر حد درجہ سنجیدگی چھائے بول  
رہا تھا۔۔۔

عفاف نے اچھنبے سے ہاد کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

جو آپ کو سمجھتا ہے، آپ کے درد کو سمجھتا ہے وہ آپ خود ہو عافی۔۔۔ آپ سے بہتر خود کو کوئی  
بھی نہیں سمجھ سکتا۔۔۔ جو آپ پر بتی ہے وہ صرف آپ ہی جانتے ہو۔۔۔ آپ سے بہتر کوئی بھی  
نہیں جانتا ہو گا۔۔۔

تسلی آمیز الفاظ بولنا الگ بات ہے لیکن یہ کہنا میں آپ کا درد سمجھتا ہوں۔۔۔ یہ سراسر غلط فہمی  
ہے کہ کوئی ہمارا دکھ سمجھے۔۔۔

نہیں عافی۔۔۔

ہاد نے نفی میں گردن ہلائی تھی۔

نہ میں سمجھ سکتا ہوں نہ کوئی اور یہ صرف تم ہی ہو جو خود کو سمجھ سکتی ہو۔۔۔

جو خود کو خود سنبھال سکتی ہو۔۔۔

کیوں تم اس ماضی کے لمحے کو نکال کر دنیا نہیں جی سکتی عافی؟؟ ایک دم ہاد، عفاف کی طرف بڑھا تھا۔

عافی تمہیں لگتا ہے کہ تمہارا دکھ سب سے بڑا دکھ ہے کہ تم کبھی آگے نہیں بڑھ پاؤ گی۔۔۔؟ کیوں تمہیں لگتا ہے کہ تمہارا ماضی تمہیں آگے بڑھنے نہیں دے گا؟؟ کیوں تمہیں لگتا ہے کہ تم آگے بڑھو گی تو پھر سے وہی معاشرہ اٹھ کر تمہارے کردار پر انگلیاں اٹھائے گا؟ معاشرے کا تو کام ہی باتیں بنانا۔۔۔ سب کو اپنے مطابق چلانا ہے۔۔۔ معاشرہ تو کسی عام انسان کو جنیے نہیں دیتا۔۔۔ وہ تو عام انسان کو جیتے جی مار دیتا ہے عافی۔۔۔ کیوں تمہیں لگتا ہے کہ تم آگے بڑھو گی تو وہی لوگ ملیں گے۔ پھر سے پرانی یادیں ہونگی اور تم پھر گھٹ کے رہ جاؤ گی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیوں آخر کیوں عافی؟؟

کیوں عافی تمہیں اپنے نظر نہیں آرہے جو تمہارے ہر خوشی کے لیے اپنی زندگی سے لڑنے کے لیے ہمہ وقت تیار ہیں۔۔۔ جو تمہاری خوشیوں کے لیے دن رات ایک کر رہے ہیں؟؟ کیوں تم سمجھتی ہو کہ سب ہی ایک جیسے ہوتے ہیں۔۔۔ کیوں تم سمجھتی ہو کہ شادی نہ کر کے تم سب کو دکھی ہونے سے اور طرح طرح کی باتیں کرنے سے سب کو بچا لو گی۔۔۔ کیوں تمہیں لگتا ہے کہ ابھی بھی تمہاری ذات ہی سب کا موضوع ہو گی۔۔۔ ہاد نے یکے بعد دیگرے کئی سوالات کیے تھے۔۔۔

عفاف کی آنسوؤں کی آمیزش بڑھ گئی تھی۔۔ ہاد نے آنسو صاف کرتے ہوئے دوبارہ بولا تھا۔۔  
یہ سراسر تمہاری غلط فہمی ہے عافی کہ سب سکھی رہے گے۔ تمہارے ایسا کرنے سے سب کچھ  
ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔۔ یہ معاشرہ کبھی بھی اپنی عادات کو نہیں  
چھوڑتا عافی۔۔۔ باوجود اسکے ہر شے میں نفی کر کے تم خوش کرنے کی بجائے سب کو تکلیف  
پہنچاؤ۔۔ بلکہ اس سب سے سب ہی زیادہ اذیت کا شکار ہو رہے ہیں۔۔ اس ماضی کے دلدل  
سے نکلو گی تو ہی اس معاشرے کو ہم چپ کروا سکتے ہیں۔۔ اس دلدل سے نکلو گی تو خوشیاں  
تمہارا مقدر بنے گی۔۔

جو چیز، جو خوشیاں تمہارے دروازے پر کھڑیں تمہارا انتظار کر رہی ہو عافی اسے کبھی بھی ٹھوکر  
نہیں مارتے۔۔

خوشیاں تمہارے کمرے کا بار بار دروازہ کھٹکھٹا رہی ہیں انہیں رد تو مت کرو۔۔۔ ہاد نے اس بار  
مسکرا کر کہا تھا۔۔

عفاف نے ایک بار ہاد کی طرف دیکھا تھا پھر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔

کہنے کو تو بہت کچھ ہے۔۔۔ آپ کہہ لیں۔۔

آپ جانتے بھی ہیں؟ بلکہ آپ کیسے جانتے ہونگے۔۔ میں نے وہ الفاظ سنے تھے نا جو میرے

کانوں میں ایک پگھلے سیسے کی مانند انڈیلے گئے تھے کہ ایک لڑکی باہر رہ کر آئی ہے؟؟

کون ہو گا جو اس سے شادی کرے گا۔۔ ایک عورت نے کہا تھا۔۔

عزت والا ہوگا بھی کہ نہیں دوسری نے کہا تھا۔

ہمیں کیا لینا دینا۔۔ تیسری عورت نے کہا تھا۔

ہاں بھائی۔۔ کوئی ترس کھا کے کر لے گا۔۔ پہلی عورت نے دوبارہ کہا تھا۔۔

ہاں۔۔ اب مرد ایک جیسے ہی ہوتے ہیں اپنی عزت کا خاص خیال کرنے والے کوئی بڑے جگرے والا ہی ہونا ہے جو بھی اس سے شادی کرے گا۔۔ ورنہ کون اس طرح کی لڑکیوں سے شادی کرتا ہے۔۔ دوسری عورت نے بھی ٹھوکا دیا تھا۔۔

عفاف، ہاد کے سامنے یہ بات کر کے ہنسی تھی۔  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
سنا آپ نے مجھ سے کوئی ترس کھا کے ہی شادی کرے گا۔۔

اپنی عزت سب کو پیاری ہے۔۔ عفاف نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔

عافی تم ازی کی بات کر رہی ہونا؟ ہاد فوراً سے اٹھا تھا۔۔

سنا تھا میں نے وہ بھی اپنی انا کی خاطر ہی مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں... عفاف نے چلا کر کہا تھا۔۔

عافی۔۔۔ ازی تم سے محبت کرتا ہے اس کا ثبوت میرے پاس ہے۔۔۔ وہ تمہیں کبھی بھی کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔۔۔ یہ میرا اپنی بہن سے وعدہ ہے عافی۔۔۔ ہاد نے عفاف کو سیدھے کھڑا کرتے کہا تھا۔۔۔

آپ کا دوست ہے نا اس لئے آپ کو صحیح لگ رہے ہیں۔۔۔ ہر مرد ایک جیسا ہی ہوتا ہے۔۔۔ نوچنے والا۔۔۔ لڑکی کو کمزور سمجھنے والا۔۔۔ عفاف نے پیچھے ہوتے کہا تھا۔۔۔

عافی۔۔۔ ہاد نے یکدم پکارا کہ کمرے کا ادھ کھلا دروازہ پورا کھلا تھا۔۔۔ دونوں یکدم مڑے تھے۔۔۔



ازی۔۔۔ ہاد نے پیچھے مڑ کر بولا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عفاف نے فوراً سے چہرہ موڑا تھا۔۔۔

ہاد مجھے کچھ بات کرنی ہے... ازلان نے اندر آ کر ڈائریکٹ ہاد سے کہا تھا۔۔۔ جو تھوڑا سا سیڈ پر ہوا تھا اور آنکھوں ہی آنکھوں سے تسلی دی تھی۔۔۔

اپسرا کیا آپ کو لگتا ہے میں آپ سے نکاح ترس کھا کر یا پھر اپنی انا، ضد کی خاطر کر رہا ہوں۔۔۔ ازلان نے اندر آتے پوچھا تھا۔۔۔

عفاف کچھ بھی نہیں بولی تھی۔۔۔

وہ اپنی ہچکیوں کا گلا گھونٹ کر کھڑی تھی۔۔۔

وہ کیسے کہتی کہ اس کا دل اس بات کا انکاری ہے۔۔ لیکن دماغ اس بات کو ماننے نہیں دے رہا وہ آگے اسے بڑھنے نہیں دیتا۔ وہ جب بھی بڑھنے کی کوشش کرتی ہے تبھی اسے ماضی یاد کروا کر لوگوں کی نشتر انگیزیاں یاد کروا کر دوبارہ سے اسی آگ میں دھکیل دیتا ہے۔۔ جہاں صرف جلنا ہی جلنا لکھا ہے۔۔۔

وہ چپ کھڑی سوچ رہی تھی۔۔

وہ کیسے اسے بتاتی کہ پہلے دن سے ہی اس کے دل میں کسی کے لیے ایک الگ سا احساس جاگا تھا۔۔

وہ کیسے اسے بتاتی کہ جب بھی آگے بڑھنے کا سوچتی ہے تب ہی اسے ماضی کے پنے اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں؟؟؟

تبھی ازلان کی آواز دوبارہ آئی تھی۔۔ جس میں ایک تڑپ تھی۔۔ ایک احساس تھا۔۔ ایک ڈر تھا کہیں سب کچھ چھینے جانے کا۔۔۔

اپسر ابولے میں آپ کے جواب کا منتظر ہوں۔۔ ازلان نے ایک بار پھر سوال کیا تھا۔۔

عفاف پھر چپ تھی۔۔۔

کیا جب میں آپ کے سامنے آیا ہوں آپ کو لگا ہے کہ میں آپ پر ترس کھا رہا ہوں  
اپسر ا۔۔ کیا آپ کو میری محبت پر ایک بار بھی یقین نہیں آیا؟؟؟

کیا آپ نے کبھی محبت دیکھنے کی کوشش نہیں کی؟؟ از لان نے تڑپ کر نیلی آنکھوں میں  
سنجیدگی لیے سوالات کئے تھے۔۔

ہا دچپ کھڑا تھا۔۔۔

عفاف از لان کی ہر بات کو رد کرنا چاہتی تھی لیکن زبان انکاری ہوئی تھی۔۔

وہ کہنا چاہتی تھی جب اس کا ٹکراؤ از لان میر شاہ سے ہوا تھا۔ اسے ہمیشہ تحفظ کا ہی احساس ہوا

ہے۔۔ وہ بلا خوف و خطر اس کے سامنے اپنی بہادری کا مظاہرہ کرتی تھی۔ اس نے اسکی  
آنکھوں میں اپنے لیے بے حد محبت دیکھی تھی لیکن وہ کبھی بھی کسی بھی قسم کی غلط فہمی کا شکار  
نہیں ہونا چاہتی تھی نہ ہی کسی کے جذبات کو بڑھاوا دینا چاہتی تھی۔۔

وہ بہت کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن زبان انکاری تھی۔۔

زبان سے صرف ایک ہی لفظ ادا ہوئے تھے۔۔۔

سب مرد ایک ہی جیسے ہوتے ہیں۔۔

نیلی آنکھوں میں یکایک سرخی اتری تھی۔۔ نیلی آنکھیں لال انگارہ ہوئی تھیں۔۔ اور وہ باہر  
اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا۔۔

عافی۔۔ ہاد نے از لان کے جاتے ہی فوراً سے اسے پکارا تھا۔۔

ازی ایسا نہیں ہے۔۔ میں تمہیں بتا رہا ہوں نا۔۔ ہر مرد ایک جیسا نہیں ہوتا عافی۔۔



ہاد نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

عافی، ازی سب سے بالکل الگ ہے۔۔ وہ خود سے زیادہ تم سے محبت کرتا ہے وہ بھلا کیسے تمہیں

اکیلا چھوڑ سکتا ہے۔۔۔ ہاد نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

عفاف صرف نم آنکھوں سے ہلکا سا مسکرائی تھی۔۔۔۔

ہاد مسکراتا ہوا باہر کی جانب جانے لگا تھا کہ دوبارہ مڑا۔۔

چڑیل ایسے مت رویا کرو۔۔ بہت بری لگتی ہو ایسے۔۔ کب سے میں اپنی ہنسی رو کے بیٹھا

تھا۔۔ ہاد نے مسکراہٹ دباتے کہا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.COM  
بندر۔۔ عفاف روتے ہوئے ہنسی تھی۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چڑیل میں کہہ رہا ہوں نا ایسی حرکتیں مت کرو میں اپنے سالے صاحب کو کیا جواب دوں گا کہ

ایک چڑیل کو میں نے اپنے سر سے اتار کر اس کے سر پر ڈال دیا ہے۔۔۔ ہاد کا تہقہہ عروج پر

تھا۔۔۔

بندر۔۔ عفاف نے پھر دانت پیسے تھے۔۔۔

پھر مسکرائی تھی۔۔۔

کون کہہ سکتا تھا یہ وہی لڑکی تھی جو چند لمحے پہلے ایک دکھ کے پہاڑ کو عبور کرنے کی کوشش میں

تھی۔۔ وہ کیوں؟؟ اب ایک ماضی کی وجہ سے سب کو، اپنے پیاروں کو خود سے دور

دھکیلتی۔۔۔ وہ کیوں ان یادوں کی وجہ سے اپنی آنے والی خوشیوں کو نظر انداز کرتی۔۔۔ وہ خود سے بڑھ کر اسے پیار کرنے والوں کو اس پر جان چھڑکنے والوں کو اور کتنا تڑپاتی؟؟ کیوں سب کو اذیت میں مبتلا کرتی۔۔۔ خود کے لیے تو جینا سیکھ لیا؟ اب دوسروں کی خوشیوں کے لیے جینا سیکھ لیتی۔۔۔ ان کی خاطر ہر خوشی کو کیوں موڑتی۔۔۔ کئی باتیں اس کے ذہن میں گردش ہوئی تھیں۔۔۔

وہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔۔۔

اب سب کے لیے، سب کی خوشیوں کے لیے وہ جینے جا رہی تھی۔۔۔ شاید اسی وجہ سے اس کی زندگی خوشیوں سے بھر دی جاتی۔۔۔

کبھی کبھی دوسروں کی خوشیوں کے لیے بھی جی کر دیکھ لینا چاہیے۔۔۔ اپنے لیے تو ہر کوئی ہی جیتا ہے۔۔۔

دور کھڑی قسمت اس کے فیصلے اور اس کی زندگی میں آنے والی خوشیوں کو دیکھ کر دل سے مسکرائی تھی۔۔۔

اور اس کے ہمیشہ خوش رہنے کے لیے دعا کی تھی۔۔۔

تبھی ہاد کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔

چڑیل تمہاری چند دن پہلے ڈائری میرے پاس تھی اس کے لیے سو ریوہ کہہ کر باہر کی طرف بھاگ گیا تھا۔۔۔

بندر۔۔۔ اور وہ ہنستے ہوئے دانت پیستی رہ گئی۔۔۔

جبھی باہر سے مناہل کی چیخ سنائی دی تھی اور وہ بھی باہر کی طرف بھاگی تھی۔۔۔



عفاف کو از لان کی طرف ایک نظر دیکھ کر کل کا واقعہ یاد آیا تھا جسکی وجہ سے اسے حقیقتاً افسوس ہوا تھا۔۔۔

اپنے رویے اور باتوں کے لیے وہ برا فیل بھی کر رہی تھی۔۔۔ لیکن وہ بھی اپنے نام کی ایک تھی۔۔۔ معافی مانگنا یا غلطی ماننا اس نے سیکھا ہی نہیں تھا۔۔۔

تو وہ اب کیسے مان لیتی کہ وہ واقعی میں وہ غلط کہہ چکی تھی۔۔۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عفاف نے سر جھٹک کر دوسری طرف پھیرا تھا۔۔۔

اسکی زندگی میں ایک موڑ آنے جا رہا تھا جو اسے حقیقتاً بدل دینے والا تھا۔۔۔

از لان فرقان صاحب کے بلانے پر اندر کی جانب بڑھا۔۔۔ کچھ حد تک وہاں کا ماحول پر سکون ہوا تھا۔۔۔ میر شاہ، روحیلہ شاہ صوفی پر بیٹھے تھے۔۔۔

عفاف کی ہاں کی وجہ سے ماحول کے سنجیدہ تناؤ کا اثر کم ہو چکا تھا۔۔۔

ایمن کی مسکراہٹ بار بار گہری ہو رہی تھی۔۔۔ جو ہاد کے دل کی تاروں کو بار بار چھیڑ رہی تھی۔۔۔

منابل، ریان، راین سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوئے تھے۔۔

فرقان صاحب بیڈ پر لیٹے ہوئے تھے۔۔ جب ازلان اندر آیا تھا۔۔

فرقان صاحب اٹھ کر بیٹھے تھے۔۔

ادھر آؤ بیٹا۔۔ فرقان صاحب نے اٹھتے ہوئے کہا۔۔

ازلان پاس پڑی چیمیر گھسیٹ کے بیٹھ چکا تھا۔۔

تبھی ہاد بھی اندر آیا تھا۔۔

ہاد میرے بیٹے۔۔ تم میرے پاس آؤ۔۔ فرقان صاحب نے ہاد کو اپنے پاس بٹھاتے کہا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels, Arts and Articles, Books, Poetry, Interview

جی تایاجان۔۔ ہاد نے مؤدب سے انداز سے سر جھکا یا تھا۔۔

مجھے آج تم پر فخر ہے۔۔ تم نے وہ کیا ہے کوئی بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔ فرقان صاحب نے ہاد کو

پاس بٹھاتے کہا تھا۔۔

تایاجان۔۔ عفاف آپ کی بیٹی سے زیادہ میری بہن ہے جسے کس طرح سمجھانا ہے وہ مجھے آتا

ہے۔۔

کسی نہ کسی دن تو اس کے ماضی سے اسے نکالنا تھا وہ دن آج ہی تھا۔۔

ہر اندھیر نگر کی بعد روشنیوں کا جہاں آتا ہے۔۔ جہاں صرف اجالا ہی اجالا ہوتا ہے۔۔

عفاف کی زندگی میں بھی وہ اجالا ازی کی صورت میں آچکا ہے۔۔ آپ پریشان مت ہو۔۔

ہاد نے از لان کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔ جس کی آنکھوں میں چمک ابھری تھی۔۔۔

بیٹا میری بیٹی اب سے تمہاری ذمہ داری ہے۔۔۔ یہ میری ذمہ داری سے اب نکل جائے گی۔۔۔ اسے کبھی بھی احساس مت ہونے دینا کہ وہ اکیلی ہے۔۔۔ ایک باپ کے لیے اپنی بیٹیوں کی خوشی ان کا گھر سب سے بڑھ کر ہوتا ہے۔۔۔

ایک باپ نے نازک سی اپنی بیٹی کو بڑے احتیاط سے پال کر بڑا کیا ہوتا ہے۔۔۔ بالکل ایک کانچ کے ٹکڑے کی طرح کے اسے ہلکی سی بھی آنچ نہیں آنے دیتا ہے۔۔۔

وہ ایک معصوم سی گڑیا ہے۔۔۔ جس کے ہاتھ بھی اتنے موم ہوتے ہیں کہ ہاتھ لگاتے ہی ڈر لگتا ہے کہ وہ معصوم کانچ سی گڑیا کہیں ٹوٹ ہی نہ جائے۔۔۔

مگر یہ معاشرہ اسے معصوم رہنے نہیں دیتا۔۔۔ یہ معاشرہ اسے جینے نہیں دیتا۔۔۔ بیٹا اس کی خود

سے زیادہ حفاظت کرنا۔۔۔ وہ میری پھولوں سے سچی بیٹی ہے۔۔۔ وہ تو بالکل ایک کانچ جیسی

ہے۔۔۔ جسے معاشرے نے اپنی باتوں، نشتر بازی سے اس کانچ کو توڑ دیا۔۔۔ اس کانچ کے

ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے کہ اسکے بعد سے وہ کبھی بھی کانچ جڑ نہیں پایا۔۔۔ فرقان صاحب نے نم

آنکھوں سے از لان کا ہاتھ پکڑ کر اسکی طرف متوجہ ہوتے کہا تھا۔۔۔

وعدہ کرو اس کا ہم سے بڑھ کر خیال رکھو گے بیٹا۔۔۔

از لان نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔۔۔

انکل آپ بھروسہ رکھے۔۔ میں ان پر کبھی بھی کوئی آنچ آنے نہیں دوں گا۔۔ وہ میرے لیے بہت خاص ہیں۔۔ اور ہر انسان اپنے خاص کو خود سے بڑھ کر چاہتا ہے اور سنبھالتا ہے۔۔ اسے ہر طرح سے اپناتا ہے۔۔ چاہے اس کے ماضی میں کوئی بھی لمحہ گزرا ہو۔۔ اسکی حفاظت وہ خود سے بڑھ کرتا ہے۔۔

میرے لیے وہ اس خاص شے سے بھی بڑھ کر ہیں۔۔

میرے ہنسنے کی وجہ وہ ہیں۔۔ میری زندگی کا آغاز بھی وہیں۔۔ میں انہیں کیسے دکھ پہنچا سکتا ہوں۔۔۔

ازلان نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔ گال کا ڈمپل نمایاں ہوا تھا۔۔۔  
 ہادی کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔۔

وہ تو خود سے بھی بڑھ کر ازلان پر یقین کرتا تھا اور کیسے نہ کرتا اسکی بہن کی حفاظت کا ضامن بننے جا رہا تھا۔۔ اور اسکی بہن سے محبت کے دعویدار ہونے کے ساتھ ساتھ اسکے خود کا انتخاب تھا ازلان میر شاہ۔۔۔ کیا کبھی ہادی کا انتخاب اپنی بہن کے لیے غلط ہو سکتا تھا؟؟  
 فرقان صاحب بھی ہلکے سے مسکرائے تھے۔۔۔

میں امید کرتا ہوں۔۔۔

فرقان صاحب کی فرمائش پر آج ہی کے روز نکاح کا کہا گیا تھا۔۔۔

از لان بھی تو یہی چاہتا تھا۔۔۔ اسکی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔۔  
 اپسرا۔۔ بس تھوڑا وقت پھر آپ کے سارے حق میرے پاس ہونگے۔۔ وہ سوچتے ہوئے  
 دل سے مسکرایا تھا۔۔ اور ایک چور نظر عفاف پر ڈالی تھی جو سر جھکائے وہاں بیٹھی تھی۔۔  
 اتنی جلدیروبینہ بیگم کی طرف سے کہا گیا تھا۔۔

ہاں زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں روبینہ بیگم۔۔ میں چاہتا ہوں کہ عفاف کا نکاح ابھی ہو۔۔  
 عفاف کی آنکھوں نم ہو گئی تھیں۔۔۔

عفاف کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میر شاہ، روحیلہ شاہ وہیں موجود تھے۔۔۔  
 روحیلہ شاہ کو اپنے بیٹے کی محبت پسند آئی تھی۔۔ وہ تو ہر حال میں اپنے بیٹے کے لیے خوش  
 تھے۔۔۔

از لان کی نیلی میں چمک ہی چمک تھی۔۔۔

کیا اتنی جلدی کسی کی دعائیں قبول ہو سکتی ہیں؟ کیا کسی کو اتنی جلدی محبت مل سکتی ہے؟؟  
 ہاں ملی تو تھی از لان شاہ کی زندگی میں اسے بھیجا گیا تھا۔۔ جس کا تصور اس نے اٹھتے بیٹھتے کیا  
 تھا۔۔۔

کوئی آج از لان میر شاہ سے پوچھتا۔۔۔

زندگی کیا ہے؟

وہ فوراً سے جواب دیتا۔۔۔

اپنی محبت کو پالینا وہ بھی بغیر کسی عوض کے۔۔۔ نیلی آنکھیں مسکرائے جارہی تھیں۔۔

ہادا اٹھ کر پاس آیا تھا۔۔۔

انتظار ازی انتظار۔۔۔

ہاد نے آہستگی سے مسکراتے ہوئے کہا تھا کہ از لان نے ایک جھڑدی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا وہ خوش ہیں؟؟ از لان نے سوال کیا تھا۔۔

تم بے فکر رہو۔۔ ازی۔۔ ہاد نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

شکریہ ہاد۔۔ از لان نے اٹھتے ہوئے ہاد کے گلے لگا تھا۔۔۔

اوو بھائی دور رہو۔۔ لگتا ہے بھول گئے ہو۔۔ میں ابھی بھی تمہارا دوست نہیں ہوں۔۔۔ ہاد

نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔۔

پتا ہے ہونے والے سالے صاحب میں بھی صرف سالہ ہونے کی خاطر شکریہ بول رہا

تھا۔۔ اور کوئی بات نہیں ہے۔۔ اور مجھے تو تمہیں شکریہ بولنے کی ضرورت بھی نہیں

ہے۔۔ از لان نے مسکراہٹ دباتے کہا تھا۔۔۔

ہاں اور از لان دونوں کے قہقہے لگے تھے۔۔

وہاں بیٹھے سب نفوس ان دونوں کی دوستی اور آنے والے خوشیوں کے وقت پر مسکرا دیئے تھے۔۔

دور بیٹھی قسمت بھی انکی خوشیوں میں شریک ہوئی تھی۔۔

چند لمحوں بعد ہی نکاح کے انتظامات طے پائے گئے تھے۔۔۔

نکاح خواں بلا لیا گیا تھا۔۔۔۔۔

از لان بلیک شلوار بلیک ہی قمیص اوپر سے واسکٹ پہنے۔۔ نیلی آنکھوں میں اپنی محبت کو حاصل کرنے اور فاتح قرار پانے کا جنون لیے صوفے پر بیٹھا تھا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اب بس منتظر تھا عفاف کے آنے کا اور اسے اپنی زندگی میں اپنا ہمسفر بنانے کا۔۔۔

دل میں کسی کے راہ کئے جا رہا ہوں میں

کتنا حسیں گناہ کئے جا رہا ہوں میں

(جگر مرآد آبادی)

میر شاہ، روحیلہ شاہ بالکل از لان کے ساتھ بیٹھے تھے۔۔۔

فرقان صاحب اور فرحان صاحب ایک صوفے پر براجمان تھے۔۔ جبکہ روبینہ بیگم اور رابعہ بیگم دوسرے صوفے پر۔۔۔

مناہل، ریان، راین اور ایمین وہیں سب کھڑے تھے۔۔ ہاد، عفاف کو لینے اندر گیا تھا۔  
لمحوں کا کھیل تھا۔۔۔

کبھی کسی نے سوچا تھا کہ عفاف کا نکاح اتنی جلدی ہوگا۔۔ سب کے لیے ہی حیران کن تھا۔۔۔

زندگی نام ہی اسی چیز کا ہے پل میں تولہ، پل میں ماشہ

لمحوں میں خوشیاں، لمحوں میں غم۔۔۔

کیا کوئی کبھی سوچ سکتا تھا کہ عفاف کبھی شادی کے لیے مانے گی اور اتنی تیزی سے نکاح کے انتظامات بھی طے کر دیئے جائیں گے۔۔۔

کیا کبھی کسی نے سوچا تھا کہ چند منٹ پہلے غم کی دیوار کھڑی ہوگی اور اس کے چند منٹ بعد ہی خوشیوں کا بیج بویا جائے گا۔

روبینہ بیگم نے نم آنکھوں سے سب کی طرف دیکھ کر سوچا تھا۔۔

زندگی نام ہی اسی چیز کا ہے پل میں بدلتے وقت کا، پل میں بدلتے لمحے کا۔۔۔

زندگی ایک فن ہے لمحوں کو

اپنے انداز سے گنوانے کا

(جون ایلیا)

عفاف کو سامنے لا کر بٹھایا گیا تھا۔۔۔ جس کا چہرہ لال دوپٹے سے ڈھکا ہوا تھا۔۔۔

عفاف کی آنکھیں رونے کی وجہ سے سوجھ چکی تھیں۔۔۔ وہ اپنی ہچکیوں کو روکے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

تبھی مولوی صاحب نے نکاح پڑھانا شروع کیا تھا۔۔۔

عفاف نے سانس روکی تھی۔۔۔ از لان کی دھڑکن تیز سے تیز تر ہو گئی تھی۔۔۔

عفاف کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔۔

کیسے ایک پل میں اسکی زندگی کیا تھی؟؟ دوسرے ہی پل کیا سے کیا ہو رہی تھی؟؟

تب ہی مولوی صاحب کی آواز سنائی دی تھی۔

عفاف فرقان ولد فرقان حیدر آپکو از لان میر شاہ ولد میر شاہ کے ساتھ نکاح عوض 10 لاکھ

روپے بوجہ حق مہر بطور نکاح دیا جاتا ہے کیا آپکو قبول ہے؟؟

از لان کی نیلی آنکھیں عفاف پر ٹکی تھیں۔۔۔

عفاف کی دھڑکن بڑھ سی گئی۔۔۔

سب دم سادھے عفاف کے جواب کے منتظر تھے۔۔

(میں کیا کسی کو خوش رکھ پاؤں گی؟؟) خود سے سوال کیا تھا۔۔

کوشش کروں گی۔۔

عفاف سوچوں میں غرق تھی۔

جب مولوی صاحب نے پھر پکارا تھا۔۔

عفاف فرقان ولد فرقان حیدر آپکو از لان میر شاہ ولد میر شاہ کے ساتھ نکاح عوض 10 لاکھ

روپے بوجہ حق مہر بطور نکاح دیا جاتا ہے کیا آپکو قبول ہے؟؟

از لان کی دھڑکن رک سی گئی تھی۔۔ سب کی نظریں ایک دوسرے سے ایک بار ٹکرائی  
تھیں۔۔۔

قبول ہے۔۔۔ عفاف کی زبان سے لفظ ادا ہوئے تھے۔۔۔

سب کے ر کے ہوئے سانس بحال ہوئے تھے۔۔

از لان کو لگا اسکی دھڑکن دوبارہ سے چل دی تھی۔۔۔

از لان کی مسکراہٹ گہری تر ہو گئی تھی۔۔

مولوی صاحب نے دوبارہ سے کہا تھا۔۔۔۔

عفاف فرقان ولد فرقان حیدر آپکو از لان میر شاہ ولد میر شاہ کے ساتھ نکاح عوض 10 لاکھ

روپے بوجہ حق مہر بطور نکاح دیا جاتا ہے کیا آپکو قبول ہے؟؟

قبول ہے۔۔۔ (میں کوشش کروں گی آپ کی اطاعت شعار بننے کی)

مولوی صاحب نے تیسری بار پھر پکارا تھا۔۔۔

عفاف فرقان ولد فرقان حیدر آپکو از لان میر شاہ ولد میر شاہ کے ساتھ نکاح عوض 10 لاکھ

روپے بوجہ حق مہر بطور نکاح دیا جاتا ہے کیا آپکو قبول ہے؟؟

قبول ہے۔۔۔

از لان کی آنکھوں میں چمک بھر گئی تھی۔۔۔ عفاف کے آنسو بحال ہوئے تھے۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عفاف کے نکاح نامے کے سائن کے بعد مولوی صاحب از لان کی طرف متوجہ ہوئے

تھے۔۔۔

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟؟

قبول ہے۔۔۔ (پورے حق سے پورے دل و جاں سے)

مولوی صاحب نے پھر پکارا تھا۔۔۔

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟؟

از لان کی مسکراہٹ گہری تر ہو گئی تھی۔۔۔

قبول ہے۔۔۔ (میں خود سے بھی زیادہ آپ کو چاہوں گا اپسرا۔۔ میں پورے حق کے ساتھ کہتا ہوں آج سے آپ کا ہر دکھ، ہر سکھ صرف میرا ہے۔)

مولوی صاحب نے تیسری بار پھر کہا تھا۔۔۔

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟؟

قبول ہے۔۔۔ (آپ سے محبت کی ہے اس محبت کو پورے حق سے نبھاؤں گا۔ اب سے آپ پر صرف میرا اور میرا ہی حق ہے۔ ہر اس شخص کو کیفرِ کردار تک پہنچاؤں گا جنہوں نے آپ کی آنکھوں سے آنسو بہائے تھے۔۔۔ ہر اس آنسو کا بدلہ میرے حق میں ہے اپسرا۔۔

ایجاب و قبول کا مرحلہ طے ہوا تھا۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سب کے چہرے کھل اٹھے تھے۔۔۔

لمحوں میں عفاف فرقان حیدر سے عفاف از لان میر شاہ بن چکی تھی۔۔۔

عفاف کے آنسوؤں میں تیزی آگئی تھی۔۔۔

سب ہی عفاف سے ملے تھے جو چپ بیٹھی اپنی قسمت میں ہونے والی اچانک تبدیلی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

ایمن، عفاف سے ملی تھی۔۔۔

عافی مبارک ہو۔۔۔ میں بہت خوش ہوں۔۔ میں بتا نہیں سکتی تمہیں۔۔۔

مجھے یقین نہیں ہو رہا کہ تم میری بھابھی بن گئی ہو۔۔۔ ایمن نے گلے لگتے کہا تھا۔۔۔

عفاف ہلکا سا مسکرائی تھی۔۔ ایمن اندر چلے۔۔ پلیز۔۔

ہاں ہاں چلو۔۔ ایمن نے اٹھتے ہوئے کہا تھا وہ سب سے ملکر اندر جا چکی تھی۔۔

ازلان کی آنکھوں نے اس کے اندر جانے تک کا تعاقب کیا تھا۔۔۔

اچانک سے سب کی زندگیوں میں پھیلا اندھیرا چھٹ سا گیا تھا۔۔

ہر رات کے بعد ایک خوبصورت سی صبح ہوتی ہے جو اپنے پر پھیلاتی ہے۔۔

عفاف کی زندگی بھی اسی اندھیرے سے نکل رہی تھی۔۔



اک لفظ محبت کا ادنیٰ یہ فسانا ہے

سمٹے تو دل عاشق پھیلے تو زمانا ہے

یہ کس کا تصور ہے یہ کس کا فسانا ہے

جو اشک ہے آنکھوں میں تسبیح کا دانا ہے

دل سنگِ ملامت کا ہر چند نشانا ہے

دل پھر بھی مراد دل ہے دل ہی تو زمانا ہے

ہم عشق کے ماروں کا اتنا ہی فسانا ہے

رونے کو نہیں کوئی ہنسنے کو زمانا ہے



علی ہسپتال کے کمرے کے باہر چکر کاٹ رہا تھا۔۔۔

بنفشہ اور بی جان باہر بیٹھیں دعا گو تھیں۔۔۔

ریحانہ بیگم اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہوئی تھیں۔۔۔ اپنے بیٹے کی زندگی کے لیے۔۔۔

جبھی نرس کمرے سے باہر آئی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پیشینٹ کو ہوش آ گیا ہے۔ آپ سب ان سے مل سکتے ہیں۔۔۔

سب کے حواس بحال ہوئے تھے۔۔۔ سب ہی تیزی سے اندر کی جانب بڑھے تھے۔۔۔ ریحانہ

بیگم کو بھی اطلاع دے دی گئی تھی۔۔۔ وہ بھی فوراً سے کمرے میں آئی تھیں۔۔۔

ان سب کا دل جیسے مٹھی میں جکڑ دیا ہو۔۔۔

سامنے بیڈ پر لیٹا شہرام جس کے ہاتھوں پر ڈرپ لگی ہوئی تھی اور منہ پر آکسیجن

ماسک۔۔۔ مشینوں میں جکڑا بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔۔۔

بھوری آنکھیں بند تھیں۔۔۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ وہ ایک لمبا سفر طے کر کے آیا تھا جہاں  
 صرف اور صرف تھکان تھی۔ اور وہ اب سفر سے تھک چکا تھا اور واپس لوٹ آیا تھا۔۔۔  
 نہ آگے اسے کوئی راہ نظر آئی تھی، نہ ہی پیچھے۔۔۔ اب وہ اپنی زندگی میں رہنا چاہتا تھا۔۔۔ اپنی  
 زندگی میں جینا چاہتا تھا۔۔۔ وہ تھک چکا تھا خود سے۔۔۔ اس عشق کے سفر سے۔۔۔ جس کی آگ  
 نے اسے راکھ کر کے رکھ دیا تھا۔۔۔

وہ اس آگ سے دور بھاگنا چاہتا تھا۔۔۔ وہ کہنا چاہتا تھا کہ اب اس میں ہمت نہیں۔۔۔ اب وہ اس  
 سفر سے نکلنا چاہتا ہے جس سفر میں اس کے پاؤں کو بیڑیوں سے جکڑا گیا ہے جس کو چھڑوانا بھی  
 مشکل ترین ہو گیا تھا کہ وہ موت کے منہ میں جا گرا تھا۔۔۔ وہ اب تھک چکا تھا اس سفر میں  
 اکیلے چلتے چلتے۔۔۔ وہ اب ایک ہمسفر کی تلاش میں اونڈھے پڑا تھا جو اسکی زندگی میں شاید ایک  
 ٹھنڈی پھوار کی مانند ہو جو اسے اسکی روح کو تازگی بخش کے رکھ دے۔۔۔۔۔

میں تھک چکا ہوں اب سفر محبت سے

مجھے ڈھونڈ دے اب ایسی راہ

جس کا سفر بھی حسین سا ہو

جس کی راہ بھی خوبصورت ہو

مجھے زندگی میں ہی عطا کر ایسی محبت کا ساتھ

جس کی زندگی ہی بس میرے نام ہو

(ماہم)

شہرام کی آنکھ کھلی تو سامنے بیٹھی بنفشہ پر نظر ٹک سی گئی تھی۔۔ جس کی آنکھیں سرخ ہوئی پڑی

تھیں۔۔۔ شہرام کو اپنا آپ ایک کھائی میں گرتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

شہرام نے فوراً سے نظریں پھیری تھیں۔۔۔ ریحانہ بیگم سب سے پہلے آگے بڑھی

تھیں۔۔۔

میرا بیٹا شیریں۔ وہ روتے ہوئے گلے لگی تھیں۔۔۔ بی جان بھی آگے بڑھی تھیں اور روتے

ہوئے شہرام کا ماتھا چوم رہی تھیں۔۔۔۔

بنفشہ کب سے شہرام پر نظریں ٹکائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ شہرام اسکی نظروں کو اچھا خاصا

محسوس بھی کر رہا تھا۔۔۔

علی ابھی تک نہیں ملا تھا۔۔۔ جب شہرام نے ہلکی سی آواز دی تھی۔۔۔

علی۔۔۔

علی رخ موڑے کھڑا تھا۔۔۔

شہرام نے پھر سے پکارا تھا۔۔۔

لیکن جواب نہ دارد۔۔۔۔

بی جان، ریحانہ بیگم اور بنفشہ وہ تینوں اٹھ کر باہر چلی گئی تھیں۔۔۔

بنفشہ نے جاتے جاتے ایک نظر شہرام کی طرف دیکھا۔ دونوں کی نظریں ملی تھیں۔۔۔

بنفشہ کی نظروں میں التجا تھی۔۔ بے جاشکایت تھی جس نے شہرام کو نظریں جھکانے پر مجبور کر

دیا تھا۔۔۔

وہ تینوں باہر جا چکی تھیں۔۔۔ جب دوبارہ سے شہرام نے پکارا تھا۔۔۔

علی نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔

ناراض ہو علی۔۔۔ شہرام نے بیٹھنے کی کوشش کرتے کہا تھا۔۔

علی فوراً سے مڑا تھا اور شہرام کی طرف بڑھا سے بیٹھنے میں مدد دی تھی۔۔۔

شہرام ہلکا سا مسکرایا تھا۔۔

میری جان نکال کر خود کو تکلیف میں ڈال کر پوچھ رہے ہو ناراض ہو۔۔ علی نے نروٹھے پن

سے کہا تھا۔

ایم سوری علی۔۔۔ شہرام کو سچ میں دکھ ہوا تھا وہ کیوں اپنوں کو دکھ میں مبتلا کر رہا تھا۔۔۔

شیری ایسے مت بولو۔۔۔ علی نے شہرام کی طرف دیکھ کر کہا تو شہرام پھر سے مسکرایا تھا۔۔۔  
جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ شیری۔۔ ہم نے کافی بھی پینی ہے۔۔ میں نے ایک بار بھی کافی نہیں پی  
کردیکھی۔۔ علی نے مسکرانے کی کوشش کرتے کہا تھا۔۔۔  
شہرام بھی ہنساتھا۔۔

اب زیادہ اوور ایکٹنگ مت کرو میری روٹھی محبوبہ لگ رہے ہو۔۔ شہرام نے مسکراتے  
ہوئے علی پر چوٹ کی تھی۔۔  
علی بھی ہلکا سا ہنساتھا۔۔

شیری۔۔۔ محبت کرنا گناہ نہیں ہے لیکن محرم کی محبت ہو تو۔۔۔ میں نے بنفشہ بھا بھی کی  
آنکھوں میں تمہارے لیے سچی محبت دیکھی ہے۔۔۔ انہیں تمہارے لیے تڑپتے دیکھا  
ہے۔۔ میں نے انہیں تمہارے لیے ان چند گھنٹوں میں تڑپ تڑپ کر، گڑا گڑا کر دعا مانگتے  
دیکھا ہے۔۔۔ میں نے ان کی آنکھوں میں تم سے بڑھ کر تمہاری محبت کا جذبہ دیکھا  
ہے۔۔۔ کیوں تم انہیں اتنا تڑپا رہے ہو کہ وہ کبھی خوش ہی نہ رہ پائیں۔ تم انہیں خوش کیوں  
نہیں رکھ سکتے؟؟ وہ تو تم سے بے انتہا محبت کرتی ہیں۔۔ کیوں نہ کریں؟؟ تم ان کے مجازی خدا  
ہو۔۔ مجازی خدا سے تو محبت حلال اور پاکیزہ ٹھہرا دی جاتی ہے۔۔۔

تم کیوں خود کو ایک سیراب کی مانند کر رہے ہو جس کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔۔۔ کیوں پانی کے ایک  
بلبلے کی مانند کر چکے ہو جو کبھی بھی کہیں بھی اڑ جائے اور پھر اس کا نام و نشان نہیں

رہے۔۔۔ جس سے تم محبت کرتے ہو وہ تمہارے لیے ایک خواب بن کے رہ جائے گی جب تمہیں تم سے محبت کرنے والی کا ساتھ ملے گا۔۔۔ نہ ہی خود کو اذیت کے بازار میں کھڑا کرو نہ ہی دوسروں کو۔۔۔ علی کہہ کر اٹھ گیا تھا۔۔۔

شہرام چپ چاپ علی کو سن کر لیٹا تھا۔۔۔

شہرام کے سوچنے، سمجھنے کے لئے کئی دروازے کھول گیا تھا۔۔۔



ہاد نکاح کے بعد اٹھ کر آکر از لان کے گلے ملا تھا۔۔۔

مبارک ہو میرے یار۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

از لان کی بھی مسکراہٹ گہری تر ہو گئی تھی۔۔۔

بہن دے رہا ہوں ازی۔۔۔ اس کی آنکھوں میں ایک بھی آنسو مت آنے دینا۔۔۔ اس نے بہت رو

لیا ہے۔ اب اسے مت رونے دینا ازی۔۔۔ ہاد نے گلے لگتے ہی کہا تھا۔۔۔

تم فکر مت کرو ہاد۔۔۔ از لان نے تسلی دی تھی۔۔۔

از لان نے یکدم ایک نیا اعلان کیا تھا۔۔۔

رخصتی بھی ابھی اور آج ہی ہوگی۔۔۔

سب نے حیرانی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

مگر عفاف۔۔۔ روحیلہ شاہ بولی تھیں۔۔۔

اس سے بھی پوچھ لیں۔۔۔

عفاف سے کوئی کچھ نہیں پوچھے گا۔۔۔ آپ رخصتی کی تیاری کریں بس۔۔۔

ازلان کے موبائل پر سہیل کانو ٹیفیکیشن ملا تھا۔۔۔

(Congratulations sir)

نکاح بہت بہت مبارک ہو۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ازلان مسکرایا تھا۔۔۔

تھینکس۔۔۔

(Thanks)

بول کر فون جیب میں ڈال دیا تھا۔۔۔

تبھی ازلان نے عفاف کو ایک مسج بھیجا تھا۔۔۔

اور کچھ ہی لمحوں بعد از لان کو ایک میسج ریسیو ہوا تھا۔۔ جسے پڑھ کے از لان کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔۔۔

ہاد نے بھی بخوبی نوٹ کیا تھا۔۔۔

دونوں نے میسج پڑھا تھا اور از لان نے ناچاہتے ہوئے بھی حامی بھری تھی۔۔۔

اس نے یہ ہامی کیسے بھری تھی وہ ہی جانتا تھا۔۔۔۔۔



ایمن تو بے حد خوش تھی۔۔ وہ عفاف سے ملنا چاہتی تھی۔۔ لیکن عفاف کمرے میں

تھی۔۔۔۔۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

ایمن عفاف کے کمرے کی طرف بڑھنے لگی تھی جب مناہل اور ریان نے روکا تھا۔۔۔

کدھر ایسی آپی؟؟ ریان نے ہاتھ ہلاتے پوچھا تھا۔۔

عافی سے بات کرنی ہے۔۔ ایمن نے کہا تھا۔۔

چلے۔۔ چلے ابھی نہیں گھر ہی جا کر ملیے گا۔۔ پیچھے سے ہاد کی آواز آئی تھی۔۔

مناہل اور ریان وہاں سے کھسک گئے تھے۔۔۔

مجھے عافی سے ملنا ہے؟؟ مجھے اس سے پوچھنا ہے اس نے مجھے پہلے کیوں نہیں بھیو کے بارے

میں بتایا۔۔ ایمن نے جھکی نظروں سے کہا تھا۔۔۔

ہاد نے بازو اپنے سینے کے گرد باندھے تھے۔۔۔

مجھے بھی نہیں بتایا گیا تھا کہ آپ میرے ہی بیسٹ فرینڈ کی بہن ہیں۔۔۔ اب کیا کیا جائے؟؟ ہاد نے سنجیدگی سے پرسوج انداز اپنایا تھا۔۔۔

جی۔۔۔ ایمن نے جھکی نظریں اٹھائی تھیں۔۔۔

صحیح کہہ رہا ہوں پتا ہوتا تو شاید۔۔۔ ہاد نے الفاظ بیچ میں ہی چھوڑے تھے۔۔۔

ایمن نے ایک بار پھر سے نظریں اٹھائی تھیں۔۔۔

کیوں اس شریف سے انسان کو ورغلائی ہیں۔۔۔ وہ ہلکا سا بڑبڑایا تھا۔۔۔

ایمن کچھ نہیں بولی تھی۔ بس اپنی بے ترتیب ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالنے کی کوشش میں تھی۔۔۔

بولے تو سہی۔۔۔ ایک تو آپ کی میرے سامنے آتے ہی بولتی بند ہو جاتی ہے۔ ہاد نے ایک بار پھر کہا تھا۔۔۔

آپ کو پتا ہے آپ بہت معصوم ہیں۔ ہاد نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

نہیں آپ بتا رہے ہیں۔۔۔ ایمن نے سنجیدگی سے کہا تو ہاد کا قہقہہ پھر عروج پر تھا۔۔۔

سچ میں بہت معصوم ہیں۔۔۔ ہاد نے مسکراہٹ دباتے کہا تھا۔۔۔

مجھے جانے دیں۔۔۔ ایمن نے التجائی انداز اپنایا تھا۔۔۔

میں نے کب روکا ہے بھلا۔۔ ہاد نے مصنوعی حیرانگی سے کہا تھا۔۔

آپ سائیڈ پر ہونگے تو میں اندر جاؤں گی۔۔ ایمن نے ہچکچاتے ہوئے پھر کہا تھا۔۔

او۔۔۔

میں نہ ہٹوں تو۔۔۔ ہاد نے مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔

پلیز۔۔ ایمن کی آنکھوں میں پانی بھر آیا تھا۔۔۔

افسوس ایک تو لڑکیاں چھوٹی چھوٹی باتوں پر رونے بہت جلدی لگ جاتی ہیں۔ ہاد نے سر ہلاتے کہا

تھا۔۔۔

ایمن نے فوراً سے آنکھیں صاف کی تو ہاد کا قہقہہ لگا تھا۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ سچ میں بہت معصوم ہیں۔۔ کہہ کر تھوڑا سا سائیڈ پر ہوا تھا۔۔

آپ کی روتے ہوئے آنکھیں بالکل بھی اچھی نہیں لگ رہی تھیں۔۔ ہاد کہہ سائیڈ پر ہو گیا

تھا۔۔۔

ایمن نے ایک نظر ہاد کی طرف دیکھا پھر تیزی سے اندر کی طرف چلی گئی تھی۔۔۔

ہاد بس ہنستارہ گیا۔۔

بہت ہی کوئی معصوم ہیں۔ ہاد سوچتے ہوئے ہنستارہ گیا تھا۔۔

ہائے اک پاگل سی لڑکی ہے

مجھے اسکی چاہ ہے

وہ عجیب سی ہے، نادان سی ہے

معصوم سی ہے، وہ چنچل بھی ہے

وہ لڑتی بھی ہے، جھگڑتی بھی ہے

وہ ڈرتی بھی ہے، بولتی بھی ہے

وہ ہنستی ہے، مسکراتی بھی ہے

بڑی پیاری سی لگتی ہے

میں بھی پاگل سا ہوں

اس سے محبت کیے بیٹھا ہوں

(ماہم)



عفاف بیڈ پر آنکھیں موندیں بیٹھی اپنی زندگی میں ہونے والی اس اچانک تبدیلی کو سوچ رہی تھی۔۔۔ کہ کیسے وہ اچانک سے پل بھر میں عفاف فرقان سے عفاف از لان بن چکی تھیں۔۔۔

کیسے اپنے سارے حقوق اپنے محرم کو دے چکی تھی۔۔

جس کی زندگی پر اب اس کے علاوہ کسی اور کا بھی حق تھا۔۔

وہ کیا کسی کو خوشیوں دے سکتی ہے؟؟ وہ کیا کبھی کسی کو یقین دلا سکتی تھی کہ وہ کبھی ماضی سے بھی نکلے گی۔۔ کیا وہ اپنے پورے حقوق اپنی مرضی سے دے پائے گی؟؟ وہ اس شادی کے لیے مان بھی گئی تھی لیکن کیا دل سے کبھی خوشی سے رضامند ہو پائے گی؟؟ عفاف کے ذہن میں کئی باتیں گردش کی تھیں۔۔

تبھی عفاف کو از لان کا کہا یاد آیا تھا۔۔

آپ کے پاس میں سارے حقوق کے ساتھ آؤں گا پسر۔

وہ سچ کہتے تھے وہ اپنے حقوق لے چکے ہیں لیکن میں ان کا سامنا کیسے کروں گی۔۔

اگر انہیں میرے بارے میں کہیں سے بھی کچھ پتا چل گیا تو میں کیسے خود کو ثابت کروں گی

یا اللہ؟

تجھی عفاف کو موبائل پر نوٹیفکیشن ملا تھا۔۔۔۔۔

نکاح مبارک ہو افسر۔۔۔ تجھی میسج پڑھ کر مسکرا بھی نہیں پار ہی تھی۔۔۔

لقد وقعت فی حب عینیک الجمیلتین

I fallen in love with your beautiful eyes



میں نے تم سے کہا تھا ناں

!مجھے تم سے محبت ہے

لو میں اب بھی یہ کہتا ہوں

!مجھے تم سے محبت ہے

افسر امیری زندگی کا آغاز بھی آپ ہیں، اختتام بھی آپ ہی ہیں۔۔۔ آپ کی زندگی میں ایک نیا سفر شروع ہوا ہے۔۔۔ از لان میر شاہ اس سفر میں آپ کا ہمسفر ہے جسے خود سے بھی بڑھ کر

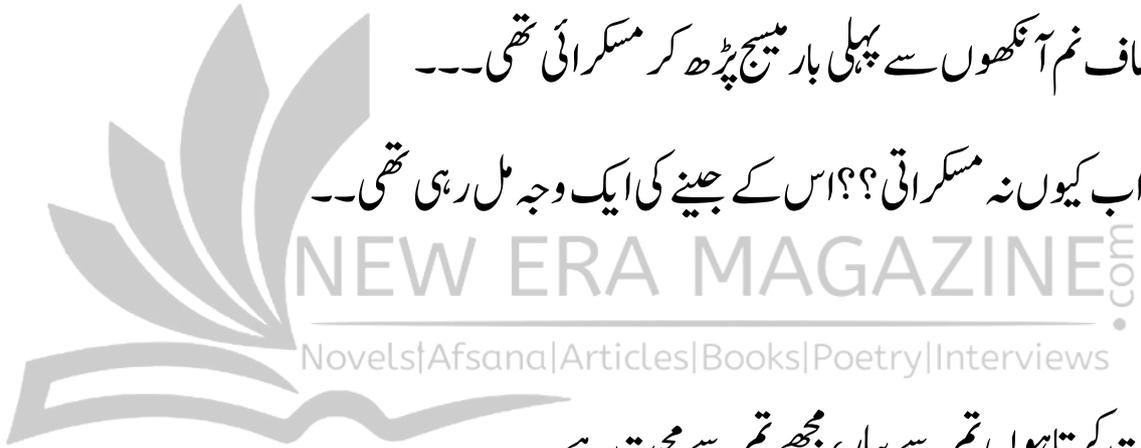
آپ سے محبت ہے۔۔۔ آپ کی آنکھوں میں آنے والے ہر آنسو کی ہر وجہ کو ختم کرنا ازلاں میر  
شاہ کی زمہ داری بن چکی ہے۔۔۔  
ویلم ٹومائی لائف۔۔ مائی وانٹی۔۔۔

(Welcome to my life, my wifey)

ساتھ میں دل کے دو ایمو چیز بھی بنائے گئے تھے۔۔۔

عفاف نم آنکھوں سے پہلی بار میسج پڑھ کر مسکرائی تھی۔۔۔

وہ اب کیوں نہ مسکراتی؟؟ اس کے جینے کی ایک وجہ مل رہی تھی۔۔۔



NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بہت کرتا ہوں تم سے پیار، مجھے تم سے محبت ہے

ہاں کرتا ہوں یہ اقرار، مجھے تم سے محبت ہے

دل کی دھڑکن کی صدا، میرے ہر سانس کی آواز

کہتا ہے آنکھوں کا خمار، مجھے تم سے محبت ہے

بھلے تم میرا خط پڑھے بغیر جلا بھی دو  
یہی لکھوں گا ہر بار، مجھے تم سے محبت ہے

لاچار اور مجبور ہوں، لیکن نہیں ہوں بے وفا  
کر لو میرا اعتبار، مجھے تم سے محبت ہے



یہ اپنی جان ساری زندگی میں نے تمہارے نام کی لیکن  
تم بھی تو کہو اک بار، مجھے تم سے محبت ہے

حسن ملک سامنے کرسی پر پر بیٹھا شراب کی بوتل کو منہ لگائے موبائل پر کچھ دیکھ رہا تھا۔۔۔  
جبکہ ریاض ملک فون پر فون ملا رہے تھے اور اپنے ہونے والے کروڑوں کے نقصان کے لیے  
ماتم کناں تھے۔۔۔۔

ڈیڈ بس کر دیں۔۔ کیا ہو گیا ہے جب سے آئے ہیں تب سے اس فون پر ہی موجود  
ہیں۔۔۔ حسن ملک نے اٹھتے ہوئے لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ کہا تھا۔۔۔

کیسے بس کر دوں۔۔ میری زندگی کی کمائی لٹ گئی ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ میں بس کر دوں۔۔۔ وہ یکدم اشتعال برپا ہوئے تھے۔۔۔

ڈیڈ کچھ نہیں ہوتا آئیں چلیں ذرا تھوڑی سی انجوائے منٹ کر کے آتے ہیں۔۔ حسن ملک نے ریاض ملک کا بازو پکڑتے کہا تھا۔۔۔

ریاض ملک کا ہاتھ اٹھا تھا اور حسن ملک کے چہرے پر اپنی چھاپ چھوڑ گیا تھا۔۔۔ حسن ملک نے غصے سے سر جھٹکا اور ریاض ملک کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہی ہو رہا ہے اب بھگتو تو دو کوڑی کا نہیں چھوڑا۔۔۔ وہ یکدم چلائے تھے۔۔۔ اب لڑکیاں کہاں سے لا کے دیں گے ڈیلرز کو ہاں؟ وہ چلائے تھے۔۔۔ حسن ملک تھوڑا سا لڑکھڑایا تھا۔۔۔

ڈیڈ۔۔۔

مجھے وہ لڑکی ابھی بھی چاہیے۔۔۔ مجھے اس کا اپنے چہرے پر پڑنے والا تھپڑ نہیں بھولتا۔۔۔ اسے تو پاتال سے بھی ڈھونڈ کے لانا پڑے میں اسکے غرور کو خاک میں ملانے کے لیے کچھ بھی کروں۔۔۔ کتنا کڑتی تھی نا حسن ملک نے تھوڑی سی لڑکھڑاہٹ میں کہا تھا۔۔۔ ہر بار موقع ملتا اور ہر بار ہاتھ سے نکل جاتی تھی۔۔۔ قسمت تو اسکی بڑی کمال کی ہے ڈیڈ۔۔۔ حسن ملک نے ہنستے ہوئے شراب کی بوتل کو منہ لگاتے کہا تھا۔۔۔

ایک بار پھر سے ریاض ملک کا تھپڑ حسن ملک کے چہرے پر پڑا تھا۔۔۔

کیا صرف ایک لڑکی رہ گئی ہے تمہارے لیے کہ ہر جگہ تمہاری اس حرکتوں کی وجہ سے بھاری نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔۔۔

حسن ملک کی آنکھیں جو شراب کے نشے کی وجہ سے بند ہو رہی تھیں تھوڑی سی کھلی تھیں۔۔۔  
ڈیڈ آپ نے مجھ پر ہاتھ ہاتھ ہٹایا۔۔۔ وہ اپنے منہ میں ہاتھ رکھ کر خود سے بڑھ کر چلایا تھا۔۔۔

میں اگر تمہاری حمایت کرنے کی بجائے اسی دن تھپڑ مار دیتا تو آج یہ نوبت نہ آتی کہ میں ریاض ملک۔۔۔ میں اس طرح ہر جگہ چھپتا نہ پھرتا۔۔۔ اس طرح اپنے کاروبار کو اپنے ہاتھوں سے جانے نہ دیتا۔۔۔  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
ریاض ملک نے غصے سے ٹہل ٹہل کر کہا تھا۔۔۔

پتا نہیں کونسے ناکردہ گناہ کی سزا ہو تم۔۔۔ ریاض ملک نے چلاتے کہا تھا۔۔۔

ڈیڈ خود کو گالی مت دیں۔۔۔ حسن ملک نے صوفے پر گرتے کہا تو ریاض ملک پاؤں پٹھک کے رہ گئے۔۔۔

اگر بچپن سے ہی بچوں کو کیا چیز غلط ہے اور کیا صحیح کا سبق پڑھایا جائے تو ایک دن اسے تھپڑ مارنے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔۔۔ خود کے بچوں کو بگاڑنے میں بھی آپ ہی کا ہاتھ ہوتا

ہے۔۔۔ ہر بچہ اپنے ماں باپ سے تربیت حاصل کرتا ہے۔۔۔ وہی کرتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔۔۔ پھر یہ کہنا پتا نہیں کہاں سے سیکھتا ہے یہ؟؟ کتنی غلط بات ہے۔ خود کے ساتھ ساتھ بچوں کی تربیت بھی آپ کے اپنے ہاتھ میں ہوتی ہے۔۔۔

ڈیڈیہ جب سے از لان میر شاہ۔۔۔ میر شاہ کا بیٹا واپس آیا ہے تب سے ہی کچھ نہ کچھ ہو رہا ہے۔۔۔ حسن ملک نے لال بھبھو کا چہرے سے کہا تھا۔۔۔

تم بیٹھے رہو یہاں ہاتھ باندھ کے جس لڑکی کو پانا چاہتے ہو اسی لڑکی کا نکاح جانے مانے بزنس میں از لان میر شاہ کے ساتھ ہو چکا ہے۔۔۔ اب سے تم ایک قدم بھی باہر نہیں رکھو گے۔۔۔ میں تمہیں اپنے کاروبار کے ساتھ ساتھ کھونا نہیں چاہتا۔۔۔ ریاض ملک نے باہر نکلنے سے پہلے کہا تھا اور ساتھ ہی وارنگ دی تھی۔۔۔

حسن ملک فوراً سے اٹھ بیٹھا۔۔۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟؟

ایسا ہو چکا ہے تم سوشل میڈیا دیکھو ذرا اور اب ایک قدم بھی باہر مت نکالنا۔۔۔

جب سے یہ دونوں لڑکے آئے ہیں تب سے زندگی حرام کر رکھی ہے۔۔۔ کچھ تو کرنا پڑے گا۔۔۔ ریاض ملک غصے سے چلاتے باہر نکل گئے تھے۔۔۔



ازلان کے کہے کے مطابق عفاف کی رخصتی بھی ابھی ہونی تھی لیکن ازلان اور ہادوونوں کو ایک اہم کام کے لیے ایمر جنسی میں جانا پڑا تھا۔۔

وہ نکاح کے بعد سے ہی اپنے کمرے میں تھی۔۔ وہ اسکے بعد سے کچھ بھی نہیں بولی تھی نہ ہی وہ ازلان سے ملی تھی۔۔۔

ازلان نے بھی ابھی تک عفاف کو دلہن کے روپ میں نہیں دیکھا تھا۔۔ نکاح کے بعد ہی اسے ناچاہتے ہوئے بھی اس کام کو نپٹانے جانا تھا۔۔ جس کا تعلق عفاف کی زندگی سے تھے اور جس چیز کا تعلق عفاف کی زندگی سے تھا وہ ہادو اور ازلان کے لیے اس کام کو نپٹانا۔۔ اسکی جڑ تک کو ختم کرنا۔۔ بے حد ضروری تھی۔۔۔

ایمن، عفاف کو کمرے میں بٹھا کر ریست کرنے کے لیے چھوڑ کر گئی تھی۔۔۔ جانے سے پہلے مڑی تھی۔۔۔

عافی۔۔۔ تم خوش تو ہونا۔۔۔ ایمن نے جانے سے پہلے عفاف سے پوچھا تھا جو نکاح کے بعد سے ایک لفظ بھی نہیں بولی تھی اور نہ ہی ایمن کو عفاف سے بات کرنے کا موقع مل پایا تھا۔۔۔ ایمن عفاف کے پاس آ کر بیٹھی تھی جو بیڈ سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ ہاں میں ٹھیک ہوں ایمنی۔۔۔ نہ بھی ہوئی تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔۔۔ میں خود کو خوش رکھنے کی کوشش تو کر سکتی ہوں۔۔۔ آخر کب تک میں خود سے لڑوں گی۔۔۔ کب تک اپنی وجہ سے

دوسروں کو دکھ دوں گی۔۔۔ میں سوچ چکی ہوں کہ میں اپنی اس نئی زندگی میں خوش رہنے کی کوشش کروں۔۔۔

عفاف نے ہلکی سی مسکراہٹ سے کہا تھا۔۔۔ ایمن نے ایک بار نم آنکھوں سے عفاف کو دیکھا تھا۔۔۔

عافی تمہیں پتا ہے میں بہت خوش نصیب ہوں جو مجھے تم ملی اور اب میں یقین بھی نہیں کر سکتی کہ تم اب میرے بھوکے نکاح میں ہو۔۔۔ میری بھابھی ہو۔۔۔ ایمن نے منہ پر ہاتھ رکھ کر ہلکا سا مسکرائی تھی۔۔۔

عفاف نے کوئی ری ایکشن نہیں دیا تھا۔۔۔  
 بہت ہی کوئی گھنی مسنی ہو تم مجھے پتا ہی نہیں کہ میرا بھائی کب سے تم سے محبت کر بیٹھا۔۔۔ ایمن نے مسکرا کر کہا تھا۔۔۔

ایمی میں تھوڑی دیر اکیلار ہنا چاہتی ہوں۔ عفاف نے آہستگی سے کہا تھا۔۔۔

اچھا تم ریٹ کرو۔۔۔ ایمن نے اٹھتے ہوئے کہا اور دروازہ بند کر کے باہر چلی گئی تھی۔۔۔ جبکہ عفاف آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی۔۔۔ تھوڑی دیر بعد ہی ٹیک لگائے سوچکی تھی۔۔۔

چند لمحے بعد ہی کھڑکیوں سے کوئی آواز سنائی دی تھی۔۔۔ تبھی کوئی دبے قدموں سے کھڑکی سے اندر داخل ہوا تھا۔۔۔

وہ دبے پاؤں بغیر کسی آہٹ کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ وہ ایک بار اس اہم کام کو نپٹانے جانے سے پہلے عفاف کو خود کے روبرو دیکھنا چاہتا تھا۔ اس نے تو نکاح کے وقت بھی اسے اپنے قریب سے نہیں دیکھا تھا۔ اس کا چہرہ ڈھکا ہوا تھا۔۔۔ لیکن اب وہ ایک بار اسے دیکھ کر اسے اپنا احساس دلا کر جانا چاہتا تھا۔۔۔

وہ اپنی محبت کا احساس دلا کر جانا چاہتا تھا۔ وہ ایک بار اسے بتانا چاہتا تھا۔۔۔

آپ ہیں تو میں ہوں۔۔ آپ نے ہی توجینے کی ایک وجہ دی ہے۔ آپ کے لیے ہی تو از لان میر شاہ جی بھی سکتا ہے مر بھی سکتا ہے۔ اس کی حفاظت کے لیے وہ کسی کی جان لینے سے بھی گریز نہیں کرے گا۔۔۔

از لان کی نظر ٹک سی گئی۔۔ اسکی نظریں اپنی جگہ ہلنے سے انکاری ہوئی تھیں۔۔۔

اس کے ہاتھ میں یہ وقت ہوتا تو اس وقت کو یہیں روک دیتا۔۔۔

وہ وقت کے پہیے کو وہیں جمادیتا اور اسے ساری عمر اسی طرح دیکھتا رہتا۔ وہ تو کالی آنکھوں کا دیوانہ تھا آج اسے حق تھا کہ وہ ان کالی آنکھوں کو کہیں چھپا سالتا۔۔۔ وہ اسے کہیں دور لے جاتا جہاں سے اسکی ہر پریشانی دور ہو جاتی۔ اس سے غم کہیں دور بھاگ جاتے۔۔۔

وہ سامنے بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔۔ نیلی آنکھیں پورے حق و ثوق سے اسے دیکھنے میں مصروف تھیں۔۔

وہ سر پہ دوپٹہ لیے ٹیک لگائے آنکھیں موندیں لیٹی تھی۔۔۔

نیلی آنکھیں اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔۔۔

گوری رنگت، چہرے پر مٹے مٹے آنسوؤں کے نشانات۔۔۔ روئی روئی سی آنکھیں جیسے بہت دیر سے وہ روتی رہی ہے۔۔۔ دل ڈوب کر ابھرا تھا۔ وہ جوان آنکھوں میں کبھی بھی آنسو نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔

بند کالی آنکھوں سے نظروں کا دیدار ہوتا ہوا ناک میں موجود نوزپن پر ٹھہری تھی۔۔۔

ہونٹوں پر مسکراہٹ سی دوڑ گئی۔۔۔ ڈمپل نمایاں سے نمایاں ہوا تھا۔۔۔

ازلان ناک میں پہنی نوزپن سے اس دن کی ملاقات یاد آئی تھی۔۔۔

اس بیل اس کا دل کیا تھا وہ اس نوزپن کو اپنے ہاتھ سے چھوئیں۔ دل نے شدت سے کہا تھا لیکن ازلان نے اپنے دل کو ڈانٹ ڈپٹ کر چپ کر وادیا تھا۔۔۔

محبت بھیک جیسی تھی

محبوب کا دیدار مانگتی تھی

میں نے اسے سمجھایا ڈانٹ ڈپٹ کر

محبت ہو بھکاری نہیں

(ماہم)

وہ ان کالی آنکھوں کے سحر میں تو پہلے دن سے ہی مبتلا تھا۔۔۔

وہ تو محبت کے معنی کو نہیں جانتا تھا۔۔۔ اسکی ایک جھلک نے اسکی ایک بلا خوف آنکھوں کے سحر نے اسی دن اسے اپنی قید میں جکڑ لیا تھا۔۔۔ وہ تو محبت کے ہر حرف سے نا آشنا تھا اسے محبت کے حرف سے آشنائی بخشی تھی۔۔۔ وہ تو ہمیشہ سے سمجھتا تھا۔۔۔ زندگی میں صرف اسکی زندگی میں ایک ہی عورت تھی جس سے وہ محبت کرتا تھا جس کے لیے وہ پورے پچیس سال تڑپا تھا۔۔۔ جس کے لیے اس نے کئی کئی دن چھپ چھپ کے، رور و کر خود کو مضبوط بنایا تھا۔۔۔ اس نے خود کو خود کے لیے مضبوط بنایا تھا۔۔۔

وہ یہ کبھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ اسکے دل میں کسی اور عورت کی بھی جگہ ہوگی مگر ایک دن اسکی زندگی میں قدم رکھا تھا ایک لڑکی نے جس نے اس کے دل میں قدم رکھ کر اپنا قبضہ جمایا تھا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔۔۔ وہ اپنی ماں کے لیے تڑپا بھی تھا اور جیا بھی تھا۔۔۔ کتنے دکھ تھے جو اس نے دیکھے اپنی چھوٹی سی زندگی میں ہی۔۔۔ ایسا لگتا تھا کہ اسکی زندگی میں خوشیاں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے روٹھ سی گئی ہیں۔۔۔

لیکن جب سے اسکی زندگی میں محبت کا بیج بویا گیا تھا اسی دن سے اسکے چہرے سے مسکراہٹ دور نہیں ہوتی تھی۔۔۔ اسی دن سے وہ محبت کے ہر ہر لفظ سے واقف ہوا تھا۔۔۔

اسی پل اسی لمحے اسکے دل میں کسی کو اپنی زندگی میں شامل کرنا ایک خواب سا بن گیا تھا۔۔۔ جسکی خوشیاں اسے سب سے بڑھ کر ہوئی تھیں۔۔۔ جس کی ایک مسکراہٹ کے لیے اس کی حفاظت کے لیے وہ دن رات ایک کر سکتا تھا۔۔۔

وہ ہر چیز سے دور رہنا والا مرد ایک محبت کے گنے جنگل میں پھنسا تھا۔۔۔ ایسا پھنسا تھا کہ اس محبت کو پاکیزہ کر کے اپنی زندگی میں شامل کر گیا تھا کہ وہ آج سب سے خوش قسمت ترین انسان ثابت ہوا تھا۔۔۔ جسے اسکی محبت ملی تھی وہ بھی حلال اور پاکیزہ طریقے سے۔۔۔

کب سے کھڑا از لان یو نہی بنا پلک جھپکائے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ پورے حق سے۔ پورے وثوق سے۔۔۔

عفاف کسی کی نظروں کی تپش محسوس کر کے فوراً سے اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔

از لان تیزی سے آگے بڑھا تھا۔۔۔

آپ۔۔۔ عفاف کی آواز لڑکھرائی تھی۔۔۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

دھڑکن تیز ہوئی تھی۔۔۔ عجیب سی بے چینی تھی جس میں اضافہ ہوا تھا۔۔۔

از لان نے چند قدم آگے بڑھا دیئے۔۔۔

عفاف بیڈ سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔

آپ میرے پاس مت آئیے گا۔۔۔ عفاف نے آہستگی سے کہا تھا۔۔۔

از لان نے دو قدم وہیں روکے پھر آگے بڑھا دیئے۔۔۔

آپ مجھ سے ادھر کھڑے رہ کر ہی بات کریں۔۔۔ عفاف نے غصے کے ملے جلے تاثرات سے کہا تھا۔

ازلان مسکرایا تھا۔۔

آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ عفاف نے غصے کے ملے جلے تاثرات سے پوچھا تھا۔۔  
میں تو بس یہ پوچھنے آیا ہوں کہ آپ ابھی رخصتی کیوں نہیں چاہتی؟ ازلان نے تھوڑا سا قدم  
آگے بڑھا کر پوچھا تھا۔۔

ازلان کو اس اہم کام کو نپٹانے جانے سے پہلے ہاد کی بات یاد آئی تھی کہ عفاف نکاح کے لیے تو  
مان چکی ہے مگر رخصتی کے لیے ابھی وہ نہیں مانی۔۔۔ میرے لیے یہی بہت ہے کہ وہ مان گئی  
تھی۔۔ اب میں اس پر اپنی مرضی زیادہ مسلط نہیں کروں گا۔۔۔ جب وہ اب چاہے گی تب ہی  
رخصتی ہوگی۔۔ ہاد نے سنجیدگی سے بات کی تھی۔۔  
ازلان صرف سر ہی ہلا سکا تھا۔۔

نکاح کے بعد سے عفاف کو اس نے ایک بار نہیں دیکھ پایا تھا۔۔ ہاد کو بناتائے اسکے کمرے میں  
ابھی اس سے ملنے اور رخصتی نہ کرنے کی وجہ پوچھنے چلا آیا تھا۔۔

میں آپ سے نکاح کر چکی ہوں اور سب اس میں بہت خوش ہیں۔۔۔ میں نے دیکھا ہے سب  
کے چہروں کو۔۔۔ آپ بھی تو خوش نظر آرہے ہیں۔۔۔ جیسا سب چاہتے تھے ویسا ہو گیا ہے  
نا۔۔ اب میری بھی کوئی سن لے۔۔ مجھے بھی کوئی میری مرضی کرنے کا حق دیں اور میری  
مرضی یہ ہے کہ میں ابھی رخصتی نہیں چاہتی۔۔۔ عفاف نے چہرہ موڑے تیکھے لہجے میں کہا  
تھا۔۔۔

یہی تو میں پوچھ رہا ہوں کیوں نہیں چاہتی۔۔۔ از لان نے چند قدم روکے چہرے موڑے  
کھڑی عفاف سے پوچھا تھا۔۔۔

آپ بس یہاں سے چلے جائیں۔ مجھے آپ سے بات نہیں کرنی۔۔۔ عفاف نے چہرہ موڑ کر کہا تو  
از لان آگے بڑھا تھا۔۔۔

اپسرا۔۔۔ اب تو آپ مجھے بالکل بھی نہیں کہہ سکتی کہ میں کس حق سے آپ سے بات کروں۔  
از لان نے چھپی مسکراہٹ سے کہا تھا۔۔۔

آپکا بھی مجھ پر کوئی حق نہیں ہے۔۔۔ آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھ جیسی لڑکی پر ترس  
کھا لیا اور اس سے نکاح کر لیا۔ عفاف نے طنزیہ مسکراہٹ سے یکدم کہا تھا۔۔۔  
اپسرا۔۔۔ از لان فوراً سے آگے بڑھا تھا۔۔۔

عفاف کے دونوں بازوؤں پکڑے تھے۔۔۔

میں نے آپ پر کسی بھی قسم کا ترس نہیں کھایا۔ میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔۔۔ آپ کو  
کیوں سمجھ نہیں آتا کہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔۔۔ از لان نے عفاف کے بازوؤں کو ہلکا سا  
جھنجھوڑا تھا۔۔۔

میں کیسے یقین کروں؟؟ کیسے؟؟ آپ بتادیں۔۔۔ ایک وہ لڑکی جس کے کردار پر ہزار انگلیاں  
اٹھائی گئی ہو۔۔۔ جس کے ماضی میں ایک تلخ حقیقت چھپی ہو۔ اس لڑکی سے شادی کون کر سکتا

تھا سوائے ترس کھانے کے ہاں۔۔ وہ اپنے بازوؤں پر ازلان کی گرفت ہلکی کر کے طنزیہ بولی تھی۔۔۔

اپسرا۔۔ ازلان نے دوبارہ سے عفاف کے بازوؤں پر اپنی گرفت مضبوط کی تھی۔۔ دونوں ہی کی دھڑکنیں بے ترتیب تھیں۔۔۔

آئندہ مت کہیے گا کہ میں نے آپ پر ترس کھایا ہے۔ مجھے آپ سے محبت ہے۔۔۔ مجھے عشق ہے آپ کی ان آنکھوں سے جس نے مجھے پہلے دن سے ہی پاگل بنا رکھا تھا۔۔۔ مجھے آپ کے ماضی سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔۔۔ مجھے بس اتنا پتا ہے۔ آپ میرا آج ہیں۔۔ اور میرا آج بہت خوبصورت ہے بالکل شفاف ایک آئینے کی طرح جس کے آر پار اب سے صرف ازلان شاہ کی مہر ہے۔۔۔ ازلان نے کہتے ہوئے عفاف کے ماتھے پر اپنی محبت کی پہلی مہر قائم کی تھی۔۔۔ عفاف کی آنکھیں لبالب پانی سے بھر چکی تھیں۔۔۔

آپ میرا آج ہیں، کل ہیں اور ہمیشہ رہے گیں۔۔۔ یاد رکھیے گا۔۔

اریدک انت، لاشی، آخر فقط انت

(I want you, nothing else, but you)

ازلان کہہ کر دور ہوا تھا۔۔

ابھی میں چلتا ہوں انتظار کریئے گا۔۔۔ ازلان نے ہلکا سا ہنستے ہوئے کہا تھا۔

وہ جو از لان کے لفظوں کے سحر میں کھوئی ہوئی تھی۔۔

اس نے اچھنبے سے نظریں اٹھا کر از لان کی طرف دیکھا تھا۔۔

ابھی تو اسے ایک تحفظ کا احساس ہونے جا رہا تھا اب وہ کدھر جا رہا ہے؟؟

آنکھوں میں ہزاروں سوالات لیے از لان کی طرف دیکھا تھا۔۔ زبان سے کچھ بھی نہیں بولی تھی۔۔۔

از لان نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے ہلکا سا مسکرایا تھا۔۔۔

میں جلد آؤں گا۔۔ مجھے پتا ہو گا کہ کوئی میرا انتظار کر رہا ہو گا تو میں جلد لوٹ جاؤں تو میں جلد ہی لوٹوں گا۔۔ از لان نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ کریں گی نا انتظار۔۔۔ از لان نے ایک امید سے پوچھا تھا۔۔۔

عفاف ان سب میں پہلی دفعہ بس ہلکا سا مسکرائی تھی۔۔۔

مجھے امید ہے آپ میرا انتظار کریں گی۔۔۔ اور میں امید کرتا ہوں جب میں لوٹوں تو مجھے وہ پہلے

دن جیسی ہی عفاف چاہیے بلا خوف و خطر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے والی۔۔۔

آپ عفاف از لان میرا شاہ ہیں۔۔۔ آپ بس اتنا یاد رکھیے گا۔۔۔ کہہ کر کسی ہیولے کی مانند وہاں

سے دور ہو گیا تھا۔۔۔

عفاف جیسے خواب سے اٹھی تھی۔۔ اس نے ارد گرد نظریں گھمائی تھیں۔۔ وہ کہیں بھی نہیں تھا۔۔ ایک خواب سا تھا جو ٹوٹ گیا تھا۔۔

عفاف نے کھڑکی کی طرف نظر گھمائی تو کھڑکی کے پردے ہلتے دکھائی دیئے تھے۔۔ اسے خود بھی پتا نہیں چلا اسکے ہونٹ مسکرا رہے تھے۔۔ یہ کیسا احساس تھا جو وہ دے کر گیا تھا۔ وہ خود بھی حیران ہوئی تھی۔۔ وہ نہ ہی چیخی تھی اور نہ ہی چلائی تھی۔۔ شاید محرم ہونے کے احساس کے ساتھ ایک تحفظ کا ساتھ جاگ گیا تھا۔۔۔



ازلان جیسے ہی پارکنگ ایریا پہنچا ہاد کب سے کھڑا ازلان کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔  
جیسے ہی پہنچا ہاد نے آنکھیں چھوٹی کر کے ازلان کی طرف دیکھا تھا۔۔ جو دانتوں تلے لب سے دھیرے دھیرے مسکرا رہا تھا۔

یوں تم مسکرا رہے ہو۔۔ کچھ تو ہے جو چھپا رہے ہو۔۔ ہاد نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ ازلان کی طرف دیکھ کر گنگنا یا تھا۔۔۔

ازلان کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔۔

یہ تم کچھ زیادہ ہی فری نہیں ہو گے؟ ہاد نے آئی برواچکائے تھے۔۔

کیا مطلب؟ ازلان مسکراہٹ دبا کر انجان بن گیا تھا۔۔۔

یہ تم آ کہاں سے رہے ہو ازی؟؟؟ اب کی بار ہاد نے تیوری ڈال کر پوچھا تھا۔

اندر سے۔۔ از لان نے پھر سے مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔

یہ اندر بالکنی کب سے بن گیا؟ ہاد نے چھوٹی آنکھیں کر کے کہا تھا۔۔

تو اپنی بیوی سے مل کر آ رہا ہوں شرعی حق رکھتا ہوں اس پہ۔۔ از لان نے کھل کے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ہاد کا قہقہہ بھی عروج پر تھا۔۔۔

میرے سامنے تم نہ زیادہ اور مت بنو۔۔ میں بھی تیری بیوی کا بھائی ہوں۔۔ میرے سامنے تمہیں ڈرنا چاہیے۔۔ ہاد نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ٹھیک ہے سالے صاحب۔۔ میں تو ڈر ہی گیا۔۔ از لان نے کہا ہی تھا کہ دونوں کا قہقہہ عروج پر تھا۔۔۔

چلو پھر چلیں بہت دیر ہو چکی ہے۔۔ ہاد نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ایک منٹ۔ از لان نے فوراً سے روکا تھا۔۔

کیا ہوا؟؟؟ ہاد نے حیرانی سے پوچھا تھا۔۔۔

تم جو اوور بن رہے ہونا۔۔ تجھ سے تو آ کے گن گن کے بدلے لوں گا۔۔ از لان نے

مسکراہٹ دبا کر کہتے ہوئے خود تیزی سے آگے بڑھ کر سٹیئرنگ سنبھال لیا تھا۔۔

ہاد ہڑ بڑا سا گیا تھا۔۔۔

مطلب۔۔۔ ہاد نے ہڑ بڑا تے پوچھا تھا۔۔

مطلب و مطلب آکر۔۔ اب چلیں بہت سے حساب کلسیر کرنے ہیں۔۔ وقت بہت کم

ہیں۔ از لان نے ٹائم دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔

ہاد بھی اندر بیٹھا تھا۔۔

چلو۔ میٹنگ ٹائم بھی شروع ہو گیا ہے۔۔ بہت اہم مہمانوں کو انتظار نہیں کرواتے۔۔

دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرائے تھے۔۔۔

عفاف کا دھیان رکھنے اور اس کے ساتھ رہنے کے لیے ایسی کو میں نے کہہ دیا تھا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

از لان نے گاڑی سٹارٹ کرتے کہا تھا۔۔

ٹھیک کیا۔۔

ہاد نے مسکرانے پر اکتفا کیا تھا۔۔

ہاد کو ایک بار پھر سے از لان پر فخر ہوا تھا کہ اس نے اپنی بہن کے لیے ایک اچھا انتخاب کیا ہے جو

اسے ہر سرد و گرم سے بچانے کی طاقت رکھتا ہے۔۔۔



وہ دونوں ایک سنسان علاقے میں پہنچے تھے۔۔ جہاں ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔۔

ازی ہم میٹنگ کا کہہ کر آئے ہیں۔۔ لیکن یہ جگہ سہیل نے کچھ زیادہ ہی اچھی چنی ہے۔۔ ہاد نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔

ہاد۔۔ ازلان نے ایک نظر ڈالی تو ہاد کھسیانی ہنسی ہنسا تھا۔۔

اچھا چل ہمارا شکار انتظار کر رہا ہوگا۔۔ زیادہ انتظار نہیں کرواتے۔۔ ہاد نے مسکراہٹ دباتے ہوئے ازلان کو کہا تو ازلان بھی ہلکا سا ہنسا تھا۔۔

کیا میٹنگ ہے واہ۔۔۔ ہاد نے ایک بار پھر سے ارد گرد نظریں دہراتے ہوئے تعریف کرنے کی کوشش کی تھی۔۔

جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئے تو سامنے ہی چہرے پر مسکراہٹ سجائے ریاض ملک کرسی سنبھالے بیٹھے تھے۔۔ جس کے تھوڑے فاصلے پر ہی سہیل سر جھکائے کھڑا تھا۔۔ ازلان کے اشارے سے وہ باہر چلا گیا تھا۔۔

ازلان کو سہیل کی طرف سے بھیجا گیا میسج یاد آیا تھا۔۔

سر ریاض ملک اور ان کے بیٹے کو پکڑ لیا گیا ہے۔۔ ایف۔۔ آئی۔۔ اے اور پولیس نے ملکر ان کی ساری جائیداد قابو کر لی ہے۔ ان کے اس ملک سے باہر جانے کے راستے مشکل کر دیئے گئے ہیں۔۔ ان کے ہر ہر اڈے پر سی۔۔ آئی۔۔ اے کی مدد سے پولیس کی ٹیم نے چھاپہ مار کر ہر

ڈرگزر کو سیل ہونے سے پہلے ہی اپنے قبضے میں کر لیا ہے۔۔ اور شپ منٹ کے ذریعے جو

لڑکیاں بھیجی جانیں تھیں انہیں بھی بازیاب کروا لیا ہے۔۔ اب آپ آجائیں بہت ضروری

ہے۔۔ ریاض ملک بار بار اصرار کر رہا ہے کہ اسے آپ سے بات کرنی ہے۔ سہیل نے میسج کیا تھا۔۔

ہا اور از لان کو اندر آتا دیکھ کر ریاض ملک فوراً سے بولا تھا۔۔

آئیے آئیے شاہ صاحب۔۔ بہت بہت شادی کی مبارک ہو۔۔ ہمیں بھی تو شادی میں یاد رکھتے۔۔ اتنے بڑے بزنس مین از لان شاہ کی شادی تھی۔ اور آپ نے کسی کو مدعو بھی نہیں کیا۔۔ ریاض ملک نے چہرے پر مسکراہٹ سجاتے ہوئے سوال کیا تھا۔۔

ہم یہاں گھر کے معاملات ڈسکس کرنے نہیں آئے ریاض صاحب۔۔ جس کام کے لیے بلایا ہے وہ بتائیں۔۔ ہاد نے سنجیدہ تاثرات سے کہا تھا۔۔

ہا صاحب ہم تو بس شاہ صاحب کو مبارکباد دے رہے ہیں۔۔ کتنا بڑا دل ہے ان کا۔۔ ایسی لڑکی سے شادی کر لی جس سے کوئی کرنا بھی نہیں چاہتا۔۔ ایک مشہور بزنس مین ہوتے ہوئے بھی اسی لڑکی سے شادی کی۔۔ ماننا پڑے گا شاہ صاحب کو۔۔ تیز لہجے میں مسکراتے ہوئے ریاض ملک نے کہا تھا۔۔

از لان کے چہرے پر سرد تاثرات چھا گئے۔۔ ہاد نے بھی سنجیدگی کا لبادہ اوڑھ لیا تھا۔۔

ریاض ملک۔۔ از لان نے شعلہ بھڑکاتی آنکھوں سے چنگارتے ہوئے کہا تھا۔۔

ایک مکہ ریاض ملک کے چہرے پر جھڑپا تھا۔۔ تھوڑی پکڑ کے اوپر کی تھی۔۔ تیز کاٹ دار

لہجے، آگ برساتی نظروں سے بولا تھا۔۔

اگر آئندہ سے میری بیوی کے بارے میں کوئی بات کی تو آئندہ تم یہاں نظر نہیں آؤ گے۔۔۔ از لان نے غصہ ضبط کرتے کہا تھا۔۔۔

ہاد نے غصیلی نظروں سے دیکھ کر غصہ ضبط کیا تھا۔۔۔

شاہ صاحب آپ تو غصہ ہی کر گئے۔۔۔ ریاض ملک نے ہونٹوں سے نکلنے والے خون کو صاف کرتے کہا تھا۔۔۔

ریاض ملک نے مشکل سے چہرے پر مسکراہٹ سجائی تھی۔۔۔

مجھے تو آپ سے کچھ اور اہم بات کرنی تھی۔۔۔ ایک توجو پراجیکٹ کے لیے زمین مجھے چاہیے

تھی وہ میں اب نہیں لے رہا۔۔۔ ریاض ملک نے کہا تھا۔۔۔

ہم دے بھی نہیں رہے۔۔۔ ہاد کی طرف سے سنجیدگی سے فوراً جواب آیا تھا۔۔۔

اگے بولیں۔۔۔ ہاد نے ہاتھ کے اشارے سے کہا تھا۔۔۔

مسٹر ہاد۔۔۔ آپ ابھی چپ رہیں میں شاہ صاحب سے بات کر رہا ہوں۔۔۔ ریاض ملک نے

ترچھی نظریں کرتے کہا تھا۔۔۔

ریاض ملک اپنی نظریں سنبھالیں۔۔۔ آپ مجھ سے بات کریں یا ہاد سے ایک ہی ہے۔۔۔ ہمارا

وقت ضائع مت کریں۔۔۔ جلدی بولیں۔۔۔ از لان نے سرد لہجے میں بات ختم کی تھی۔۔۔

شاہ صاحب بیٹھیے تو سہی اتنی بھی کیا جلدی ہے۔۔ ریاض ملک نے اٹھتے کہا تھا۔۔ ہاد کا غصہ سوا  
نیزے پر پہنچا تھا۔۔۔

ریاض ملک آگے بڑھے تھے یکدم اشتعال برپا ہوئے۔۔ وہ تم دونوں ہی ہونا جنہوں نے  
میرے کام میں ٹانگیں پھنسائی ہیں۔۔ میں تم لوگوں کو برباد کر کے رکھ دوں گا۔۔ تم لوگوں کی  
عزت کی دھجیاں نہ اڑائیں تو میرا نام بھی ریاض ملک نہیں۔۔۔  
ہاد اور ازلان نے ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔۔۔  
پھر دونوں ہنسے تھے اور ہنستے ہی چلے گئے۔۔۔

کون برباد کرے گا آپ۔۔ ریاض صاحب آپ کی رسی دراز تھی جواب تنگ ہو چکی  
ہے۔۔ اور آپ کے حساب و کتاب کا بدلہ لینے کا وقت آچکا ہے۔۔

جو کچھ بویا ہے وہ کاٹنا بھی تو ہے۔۔۔

ازلان نے سنجیدگی سے کہا تو ہاد بھی سنجیدہ ہوا تھا۔۔۔

ایک بیٹے کو اسکی ماں سے الگ کرنے کا حساب ایک بچے کو اسکے خاندان سے دور کرنے کا  
حساب۔۔۔ آپ ہی تھے نہ جو اس پانچ سالہ بچے کو اسکے ماں باپ کے خلاف سکھاتے  
تھے۔۔۔ ایک ایسے بیٹے کی پرورش کا حساب جو عورتوں پر غلط نظریں ڈالتا ہے انکی عزت کی  
دھجیاں بکھیر کے رکھ دیتا ہے۔۔۔ ایک ایسے شخص کا حساب جس نے ماؤں بہنوں کی زندگیوں

اجاڑ دیں۔۔ اس ملک میں ہر ایک کی زندگی میں سے تحفظ جیسے لفظ کو ختم کر دیا۔۔ از لان نے آگے بڑھ کر ریاض ملک کے چہرے کو دبوچا تھا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ مزاحمت کرتا۔۔ ہاد اور سہیل نے بروقت ریاض ملک کو پکڑا تھا۔۔

میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔۔ وہ چنگاڑا تھا۔۔

پہلے خود کو تو سنہبال لو۔۔ ہاد نے اسے باندھتے ہوئے کہا تھا۔۔

میرا بیٹا تم لوگوں کو نہیں چھوڑے گا۔۔ ریاض ملک نے چلاتے ہوئے کہا تھا۔۔

ہاد ہلکا سا ہنسا تھا۔۔

او ویٹا۔۔ ہمیں چھوڑ ہی نہ دے وہ۔۔ ہاد نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا تھا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

از لان کی آنکھیں لال شعلہ تھیں جس کی چنگاری ہر چیز راگھ راگھ کر دینے کی صلاحیت رکھتی تھی۔۔

تمہیں نہیں چھوڑا تو تمہیں لگتا ہے کہ تمہارے بیٹے کو چھوڑ دیا ہو گا۔۔ از لان نے سامنے کی کرسی سنبھالتے ہوئے کہا تھا۔۔

ریاض ملک نے حیرت سے ان کے چہروں کی طرف دیکھا تھا۔۔

یہ کیا ہوا تھا اسکے ساتھ وہ تو از لان شاہ کو برباد کرنے جا رہا تھا اور وہ خود برباد ہو رہا تھا۔۔

وہ جو حسن ملک کو سمجھانے کے بعد جا رہا تھا کہ اچانک سے دو گاڑیاں آگے آئی تھیں اور پلک جھپکتے ڈرائیور کو فائر کر کے اسے بے ہوش کر دیا گیا تھا۔۔

جب اسے ہوش آیا تو وہ ایک کرسی پر آرام سے بیٹھا ہوا تھا۔۔ جہاں نہ اسے بندھا گیا تھا اور نہ ہی بند کیا ہوا تھا۔۔ وہ ایک خالی اندھیرے کمرے میں موجود تھا۔۔

سہیل کو دیکھ کر اسے کچھ کچھ سمجھ آ رہا تھا۔ اس نے فوراً بیٹھے بیٹھے ہی وہاں سے بھاگ نکلنے کا پروگرام بنایا اور اس نے سہیل کے ذریعے از لان کو ایمین کار از بتانے کے لیے بلایا تھا کہ وہ کوئی بات کرنا چاہتا ہے۔۔۔

خود کے لیے اب اسے ہر طرف سے راستے بند نظر آ رہے تھے۔۔ اسے جو اطلاع ملی تھی وہی کافی تھی کہ اسکی شپ منٹ روک کر لڑکیوں کو بازیاب کروالیا گیا تھا۔۔ ڈرگزشپلائے بھی روک دی گئی تھی اسے ہر طرف سے بری طرح سے گھیرا گیا تھا۔۔۔۔

ہر طرف یہ بریکنگ نیوز تھی کہ جانے مانے سیاستدان ریاض ملک کے گھرانے کو آری۔۔ ان کا تعلق ایک بڑے گروہ سے ہے جو لڑکیوں کو کڈنیپ کر کے انہیں بیچ رہے ہیں۔۔

تبھی سامنے سے سلائیڈنگ ڈور ایک طرف کیا گیا تھا۔۔

ریاض ملک کی آنکھیں کھلی تھیں جو ایک معمولی سا کمرہ لگ رہا تھا اس میں نہ نظر آنے والا ایک سلائیڈنگ ڈور بھی موجود تھا۔۔

سامنے سے نظر آتے منظر نے ریاض ملک کی آنکھیں باہر کونکالی تھیں۔۔۔

حسن وہ چلائے تھے۔۔

حسن ملک نیم مدہوش سا فلور سے تھوڑا سا اوپر کرسی پر بندھا ہوا تھا۔۔

فلور پر جا بجا بکھرے پانی میں الیکٹرک کرنٹ موجود تھا۔۔ جیسے ہی اس کے پاؤں زمین کو

چھوتے پورے کرنٹ کی لہر اسکے اندر سرایت کر رہی تھی اور وہ چیخ اٹھتا تھا۔۔۔

ڈیڈ۔۔۔ ڈیڈ۔۔۔

اسکے پاؤں زمین پر جیسے ہی چھوتے تو اسے دوبارہ سے اوپر کر لیا جاتا۔

وہ سر گرائے مدہوش ہوا پڑا تھا۔۔

ریاض ملک نے چلاتے ہوئے دوبارہ بولا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میر ایٹا۔۔

اسے کیوں پکڑا ہے۔۔ اس نے کیا کیا ہے؟؟ وہ چلائے تھے۔۔ اس سے پہلے وہ کچھ اور بولتے ہاد

کا ہاتھ اٹھا تھا۔۔

ہر غلط کرنے والا آخر میں کہتا ہے اس نے کیا کیا ہے۔۔ از لان نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

تبھی ہاد آگے بڑھا تھا۔۔

آئندہ یہ مت کہنا کہ اس نے کیا کیا ہے؟؟ ہاد کی آنکھیں لال انگارہ تھیں۔۔

میری بہن کو جیتے جی مار دیا۔۔ اسکی زندگی خراب کرنے کی کوشش کی۔۔ ابھی بھی کہتے ہو اس نے کیا کیا؟؟؟ ہاں بھڑک اٹھا تھا۔۔

میں نے کہا تھا نہ میری عزت کی طرف نگاہ ڈالنے کی جرات مت کرنا۔۔ ہاں فرحان حیدر وہ آنکھیں نوچنے میں دیر نہیں کرتا۔۔

تمہارے بیٹے کی یہی آنکھیں، یہی ہاتھ نوچ کر رکھ دوں گا۔۔ ہاں مسکراہٹ اچھا ل کر آٹومیٹک بٹن آن کیا تھا کہ حسن ملک کے بندے ہوئے ہاتھ زمین کو لگے ہی تھے کہ وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہوا تھا۔۔ پورے پانچ منٹ تک کرنٹ دینے کے بعد دوبارہ سے اسے اٹھالیا گیا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Entertainment

ازلان ہلکا سا مسکرایا تھا۔۔ اسکے باپ سے الگ کر دیا۔۔ اسکا بچپن چھین لیا۔۔ اسکی دنیا اجاڑ کر رکھ دی۔۔ وہ سنجیدہ تاثرات کے ساتھ نیلی آنکھوں میں وہشت لیے اس کا جبر آپکڑے کہہ رہا تھا۔۔

ازلان نے ریاض ملک کے پیٹ میں ایک زوردار مکہ مارا تھا کہ وہ کراہ اٹھا۔۔ ساتھ ہی ابلتا پانی اسکے سر میں پھینکا تھا۔۔

حسن ملک کی کرسی کو نیچے سائیڈ پر اتار اور ابلتے پانی میں اس کا چہرہ ڈبو یا تھا کہ وہ کراہ اٹھا۔۔ آنکھیں کھولنے کی کوشش کی تھی۔

از لان آگے بڑھا تھا۔۔

حسن ملک کا چہرہ اوپر کیا تھا۔۔

میری عزت کی طرف یہ غلیظ نظریں کی تھیں نا۔۔ ایک مکہ آنکھوں پر جھڑتے کہتے ہوئے

دوبارہ سے سر اندر ڈالا تھا۔۔

انہی کی وجہ سے انہیں تکلیف اٹھانی تھی نا۔۔ اس کا حساب بھی ہو گا۔ کہتے ہوئے نیلی آنکھوں میں

سرد تاثرات لیے اتنی بری طرح مارا تھا کہ وہ مدہوشی کی حالت میں بھی کراہ اٹھا تھا۔۔

ہر ایک کا حساب ہوتا ہے اپنے اپنے وقت پر ریاض صاحب۔۔ آپ سب کا بھی وہ وقت آچکا

ہے۔۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔۔ تمہاری بہن کی سچائی سب کو بتا دوں گا۔۔ وہ ایمین میر شاہ کی

جائز اس سے پہلے وہ کچھ اور بولتے از لان کا ہاتھ اٹھا تھا اور پھر رکا نہیں تھا۔۔ وہ بار بار گرم

ابلتے پانی میں ڈال کر باہر نکال رہا تھا۔۔

کافی دیر بعد از لان پیچھے ہوا تھا۔۔

ریاض ملک کی آنکھیں سو جھی ہوئی تھیں۔۔۔ ہونٹوں سے خون رس رہا تھا اور وہ کراہ رہے

تھے۔۔۔

بجلی کے جھٹکے چند لمحے بعد ہی حسن ملک کو دیئے جا رہے تھے۔۔۔ اسکی حالت ابتر ہو رہی تھی۔۔۔

ازلان نے حسن ملک کی تھوڑی دوبارہ پکڑی تھی۔۔۔

ابھی بھی آنکھیں لال انگارہ تھیں۔۔۔

ابھی تو کچھ بھی نہیں ہے یہ حسن ملک۔۔۔ یہ آنکھیں تمہارے جسم سے الگ نہ ہو گئی تو کہنا۔۔۔ آئندہ ان آنکھوں سے کسی کی بھی عزت کی طرف آنکھ اٹھانے کی جرات نہیں کرو گے۔۔۔ ازلان نے جھٹکا دیا تھا۔۔۔

ہاد نے اسے شعلہ بھڑکاتی آنکھوں سے ٹھوکر ماری تھی۔۔۔

ریاض ملک کی تھوڑی پکڑتے ہوئے ازلان نے کہا تھا۔۔۔

امید کرتا ہوں یہ ہماری آخری ملاقات ہے۔۔۔ خدا حافظ۔۔۔ وہ کہہ کر باہر کی طرف بڑھا تھا کہ ہاد تیزی سے ریاض ملک کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

اسے ایک زوردار تیج مارا تھا کہ وہ زمین پر گرا تھا۔۔۔

ایمن میر شاہ بھی میری عزت ہیں۔۔۔ ان کی طرف بھی اٹھنے والی ہر نگاہ کو پھاڑ کے رکھ دیتا ہوں۔۔۔

ان کی طرف نظریں اٹھانے کی بھی غلطی مت کرنا۔۔۔ اس سے بھی برا حال کروں گا۔۔۔

وہ کہہ کر باہر نکل گیا تھا۔۔۔

ہر طرف ایک ہی خبر چل رہی تھی۔۔۔ مشہور سیاستدان ریاض ملک اور ان کے بیٹے حسن ملک کی جائداد ہڑپ۔۔۔ انہیں عہدے سے برطرف کر دیا گیا۔۔۔ سی۔۔۔ آئی۔۔۔ اے کی مدد سے ان کے ہر ہر جگہوں کو اپنے قبضے میں کر لیا گیا۔۔۔ لاکھوں، ماؤں، بہنوں کی زندگیاں بچالی گئیں۔۔۔ ریاض ملک اور ان کے بیٹے حسن ملک اپنے گھر سے لاپتہ۔۔۔

کچھ خبروں کا کہنا تھا کہ وہ خفیہ ایجنسی کے زیرِ حراست جا چکے ہیں۔۔۔ جسکی وجہ سے انہیں اب ڈھونڈنا مشکل ہے۔۔۔

ریاض ملک خبریں سن کر چیخ و پکار کر رہے تھے۔ لیکن انکی اب چیخیں سننے والا کوئی نہیں تھا۔۔۔

ان کی پکڑ ہو چکی تھی۔۔۔

ان دونوں کو باندھ کر وقفے وقفے سے بجلی کے جھٹکے دیئے جا رہے تھے۔۔۔ جوان کو پاگل کرنے اور تڑپ تڑپ کر مرنے کے لیے کافی تھے۔۔۔ اور وہ دونوں باپ بیٹا تڑپ رہے تھے۔۔۔

کیا کوئی کہہ سکتا تھا یہ غرور بھی مٹی میں ملنا ہے۔۔۔ غرور کا سر ہمیشہ نیچا ہی ہوتا ہے۔۔۔ آخر کو اسی غرور کی وجہ سے وہ آج خاک ہونے جا رہے تھے۔۔۔ اتنی آہ و سسکیوں کی بددعائیں تھی۔۔۔

پکڑ بھی تو سخت ہونی تھی۔۔۔ ایک انسان کی صورت میں پکڑ کرائی گئی تھی۔۔۔

کچھ لوگوں کا حساب زرا دیر سے ہوتا ہے لیکن پر زور ہوتا ہے۔۔ اچانک سے پلک جھپکتے ریاض ملک زمیں پر آگرے تھے جن کی انہیں کبھی توقع بھی نہیں تھی۔۔ یہ سب کچھ لمحوں میں ہوا تھا کہ انہیں موقع ملے بغیر ہی انہیں پکڑ لیا گیا تھا کہ ان کے پاس بچنے کے کوئی چانس ہی نہ بن پایا تھا۔۔ از لان اور ہاد کی خفیہ پلاننگ۔۔ انکی محنت۔۔ ان کا بھروسہ۔ آج رنگ لایا تھا۔۔ وہ اپنے امتحان میں آج سر خر ہوئے تھے۔۔

ہاد آج اپنی بہن کا حساب پورا کرنے میں کامیاب ہوا تھا۔۔

وہ دونوں اپنے شعبے کے مطابق لوگوں کی زندگیوں کے ضامن تھے ان میں کامیاب رہے تھے۔۔

NEW ERA MAGAZINE

اپنے ملک کے غداروں کو نیست و نابود کرنے میں کامیاب رہے تھے۔۔



از لان اور ہاد کی واپسی پر اگلے دن عفاف کی رخصتی کا کہا گیا تھا۔۔

منائل، ریان، رامین سب عفاف کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے۔۔

روبینہ بیگم اور فرزانہ بیگم اپنے آنسو چھپائے ان کے پاس بیٹھی تھیں۔۔

فرقان صاحب اپنا سر فخر سے بلند کیے بیٹھے تھے۔۔

ہر بیٹی کی شادی کا ایک اہم فریضہ ادا کر کے ہر باپ خود کو ہلکا پھلکا سا محسوس کرتا ہے۔۔۔ جیسے بہت سارا بوجھ تھا ایک کندھے پر سے وہ ہلکا ہوا ہو۔۔۔

آپ کو ہماری یاد آئے گی کیا؟؟؟ مناہل نے ہاتھ پکڑتے ہوئے پوچھا تھا کہ عفاف کے ر کے ہوئے آنسو بحال ہوئے تھے۔۔۔

کیا آپنوں کو کوئی بھولتا ہے۔۔۔ عفاف نے آہستگی سے اپنے آنسو چھپاتے کہا تھا۔۔۔

فرقان صاحب نے اپنے آنسو روکے تھے۔۔۔

روبینہ بیگم بیٹھی رو رہی تھی۔۔۔

فرقان صاحب اٹھ کر عفاف کے پاس آئے تھے۔۔۔ بیٹا مجھے معاف کر دو۔۔۔ میں تم پر اپنی مرضی زبردستی مسلط نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ لیکن بیٹا میں مجبور تھا۔۔۔ فرقان صاحب نے عفاف کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ بھر کے رکھا تھا۔۔۔

بابا۔۔۔ مجھے آپ سے کوئی شکوہ نہیں ہے۔۔۔ میں نے اپنی مرضی سے بغیر کسی دباؤ کے اس شادی کے لیے ہاں کی تھی۔۔۔ عفاف نے آگے بڑھ کے فرقان صاحب کے پاس بیٹھتے ہوئے رندھی سی آواز میں کہا تھا۔۔۔

بیٹا میں یقین سے کہتا ہوں از لان تمہارا خیال رکھے گا۔۔۔ وہ تمہیں ہر آنچ سے بچائے گا۔۔۔ وہ ہماری بیٹی کو ہم سے بڑھ کر عزت دے گا جو ہم نہ دے پائے وہ امید کرتے ہیں وہ ضرور دے گا۔۔۔ اتنا مجھے یقین ہے۔۔۔ فرقان صاحب نے عفاف کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

بابا مجھے آپ کی پسند اور آپ کے فیصلے پر بالکل بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔ عفاف نے چہرہ جھکا کر آہستگی سے کہا تھا۔۔

بیٹیاں ہمیشہ اپنے ماں باپ کا سر فخر سے بلند ہی تب کرتی ہیں۔۔ جب انکی رضا میں راضی رہتی ہیں۔۔ خوشیاں بھی تبھی ان کی مقدر بنتی ہیں جب وہ اپنے ماں باپ کے فیصلوں پر بنا کسی بحث کے سر جھکا دیتی ہیں۔۔۔

تھوڑی ہی دیر میں رخصتی کا شور اٹھا تھا۔۔۔

عفاف اپنے باپ فرقان حیدر کے گھر سے ازلان میر شاہ کی زوجیت میں اسکے گھر رخصت ہونے جا رہی تھیں۔۔۔

جیسے ہی عفاف نے باہر قدم رکھا تو ایک عورت کی آواز سنائی دے تھی۔۔۔

لڑکی کے نصیب تو ماشاء اللہ ہیں۔۔۔ لڑکا بھی کمال ہے اس طرح کی لڑکی سے نکاح کر بیٹھا جس نے ماں باپ کا سر جھکانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔۔۔

عفاف کے قدم ایک بار پھر سے لڑکھڑائے ہی تھے کہ ازلان نے فوراً سے آگے بڑھ کر عفاف کو تھاما تھا۔۔۔

ایک کاٹ دار نظر ان عورتوں پر ڈالی تھی۔۔۔

آئندہ اگر کسی نے میری بیوی کے بارے میں کچھ غلط کہا تو میں از لان میر شاہ ہر اس زبان کو کاٹ کر پھینکنے میں دیر نہیں کروں گا۔۔۔ از لان نے عفاف کو اپنے ساتھ لگایا تھا۔۔۔

آئندہ کوئی بھی میری بیوی کے بارے میں غلط الفاظ نہیں بولے گا۔۔۔ وہ کیسی ہیں؟؟ کس طرح کی ہیں۔ یہ میں آپ سب سے بہتر جانتا ہوں۔۔۔ وہ میری بیوی ہیں اور میں کسی کو بھی نہیں اجازت دیتا کہ وہ میری عزت میری بیوی کے بارے میں کچھ بولے اور وہ بھی غلط۔۔۔ عفاف نے یک ٹک از لان کی طرف دیکھا تھا جو اسے اپنے ساتھ لگائے نیلی آنکھوں میں سنجیدگی لیے کہہ رہا تھا۔۔۔

آئندہ آپ سب اس بات کو یاد رکھیے گا۔۔۔ وہ بالکل شفاف آئینے کی طرح ہیں۔۔۔ پاکباز۔۔۔ وہ صرف میری ہیں اور ہمیشہ رہے گی۔۔۔ اور مجھے اس بات سے کوئی سروکار نہیں کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔۔۔ مجھے بس اتنا علم ہے کہ مجھے ان کے کردار پر کوئی شک نہیں ہے۔۔۔ یہ میری پہلی اور

آخری محبت ہیں۔۔۔ یہ تو وہ ہیں۔۔۔ جن کے عشق میں از لان میر شاہ پور پور ڈوبا ہوا ہے؟۔۔۔ عفاف میرا عشق ہیں جن کے بغیر میری زندگی کا تصور ناممکن سا ہے۔۔۔ ان کے کردار کا میں خود گواہ ہوں۔۔۔ آئندہ کوئی بھی ان کے کردار پر انگلیاں اٹھائے گا تو از لان میر شاہ ان اٹھنے والی انگلیوں کی جڑیں تک کاٹ کے رکھ دے گا۔۔۔ از لان نے کہہ کر عفاف کو گاڑی میں بٹھایا تھا۔۔۔

عفاف کی آنکھیں لبالب پانی سے بھر چکی تھیں۔۔۔

سب اپنے انتخاب اور از لان کو عفاف کے ہم سفر کے روپ میں دیکھ کر دل سے خوش ہوئے  
تھے۔۔۔

صرف تین بولوں سے وہ اسکا محرم بن چکا تھا۔۔۔ رشتوں کو نئے بننے بدلتے تو عفاف نے بھی  
محسوس کیا تھا۔۔۔ لیکن یہ رشتہ ہی الگ تھا جس میں عزت تھی، محبت تھی، احترام تھا۔ وہ اس  
رشتے کے لیے تیار بھی نہ تھی لیکن پھر بھی ایک تحفظ کا احساس سا جاگ گیا تھا۔۔۔ شاید نکاح  
کے بولوں کا ہی اثر تھا کہ وہ خود کو اب ایک طرح سے محفوظ سمجھنا شروع ہو چکی تھی کہ اسکی  
عزت کرنے والا اور اب اس کا محافظ اسکے پاس تھا۔۔۔ وہ نم آنکھوں سے بیٹھی سوچ رہی  
تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

تب ہی ہاد گاڑی کی طرف بڑھا تھا۔۔۔  
اتنا مت رو چڑیل میک اپ خراب ہو رہا ہے۔ پھر میں اپنے دوست کو کیا کہوں گا کہ سچ میں  
میری عافی چڑیل ہے۔۔۔ ہاد نے ہنستے ہوئے کہا تو عفاف بھی نم آنکھوں سے مسکرا دی۔۔۔

چڑیل لگ رہی ہو پوری۔۔۔ ہاد نے ہلکی سے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

تم بھی بندر سے کم نہیں لگ رہے۔۔۔ روتے ہوئے عفاف نے کہا تو ہاد کا قہقہہ لگا تھا۔۔۔

عفاف کے آنسو صاف کیے تھے۔۔۔

اب اور نہیں رونا عافی۔۔ خوشیاں اب تمہارے سامنے ہیں ان کا دروازہ کھولنا تمہارے ہاتھ میں ہے۔۔ تم نے خود آگے بڑھ کر ماضی کو چھوڑ کر بس آگے بڑھنا ہے۔۔ تمہاری زندگی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اندھیرا چھٹ چکا ہے۔۔ ہاد نے سمجھاتے ہوئے کہا تھا۔۔  
پھر از لان کے گلے ملے تھا۔۔

وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے از لان کے گھر میں قدم رکھ چکی تھی۔۔  
میں امید کرتا ہوں اپسرا۔۔ آپ خود کو مضبوط بنائے گی۔۔ آپ میں آگے بڑھنے کی صلاحیت ہے تو کیوں اسے ضائع کرتی ہیں۔۔

از لان نیچے بیٹھا تھا۔۔  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
ویکیم ان ٹومائی لائف۔۔ مائی وانٹی۔۔

از لان نے چہرے پر مسکراہٹ سجاتے کہا تھا۔۔  
کیا آپ اس نئی زندگی کے سفر میں میرا ہمسفر بن کے ساتھ دیں گی۔۔ میں امید کرتا ہوں  
آپ رد نہیں کریں گی۔۔ از لان نے ایک امید سے کہا تھا۔۔  
عفاف کو صبح کا واقعہ یاد آیا تھا۔۔

اس واقعے کو یاد کرتے ہوئے عفاف کی نظر میں از لان کے لیے عزت اور بڑھ چکی تھی۔۔  
عفاف نے ہلکے سے سر کو جنبش دی تھی۔۔

میں شاید آپ سے محبت نہ کر پاؤں لیکن آپ مجھے اپنی اطاعت شعار بیوی پائیں گے۔۔ میں امید کروں گی آپ کی ہمیشہ فرمانبردار رہوں۔۔ عفاف نے آہستگی سے چہرہ نیچے کرتے اپنی فرمانبرداری کا مظاہرہ کیا تھا۔۔ ازلان مسکراتا رہ گیا تھا۔۔

تھینک یو۔۔۔ مجھے یقین ہے۔۔۔ ازلان نے مسکراتے کہا تھا۔۔

محبت کا کیا ہے۔۔ وہ بھی ہو جائے گی۔۔۔

عفاف ہلکی سی مسکراہٹ دے کر صوفی کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔

اپسر آپ یہاں کدھر جا رہی ہیں؟؟ ازلان نے فوراً مڑتے دیکھ کر پوچھا تھا۔۔

میں ادھر سونے۔۔ عفاف نے حیرت سے ازلان کی طرف دیکھ کر کہا تھا۔۔

چلیں بیڈ پر آ کر سو جائیں۔۔ میں ادھر سو جاؤں گا۔۔ ازلان نے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔

نن۔۔ نہیں۔۔ میں وہاں سو جاؤں گی۔۔ عفاف تھوڑا سا ہچکچائی تھی۔۔۔

میں آپ کو کہہ رہا ہوں نا۔۔۔ ازلان نے دوبارہ کہا تھا۔۔

مم۔۔ میں ٹھیک ہوں وہاں۔۔ عفاف ہچکچاہٹ کا شکار ہوئی تھی۔۔

میں آپ کو کہہ رہا ہوں نا کہ آپ وہاں نہیں سوئے گیں۔۔ ازلان کا لہجہ تھوڑا سخت ہوا تھا۔۔۔

عفاف کی آنکھوں میں پانی کی چمک ابھری تھی۔۔

ازلان فوراً سے آگے بڑھا تھا۔۔

آپ پیار سے کیوں نہیں سمجھتیں۔۔ جب میں آرام سے کہہ رہا ہوں تب آپ بات مان لیں۔۔ کیوں اتنی ضد کرتی ہیں۔۔ از لان نے بے بسی سے کہا تھا۔۔

میں ایسی ہی ہوں۔۔ آپ کو نہیں پسند تو مت کرتے شادی۔۔ عفاف نے نم آنکھوں سے غصے سے کہا تھا۔۔

لیکن مجھے آپ ایسی ہی پسند ہیں اسپر۔۔ نڈر، مضبوط، ہر ایک سے ڈٹ کے مقابلہ کرنے والی۔۔۔

میں ایسی نہیں ہوں۔۔ عفاف نے رندھی آواز میں کہا تھا۔۔۔

آپ ایسی ہی ہیں۔۔ از لان نے دوہرا کہا تھا۔۔۔

میں بالکل بھی نہیں ہوں۔۔ عفاف نے لہجہ تیز کیا تھا۔۔۔

میں آپ کو آپ سے بڑھ کر جانتا ہوں۔۔ از لان کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔۔

عفاف نے ایک بار نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا جو مسکرا رہا تھا۔۔۔

عفاف نے ایک نظر دیکھ کر بولی تھی۔۔۔

سب کی طرح آپ بھی مجھ سے پچھتا رہے ہیں کیا کہ کیوں کی آپ نے مجھ سے شادی۔۔۔ میں نے آپ کو نہیں کہا تھا یا آپ سے بھیک نہیں مانگی تھی کہ آپ مجھ جیسی سے شادی کریں۔۔۔ وہ ایک دم روتے ہوئے چلائی تھی۔۔۔

اب تو میں نے آپ سے شادی کر لی اب کچھ بھی نہیں ہو سکتا از لان نے عفاف کی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے محبت سے کہتے ہوئے آخر میں مسکراہٹ دبا کر کہا تھا۔۔۔

عفاف کی آنکھیں لبالب پانی سے بھر چکی تھیں۔۔۔

میں آپ سے صرف مذاق کر رہا تھا۔۔۔

عفاف کی آنکھوں میں پانی کی بہنے میں تیزی آئی تو از لان فوراً سے آگے بڑھا تھا۔

اپسرا کیا کرتی ہیں۔۔۔ کتنی دفعہ منع کیا ہے کہ مت ان آنکھوں پر ظلم کیا کریں۔۔۔ یہ میرا عشق ہے اور میں ان کا دیوانہ۔۔۔ ان کو دیکھنے کا حق صرف اور صرف میرا ہی ہے۔۔۔ از لان نے محبت بھری مہر قائم کر کے وہ باہر نکل گیا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ پیچھے سے ایک نئے احساس میں جا گری تھی۔۔۔



ایک نئی صبح ایک نئی کرن زندگی کو روشن کرنے کے لیے کافی تھی۔۔۔ ہر ایک کی زندگی میں

غم کے بعد خوشی اور اندھیرے کے بعد اجالا ہونا ہی ہے۔۔۔ ناامید ہونا تو کفر ہے۔۔۔ ہر ایک

کی زندگی میں ایک آزمائش آتی ہے جسے صبر سے گزرنا پڑتا ہی ہے۔۔۔

عفاف کی زندگی میں بھی ایک آزمائش آئی تھی جسے صبر کے ساتھ سہا گیا کہ اسے اب از لان کی

صورت میں پھل مل گیا تھا۔۔۔

آج بھی ایمن اور مناہل فجر کی نماز کے بعد تلاوت قرآن پاک پڑھ رہی تھیں۔۔۔۔۔  
باقی بچی ہوئی آیات کو پڑھا تھا۔۔۔

(14) خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ

اس نے انسان کو ٹھیکری کی طرح بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔

(15) وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ نَارٍ مِنْ نَارٍ

اور اس نے جنوں کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔

(16) فَبَايَ الْأَئْرِبَاءِ رَبِّكَ مَا تَكْبُرُ لَبَانَ

پھر تم (اے جن و انس) اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

(17) رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ

وہ دونوں مشرقوں اور مغربوں کا مالک ہے۔

(18) فَبَايَ الْأَئْرِبَاءِ رَبِّكَ مَا تَكْبُرُ لَبَانَ

پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

(19) مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَمِسَانِ

اس نے دو سمندر ملا دیے جو باہم ملتے ہیں۔



NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels | Aisaha | Articles | Books | Poetry | Interviews

(20) بَيْنَ - هَلَابَ - رُزْخَ اللَّيْنِغِيَانِ

ان دونوں میں پردہ ہے کہ وہ حد سے تجاوز نہیں کر سکتے۔

(21) فَبَايَِّ الْآءِ رَيْكٍ - مَاتِكٍ - ذُبَانِ

پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

(22) يَخْرُجُ مِنْ - هَلَالِ لُؤْلُؤِ - وَوَالْمَرْجَانِ

ان دونوں میں سے موتی اور مونگان نکلتا ہے۔

(23) فَبَايَِّ الْآءِ رَيْكٍ - مَاتِكٍ - ذُبَانِ

پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

(24) وَلَهِ الْجَوَارِ الْمُنشَاتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ

اور سمندر میں پہاڑوں جیسے کھڑے ہوئے جہاز اسی کے ہیں۔

(25) فَبَايَِّ الْآءِ رَيْكٍ - مَاتِكٍ - ذُبَانِ

پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

(26) كُلُّ مَنْ عَلَى - هَافَانِ

جو کوئی زمین پر ہے فنا ہو جانے والا ہے۔



(27) وَيُنْتَقِي وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

اور آپ کے پروردگار کی ذات باقی رہے گی جو بڑی شان اور عظمت والا ہے۔

(28) فَبَايَ الْأَعْرَابِ رَبِّكَ سَامِتِكِ ذُبَانِ

پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

(29) يَسْأَلُ هُوَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ

اس سے مانگتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں، ہر روز وہ ایک کام میں ہے۔

(30) فَبَايَ الْأَعْرَابِ رَبِّكَ سَامِتِكِ ذُبَانِ

پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے

ہاں جو مناہل کے کمرے میں آیا تو مناہل کو ٹیک لگائے سو یا پایا۔۔۔

سامنے لیپ ٹاپ میں چلتی اسکرین اور اس میں سے ابھرتی آواز کو دیکھ کر ہنس دیا۔۔۔

انف ایک یہ لڑکی بھی نہ۔۔۔ وقت نہیں دیکھتی۔۔۔ جہاں دل کرتا ہے سو جاتی ہے۔۔۔ بولتے

ہوئے آگے بیڈ کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

ایمن آرام سے لیپ ٹاپ سامنے رکھے آنکھیں بند کیے تلاوت کر رہی تھی۔۔۔

ہاں آرام سے بیٹھ کر تلاوت کو سنتا رہا۔۔۔ جیسے ہی تلاوت ختم ہوئی تو تلاوت قرآن پاک پڑھنے

کی آواز کے سحر میں کھویا کھویا ہی بولا تھا۔۔۔

کہاں سے لاتی ہیں اتنی خوبصورت آواز۔۔۔ ایسا جادو ہے کہ میں بے بس سا ہو جاتا ہے۔۔۔ کچھ تو ہے اس آواز میں جو مجھے اپنی طرف مقناطیس کی طرح کھینچ لاتی ہے اور پھر میں بے خود سا ہو جاتا ہوں۔۔۔ میرا دل کرتا ہے میں اس آواز کو قید کر لوں۔۔۔ جسے صرف میں ہی سنوں۔۔۔ خواب کی سی کیفیت سے آزاد تب ہو واجب تلاوت ختم ہو چکی تھی۔۔۔ ہاد تیزی سے خوابیدگی کیفیت سے جاگا تھا۔۔۔

ایمن نے منہ پر ہاتھ پھیرنے کے بعد اسکرین کی طرف دیکھا تو سامنے ہاد کو پایا تھا۔۔۔ اپنے خشک گلے کو تر کیا تھا۔۔۔

اس سے پہلے ایمن اسکرین بند کرتی۔۔۔ ہاد فوراً سے بولا تھا۔۔۔

اسکرین بند مت کریئے گا۔۔۔

ایمن نے نظریں جھکالی تھیں۔۔۔

آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟؟ ایمن نے آہستہ سی آواز میں پوچھا تھا۔۔۔

میں تو یہاں نہیں ہوں۔۔۔ میں تو اپنے گھر ہوں۔۔۔ ہاد نے مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔

منہا کدھر ہے؟؟ ایمن نے فوراً سے پوچھا تھا اس سے پہلے کہ ہاد کچھ کہتا۔۔۔

وہ بیڈ کے سائیڈ پر ٹیک لگائے سو رہی ہے۔۔۔ کیا آپ سوئے ہوئے بچوں کو سکھاتی ہیں۔۔۔ ہاد

نے بظاہر سنجیدگی سے سوال کیا تو ایمن گڑ بڑا سی گئی تھی۔۔۔

نن۔۔ نہیں۔۔ ایمن نے گڑ بڑا کر کہا تو ہاد کا قہقہہ لگا تھا۔۔

ریلیکس کریں۔۔ میں مزاق کر رہا تھا۔۔ بہن وہ میری ہی ہے مجھے اسکا پتا ہے اکثر وہ ایسے ہی سو جاتی ہے۔۔ ہاد نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔

ایمن جز بزب سی ہو گئی تھی۔۔

فوراً سے لیپ ٹاپ بند کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ہاد پھر سے بول اٹھا تھا۔۔

اوہو۔۔ ایک تو آپ اس شریف انسان کے منہ پر ہر بار لیپ ٹاپ بند کر دیتی ہیں۔۔ بہت معصوم ہوں میں، شریف ہوں۔۔ اپنی بہن کا بھائی بھی ہوں۔۔ ہاد نے معصومیت سے کہا ہی تھا کہ ایمن ہلکا سا مسکرا دی تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوہ۔۔ ہاد نے لڑکیوں کی طرح سر پر ہاتھ مارا تھا۔۔

کیا ہوا ہے؟؟ ایمن فوراً سے بولی تو ہاد نے زبان دانتوں تلے دبائی تھی۔۔

کیسی ہیں آپ؟؟ ہاد نے کہا تو ایمن ہنستی رہ گئی تھی۔۔

ہاد بھی مسکرا دیا۔۔

آپ نے یہ پوچھنا تھا۔۔ ایمن نے ہنستے ہوئے کہا تو ہاد بھی مسکرا اٹھا تھا۔۔

وہ۔۔ ہاں۔۔ کچھ اور پوچھنے کے لئے تھا ہی نہیں۔۔ ہاد نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا تھا۔۔

ایمن ہنستے ہنستے دوبارہ چپ ہوئی تھی۔۔

ایک تو آپ بہت کم بولتی ہیں۔۔ بولے گی تو بات ہوگی۔۔ ہاد نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔

میں کسی سے بھی اتنی بات نہیں کرتی۔۔ ایمن نے جواب دیا تھا۔۔

مجھ سے کیوں کر رہی ہیں؟ ہاد نے مسکراہٹ دبا کر کہا تھا۔۔

ایمن گڑ بڑا سی گئی۔۔۔

میں آپ سے بات نہیں کر رہی۔۔ آپ ہی کر رہے ہیں۔۔

ہاد ہنسنا شروع ہو گیا تھا۔۔

آپ بہت جلدی ڈر جاتی ہیں۔۔ میں بس ویسے ہی کر رہا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Articles | Books | Poetry | Interview

اچھا یہ بتائیں عافی ٹھیک ہے۔۔ ہاد نے سنجیدہ ہوتے کہا تھا۔۔

وہ بالکل ٹھیک ہے۔۔ بھوہیں نا اس کا خیال رکھنے کے لیے۔۔ ایمن نے مسکراتے ہوئے کہا

تھا۔۔۔

اگر وہ غلطی کرے تو اسے سمجھ جائیے گا۔۔ بہت دکھ، تکلیف اور ایک کٹھن مرحلے سے وہ

گزری ہے۔۔ میں بس یہ چاہتا ہوں کہ وہ اب خوش رہے۔۔ ہاد نے سنجیدگی سے ایمن سے

بات کی تھی۔۔۔

آپ کی بہن سے زیادہ وہ میری بیسٹ فرینڈ ہے۔۔ میں اس کا آپ سے بڑھ کر خیال رکھوں گی۔۔ میں اسے اچھے سے جانتی ہوں کہ اسے کیسے سنبھالنا ہے۔۔ ویسے بھی میں اکیلی نہیں ہوں اب بھینو بھی ہیں۔۔ ایمن نے مسکرا کر کہا تھا۔۔

ہاں میں جانتا ہوں ازی خود سے بڑھ کر اس کا خیال رکھے گا۔۔ ہاد نے مسکرا کر کہا تھا۔۔

اگر آپ برا نہیں مانے تو ایک اور بات آپ سے کہنی تھی۔۔ ہاد نے کہا تھا۔۔

ایمن نے اچھنبے سے ہاد کی طرف دیکھا تھا۔۔ جسکے چہرے پر نہ ہی سنجیدگی تھی اور نہ ہی مسکراہٹ۔۔۔

ایمن نے کشمکش میں مبتلا ہو کر ہاں بولا تھا۔۔۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

آپ کا شکریہ۔۔۔ آپ نے عفاف کا ہر قدم پر ساتھ دیا۔۔۔

ایمن کی سانس بحال ہوئی تھی۔۔۔

میرا فرض تھا۔۔ مجھے عافی خود سے بھی بڑھ کر عزیز ہے تو اس میں میں نے کوئی احسان نہیں

کیا۔۔ اسے میں نے دن رات خود تڑپتے، جیتے دیکھا ہے۔۔ مگر اب کی عافی میں اور پہلے کی

عافی میں زمین آسمان کا فرق ہے اور یہ فرق بھی جلد ہی مٹنے والا ہے۔۔ ایمن نے آہستگی سے کہا

تھا۔۔۔

ہاد مسکرا دیا تھا۔۔۔

آپ جب تلاوت کرتی ہیں وہ آواز اتنی دلفریب ہے کہ میں ہمیشہ ہی اس میں کھوسا جاتا ہوں۔۔۔

آپ بولتی رہا کریں بہت اچھی لگتی ہیں کہہ کر فوراً سے لیپ ٹاپ سے دور ہو کر باہر چلا گیا تھا۔۔۔

ایمن مسکراتی رہ گئی تھی۔۔۔

وہ دونوں ہی عجیب تھے۔۔ ایک دوسرے سے کہیں نہ کہیں محبت کر بیٹھے تھے مگر پھر بھی اظہار سے ڈرتے تھے۔۔ دونوں ہی پاگل سے تھے۔۔۔

محبت کے سفر میں قدم رکھ چکے ہیں ہم  
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
 ایک دیوانہ ہوا بیٹھا ہے اور دوسرا سر پھرا

(ماہم)

محبت کی دستک ہو گئی ہے دونوں کے دلوں میں  
 دونوں ہی ایک دوسرے سے غافل ہوئے بیٹھے ہیں

(ماہم)

عفاف کچن میں کھڑی ارد گرد دیکھ رہی تھی۔۔۔  
 تبھی روحیلہ شاہ اور میر شاہ آئے تھے۔۔۔

کیسی ہے ہماری بیٹی؟ دونوں نے محبت سے پوچھا تھا۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔ عفاف نے جھکی نظروں سے کہا تھا۔۔

اپسرا آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟؟ ازلان کی پیچھے سے زوردار آواز آئی تھی۔۔

ایک نظر روحیلہ شاہ اور میر شاہ کو دیکھ کر پوچھا تھا۔۔

میں چائے بنانے آئی تھی۔۔ عفاف نے فوراً سے کہا تھا۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔ ازلان نے نرمی سے کہا تھا۔۔

تبھی میر شاہ نے ایک نظر روحیلہ شاہ کو دیکھا جو وہ سر جھکائے اپنے آپ کو مجرم سمجھ رہی تھیں۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میر شاہ ازلان کی طرف بڑھے تھے۔۔

بیٹا۔۔ میر شاہ نے پیار سے پکارا تھا۔۔

ڈیڈ مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔ ازلان نے بغیر کسی تاثر کے کہا تھا۔۔

بیٹا مجھے معاف کر دو۔۔ میں کیا کرتا؟؟ میں گناہگار بن گیا تھا۔۔ میں مجرم بن گیا تھا تمہارا،

فوزی کا اور سب سے بڑھ کر میں خود کی نظروں میں گر گیا۔۔ میں روحیلہ کا بھی مجرم

ہوں۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔ میر شاہ نے روتے ہوئے ہاتھ جوڑے تھے۔۔

میں تو ایک قاتل بھی بن گیا۔۔ میں قاتل بن گیا خود کا، فوزی کا۔۔ مجھے معاف کر دو  
 بیٹا۔۔ میرے پاس سب کچھ ہے لیکن تم لوگ نہیں ہو تو یہ جائیداد پیسہ کس کام کا۔۔ کہاں لیکر  
 جاؤں گا میں۔۔ میرا شاہ نے روتے روتے ہی کہا تھا۔۔  
 از لان آگے بڑھا تھا۔۔

ڈیڈ ہاتھ نیچے رکھیں۔۔ از لان نے میرا شاہ کے جڑے ہوئے ہاتھوں کو نیچے کیا تھا۔۔  
 میں نے آپ کو اور مسز روحیلہ شاہ کو معاف کیا۔۔ میرا بچپن تو برباد ہو چکا ہے وہ واپس تو  
 نہیں آسکتا نہ ہی آپ لوٹا سکتے ہیں۔۔ لیکن میں آپ کو یقین دلا دوں ایسی میری بہن ہے اسکی  
 زندگی میں کوئی کمی بیشی ہوئی تو میں کسی کو بھی معاف نہیں کروں گا۔ امید کرتا ہوں آپ  
 سمجھتے ہونگے۔ میں آپ کو معاف کر چکا ہوں۔۔ معافی مانگنی ہی ہے تو میری ماں سے مانگیے گا  
 جنہوں نے آپ کے لیے اپنی جان تک گنوا دی۔۔ از لان سنجیدگی سے کہتے ہوئے عفاف کی  
 طرف بڑھا تھا۔۔

اپسرا چلیں۔۔۔

عفاف حیرت سے کھڑی از لان کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔

کبھی کسی ایک کی زندگی میں ہی دکھ موجود نہیں ہوتے کہ ہم کہیں صرف ہمارا دکھ ہی ہمارا  
 دکھ اور کوئی تو دکھی ہے ہی نہیں۔۔ جب تک آپ کسی کے ساتھ رہ نہیں لیتے، اسے پرکھ نہیں  
 لیتے تب تک آپ کبھی بھی نہیں جان سکتے کہ دکھ صرف آپ کا ہی نہیں ہے۔۔ دوسروں کے

دکھ، تکلیف تو آپ سے بھی بڑھ کر ہیں جنہیں آپ کبھی سمجھ نہیں سکتے۔۔ آپ کا دکھ تو اس کے مقابلے میں بہت تھوڑا ہے۔۔۔ وہ اپنے اوپر خوشیوں کا لبادہ اوڑھ کر اپنے دکھوں کو چھپا دیتے ہیں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ وہ بہت خوش ہیں اور صرف اور صرف ہم ہی دکھی ہیں۔۔۔ کوئی ان دکھوں کو خود کو عیاں کر دیتا ہے اور کوئی اپنی مسکراہٹ کے پیچھے باآسانی چھپا لیتا ہے۔۔۔ از لان کی اسی مسکراہٹ کے پیچھے کتنے غم تھے یہ عفاف نے آج جانا تھا۔۔۔

اپسرا چلیں۔۔۔ از لان نے دوبارہ پکارا تو عفاف ہوش میں آئی تھی۔۔۔

نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں چائے بنانے لگی تھی۔۔۔ عفاف نے فوراً سے کہا تھا۔

ایک تو آپ ضدی بہت ہیں۔۔۔ از لان نے سر ہلاتے ادھر ادھر دیکھتے کہا تھا۔۔۔

میر شاہ اور روحیلہ شاہ بھی اپنے بیٹے کی دیوانگی دیکھ کر مسکرا دیئے تھے۔۔۔ ان کے لیے یہی بہت تھا کہ از لان انہیں معاف کر چکا ہے اب وہ اس پر کسی قسم کا دباؤ نہیں ڈالنا چاہتے تھے۔۔۔ وہ جیسا تھا خوش تھا ان کے لیے یہی بہت تھا۔۔۔

وہ دونوں کچن کی طرف بڑھ گئے۔۔۔

آپ کو چائے بنانے بھی آتی ہے کہ نہیں۔۔۔ از لان نے مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔

جی آتی ہے۔۔۔ عفاف نے کہا تو از لان کا قہقہہ لگا تھا۔۔۔

مجھے لگا آپ کو شاید چلانے کے علاوہ کوئی کام نہیں آتا ہوگا۔۔۔ از لان نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔۔

عفاف نے خفگی سے گھورا تھا۔۔

مجھے سب کچھ بنانے آتا ہے۔۔ کہتے ہوئے یکدم مڑی ہی تھی کہ پاؤں مڑ گیا تھا۔۔

آہ۔۔ میرا پاؤں وہ کراہ اٹھی۔۔

اپسرا۔۔ از لان فوراً سے آگے بڑھا تھا۔۔۔

یہاں بیٹھے دکھائے مجھے۔۔ از لان نے تیزی سے بٹھاتے کہا تھا۔۔

ایک تو آپ اتنی ضدی ہے کہ مجھے سختی کرنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔۔ مجھے ناچاہتے ہوئے بھی

سخت بولنا پڑتا ہے۔۔ ویسے آپ کچھ سمجھتی ہی نہیں ہیں۔۔ از لان پاؤں کا معائنہ کرتے غصے

سے کہہ رہا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں نے کیا کیا ہے؟؟ عفاف کو حیرت ہوئی تھی۔۔

ایک تو میرے چوٹ لگ گئی اور آپ مجھے ڈانٹی جا رہے ہیں۔۔

عفاف نے نروٹھے پن سے کہا تھا۔۔

یہ چوٹ آپ کی اپنی غلطی ہے۔۔ میں نے منع کیا تھا نا۔۔ آرام سے تو آپ بات سنتی ہی نہیں

ہیں۔۔ وہ پاؤں پر آئٹمنٹ لگاتے کہہ رہا تھا۔۔

عفاف بس ہلکا سا مسکرا دی تھی۔۔

ایک تو آپ ہر بات پر ہنس پڑتی ہیں۔۔ مجھے تکلیف میں دیکھ کر آپ کو خوشی ہوتی ہے  
نا۔۔ ازلان نے خفگی سے کہا تھا۔۔

عفاف کی مسکراہٹ کو بریک لگی تھی۔۔

نہیں میں کیسے آپ کو تکلیف میں دیکھ سکتی ہوں۔۔ مجھ سے بہتر کون جانتا ہے۔۔ کوئی اپنا  
تکلیف میں ہو تو اس پر کیسی کیفیت طاری ہوتی ہے۔۔ میں آپ کو تکلیف دے ہی نہیں  
سکتی۔۔ آپ ہی تو میری اندھیر زندگی میں روشنی بکھیر رہے ہیں۔۔ میں کیسے اس روشنی کو دور  
کردوں۔۔ عفاف اپنا درد بلائے نم آنکھوں سے کہہ رہی تھی۔۔

میں آپ کے لیے ہمیشہ حاضر ہوں ایک ساتھی کی طرح۔۔ بس مجھے آپ کا ساتھ  
چاہیے۔۔ ازلان نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔

مجھے آپ کا یہ ڈمپل اچھا لگتا ہے۔۔ میں اسے کبھی الگ نہیں ہونے دوں گی۔۔ عفاف کی کالی  
آنکھوں میں اب کی بار چمک اٹھی تھی اور وہ ہنستی رہ گئی تھی۔۔

ازلان بھی مسکراتا رہا تھا۔۔

عفاف کی زندگی سے اندھیرا دور ہو کر اجالے کی کرن ازلان کی صورت میں پیدا ہو چکا تھا۔۔

عفاف کو اس طرح نڈر بولنے، بلا خوف بولنے کی ہمت بھی تو ازلان نے دی تھی۔۔۔



چند ہفتوں بعد۔۔

شہرام کو ایک ہفتہ سے زائد سچارج ہوئے ہو چکا تھا۔ بی جان اور ریحانہ بیگم کی بے جا اصرار پر وہ اسے کوئٹہ واپس لے گئی تھیں۔۔۔۔

ابھی بھی وہ بیڈ پر لیٹا چھت کو گھورتے ہوئے گزرے دنوں کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ کیسے ان دنوں میں بنفشہ نے اسکی خدمت کی تھی بالکل ایک مجازی خدا کی طرح۔۔۔

اسکی خدمت میں وہ چوبیس گھنٹے حاضر تھی۔۔۔

اسکی صحت کے لیے اسکی خود سے بڑھ کر حفاظت کے لیے وہ دن رات ایک کر رہی تھی اور وہ اسے ایک بیوی ہونے کا حق نہیں دے سکتا تھا کیا؟؟ کیا وہ اسے اتنا حق نہیں دے سکتا تھا کہ وہ اسکا خیال اسکے پاس رہ کر رکھے۔۔۔

کتنا غلط کر رہا تھا وہ؟؟؟

اس ہسپتال سے ڈسچارج کے دو، تین دن کے بعد ہی اسے علی سے پتا چلا تھا کہ عفاف کا نکاح از لان میر شاہ سے ہوا تھا۔۔۔

چند دن پہلے۔۔۔۔

خیریت علی تم مجھے اس وقت فون کر رہے ہو۔۔۔ رات کے دس بجے علی کا فون اٹھاتے ہوئے شہرام نے سوال کیا تھا۔۔۔

خیریت کے بغیر فون نہیں کر سکتا کیا؟؟ مصنوعی خفگی سے علی نے کہا تو شہرام ہلکا سا مسکرایا تھا۔۔

جب مرضی کرو۔۔ میں نے کب کچھ کہا۔۔ شہرام نے آہستگی سے مسکرا کر کہا تھا۔۔۔ اتنا کہی بھی جا رہے ہو پھر بھی کہہ رہے ہو۔۔ میں نے کب کچھ کہا۔۔ علی نے شہرام کی نقل اتارتے کہا تھا۔۔۔

شہرام پھر سے مسکرا دیا۔۔۔

کافی پلائے بغیر ہی تم چلے گئے۔۔ علی نے خفگی سے شکوہ کیا تھا۔۔۔ میں نے تو نہیں کہا تھا۔۔ یہ تم ہی تھے سب کے ساتھ مل کر مجھے یہاں بھیجنے والے۔۔ شہرام نے شکوہ کیا تھا۔۔۔

دوسری طرف فون پر علی کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا تھا۔۔۔

تمہارے لیے یہ بالکل ٹھیک تھا۔۔ تمہیں یہاں بھیج کر ہم نے بالکل ٹھیک فیصلہ کیا ہے۔۔ ایسی تمہاری طبیعت بھی بالکل ٹھیک رہے گی۔۔ علی نے آہستگی سے جواب دیا تھا۔۔۔ کیا ہوا ہے علی؟؟ شہرام نے اٹھ کر بے چینی سے پوچھا تھا۔۔۔

کچھ نہیں تمہاری طبیعت ٹھیک ہے نا۔۔ علی نے سوال بدلا تھا۔۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔ وہاں سب ٹھیک ہے کیا؟؟ شہرام نے فوراً سے علی سے پوچھا تھا۔۔۔

سب ٹھیک ہیں نا!! شہرام نے ایک بار پھر پوچھا تھا۔

سب ٹھیک ہے عفاف بھی ٹھیک ہے۔۔ علی نے غصے سے کہا تھا۔۔

شہرام دوبارہ سے لیٹ گیا تھا۔۔

یہی سننا چاہتے تھے نا۔۔ علی نے خفگی سے کہا تھا۔۔

نہ۔۔ نہیں تو۔۔ شہرام تھوڑا سا ہڑبڑایا تھا۔۔

کیوں جھوٹ بولتے ہو شیرمی مجھ سے۔۔ علی نے تڑپ کر پوچھا تھا۔۔

میں کیوں جھوٹ بولوں گا علی۔۔ شہرام نے آہستگی سے کہا تھا۔۔

جس کے لیے تم موت کے منہ سے واپس آئے ہونا۔۔ اسے تمہاری خبر تک نہیں

ہے۔۔ اسے بالکل بھی پرواہ نہیں ہے۔۔ وہ اپنی نئی زندگی میں آگے قدم رکھ چکی ہے اور اب

تم بھی آگے بڑھ جاؤ۔۔ مت اذیت دو ہم سب کو۔۔

شہرام فوراً سے اٹھ بیٹھا تھا۔۔

کیا مطلب ہے تمہارا علی۔۔ شہرام نے تڑپ کر پوچھا تھا۔۔

عفاف کا نکاح مشہور سیاستدان کے بیٹے میر شاہ اور جانے مانے بزنس مین از لان میر شاہ سے ہوا

ہے۔۔ علی نے تیزی سے کہا تھا۔۔

شہرام کو لگا تھا وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گا۔۔

یہ۔۔ یہ۔۔ کک۔۔ کب۔۔ ہوا؟؟؟ شہرام کو اپنی آواز کسی دور کھائی سے آتی سنائی دی تھی۔۔۔  
 جس دن تم اسی کی وجہ سے موت کے منہ میں گئے تھے۔۔۔ علی نے سرد لہجے میں کہا تھا۔۔  
 علی۔۔ ان کا کوئی قصور نہیں ہے۔۔ انہیں کچھ مت کہہ۔۔۔ شہرام نے ٹوٹے لہجے میں کہا  
 تھا۔۔۔

کیوں نہ کہوں۔۔ کیسے گزارا میں نے وہ لمحہ یہ میں جانتا ہوں یا میرا رب۔۔۔ علی نے دکھ سے  
 کہا تھا۔۔

علی اپنے دوست کی خاطر انہیں کچھ مت کہہ۔۔ ان کو تو علم بھی نہیں تھا۔۔ ان کا کوئی بھی قصور  
 نہیں ہے۔۔ ان کو قصور وار مت ٹہرا۔۔ یہ تو میرے دل کا قصور ہے جو بہک گیا۔۔۔ جو ان کی  
 محبت میں گرفتار ہو چکا ہے۔۔ تم مجھے قصور وار ٹہراؤ۔۔ میں خود کا خود ہی مجرم ہوں۔۔۔ اس  
 میں کسی کا بھی قصور نہیں ہے۔۔۔ شہرام نے نہایت ہی آہستگی سے ٹوٹے لہجے میں کہا تھا۔۔۔  
 شیری۔۔۔ وہ آگے بڑھ چکی ہیں تم بھی آگے بڑھ جاؤ۔۔ خدا کا واسطہ ہے۔۔ مت بھا بھی کو  
 بھی اذیت میں ڈالو اور کتنا ان کی محبت کو آزماؤ گے ہر ایک کی برداشت کی حد ہوتی ہے اس  
 آزمائش کو مت پار کرواؤ۔۔ اگر کسی کو اسکی محبت کا ساتھ نہیں ملا تو دوسرے کو تو دلوا  
 دو۔۔۔ علی نے کرخت لہجے میں کہتے ہوئے آخر میں نرمی سے کہا تھا۔۔۔  
 شہرام بس ایک جگہ نظریں ٹکائے دیکھ رہا تھا۔۔۔

انہوں نے میرے بارے میں پوچھا۔۔۔ پہلی دفعہ تھا کہ شہرام خود سے عفاف کے بارے میں کچھ بولا تھا۔۔۔

علی کافی وقفے بعد بولا تھا۔۔۔

نہیں۔۔۔

شہرام نے سننے کے تھوڑی ہی دیر بعد فون بند کر دیا تھا۔۔۔

سوری شیری مجھے تم سے جھوٹ بولنا پڑا۔۔۔ علی نے کل کی بات سوچتے ہوئے کہا تھا جب عفاف اور ایمن یونیورسٹی اپنی اسائنمنٹ سبٹ کروانے آئی تھیں تو دونوں نے علی سے سوال وجواب اور سلام و دعا کرنے کے بعد شہرام سے متعلق پوچھا تھا۔۔۔

شہرام کا اس ہفتے نکاح ہے کہہ کر علی نے بات ختم کی تھی۔۔۔

دونوں مبارک باد دیں کر آگے بڑھ گئی تھیں۔۔۔

کبھی کبھار کسی کی جان بچانے، لمبی وضاحتوں سے بچنے کے لیے بھی جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔۔۔

کبھی کبھار اپنے پیاروں کو ایک نئی اذیت اور تکلیف سے بھی نکلنے کے لیے جھوٹ بولنے پڑ جاتے ہیں۔۔۔

شہرام کو اس دن کی کال پر کی گئی علی کی بات یاد آئی تھی۔۔۔

کیا گزرا تھا اس پہ؟؟

وہ تو آگ کے دہانے پر کھڑا رہا تھا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔۔۔ کبھی اس کنارے سے نہ آگے بڑھ  
 پایا تھا نہ پیچھے ہی ہٹ پایا تھا۔۔۔ وہ خالصتاً محبت کے سفر کا مسافر تھا۔۔۔ وہ تو خود سے ڈرتا تھا۔۔۔ وہ  
 تو نا انصافی سے ڈرتا تھا۔۔۔ وہ عاشقوں کی صف کا پہلی عاشق تھا جو بے نام بن گیا تھا۔۔۔ محبتوں  
 کے سفر میں بھی وہ ایک محبت کرنے والے ہمسفر کا متمنی ہو گیا تھا۔۔۔

محبت ریت جیسی تھی

مجھے یہ غلط نہیں تھی

کہ محبت ڈھیر ساری تھی



NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں دونوں ہاتھ بھر بھر کر

محبت کو سنبھالوں گا

زمانے سے چھپالوں گا

کبھی کھونے نہیں دوں گا

مگر میں نے اسی ڈر سے

محبت ہی نہ کھو جائے

یہ مٹھیاں بند رکھی تھیں

مگر جب مٹھیاں کھولیں تو

دونوں ہاتھ خالی تھے  
 محبت کے سوالی تھے  
 کیونکہ محبت ریت جیسی تھی  
 (عائقہ)

ریحانہ بیگم شہرام کے پاس آکر بیٹھی تھیں۔۔۔

کیسا ہے میرا بیٹا؟؟؟ ریحانہ بیگم نے سر پر ہاتھ پھیرتے سوال کیا تھا۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔۔ آہستہ سی آواز میں جواب دیا تھا۔۔۔

بنفشہ بچے شہرام کے لیے کچھ کھانے کو لادو۔۔۔ ریحانہ بیگم نے بنفشہ کو آواز دیتے کہا تھا۔۔۔

مما۔۔ مجھے بھوک نہیں ہے۔۔ شہرام نے اٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔

کیوں نئی آں۔۔ دیکھو کتنا کمزور ہو گیا میرا پتر۔۔۔

(کیوں نہیں ہے۔۔ دیکھو کتنا کمزور ہو گیا ہے میرا بیٹا۔۔)

بی جان نے اندر آتے کہا تھا۔۔۔

بی جان ادھر بیٹھی۔۔ ریحانہ بیگم نے اشارہ کرتے کہا تھا۔۔۔

تو وی پتر ایتھے بیٹھ۔۔ تجھ سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔

(تم بھی بیٹا ادھر بیٹھو۔۔ تم سے کچھ بات کرنی ہے۔۔)

بی جان نے ریحانہ بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا جنہوں نے سر کو ہلکی سی جنبش دی تھی۔۔۔۔

شہرام نے ان دونوں کی طرف ایک نظر دیکھا اور بیٹھ گیا۔۔۔

خیریت۔۔۔ شہرام نے پریشانی سے پوچھا تھا۔۔۔

بیٹا اب ہم تمہاری اور بنفشہ کی رخصتی چاہتے ہیں۔۔ ڈیڑھ سال سے زائد تمہارے نکاح کو ہو چکا ہے۔۔ کب کے گئے اب لوٹے ہو وہ بھی تمہاری طبیعت کی وجہ سے ورنہ پتا نہیں کب آتے۔۔ اب تو معاشرے میں لوگ سو سو باتیں کر رہے ہیں۔۔ بنفشہ کے بارے میں کئی غلط باتیں اخذ کر رہے ہیں کیوں اس بچی کو لوگوں کی نظروں کے لیے اس کے بارے میں باتیں کرنے کے لیے چھوڑ رہے ہو۔۔۔ ریحانہ بیگم نے آنسو صاف کرتے کہا تھا۔۔۔

شہرام کا دل بوجھل سا ہو چکا تھا۔۔ جیسے سب راہیں بند ہو چکی ہو اور اب کوئی بھی کنارہ کشی کے لیے راہ اس کے پاس نہیں بچی ہو۔۔۔

تو آپ کیا چاہتی ہیں؟ شہرام نے شکست خوردہ لہجے میں پوچھا تھا۔۔۔۔

پتر تیری اور بنفشہ پتر دی آج رخصتی۔۔

(بیٹا تیری اور بنفشہ بیٹی کی آج رخصتی۔۔)

شہرام نے جھٹکے سے گردن موڑی تھی۔۔  
رخصتی۔۔۔

ہاں بیٹا تاکہ لوگوں کو باتیں کرنے کا کم موقع ملے ان کے منہ بند ہو جائیں۔۔ بچی بیچاری کو بھی  
تھوڑا سکون ملے بہت سہہ لیا اس نے۔۔۔ ریحانہ بیگم نے نرمی سے پیار سے کہا تھا۔۔ ان کے  
لہجے میں اپنی بہو کے لیے مٹھاس ہی مٹھاس تھی۔۔ ہوتی بھی کیوں نابنا کسی عوض کے اسکے بیٹے  
کے لیے دل و جاں سے حاضر تھی وہ۔۔۔

کچھ دن رک جائیں۔۔۔ شہرام نے ایک کوشش کی تھی لیکن ریحانہ بیگم اور بی بی جان نے ایک نہ  
سنی۔۔۔  
بے جا اصرار، منت سماجت کے بعد آخر کار شہرام نے بوجھل دل، محبت سے ہارے ہوئے دل  
اور کرب لہجے میں ہاں کی تھی۔۔۔

وہی جانتا تھا کتنی اذیت، کتنا ٹوٹا تھا وہ۔۔

محبت کو ہارنا آسان تھوڑی تھا۔۔

محبت محبت کرتے ہوئے ہم

عشق کے سفر پر چل پڑے

ہائے اسی محبت نے ہمیں

جیتے جی مار دیا

(ماہم)

بنفشہ کے دل کو جیسے برسوں کا سکون سا ملا تھا۔۔ اس کی محبت میں آزمائش پوری ہوئی تھی اور وہ ہر قدم میں ثابت قدم رہی تھی۔۔ اسکی ثابت قدمی کا صبر اسے اب ملنے جا رہا تھا۔۔ اس کے انگ انگ سے خوشی ٹپک رہی تھی۔۔



ازی خیریت تم مجھے فون کر رہے ہو۔۔ ہاد نے پوچھا تھا۔۔

یہ تمہاری خیریت تو میں تمہیں بتاؤں گا نا۔۔ ازلان نے فوراً سے تھا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاد جو لیٹا ہوا تھا اٹھ بیٹھا۔۔

مطلب؟

مطلب و مطلب کے کچھ لگتے۔۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ صرف مخبر تمہارے ہی تھے۔۔ میرا تو کوئی مخبر ہے ہی نہیں پھر مجھے کچھ بھی علم نہیں ہونا کہ تم کیا کر رہے ہو آجکل۔۔ ازلان نے بظاہر سنجیدگی سے ہاد سے بات کی تھی۔۔

ہاد کی کھانسی کرتے کی آواز آئی تھی۔۔

اب بول یہ کیوں کیا؟؟ ازلان نے پوچھا تھا۔۔

کیا؟ ہاد نے فوراً سے پوچھا۔

تجھے بتا تو لگ گیا ہے۔۔ جلدی بتا۔۔ مجھے بتا نہیں سکتے تھے۔۔ از لان نے مسکراہٹ دبائی تھی۔

ہاد نے جلدی سے ہڑ بڑا کر دیکھا تھا۔

آہستہ سے بڑ بڑایا تھا۔

ہاد مرد بن مرد۔۔ اب تو توازی کے ہاتھوں گیا کام سے۔۔ یہ گن گن کے بدلے لے گا۔۔ بتا ہی دیتا ہوں وہ لڑکی جس کے بارے میں میں نے تجھ سے بات کی تھی وہ کوئی اور نہیں تمہاری بہن ہے۔۔ اب مجھے کیا پتا تھا۔۔ بڑ بڑاتے ہوئے بولا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تجھی اسپیکر سے آواز دوبارہ گونجی تھی۔

کدھر رہ گئے ہو۔۔

ہاد سیدھا ہوا تھا۔

ازی میں تمہیں بتانے والا تھا مگر شادی کے بعد سے ٹائم ہی نہیں ملا۔۔ اب بتا تو رہا ہوں کہ ایمن ہی وہ۔۔ اس سے پہلے ہاد کچھ بولتا از لان بولا تھا۔

ہاد تم نے مس ریجام کو کیا کہا ہے کہ وہ آفس چھوڑ کر چلی گئیں۔

ہاد فوراً سے ہوش میں آیا تھا۔

او۔۔۔ تو یہ پوچھ رہا ہے۔۔۔ ہاد نے سانس لیتے کہا تھا۔۔

تو اور کیا سمجھا۔۔۔ از لان نے فون پکڑ کر ہی گھور کے پوچھا تھا۔۔۔

نہیں نہیں کچھ نہیں۔۔۔ ہاد فوراً سے سنہبلا تھا۔۔

شکر ہے ورنہ تو اس نے کوئی کسر نہیں چھوڑنی تھی مجھے ویسے ہی اڑانے کی۔ ہاد نے مسکراتے

ہوئے سوچا تھا۔۔۔

کدھر رہ جاتا ہے تو۔۔۔ تو مل سہی مجھے۔ از لان نے غصے سے کہا تھا۔۔

ہاد کا فون سے فلک شگاف قہقہہ گونجا تھا۔۔

میں نے بس آفس میں جا کر تمہاری شادی کی اطلاع دی تھی۔۔۔ خبر تو سوشل میڈیا پھیلا چکا تھا۔۔۔ بس میں نے جا کر اس خبر کی درستگی پر اسٹیپ لگائی تھی۔ تاکہ جس جس کے دل میں

تمہارے لیے کوئی ارمان جاگ رہے ہیں تو سو جائیں کیونکہ اب تم صرف میری بہن کے شوہر

ہو۔۔۔ کوئی اور ارمان پالے۔۔۔ میری بہن تو کیا میں بھی اسے دیکھ لوں گا۔۔۔ ہاد نے مسکراہٹ

دبا کر بات کی تھی۔۔

اب کی بار از لان کا قہقہہ فلک شگاف تھا۔۔

چل میں بعد میں بات کرتا ہوں کہہ کر از لان نے فون بند کیا تھا۔۔

ایک تو یہ ازی میری پوری بات نہیں سنتا۔۔

یہی خیال کر لے میں سالہوں تو تمیز ہی کر لے کہتے ہوئے ہا خود بھی مسکرا دیا تھا۔۔۔۔  
 عفاف کمرے میں تھی۔۔۔ از لان فون سن کر اندر آیا تھا۔۔۔

وہ ان چند دنوں میں خود کو محفوظ سمجھنا شروع ہو چکی تھی۔۔۔ خود کو از لان کی عادی بنا رہی  
 تھی۔۔۔ ان سب میں از لان ہی کا ہاتھ تھا جو اسے ہر قدم قدم پر اپنے ہونے کا احساس دلاتا  
 تھا۔۔۔ اسے بتاتا تھا کہ وہ ہے اور وہ ہی اسکی محبت ہے۔۔۔ وہ ہر بار اپنی محبت کا اظہار کرتا تھا کہ  
 شاید کوئی دن آہی جائے جس میں عفاف بھی اس سے اپنی محبت کا اظہار کر ہی دے گی۔۔۔ وہ  
 دن بھی ایک نہ ایک دن آہی جائے گا۔۔۔

ایمن اسے کوئی بھی کام کرنے نہیں دے رہی تھی۔۔۔ اب وہ تھک ہار کر کمرے میں آئی تھی  
 اور ادھر سے نظر آتی کھڑکی کے پاس کھڑی ہوئی تو وہاں کے منظر نے اسے خوشی دی تھی۔۔۔  
 باہر سے نظر آتے لان میں رنگ برنگے پھولوں کے علاوہ بلیک روز کا ایک پورا پلانٹ  
 تھا۔۔۔ عفاف کی خوشی دیدنی ہوئی تھی۔۔۔

اسے از لان کے ساتھ پہلی ملاقات یاد آئی تھی تو وہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔۔۔  
 مجھے عشق ہے ان پھولوں سے۔۔۔ یہ بھی تو میری طرح ہی ہیں۔۔۔ اگر ان کی دیکھ بھال نہ کی  
 جائے تو وہ مرجھا ہی جاتے ہیں۔۔۔ اگر ان کی دیکھ بھال کر لی جائے تو وہ کھل اٹھتے  
 ہیں۔۔۔ آہستہ آہستہ بڑ بڑاتی ہوئی مڑی تو پیچھے ہاتھ باندھے کھڑے از لان کو دیکھ کر ٹھٹھکی  
 تھی۔۔۔

مجھے آپ کا اس طرح سے ڈرنا بہت پسند ہیں۔۔ مجھے اچھا لگتا ہے کہ آپ مجھے ہمیشہ اسی طرح دیکھ کر چونکے۔۔۔ از لان نے مسکراتے ہوئے کہا تو گال کا ڈمپل نمایاں ہوا تھا۔۔۔

عفاف اس ڈمپل میں کھوسی گئی تھی۔۔ ایک عجیب سا احساس پیدا ہوا تھا۔۔ دل کی رفتار تیز ہوئی تھی۔ دل تھا کہ وہ اسے ہمیشہ ایسے ہی ہنستا دیکھتی رہے۔۔۔ بنا پلک جھپکے۔۔۔ یہ منظر اس نے اپنی آنکھوں میں قید کیا تھا۔۔ وہ از لان کی مسکراہٹ کی دیوانی ہوئی تھی۔۔

یہ ان تین بولوں کا ہی اثر تھا کہ وہ آج پہلی دفعہ کسی مرد کو اتنے قریب سے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔۔ نکاح کے بولوں کا ہی کمال تھا کہ ایک اجنبی شخص اس کے لیے محرم بن چکا تھا۔۔ وہ تو اس رشتے کے لیے تیار بھی نہ تھی۔۔ نہ ہی اس نے کبھی سوچا تھا۔۔ لیکن نہ جانے کیا تھا ان بولوں میں کہ وہ خود کو محفوظ سمجھ رہی تھی۔۔ خود کو بری الزمہ سمجھ رہی تھی۔۔ خود کو اب افضل سمجھ رہی تھی۔۔

عفاف کو رخصتی کے وقت ان عورتوں کی بات یاد آئی اور از لان کا جواب یاد آیا تو وہ ایسے ہی کھڑی کھڑی نم آنکھوں سے مسکرا دی۔۔

ایک تحفظ کا احساس اس میں جاگ گیا تھا۔ ایک محبت کی کلی اس میں پھوٹ چکی تھی۔۔ وہ اب ماضی کو بلا کر آگے بڑھنا چاہتی تھی۔۔ جو اسے ہر طرح سے تحفظ دے رہا تھا تو وہ کیسے نہ اسکی فرمانبردار بنتی کیوں اسے دکھ دیتی۔۔ کیوں اپنی وجہ سے سب کو دکھ دیتی۔۔

آپ نے میرا نظار کیا تھا۔ از لان نے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔

عفاف نے نظریں جھکائی۔۔

مجھے یقین ہے آپ نے یاد کیا ہوگا۔۔ یقین کیا پورے کا پورا بھروسہ ہے کہ خود سے بڑھ کر کیا ہوگا۔ اب آپ اقرار کرنے سے گڑ بڑا رہی ہیں۔۔ از لان نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔ نیلی آنکھیں بھی مسکرا رہی تھیں۔۔

عفاف اپنے ہاتھ رگڑتی نیچے منہ کیے کافی دیر کھڑی رہی۔۔

آپ کو پتا ہے اسپر۔۔ آپ میرے لیے کیا ہیں؟؟

از لان نے عفاف کو اپنے پاس بٹھاتے کہا تو عفاف نے جھکی گردن اٹھائی تھی۔۔

آپ میرے لیے اتنی ضروری ہیں۔۔ جتنی میرا سانس لینا۔۔ جیسے ہی یہ سانس بند ہوگی اسی

دن از لان میرا شاہ کی محبت کم ہوگی۔۔ آپ میرے لیے میری سانس لینے سے بھی زیادہ

ضروری ہیں۔۔ از لان نے مسکراتے ہوئے محبت سے لبریز لہجے میں کہا تھا۔۔

عفاف مسکرا دی تھی۔۔

آپ کو پتا ہے۔۔ آپ کی یہ آنکھیں بہت خوبصورت ہیں۔۔ میں ان کا دیوانہ

ہوں۔۔ از لان نے عفاف کی آنکھوں کی طرف دیکھتے ہوئے محبت سے چور لہجے میں کہا

تھا۔۔

عفاف بس ہلکا سا مسکرائی تھی۔۔

آپ نے کوئی لینز وغیرہ تو نہیں لگائے۔۔ یہ ہی نہ ہو کہ میں دھوکے میں ہی رہ جاؤں۔۔ ازلان نے مسکراہٹ دباتے کہا تو عفاف نے ہلکا سا گھورا تھا۔۔

نبلی آنکھوں میں چمک ہی چمک تھی۔۔

بلیک کلر کے بھی لینز ہوتے ہیں کیا؟؟ عفاف نے گھور کر پوچھا تھا۔۔

اب مجھے کیا پتا کونسے کلر کے لینز ہوتے ہیں میں نے کونسا کسی کے لینز دیکھے ہیں۔ ازلان نے پیچھے ہوتے مسکراہٹ دبا کر کہا تو عفاف نے کن اکھیوں سے گھورا تھا۔۔

تو آپ کو کیسے پتا کہ بلیک کلر بھی لینز کا ہوتا ہے۔ عفاف نے ترچھی نگاہوں سے پوچھا تو ازلان کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

میں تو ویسے ہی کہہ رہا تھا۔۔ ازلان نے مسکراتے ہوئے کہہ کر سائیڈ ڈرا سے بکے کے ساتھ رنگ نکالی تھی۔۔ یہ آپ کا ویڈنگ گفٹ۔۔ ازلان نے مسکراتے ہوئے عفاف کو پہنائی تھی۔۔

وہ جھینپ سی گئی۔

آپ کو پتا ہے اسپر میں جتنا اس رب کا شکر ادا کروں کم ہے۔۔ کیونکہ اس نے مجھے آپ سے نوازا ہے۔۔ میں آپ کو کبھی بھی کھونا نہیں چاہتا۔ آپ صرف میری ہیں۔۔

اس سے پہلے کہ عفاف کچھ بولتی ازلان نے چپ کر دیا تھا۔۔

میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں میں اب دوبارہ آپ کی یاد دہانی کے لیے کہہ رہا ہوں۔۔۔ مجھے آپ کے ماضی سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔۔۔ ہر ایک کو ان کے حساب سے سزائیں مل جاتی ہیں۔۔۔ اپسر شاید آپ کے مجرم بھی کیفرِ کردار تک پہنچ ہو گئے ہو۔۔۔ از لان کو تھوڑی دیر پہلے والی سہیل کی فون کال یاد آئی تھی جس میں حسن ملک کی ڈیتھ کی تصدیق کی گئی تھی۔۔۔ جبکہ ریاض ملک نیم پاگل ہو چکے تھے جن کا ذہنی توازن بگڑ چکا تھا۔۔۔ اور خبر کے مطابق ان کا آدھا حصہ مفلوج ہو چکا تھا۔۔۔

اللہ تعالیٰ کی رسی بہت دراز ہے جب تنگ ہوتی ہے تو ہر مجرم کی پکڑ ہو جاتی ہے اور وہ بہت سخت ہوتی ہے۔۔۔ تمہارے مجرموں کی بھی پکڑ ہو چکی ہو گی۔۔۔ از لان کے چہرے کو اوپر اٹھا کر ہلکی سی آواز میں کہا تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عفاف نے حیرت سے از لان کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

کچھ باتیں راز ہی رہیں تو اچھا ہے کہ مجھے کیا پتا ہے اور آپ کے ماضی سے متعلق میں کیا جانتا ہوں۔۔۔۔۔ مجھے اس کے بارے میں کیسے پتا چلا۔۔۔ آپ کا ان سب سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔۔۔ آپ کو اپسر ابس اتنا یاد رکھنا ہے کہ آپ عفاف از لان میر شاہ ہیں۔۔۔ آپ کا آج روشن اور مستقل ہے۔۔۔ آپ کے ماضی میں صرف اندھیرا تھا۔ آپ کا آج چمک رہا ہے۔۔۔ اور مجھے میرے اس آج سے مطلب ہے بس۔۔۔ از لان نے کہتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔۔۔

آپ سے ایک بات پوچھوں۔۔ عفاف نے جھجھکتے سوال کیا تھا۔۔ وہ کافی دنوں سے یہ پوچھنا چاہ رہی تھی۔۔ مگر ہمت نہیں کر پائی تھی۔۔ آج ہمت کر کے بول ہی اٹھی تھی۔۔۔ سو بار پوچھیں۔۔ ازلان نے ایک آنکھ دباتے کہا تو عفاف نے ازلان کے ایک کندھے پر سر رکھا تھا۔۔۔

یہ اپسرا کیا ہوتا ہے؟؟ عفاف نے نہایت آہستگی سے سوال کیا تھا۔۔

ازلان کے چہرے پر مسکراہٹ دور گئی۔۔۔

ازلان نے عفاف کو سیدھا کھڑا کر کے کہا تھا۔۔

جس دن میں نے آپ کو دیکھا تھا اسی دن سے میں بے خود ہوا تھا۔۔ میرا دل بغاوت کر گیا تھا۔ مگر میں نے آپ کو جب دیکھا تھا۔۔ مجھے آپ صاف شفاف ایک آئینے کی طرح

روشن، حیا دار اور سب سے بڑھ کر مجھے آپ میں عرشوں سے اتری کوئی حور کا گمان ہوا

تھا۔۔ مجھے لگا تھا میرے لیے سب سے خوبصورت عورت اتار دی گئی ہے۔۔ میں تو ایک گناہگار

سا انسان ہوں مگر میرے دل میں ایک حیا دار، خوبصورت عورت کے لیے جزبات جگائے گئے

ہیں۔۔ اس شفاف عورت سے مجھے نوازا دیا گیا ہے۔۔ خوبصورت عورت اور صاف شفاف

آئینے کی طرح عورت کو اپسرا ہی کہتے ہیں اور وہ میرے لیے آپ ہیں۔۔ ازلان نے جزبات

سے لبریز لفظوں میں کہا تھا۔۔

عفاف نم آنکھوں سے مسکرا دی تھی۔۔۔

تیری صورت کو نگاہوں میں بسا کر رکھوں  
 دل یہ کرتا ہے کہ تجھے تجھ سے چرا کر رکھوں  
 کوئی بھی جان نہ پائے تیری آنکھوں کی گہرائی کو  
 میں تجھے ایسی کنول جھیل بنا کر رکھوں  
 دل یہ کہتا ہے تیرے بعد کوئی تجھ سا نہ ہو  
 میں تجھے آخری تحریر بنا کر رکھوں

تجھی ایمن اندر آئی تھی۔۔۔



جی میری جان۔۔ از لان نے فوراً سے کہا تھا۔۔۔

باہر آپ کے فرینڈ اور عافی کے بھائی آئے ہیں۔۔ ایمن نے کہا تو از لان مسکراتا رہ گیا۔۔

چلو کہہ کروہ باہر بڑھ گیا۔۔۔

ایمن اندر آئی تھی۔۔۔

بڑا مسکراتا رہی ہو کچھ تو ہے جو چھپا رہی ہو۔۔ ایمن نے ہنستے ہوئے کہا تو عفاف بھی مسکراتی

تھی۔۔۔

ایسی تم بہت تیز ہو گئی ہو۔۔۔ عفاف نے ایک لگاتے کہا تو ایمن کھل کے مسکرائی تھی۔۔  
میں دیکھ رہی ہوں تمہیں۔۔ تم بھی کم نہیں ہو۔۔ ایمن نے کہا تو عفاف پھر سے مسکرا دی  
تھی۔۔۔

عافی ہمیشہ ایسی ہنستی رہو میری جان۔۔ میں کتنا ترس گئی تھی تمہاری اس ہنسی کو دیکھنے کے لیے  
میں بتا نہیں سکتی۔۔ ایمن نے عفاف کے گلے لگتے کہا تو عفاف مسکرا دی تھی۔۔۔



شہرام اور بنفشہ کی رخصتی ہو گئی تھی۔۔

وہ دلہن بنے شہرام کے کمرے میں تھی۔۔ جب شہرام اندر آیا تھا۔۔

وہ آج بے حد خوش تھی اسکی آزمائش کا دورانیہ پورا ہوا تھا اور وہ ثابت قدم رہی تھی۔۔۔ اسے  
شہرام کی صورت میں پھل مل گیا تھا۔۔

شہرام نے بیٹھتے ہی بنفشہ کی طرف ایک نظر دیکھا تھا۔۔ دل میں ایک ہوک سی اٹھی تھی مگر  
وہ کسی ایک کے ساتھ بھی نا انصافی نہیں کر سکتا تھا۔۔ اس نے بنفشہ کا ساتھ قبول کیا تھا اور  
عفاف کی محبت اسکے دل میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ رہنی تھی۔۔۔

اپنے دل کو سنبھالتے ہوئے اس نے بنفشہ کو پکارا تھا۔۔۔

بنفشہ کی دھڑکن رکی تھی۔۔

شہرام نے بیٹھتے ہوئے بات شروع کی تھی۔۔۔

میں آپ کو زندگی کے ایک نئے سفر شروع ہونے سے پہلے ایک بہت اہم بات بتانا چاہتا ہوں۔  
بنفشہ نے سانس روکی تھی۔۔

جی۔۔۔ وہ صرف اتنا سا ہی بول پائی تھی۔۔۔

میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں شاید میں آپ سے کبھی بھی محبت نہ کر پاؤں۔۔ وقت کے ساتھ  
ساتھ مجھے آپ سے انسیت ہو سکتی ہے لیکن شاید محبت کبھی بھی نہیں۔۔ شہرام نے آہستہ سے  
کہا تھا۔۔

بنفشہ نے شہرام کی طرف حیرت سے دیکھا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
کیا تھا؟؟ کیا کوئی انکشاف ہونے جا رہا تھا۔۔ کیا شہرام کی زندگی میں کوئی ہے؟ بنفشہ کے ذہن

میں کئی سوال گردش کیے تھے۔۔

میں آپ سے کبھی محبت کر ہی نہیں سکتا۔۔ میں کبھی محبت کر ہی نہیں پاؤں گا۔۔ میں نے  
صرف ایک سے ہی محبت کی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔۔ ان کا مقام میرے دل میں ہمیشہ سب  
سے اوپر رہے گا۔۔ ان کا مقام، ان کی محبت کبھی بھی کوئی نہیں لے سکتا۔ وہ مجھے سب سے بڑھ  
کر ہیں۔۔ میری محبت ان کے لیے خالص ہے بغیر کسی چاہ کے۔۔ بغیر کسی ملاوٹ کے۔

یہ کیسا انکشاف ہوا تھا شادی کی پہلی رات ہی کہ اسکا شوہر کسی اور سے محبت کرتا ہے؟؟ کیا ابھی اور آزمائش باقی ہے۔۔ بنفشہ ٹکلی باندھے شہرام کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ جو جھکی گردن کے ساتھ انکشاف کر رہا تھا جیسے ایک مجرم کٹہرے میں کھڑا ہو کر اپنا جرم قبول کرتا ہے۔۔

وہ میری محبت ہیں اور ہمیشہ رہے گیں۔ ان کی جگہ میرے دل میں سے کوئی بھی نہیں لے سکتا کوئی بھی نہیں۔۔ شہرام نے آہستہ سے کہا تھا۔۔

بنفشہ نے زور سے آنکھیں بند کر کے آنسو اندر دھکیلے تھے۔۔

شہرام نے جھکی گردن اٹھائی تھی۔۔۔

وہ میری محبت ہیں لیکن میرے پاس نہیں ہیں اور نہ ہی کبھی وہ میرے پاس رہ سکتی ہیں جبکہ آپ میری بیوی ہیں اور آپ ہمیشہ میرے ساتھ رہے گیں۔۔۔ مجھے آپ ان سے بھی بڑھ کر ہیں۔۔۔ وہ میرے دل میں ہیں۔۔ آپ میری روح کا حصہ ہیں۔۔ میں آپ سے اتنی محبت نہ بھی کر پاؤں تو مجھے معاف کرئیے گا۔ لیکن میں آپ کے سب حقوق پورے کروں گا۔۔ مجھے آپ سے انسیت رہے گی۔۔ آپ میرے لیے ہمیشہ ہی افضل رہے گیں۔۔

اللہ پاک نے قرآن پاک کی (سورۃ البقرہ) میں ارشاد فرمایا ہے۔۔۔

... میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہیں

بنفشہ نے ایک پرسکون ہوا خارج کی۔۔

مجھے ان سے کوئی بھی مسئلہ نہیں ہے۔۔ میں ایک محبت کرنے والا کادرد سمجھ سکتی ہوں۔۔ مجھے آپ سے محبت ہے یہ میرے لیے کافی ہے۔۔ آپ بھی مجھ سے محبت کریں۔۔ میں یہ بھی نہیں کہتی۔۔ میرے لیے یہی بہت ہے کہ میں آپ کی بیوی ہوں۔۔ اور میں ان سے افضل ہوں۔۔ وہ آپ کو مجھ سے چھین بھی نہیں سکتیں۔۔ بنفشہ نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔ اتنا یقین ہے مجھ پر کہ میں آپ کو کبھی چھوڑ نہیں سکتا۔۔ شہرام نے حیرت سے پوچھا تھا۔۔ مجھے آپ پر نہیں اپنی محبت پر یقین ہے۔۔ اپنے رب پر یقین ہے وہ آپ کو کبھی جانے بھی نہیں دے سکتا۔۔ بنفشہ نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔

اب تو مجھے آپ کی محبت پر یقین سا آ گیا ہے کہ جتنی میں ان سے محبت کرتا ہوں اس سے کئی گنا زیادہ لگتا ہے آپ مجھ سے محبت کرتی ہیں۔۔ شہرام نے مسکراتے ہوئے کہا تو بنفشہ بھی مسکرا دی تھی۔۔۔

آپ مجھے ہمیشہ اپنے کسی بھی معاملے میں اپنے ساتھ کھڑا پائیں گے مسکراتے ہوئے بنفشہ نے کہا تھا تو شہرام ہلکا سا مسکرایا تھا۔۔

آپ مجھے بھی ہمیشہ اپنے ساتھ ہی کھڑا پائے گیں۔۔

وہ دونوں مسکرا دیئے تھے۔ شہرام کو چند لمحوں کے لیے اپنا فیصلہ بالکل صحیح لگا تھا۔۔

محبت کی نہیں جاتی، محبت ہو ہی جاتی ہے

دیارِ عشق میں کاٹی ہے لمبی زندگی ہم نے



ایمن، عفاف سے کچن میں بیٹھی بات کر رہی تھی۔۔۔

بھیو کو مس تو نہیں کر رہی۔۔ ایمن نے جان بوجھ کے سوال کیا تھا۔۔

وہ عفاف میں نکاح کے بعد سے بہت ساری تبدیلیاں دیکھ رہی تھی۔۔ ہر ایک سے ملنا  
جلنا۔۔ اپنی مرضی سے جب دل چاہے بات کرنا۔۔۔ وہ پہلے جیسی بن رہی تھی۔۔ نڈر اور  
مضبوط۔۔

شاید نکاح کے بولو کا اثر تھا کہ وہ خود کو اب محفوظ سمجھ رہی تھی۔۔ یا پھر اس دن کی از لان کی  
باتوں کا اثر تھا کہ وہ ابھی تک اسکے سحر سے نہیں نکلی تھی۔۔ پھر روزانہ کے ملنے والے محبت  
بھرے اور اپنے ہونے کا احساس دلانے والے میسجز کا اثر تھا کہ وہ کافی حد تک بدل چکی  
تھی۔۔۔

میں کیوں کروں گی مس۔۔ عفاف نے جان چھڑانی چاہی تھی۔۔۔

بتا بھی دو۔۔ ایمن نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ایکی کام کرو۔۔ عفاف نے اٹھتے ہوئے کہا تھا۔۔

کیوں بھائی بس اتنا بتا دو میرے بھو کو مس تو نہیں کر رہی۔۔ ورنہ میں انہیں کال کر کے بتاؤں جو آپ کی ایک آواز سننے کے لیے تڑپ رہے ہیں۔۔ ایمن نے ترچھی نظریں کرتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

میں کیوں یاد کروں گی۔۔ انہیں کیا فرق پڑتا ہے کون کیسا ہے؟؟ عفاف کو از لان کی پچھلے دو دنوں کی بے اعتنائی یاد آئی تھی کہ پچھلے دو دنوں سے از لان کا نہ ہی کوئی میسج آیا تھا اور نہ ہی کوئی کال آئی تھی۔۔ وہ روز بروز اسکی فون کا لڑا سکے رویے کی عادی ہو چکی تھی۔۔۔ اور وہ ایک اہم میٹنگ کے لیے آؤٹ آف سٹی گیا ہوا تھا۔۔

وہ کہیں نہ کہیں از لان سے محبت کر بیٹھی تھی۔۔ لیکن ابھی بھی اسے بتانے سے ڈرتی تھی کہ کہیں اسے کھو ہی نہ دے۔۔ وہ ہر بار اسے اپنے لفظوں سے ایک نیا احساس جگا دیتا تھا۔۔۔ وہ از لان میر شاہ تھا۔۔ اسے اپنے لفظوں سے دل جیتنا آتا تھا۔۔ وہ لفظوں کا کھلاڑی تھا باسانی دوسروں کا دل جیت جاتا تھا تو وہ اپنی محبت کا کیسے نہ جیتتا۔۔ اسے کیسے نہ احساس دلاتا کہ وہ ہے اور پھر اسے کس کی ضرورت ہے۔۔۔

وہ تو لفظوں میں کھیلنے کا ہنر جانتا تھا۔۔ وہ تو بادشاہ تھا۔۔ آسانی سے دل جیت گیا تھا۔۔۔

عافی۔ بتا بھی دو یار۔۔۔ بھو یاد تو نہیں آرہے۔۔ ایمن نے ایک بار پھر کہا تو روحیلہ شاہ آئی تھیں۔۔۔

کیوں ہماری بچی کو تنگ کر رہی ہو ایمن۔۔۔ روحیلہ شاہ نے پیار سے سر پر ہاتھ پھیرتے کہا  
تھا۔۔۔

مما میں اپنی دوست کو تنگ کر سکتی ہوں کیا؟؟ ایمن نے جانچتی نظروں سے پوچھا تھا۔۔۔  
بالکل۔۔۔ ماما، ایمن نے اونچی آواز میں بولا تھا۔۔۔

تبھی ہاد اندر آیا تھا کہ ایمن کی آواز کو بریک لگی۔۔۔ وہ نظریں جھکائے کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔  
چڑیل کیسی ہو؟ ہاد نے اندر آتے ہی سوال کیا تو عفاف فوراً سے مڑی تھی۔۔۔

بندر تم کب آئے؟ عفاف نے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔  
ابھی جب کچھ لوگ تمہیں تنگ کر رہے تھے۔۔۔ ہاد نے ترچھی نظریں ایمن کی طرف کر کہا  
تھا۔۔۔

عافی میں تمہیں تنگ کر رہی تھی کیا؟؟ ایمن نے فوراً سے پوچھا تھا۔۔۔

میں نے آپ کو کب کہا۔؟ ہاد نے مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔

چڑیل تم نے سنا کیا؟ ہاد نے مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔

میں عافی کو تنگ نہیں کرتی۔۔۔ آپ عافی سے پوچھ لیں۔۔۔ ایمن نے جھکی نظروں سے کہا  
تھا۔۔۔

میں کیوں پوچھوں مجھے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔۔۔ ہاد نے مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔

کیوں؟ ایمن نے فوراً سے نظریں اٹھا کر پوچھا تھا۔۔۔

میں تو روزانہ خود ہی دیکھ لیتا ہوں آکر۔۔۔ ہاد نے مسکرا کر بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا تو عفاف ہنسی تھی۔۔۔

ایمن جھجک سی گئی اور فوراً سے اندر کی طرف چلی گئی تھی۔۔۔

روحیلہ شاہ بس مسکراتی رہ گئیں اور اندر کی جانب بڑھ گئیں۔۔۔

یہ تمہاری فرینڈ ہر بار مجھے دیکھ کر یا تو گونگی بن جاتی ہے یا پھر اندر بھاگ جاتی ہے۔۔۔ ہاد نے آہستہ سے عفاف کے پاس ہو کر کہا تھا۔۔۔

تو تم کس خوشی میں ہر بار یہاں آ سکتے ہو؟؟ عفاف نے آئی برواچکائے تھے۔۔۔

میں تو اپنی بہن سے ملنے آیا ہوں۔۔۔ تمہیں کوئی مسئلہ ہے۔۔۔ ہاد نے پکن سے پانی کا گلاس اٹھاتے کہا تھا۔۔۔

کچھ عرصے سے تمہیں میری زیادہ ہی نہیں یاد آرہی۔۔۔ عفاف نے گھورا تھا۔۔۔

تو اور کیا؟ یاد آ نہیں سکتی۔۔۔ میں دیکھنے آتا ہوں کہ میرے دوست کہیں تم تنگ تو نہیں کرتا۔۔۔ ورنہ میں اسے سیٹ کروں۔۔۔ ہاد نے مسکراہٹ چھپاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

اب نکلو یہاں سے۔۔۔ عفاف نے گھورتے کہا تھا۔۔۔

کیسی بہن ہو بھائی کو گھر سے ہی نکالی جا رہی ہو۔۔۔ ہاد نے دہائی دی تھی۔۔۔

کوئی تو ہوتا جو مجھے یہاں سے جانے نہیں دیتا۔۔ ہاد نے تھوڑا اونچی آواز میں کہا تو عفاف کا ہتھکڑہ  
فلک شکاف تھا۔۔

جسے بلار ہے ہونا بند روہ اندر جا چکی ہے۔۔ اب نہیں آنا اس نے۔۔ اس لیے نظریں نیچے کئے  
باہر نکلو۔۔ عفاف نے کمر پر ہاتھ رکھتے کہا تو ہاد ہنستارہ گیا۔۔

میں نے کب کسی کو کہا ہے۔۔ ہاد نے گھور کر کہا تھا۔۔

تم کہتے نہیں ہو۔۔ تمہاری حرکتیں ہی ایسی ہیں کہ خود بخود پتالگ جاتا ہے۔۔ عفاف نے  
ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔

ازی نہیں آیا ابھی تک۔۔ ہاد نے پوچھا تھا۔۔  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
نہیں۔۔ عفاف نے چہرہ جھکا کر کہا تھا۔۔

یہ تم ہر وقت میرے گھر میں کیوں گھسے رہتے ہو۔۔ پیچھے سے جانی پہچانی آواز میں بولا گیا تو  
عفاف کی دھڑکن تھم سی گئی تھی۔۔

وہ آواز کیسے نہیں پہچانتی؟؟

دھڑکنوں کا شور بھر سا گیا تھا۔۔

شاہ۔۔ عفاف نے ہلکی سی مدھم آواز میں کہا تھا۔۔

ازی۔۔ ہاد ہنستے ہوئے از لان کے گلے لگا تھا۔۔

کیسا ہے میرا یار۔۔۔ میٹنگ کیسی رہی؟؟ ہاد نے گلے لگتے سوال کیا تھا۔۔۔

ایک دم فٹ۔۔۔ اب تو اپنی بیوی کو دیکھ کر اور فٹ ہو گیا ہوں۔۔۔ از لان نے ایک نظر عفاف کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ جو روٹھی روٹھی نظر آرہی تھی۔۔۔

بیگم صاحبہ ناراض ہیں۔۔۔ از لان نے ہنستے ہوئے کہا تو ہاد مسکرا دیا۔۔۔

میں آتا ہوں تم لوگ بات کرو کہہ کر ہاد اندر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔



ایمن جو کافی بنانے کے لیے گرم پانی مگ میں انڈیل رہی تھی۔۔۔ ہاد کی آواز سے اچھلی تھی اور کافی ہاتھ پر گری تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آہ۔۔۔ وہ کراہ اٹھی تھی۔۔۔

ہاد تیزی سے آگے بڑھا تھا۔۔۔

آپ کا دھیان کدھر ہے۔۔۔ دیکھ کر نہیں ڈال سکتیں۔۔۔ ہاد نے فوراً سے ہاتھ پکڑ کر اسے دیکھتے ہوئے غصے سے کہا تھا۔۔۔

میرا ہاتھ چھوڑ دیں۔۔۔ میں دیکھ لوں گی۔ ایمن نے اپنا ہاتھ چھڑواتے کہنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

آپ کا دھیان ہو تو ہی ہے۔۔۔ اتنی آپ لا پرواہ ہیں۔۔۔ میں خود ہی آئٹمنٹ لگا دیتا ہوں۔۔۔ اپ ادھر بیٹھے۔۔۔ کرسی کھینچتے ہوئے ایمن کو بٹھا کر کہا تھا۔۔۔

میں لگالوں گی۔۔ ایمن نے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی تھی۔۔ آپ چپ کر کے لگوائیں گی کہ نہیں۔۔ ہاد نے غصے سے کہا تو ایمن چپ کر گئی تھی۔۔

چند سیکنڈ آنٹمنٹ لگانے کے بعد اٹھا تھا۔۔

اب پانی میں ہاتھ مت ڈالیے گا ورنہ جلن ہوگی۔۔ ہاد نے ایمن کی طرف دیکھ کر کہا جو رو رہی تھی۔۔

ایم۔۔ سوری میرا آپ کو ہاتھ لگانے کا ارادہ نہیں تھا۔۔ یہ سب اچانک ہوا کہ مجھے آنٹمنٹ لگانی پڑی کہتے ہوئے ہاد باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

ایمن، ہاد کی پشت دیکھتی رہ گئی۔۔  
NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews  
تب ہی ایمن کو عفاف کی آواز سنائی دی تھی۔۔

ایمن نیچے گئی تو عفاف اور ازلان کھڑے تھے۔۔

بھیو۔ آپ کب آئے؟ ایمن نے پوچھا تو ازلان مسکرا دیا تھا۔۔

ابھی ابھی اور آتے ہی تمہاری بیسٹ فرینڈ کو منانے کی خاطر شاپنگ کرنے جا رہے ہیں۔۔ چلیں۔۔ ازلان نے ایمن کے سر پر ہاتھ پھیرتے پوچھا تھا۔۔

عفاف نے ایک نظر ازلان کو دیکھ کر پیچھے کی جانب مڑ کر دیکھا جہاں سے ہاد گیا تھا۔۔

عجیب۔۔ یہ بندراتنی جلدی کیسے چلا گیا۔۔ عفاف نے اچھنبے سے کہا تھا۔۔

ایمن گڑ بڑا سی گئی تھی۔۔

پتا نہیں۔۔

ہاں شاید ہاد کو کوئی کام آگیا ہوگا۔۔ چلو۔۔

وہ تینوں باہر کی جانب بڑھ گئے تھے۔۔



عفاف اور ایمن شاپنگ کر رہی تھی۔۔ جب عفاف نے ایمن سے چلتے چلتے پوچھا تھا۔ از لان فوں کال اٹینڈ کر رہا تھا۔۔

ایمی تم ہاد بھائی سے محبت کرتی ہو۔ عفاف نے سنجیدگی سے پوچھا تو ایمن چلتے چلتے یکدم رکی تھی۔۔

نن۔۔ نہیں تمہیں کس نے کہا؟؟ جس نے بھی کہا ہے سراسر جھوٹ بولا ہے۔۔ ایمن نے ہڑ بڑاتے ہوئے کہا تھا۔۔

تمہاری آنکھوں نے کہا ہے۔۔ وہ بھی پھر جھوٹ بولتی ہوگی۔۔ عفاف نے سنجیدگی سے ہی کہا تھا۔۔

ایمن چپ سی کر گئی تھی۔۔

ہاد بھائی بھی تمہیں پسند کرتے ہیں۔۔ عفاف نے کہا ہی تھا کہ ایمن رک گئی تھی۔۔ پوری کی پوری کھلی آنکھوں سے عفاف کی طرف دیکھ رہی تھی جو نقاب تلے مسکرا رہی تھی۔۔۔

عفاف کو چند دن پہلے ہاد کی بات یاد آئی تھی۔ جب وہ اپنے گھر سب سے ملنے گئی تھی۔۔ سب سے خوش دیکھ کر بے حد خوش تھے۔۔ روینہ بیگم کے دل میں عفاف کو خوش دیکھ کر سکون اتر تھا۔ سب ہی عفاف کو ہنستا مسکراتا دیکھ کر بے حد خوش تھے۔۔ کسی کو بھی از لان کے ساتھ عفاف کی شادی کا پچھتاوا نہیں ہوا تھا۔۔۔

بندر یہ تم آج کل کہاں کھوئے کھوئے رہتے ہو۔۔ عفاف نے ہاد کے پاس بیٹھ کر پوچھا تھا۔۔۔

چڑیل میں نے کہاں کھونا ہے۔۔ کام بہت ہوتا ہے تو ادھر ہی۔۔ ہاد نے فائل کھولتے کہا تھا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ویسے تو تم کمے ویلے انسان ہو پھر بھی مصروف رہتے ہو۔۔ عفاف نے ترچھی نظریں کر کے گھور کر کہا تھا۔۔۔

کوئی میرے کام کو کام ہی نہیں سمجھتا۔۔ ہاد نے سر پر ہاتھ مار کر کہا تھا تو عفاف مسکرا دی تھی۔

بندر ایک بات پوچھوں۔۔ عفاف نے ہاد کی طرف چہرہ کرتے کہا تھا۔۔

ہاں بولو۔۔ اس نے فائل کو دیکھتے ہی کہا تھا۔۔

تمہیں ایمن کیسی لگتی ہے؟ عفاف نے تیزی سے سوال پوچھا تھا۔۔

اچھی لگتی ہیں۔ ہاد نے فوراً سے جواب دے کر زبان دانتوں تلے دبائی تھی۔۔۔  
 فائل بند کی تھی اور عفاف کی طرف کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا جو قہقہے لگا رہی تھی۔۔  
 چور کی داڑھی میں تنکا۔ مجھے گڑ بڑ تو لگ رہی تھی۔۔ لیکن اب یقین ہو گیا ہے کہ پوری کی پوری  
 دال ہی کالی ہوئی پڑی ہے۔۔۔ چھپے رستم بندر۔۔۔  
 عفاف نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

اس میں کیا ہے مجھے تو ہر کوئی اچھا لگتا ہے، مجھے تم بھی اچھی لگتی ہے۔۔۔ مجھے یہ بھی اچھی لگتی  
 ہے۔۔۔ مجھے وہ بھی لگتی ہے تو اس میں کیا غلط کہا ہے۔۔۔ ہاد نے گھورا تھا۔۔۔  
 ہاں ہاں سب اچھے لگتے ہیں مجھے ایمن بھی اچھی لگتی ہے کہہ کر عفاف مسکراتی رہ گئی۔۔۔  
 چڑیل۔۔۔ ہاد نے دانت پیسے تھے۔۔۔

کیا بندر؟ عفاف نے سراٹھا کر پوچھا تھا۔۔۔  
 چپ کر جاؤ۔ بہت لمبی زبان ہے تمہاری۔۔۔ ہاد نے مسکراہٹ دبا کر کہا تھا۔۔۔  
 ہاں تمہارے سائز کی ہی ہے۔۔۔ عفاف نے دو بدو جواب دیا تھا۔۔۔  
 تمہاری دوست اتنا نہیں بولتی جتنا تم بولتی ہو۔۔۔ ہاد نے کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا تھا۔۔۔  
 ہاں اسکی زبان کا سائز تھوڑا کم ہے کہہ کر عفاف نے قہقہہ لگایا تھا۔۔۔  
 میرے سامنے آتے ہی انکی زبان کا سائز بالکل ہی سکڑ جاتا ہے۔۔۔ ہاد نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔۔

ہاں تم بندر جو ہو۔۔ عفاف ہنستے ہوئے کہا تھا۔۔

عفاف یکدم سنجیدہ ہوئی تھی۔۔

میں ایمن کو اپنی بھابھی بنانا چاہ رہی ہوں بندر۔۔ تم اپنی رائے دے دو۔۔

عافی وہ اچھی ہیں اور مجھے اچھی لگتی ہیں لیکن میں نہیں چاہتا کہ ان پر فیصلہ مسلط کیا جائے ان سے بات کر کے انکی رائے جان لو پھر ہی کوئی فیصلہ کرنا کہہ کر ہاداٹھ گیا تھا۔۔

اس سے پہلے کہ ایمن کچھ کہتی سامنے سے نظر آتی نیوز پر بریکنگ نیوز خبر نے دونوں کی متوجہ کھینچی تھی۔۔ جس میں بار بار خبر چلائی جا رہی تھی کہ مشہور سیاستدان ریاض ملک کے بیٹے حسن ملک کی کئی ہفتوں سے بجلی کے جھٹکوں اور گھر میں لگنے والی آگ کی وجہ سے ڈیڈ باڈی ابتر حالت میں کہ شناخت بھی مشکل سے ہوئی ہے۔۔ ان کی ڈیڈ باڈی کئی دنوں سے ایک کھنڈر علاقے کے راستے میں پڑی ملی ہے۔۔ ان کی ڈیبتھ کو ہوئے کئی دن بیت چکے لیکن انکی لاش ایسے ہی سڑک پر لاوارث پڑی ہے۔۔

عفاف خبر سنتے سنتے آگے پہنچی تھی جبکہ ایمن پیچھے مڑ کر ازلان کو دیکھ رہی تھی جو کب سے فون سن رہا تھا۔۔

خبر سنی ہی تھی کہ عفاف کی آنکھیں پانی سے بھر چکی تھیں۔۔

یا اللہ! تو مہربان ہے آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی۔۔ ہر گناہ گار کو تو ہی سزا دیتا ہے آج اسے بھی مل گئی تو نے میری حفاظت کی تھی۔۔ کئی لڑکیوں کی زندگیاں برباد کی گئیں آج ان کے مجرموں کو سزا مل گئی۔ وہ سوچتے ہوئے ہچکیوں سے رو دی تھی۔۔

عفاف ابھی آدھ راستے میں پہنچی ہی تھی کہ ایک گاڑی تیزی سے گزری تھی اور اسے اڑاتی ہوئی لے گئی۔۔

عافی۔۔۔ ایمن نے زور سے چیخ ماری تھی۔۔

اپسرا۔۔ وہ چیخا تھا۔۔ اسے لگا اسکی سانس چھین لی گئی۔۔

ازلان جو فون سن کر مڑا ہی تھا کہ ایمن نے چیخ ماری تھی۔۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

وہ تیزی سے عفاف کی طرف بڑھے تھے جو سڑک کے اس پار خون میں لت پت بے ہوش پڑی تھی۔۔

اسے فوراً سے اٹھا کر ہسپتال پہنچایا گیا تھا۔۔

اپسرا۔۔

اپسرا اٹھیں۔۔ اٹھیں اپسرا۔۔

اٹھیں آپ سن کیوں نہیں رہیں۔۔ عفاف کو سٹریچر میں بہتے خون کے ساتھ اندر

آئی۔ سی۔۔ یو لجاتے وہ چیخا تھا۔۔

آپسرا۔۔ آپ نے تو کہا تھا۔۔ آپ ہمیشہ میرے ساتھ ہیں۔۔ اب یہ کیا ہے۔۔ اٹھیں  
 آپسرا۔۔ اس نے اسٹریچر روک کر عفاف کو ہلایا تھا جو اسٹریچر پر بے ہوش پڑی تھی۔۔  
 تبھی اسے ایک طرف کر کے اندر لے کر جا چکے تھے۔۔

سب لوگ اطلاع ملنے پر ہسپتال پہنچے تھے۔۔

عافی۔۔ ہاد نے آتے ہی پوچھا تھا۔۔

ایمن زار و قطار رو پڑی تھی۔۔

ہاد از لان کی طرف بڑھا تھا۔۔ جسکی حالت چند گھنٹوں میں ہی ابتر ہو چکی تھی۔۔

بکھرے بال، سو جھی ہوئی لال آنکھیں، وائٹ شرٹ پر لگا خون۔ وہ از لان میر شاہ لگ ہی نہیں  
 رہا تھا۔۔

میر شاہ کے دل کو از لان کو دیکھ کر کچھ ہوا تھا۔۔

انہیں لگا وہ آج پھر از لان میں پانچ سال والا بچہ از لان ہی دیکھ رہے ہیں جو حالت از لان کی اپنی  
 ماں کی ڈیتھ کی دفعہ تھی وہی حالت از لان کی اب تھی۔۔

ان کا دل از لان کی حالت دیکھ کر پھٹ رہا تھا۔۔ جسکی نیلی آنکھیں لال انگارہ ہوئی پڑی  
 تھی۔۔

وہ اپنی ماں کے بغیر تو جینا سیکھ چکا تھا لیکن عفاف کے بغیر جسکی زندگی کا ہر لمحہ وہ اپنے ساتھ جینا چاہتا تھا اسکے بغیر جینا۔۔ اس سے آگے میر شاہ سوچ بھی نہ پائے تھے اور عفاف کی زندگی کے لیے دعا گو ہوئے تھے۔۔

ازی یہ کیا حالت بنائی ہے؟ ہاد نے تیزی سے آگے بڑھ کر سوال کیا تھا۔۔

ازی عافی ٹھیک ہو جائے گی۔۔ وہ اپنے آنسو چھپائے ازلان کو حوصلہ دے رہا تھا۔۔

ہاد میں نے کہا تھا میں ان پر کوئی تکلیف نہیں آنے دوں گا میں انکی ڈھال بنوں گا۔۔ میں ان کا

محافظ تھا ہاد۔۔ اور میں نے کیا کیا ان سے ہی دھیان ہٹا دیا کہ وہ مجھ سے ناراض

ہو گئیں۔۔ ازلان نے زمین پر بیٹھتے سرخ آنکھوں سے کہا تھا۔۔

ازی اوپر بیٹھو۔۔ ہاد نے اٹھانے کی کوشش کی تھی۔۔

نہیں اپسرا کو بھی نیچے بیٹھنا پسند ہیں نا۔۔ میں بھی نیچے بیٹھ کر ہی ان سے بات کروں گا تو وہ

ناراض نہیں ہونگی۔۔ تم نے ہی کہا تھا نا وہ نیچے بیٹھ کے زیادہ سنتی ہیں تو اسے کہو سنیں میری اور

آکر مجھ سے بات کریں۔۔ ورنہ میں غصے سے چلاؤں گا تو وہ پھر ناراض ہونگی۔۔ ازلان نے

بچوں کی طرح ٹوٹے لہجے میں ہاد سے کہا تھا۔۔

ازی تم پاگل تو نہیں ہو گے۔ عافی بالکل ٹھیک ہو جائے گی۔۔ وہ تم سے بات بھی کرے

گی۔۔ ہاد نے ازلان کو اٹھاتے کہا تھا۔۔

ہاں ہو گیا ہوں میں پاگل۔۔ بہت ضدی ہیں ایک بار کہے میری بات سنتی ہی نہیں  
ہیں۔۔ از لان نے غصے کہا تھا۔۔

تین چار گھنٹوں بعد آئی۔ سی۔۔ یو کادر وازہ کھلا تھا۔۔ جو خبر ڈاکٹر نے دی تھی وہ انکی جان  
نکلنے کے لیے کافی تھی۔۔

ان کا خون بہت بہہ چکا ہے۔۔ اگلے چوبیس گھنٹے ان کے لیے آپ سب کے لیے بہت اہم  
ہیں۔۔ اگر ان چوبیس گھنٹوں میں انہیں ہوش آ گیا تو وہ ٹھیک ہیں ورنہ کوما میں بھی جاسکتی  
ہیں۔۔ ڈاکٹر پیشہ ورانہ انداز میں کہتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔۔

سب کی سانسیں رک سی گئی تھیں۔۔  
کیا ابھی یہ بھی آزمائش باقی تھی ابھی تو وہ خوش رہنا سیکھی تھی۔۔ روبینہ بیگم نے روتے ہوئے  
کہا تھا اور عفاف کی زندگی کے لیے دعا کی تھی۔۔

رات ہو چکی تھی۔۔ نہ کسی نے کچھ کھایا تھا نہ ہی پیا تھا۔۔

فرقان صاحب اور فرحان صاحب نڈھال سے بیٹھے ہوئے تھے۔۔ میر شاہ انہیں حوصلہ دے  
رہے تھے۔۔

ایمن،، مناہل،، راین،، ریان بے تحاشہ اور رہے تھے۔۔

ہاد نے مناہل اور ریان کو گھر بھیجا تھا۔۔ وہ گھنٹوں کے بل ایمن کے پاس بیٹھا تھا۔۔

آپ کچھ کھالیں۔۔ ہاد نے کھانا آگے کرتے کہا۔۔

میں کیسے کھاؤں؟ میں بھی تو عافی کے ساتھ تھی۔۔ میری ہی غلطی کی وجہ سے عافی اس حالت میں ہے۔۔ وہ روتے ہوئے بولی تھی۔۔

جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے اسے کوئی بھی نہیں روک سکتا۔۔ نہ آپ نہ میں۔۔ شاید آپ کی جگہ میں وہاں ہوتا تو تب بھی عافی کے ساتھ یہ حادثہ پیش آنا ہی تھا۔۔ وہ قسمت میں لکھ دیا گیا تھا۔۔ نہ آپ اس قسمت کے لکھے کو بدل سکتی ہیں نہ ہی میں۔۔ ہو سکتا ہے کہ اگر قسمت میں لکھا ہوتا تو عافی کی جگہ میں بھی تو ہو سکتا تھا۔۔ ہاد نے کہا ہی تھا کہ ایمن نظریں اٹھائی تھیں۔۔ اور اسکے رونے میں تیزی آچکی تھی۔۔ ہاد کے پچھڑنے کا خیال ہی سوہان روح بنا تھا۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بتاؤ کون کہتا ہے، محبت بس کہانی ہے

محبت تو صحیفہ ہے، جاودانی ہے

محبت کو خدا راتم، کبھی بھی جھوٹ نہ سمجھو

محبت معجزہ ہے، معجزوں کی ترجمانی ہے

ہمارے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے لیکن ہم دعا تو کر سکتے ہیں نا۔۔ وہ تو ہمارے ہاتھ میں ہے۔۔ ایمن نے روتے ہوئے سر ہلایا تھا۔۔

تو آپ یہ کھانا کھا کر دعا کریں دیکھیے گا ہماری عافی بالکل ٹھیک ہو جائے گی۔ ہاد نے خود کو مضبوط کر کے کہا تھا۔۔۔ وہ کیسے سب کے سامنے رو سکتا تھا۔۔۔ وہ تو مرد تھا۔۔۔ مرد تو مضبوط ہوتے ہیں وہ کب روتے ہیں۔۔۔ اگر مرد سب کے سامنے رولے گے تو سب کیا کہے گے مرد ہے پھر بھی رو رہا ہے۔۔۔

چوبیس گھنٹے بیت چکے تھے مگر عفاف کو ہوش نہیں آیا تھا۔۔۔ ڈاکٹر کے مطابق وہ کوما میں چلی گئی تھی۔ اب کب وہ ہوش میں آسکتی تھیں کچھ کہا نہیں جاسکتا تھا۔۔۔

ازلان، عفاف کے کمرے میں اسکے پاس بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ مشینوں میں جکڑی بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔۔۔ ازلان کا دل مٹھی میں آیا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Articles | Books | Interviews

اپسرا۔۔۔ وہ تڑپ کر پاس بیٹھا تھا۔۔۔  
 بکھرا حلیہ، سو جھی آنکھیں۔۔۔ نیلی آنکھوں میں سنجیدگی، آنکھوں کے نیچے چھائے حلقے، نیند نہ پوری ہونے کی وجہ سے آنکھوں میں چھائے لال ڈورے۔ وہ ازلان میر شاہ تھا ہی نہیں۔۔۔ وہ تو دیوانہ سا بنا بیٹھا تھا جو اپنی شخصیت کھو چکا تھا۔۔۔

اپسرا۔۔۔ آپ نے تو کہا تھا۔۔۔ آپ مجھے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتیں تو کیا آپ کو ابھی میری تکلیف نظر نہیں آرہی کہ میں کس درد سے گزر رہا ہوں۔۔۔ کیا آپ کو نظر نہیں آرہا۔۔۔ یا پھر آپ جان بوجھ کر بے حس بن رہی ہیں۔۔۔ بولے اپسرا میں آپ سے کچھ پوچھ رہا ہوں وہ یکدم چلاتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

آپ پیار سے کیوں نہیں سنتی۔۔ آپ اتنی ضدی کیوں ہیں؟ وہ عفاف کے چہرے کی طرف  
دیکھ کر بول رہا تھا جو کئی دنوں سے خاموش تھا۔۔

اٹھیں اپسرا۔۔ میں نے اتنی بار کہا تھا کہ ان آنکھوں پر مت ظلم کیا کریں۔۔ آپ کو لگتا سمجھ ہی  
نہیں آتی۔۔ ہر بار آپ کو یاد کروانا پڑتا ہے۔۔ کیوں آپ کو مزہ آرہا ہے میری ہر دکھتی رگ پر  
ہاتھ رکھنے کا۔۔ وہ پھر سے چلایا تھا لیکن جواب ندارد۔۔۔  
کئی دنوں سے یہی چلتا آرہا تھا۔۔

ازلان عفاف کے پاس بیٹھ کر باتیں کر کے چلا جاتا تھا لیکن آگے سے کوئی جواب نہیں ملتا  
تھا۔۔۔  
ہاڈ چپکے سے دروازے کے اس پار کھڑے ہو کر دیکھ کر اپنے آنسو چھپاتا تھا۔۔۔

اٹھیں اپسرا۔۔ میں اپنی زندگی میں بچپن میں اپنی ایک خاص عورت کھو چکا ہوں۔۔ آپ کو  
نہیں کھونا چاہتا۔۔ اٹھیں۔۔۔ کیوں سمجھتی نہیں ہے آپ۔۔ وہ روزانہ چلا چلا کر چلا جاتا  
تھا۔۔۔

ہاڈ، ازلان کے جانے کے بعد اندر آیا تھا۔۔۔

چڑیل کیا کوئی کسی کے ساتھ ایسا کرتا ہے۔۔ کیا تمہیں اب کسی کا دکھ نظر نہیں آرہا؟؟ کیا تمہیں  
نظر نہیں آرہا کہ سب تڑپ رہے ہیں۔۔ انہیں تمہاری ضرورت ہے۔۔ پہلے بھی تو سب کی  
خوشی کے لیے ازی سے شادی کی تھی نا۔۔ اب بھی سب کی خوشی کے لیے جلدی سے ٹھیک ہو

جاؤ۔۔ پھر تمہاری فرینڈ کو تمہاری بھابھی نہیں بنانا کہتے ہوئے ہاد ہلکا سا نم آنکھوں سے مسکرایا تھا۔۔۔

وقت گزر رہا تھا۔۔ بڑھ رہا تھا۔۔ عفاف کی حالت میں کوئی بہتری نہیں تھی۔۔ سب ہی رورو کر نڈھال ہو چکے تھے۔۔ زندگی رکتی تو نہیں ہے وہ بھی ویسے ہی بڑھ رہی تھی۔۔۔

ازلان مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔۔ کوئی بھی ابھی اسے اس حالت میں دیکھ لیتا تو کوئی بھی کہہ نہیں سکتا کہ یہ وہی ازلان میر شاہیے جسکی ایک آہٹ ہی مقابل کی جان نکالتی تھی۔۔۔

مجھے لگا تھا کہ اب اپسر کی زندگی سے آزمائش ختم کر دی گئی ہے لیکن مجھے نہیں پتا تھا کہ وہ آزمائش میری زندگی میں لکھی گئی ہے۔۔۔

یا اللہ! تو مہربان ہے، تو کریم ہے، تو کریم ہے۔۔۔ میں تو ایک عام سا بندہ ہوں جو بھول گیا تھا اپنے رب کو۔۔۔ میں اپنی ہی دنیا میں تجھے بھول چکا تھا کہ جو ذات دینے والی ہے وہ لے بھی تو سکتی ہے۔۔۔ میں کیسے بھول گیا کہ ہر چیز آسانی سے نہیں ملتی۔۔۔ محنت لگتی ہے۔۔۔ میں کیسے

بھول گیا کہ میں ایک عام سا تیرا بندہ ہوں جس پر آزمائش بھی آسکتی ہے اور مجھے ثابت قدم رہنا ہے۔۔۔ یا اللہ! میں نے صرف ایک لڑکی سے خود سے بڑھ کر محبت کی ہے اسے زندگی دے

دے۔۔۔ میری ایک عورت جس سے میں محبت کرتا تھا وہ تو چلی گئی لیکن اس عورت سے میں بے حد محبت کرتا ہوں اسے زندگی کی طرف لوٹا دے۔۔۔ جیسے وہ رہنا سیکھ چکی تھیں۔۔۔ دوبارہ

سے انہیں صحت یاب کر کے زندگی عطا کر دے۔۔۔ میں ایک عاجز بندہ اپنی متاعِ حیات کے

لیے تجھ سے دعا مانگ رہا ہوں اسکی فریاد سن لے۔۔ وہ گڑ گڑا کر دعا مانگتے اپنے رب کے آگے  
سجدہ ریز ہوا تھا۔۔

اسکی فریاد بھی سن لی گئی تھی۔۔ جب ایک عاجز بندہ اپنے رب کے آگے اپنے دل و جاں سے،  
گڑ گڑا کر دعا مانگتا ہے تو اسکی فریاد رد نہیں کی جاتی۔۔ جلد ہی یہ آزمائش بھی ختم ہونے والی  
تھی۔۔



ایک ماہ بعد۔۔۔۔۔

عفاف کو کوما میں گئے ایک ماہ گزر چکا تھا۔۔

لیکن از لان کی زندگی ابھی بھی اس ایک ماہ پہلے کے ہی سفر میں رکی ہوئی تھی۔۔

شہرام اسلام آباد اپنے سمسٹر کی ڈگری لینے آیا ہوا تھا۔۔ جب اسے عفاف کے متعلق پتا چلا تھا  
اس کا دل چند لمحے کے لیے رک سا گیا تھا۔۔

کیا وہ ٹھیک ہیں علی؟ شہرام نے تڑپ کر پوچھا تھا۔۔

شیرمی پہلے سے وہ کچھ بہتر ہیں۔۔۔ علی نے کہا تھا۔۔

شیری ہمیں جانا چاہیے۔۔ ہم باہر سب سے ملکر آجائیں گے۔۔ ان کی طبیعت کے بارے میں میں ایک بار بس خود پوچھنا چاہتا ہوں علی۔۔ شہرام نے کہا تو علی نے فضا میں سانس خارج کی تھی۔۔۔۔

چلو۔۔۔

وہ دونوں ہسپتال پہنچے تھے۔۔

شہرام کی ہمت نہیں ہوئی تھی کہ وہ عفاف کو ایک بار دیکھ ہی آتا۔۔ وہ کیسے اسے دیکھتا جسے کبھی نظریں اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔۔ اب وہ کیسے اسے دیکھ سکتا تھا۔۔ وہ ہمیشہ نظریں جھکائے رکھتا تو وہ آج بھی نظریں جھکائے ہوا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews  
سب سے ملنے کے بعد وہ لوگ ایمن سے ملے تھے۔۔

شہرام بھائی، علی بھائی آپ کیسے ہیں؟؟ ایمن نے مسکرا کر پوچھا تھا۔

ہم دونوں ٹھیک ہیں۔۔ جواب علی کی طرف سے آیا تھا۔۔

ہمیں عفاف کا پتا چلا۔۔ شہرام آج ہی کوئٹہ سے پروجیکٹ کے لیے واپس آیا تھا تو ہم دونوں

عفاف کی صحت کے متعلق پوچھنے چلے آئے۔۔ علی نے کہا تھا۔۔

ایمن بس ہلکا سا مسکرائی تھی۔

کیا وہ ٹھیک ہیں؟ شہرام نے آہستہ سے پوچھا تھا۔۔

ایمن نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔

بہت بہتر ہیں۔۔

چلے آئے میں آپ کو بھیو سے اور ڈیڈ سے ملاتی ہوں۔۔ ایمن انہیں لے کر آگے بڑھ گئی تھی۔۔۔

میر شاہ پہ ایک نیا انکشاف ہوا تھا۔۔ جن سے وہ ملے تھے وہ ان کے بھائی حیدر کا بیٹا تھا۔۔

وہ شہرام کے گلے لگ کر رو پڑے تھے۔۔ وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہے تھے۔۔۔

انکل پاپا واپس تو نہیں آسکتے نہ ہی گزر اوقت واپس آسکتا ہے اس لیے آپ بھول جائیں

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شہرام نے آہستگی سے کہا تھا۔۔۔

سب کے لیے یہ حیران کن انکشاف تھا۔۔

ایمن بھی شاکڈ تھی۔۔۔

اوومائی گاڈ۔ شہرام بھائی آپ میرے بھائی ہیں۔۔۔ اوومائی گاڈ مجھے یقین نہیں آرہا۔۔۔ وہ

پر جوش سی ہو کر کہہ رہی تھی۔۔

علی بھی مسکرا رہا تھا۔۔۔ سب کے لیے حیران کن بات تھی۔۔۔

سب ہی نم آنکھوں سے مسکرا رہے تھے۔۔۔

میر شاہ بھی مسکرا رہے تھے۔۔۔ ان کے کھوئے ہوئے رشتے واپس مل چکے تھے۔۔۔

عافی جلدی سے ٹھیک ہو تو میں اسے بتاؤں کہ میرے دودو بھائی ہیں اب۔۔۔ شہرام بھائی  
میرے بھائی ہیں۔۔۔ وہ مسکراتی ہوئی بار بار بتا رہی تھی۔۔۔

شہرام نے ریحانہ بیگم کو جب فون کر کے اطلاع دی تو وہ بھڑک اٹھی تھی۔۔۔

یہ رشتے تب کہاں تھے جب تمہارا باپ مر چکا تھا۔۔۔ تم یتیم ہو گئے تھے۔۔۔ میں بیوہ ہو گئی  
تھی۔۔۔ ہم دونوں ہی بے سہارا ہوئے تھے۔۔۔ تب کہاں تھا یہ بڑا پن۔۔۔ تم بس واپس لوٹ  
آؤ۔۔۔ انہوں نے غصے سے کہا تھا۔۔۔

تبھی میر شاہ نے ریحانہ بیگم سے بات کی تھی اور روپڑے تھے۔۔۔ معافی مانگی تھی۔۔۔ کئی بار  
معافی مانگ رہے تھے۔۔۔ اپنے

ناکردہ گناہوں پر پچھتا رہے تھے۔۔۔

شہرام کے کئی بار کہنے پر وہ واپس اسلام آباد آنے پر رضامند ہوئی تھیں۔۔۔

مما۔۔۔ آپ کی ہر بات میں نے مانی ہے اب آپ کی باری اپنے بیٹے کے لیے آجائیں۔۔۔ بیٹے کے  
آگے تھک ہار کار ریحانہ بیگم بھی مان گئی تھیں۔۔۔۔

کئی بکھرے، کھوئے ہوئے رشتے واپس مل چکے تھے۔۔۔



میر مینشن کی اس دن کی صبح خوشگوار ثابت ہوئی تھی۔۔۔

عفاف کو ہوش آچکا تھا۔۔۔ از لان کی خوشی دیدنی ہوئی تھی۔۔۔

اپسرا۔۔۔ آپکو پتا ہے آپ نے میری جان نکال کر رکھ دی تھی۔۔۔ کون کرتا ہے ایسا

بھلا۔۔۔ از لان نے عفاف کا ہاتھ پکڑتے کہا تھا۔۔۔

عفاف ہلکا سا مسکرائی تھی۔۔۔

ہمارے مجنوں کا حال بگاڑ کے رکھ دیا تو نے چڑیل۔۔۔ ہاد نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

عافی۔۔۔ دھیان سے نہیں چل سکتی تھی۔۔۔ کہاں رہتی ہو یا۔۔۔ ایمن نے ٹھوکا دیا تھا۔۔۔

پتا نہیں کیسے مجھے پتا نہیں چلا تھا۔۔۔ وہ مدہم سی آواز میں بولی تھی تو رو بینہ بیگم نے عفاف کے سر

پر ہاتھ پھیرا تھا۔۔۔ عفاف نے ارد گرد نظر گھمائی تو نظر ایک جگہ ٹکی تھی۔۔۔ آنکھوں میں

اجنبیت اتری تھی۔۔۔

از لان فوراً سے اسے بھانپ کر بولا تھا۔۔۔

یہ میری چچی ہے اپسرا۔۔۔ آپ نہیں جانتی۔۔۔ مختصر کر کے سارا واقعہ بتایا تھا تو عفاف، ریحانہ

بیگم سے ملکر مسکرائی تھی۔۔۔

ایمن فوراً سے پر جوش سی بولی تھی۔۔۔

عافی شہرام بھائی میرے فرسٹ کزن ہیں۔۔۔ آئی کانٹ بلیو۔۔۔ عفاف بھی حیران ہوتے مسکرا دی تھی۔۔۔

تھوڑے ہی دیر میں بنفشہ اور بی جان بھی آئی تھیں۔۔۔

بنفشہ نے عفاف کی طرف ایک بار غور سے دیکھا تھا۔۔۔

کالی آنکھیں، آبشار کی طرح بیڈپر بکھرے لمبے بال، گوری صاف شفاف رنگت۔۔۔ وہ حسن کا مجسمہ تھی۔۔۔

عفاف تو نقاب کرتی تھی۔۔۔

شکر ہے وہ نقاب کرتی ہیں۔۔۔ بنفشہ نے دل میں کہا تھا۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ تو بغیر نقاب کے ہی اتنی خوبصورت ہیں کوئی بھی انہیں دیکھ کر آسانی سے دل ہار دے۔۔۔

لیکن نقاب میں ہونے کے باوجود بھی خوبصورتی کا ایک مجسمہ ہیں۔۔۔ بنفشہ نے دل سے تعریف کی تھی۔۔۔

وہ ایک بار عفاف سے ملنا چاہتی تھی اسے دیکھنا چاہتی تھی کہ کون تھی جس نے اسکے شوہر کے

دل میں محبت جیسا سچا اور پکا جذبہ پیدا کیا تھا اور وہ واقعی ہی عفاف سے ملکر اسکی گرویدہ ہوئی

تھی۔۔۔۔

سب لوگ مل کر جا چکے تھے۔۔۔ شہرام کو بھی اطلاع ملی تھی لیکن شہرام اور علی عفاف کے پردے کا خیال کرتے نہیں آئے تھے۔۔۔ وہ ویسے بھی عفاف سے مل بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔ اس کا دل اس بات کی اجازت نہیں دیتا تھا کہ وہ اب بھی عفاف سے نظریں اٹھا کر ملے۔۔۔ وہ ازلان کی آنکھوں میں عفاف کے لیے تڑپ دیکھ چکا تھا اور وہ بہت خوش تھا کہ عفاف کو اتنا چاہنے والا شوہر ملا تھا۔۔۔

ایک محبوب کی خوشی اسی میں تو ہے کہ اسکا محبوب خوش رہے۔۔۔ جس میں اس کا محبوب خوش اسی میں وہ خوش ہے۔۔۔ اب وہ خوشی چاہے اسکے لیے بھی ہو یا نہیں۔۔۔

غم عاشقی سے کہہ دو رہ عام تک نہ پہنچے

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Article | Book | Poetry | Interview

مجھے خوف ہے یہ تہمت ترے نام تک نہ پہنچے

سب جا چکے تھے جب ازلان عفاف کے پاس بیٹھا تھا۔۔۔

آپ کو پتا ہے آپ نے مجھے کتنا تنگ کیا ہے۔۔۔ ازلان نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ اس

مسکراہٹ کے پیچھے کتنا غم سہا تھا۔۔۔ کتنا درد تھا جو اس نے چھپایا تھا۔۔۔

مجھے معاف کر دیں شاہ۔۔۔ عفاف نے کہا تو ازلان نے حیرانی سے عفاف کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

کیا کہا؟ ازلان نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

شاہ۔۔۔

ازلان کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔۔ آج کئی دنوں بعد وہ کھل کے مسکرایا تھا۔۔ دل و جان سے مسکرا رہا تھا۔۔۔

مجھے آپکی یہ مسکراہٹ بہت پسند ہیں خاص کر یہ ڈمپل۔۔ عفاف نے کہا تو ازلان کی مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی اور مجھے آپ کی آنکھیں۔۔۔

ازلان میرا شاہان آنکھوں کا دیوانہ ہے۔۔۔

تیری ان آنکھوں میں کھویا سا رہتا ہوں

میرا دل کرتا ہے میں ان آنکھوں کو دیکھتا ہوں

تیری آنکھیں مجھے بے خود سا کر دیتی ہیں

تیری آنکھوں کی گہرائی میں ڈوب سا جاتا ہوں

مجھے اس گہرائی سے نکلنے بھی نہیں دیتی

تیری یہ کالی گہری آنکھیں

(ماہم)



بی جان، روبینہ بیگم، فرزانہ بیگم سب ایک ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔

عفاف بھی انہی کے پاس تھی۔۔۔ جب ایمن اور عفاف کے رشتے کی بات کی گئی تھی۔۔۔

ایمن فوراً سے وہاں سے اٹھی تھی۔۔۔

میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔ ایمن کہہ کر اندر کی طرف بڑھی ہی تھی کہ اسکا کسی نے بازو پکڑا تھا۔۔۔

ایمن اس سے پہلے چیختی ہاد نے ہاتھ چھوڑے تھے۔۔۔

شش۔۔ شور مت مچائیے گا۔۔ مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔ ہاد نے اپنے منہ پر انگلی رکھ کر کہا تھا۔۔

بولیں۔۔۔ ایمن نے جھکی نظروں سے کہا تھا۔۔۔

آپ کو شادی کیوں نہیں کرنی کیا مسئلہ ہے۔۔۔ ہاد نے ہاتھ باندھ کر پوچھا تھا۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے نہیں کرنی۔۔۔ ایمن نے جھکی نظروں سے کہا تھا۔۔۔

کیوں نہیں کرنی۔۔۔ یہی پوچھ رہا ہوں وجہ بتائیے۔۔۔ ہاد نے دوبارہ سے پوچھا تھا۔۔۔

آپ میرے بارے میں کتنا جانتے ہیں؟ ایمن نے نم آنکھوں سے پوچھا تھا۔۔۔

مجھے کچھ جاننا بھی نہیں ہے۔۔۔ ہاد نے آرام سے کہا تھا۔۔۔

اور کوئی وجہ شادی نہیں کرنے کی ہاد نے ہاتھ باندھے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔۔۔

آپ کچھ بھی نہیں جانتے۔۔۔ ایمن نے نم آنکھوں سے کہا تھا۔۔۔

یہی تو میں پوچھ رہا ہوں کہ آپ بتائیں کیا جاننا چاہیے مجھے۔۔ ہاد نے دوبارہ سے سنجیدہ تاثرات سے کہا تھا۔۔

میں بھیو کی سگی بہن نہیں ہوں۔۔ مجھے یہ تک نہیں پتا کہ میری ماں کون تھی؟ کیسی تھی؟؟ میں ایک بے نام ہوں۔۔ ایمن نے روتے ہوئے کہا تھا۔۔

ایمن کو روحیلہ شاہ اور میر شاہ کی گفتگو یاد آئی تھی۔۔

روحیلہ میں ڈرتا ہوں کہ کبھی ایمن کو پتہ نہ چل جائے کہ تمہارا اس سے خونی رشتہ نہیں ہے۔۔ تو میں کیا بتاؤں گا اسے کہ اسکی ماں کون تھی؟ میں کیسے سر اٹھاؤں گا اسکے سامنے؟ میر

شاہ روتے ہوئے کہا تو روحیلہ شاہ فوراً سے آگے بڑھی تھیں۔۔

شاہ صاحب۔۔ وہ صرف اور صرف میری بیٹی ہے۔۔ آئندہ سے آپ یہ مت کہیے گا کہ وہ

میری بیٹی نہیں ہے۔۔ وہ ہماری بیٹی ہے اور یہ راز ہمیشہ راز ہی رہے گا کہ وہ میری بیٹی نہیں

ہے۔۔ اس راز کو یہی اس کمرے کی دیواروں میں دفنادیں۔ وہ جو انہیں کافی دینے اندر آئی

تھی۔۔ آواز سن کر وہیں رک گئی تھی۔۔ اس رات اس پر یہ انکشاف ہوا تھا اسکے رنگ کی

ہوائیاں اڑی تھیں۔۔ رنگ زرد پڑ چکا تھا۔۔ لیکن وہ سنبھل چکی تھی۔۔

بس اتنی سی بات ہے۔۔ ہادا سے ہوش کی دنیا سے واپس لایا تھا۔۔

ایمن نے روتے ہوئے سر ہلایا تھا۔۔

تو جا کر شادی کی تیاری کریں۔۔ ہاد نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔۔

کیا آپ کو لگتا ہے میں آپ سے اسلیے شادی کر رہا ہوں کہ آپ ازی کی بہن ہے یا پھر عافی کی بیسٹ فرینڈ ہیں۔۔

ہاد نے سنجیدگی سے پوچھا تھا۔

نہیں۔ ایمن نے نہ میں سر ہلایا تھا۔۔

تو پھر آپ بس اتنا یاد رکھیں کہ۔۔ ہاد کو فرق نہیں پڑتا۔۔ آپ کس کی بیٹی ہیں؟ کس کی بہن ہیں۔۔ ہاد بس اتنا جانتا ہے کہ آپ ایمن میر شاہ ہیں جس کی آواز کا ہاد دیوانہ ہے۔۔ جسکو سنتے سنتے ہاد صدیاں گزار سکتا ہے۔۔ جس کو سننے کے لیے ہاد فرحان حیدر دن رات ایک کر

سکتا ہے۔ آپ صرف اور صرف ہاد کی ایبی ہیں۔۔  
 تھوڑا سا پیچھے ہوا تھا۔۔

اب جائیں اور شادی کی تیاری کریں۔۔ میں آپ کو سب سے خوبصورت دیکھنا چاہتا ہوں۔۔

ہاد نے ہنستے ہوئے کہا تو ایمن بھی نم آنکھوں سے مسکرا دی تھی۔۔



بڑا ہی کوئی چھپار ستم نکلا تو ہاد۔۔ از لان نے ہاد کے کہنی مارتے کہا تو ہاد کا قہقہہ فلک شکاف ہوا تھا۔۔

تجھ سے تو کم ہی ہوں۔۔ ہاد نے آنکھ مارتے کہا تھا۔۔

مجھے میری شادی پہ بڑا ڈر رہے تھے ناسالا بن کے اب میری باری۔۔ از لان نے کہا تو ہاد ہنستارہ گیا۔۔ میں نے تجھے ایسا موقع ملنے ہی نہیں دیا کہ تو میرا سالا بنے۔۔ ہاد کا کہتے ہوئے قہقہہ لگا تھا۔۔

از لان بھی مسکراتا رہ گیا تھا۔۔

اب سے میری بہن تیری ذمہ داری۔۔ اسے خود سے بڑھ کر چاہنا۔۔ از لان نے کہتے ہوئے گلے لگا یا تھا۔۔

ایمن کی رضامندی نے پورے گھر میں خوشیاں بکھیر دی تھیں۔۔ کئی سالوں بعد یہ خوشیاں ان کا مقدر بنی تھی۔۔ ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں نظر آرہی تھیں۔۔ ہر ایک کے چہرے پر خوشی کے آثار موجود تھے۔۔۔

ہاد اور ایمن کی ریسپشن کے ساتھ ہی از لان اور عفاف۔۔ شہرام اور بنفشہ کی ریسپشن دھوم دار طریقے سے دوبارہ کرنے کا کہا گیا تھا۔۔۔

میر شاہ نے یہ رائے دی تھی جس پر سب متفق ہوئے تھے۔۔۔



مہندی کا فنکشن شروع ہو چکا تھا۔۔ سب لڑکوں نے سفید شلوار قمیص پہن رکھی تھی۔۔ جبکہ لڑکیاں ابھی بھی تیار ہو رہی تھیں۔۔۔

یاران لڑکیوں کی تیاری کبھی پوری نہیں ہو سکتی۔۔۔ ہاد نے جل بھن کر کہا تو جو کب سے تیار  
ایمن کو ایک نظر دیکھنے کے لیے کھڑا تھا۔۔۔

صبر کر میرے یار۔۔۔ از لان نے مسکراہٹ دباتے کہا تھا۔۔۔

شہرام اور علی بھی مسکرا دیئے تھے۔۔۔

صبر کیسے صبر کروں۔۔۔ ایک تو ان کے میک اپ ختم نہیں ہوتے۔۔۔ ان لڑکیوں کے بس میں  
ہونا ایک کمرے سے دوسرے کمرے جاتے ہوئے بھی تیار ہو کر نکلیں۔۔۔

ہاد نے کہا تو سب کے قہقہے فلک شگاف بلند ہوئے تھے۔۔۔

تجھی کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ تینوں کمرے سے باہر آئیں تو سب کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔۔۔

عرشوں سے اتری پریوں کا گمان سا ہوتا ہے لیکن پھر لگتا ہے پریاں اترتے وقت میک اپ کرنا  
بھول چکی ہیں۔۔۔ ایمن کے گزرتے ہی ہاد نے خود کو سنبھالتے ہوئے مسکراہٹ دبا کر کہا تھا۔۔۔

سب لڑکیوں نے مختلف رنگوں کے لہنگے پہنے ہوئے تھے۔۔۔

جبک ایمن، بنفشہ اور عفاف نے ایک جیسا سترنگی لہنگا پہن رکھا تھا۔۔۔

بنفشہ چند ہی لمحوں میں ان سب کے ساتھ مل جل گئی تھی۔۔۔ اسے یہ سب لوگ بہت پسند

آئے تھے۔۔۔

ایمن اور ہاد کا نکاح کچھ دیر پہلے ہی ہوا تھا۔۔۔ ہاد نے مسکراتے ہوئے فوراً سے قبول ہے کیا تھا کہ سب ہنستے رہ گئے تھے۔۔۔

سب کے نکاح ہو جانے کی وجہ سے تینوں کپلز کی مہندی کپل کپل کے ساتھ کی جا رہی تھی۔۔۔ یہ پلان رامین، مناہل اور ریان کا تھا کہ کپل کپل کی مہندی کی رسم کی جائے۔۔۔ اسکے فوراً بعد عفاف باہر نکلی تھی۔۔۔ ہلکا سا چہرہ ڈھکا ہوا تھا صرف لائٹ اور کاجل سے لبریز آنکھیں ہی نظر آرہی تھیں۔۔۔ عفاف کے کمرے سے باہر آتے ہی ازلان کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔۔۔ باہر کھڑے شہرام نے گردن جھکالی تھی۔۔۔ وہ ہمیشہ سے ہی عفاف کا احترام کرتا تھا۔۔۔

ازلان فوراً سے آگے بڑھا تھا۔۔۔  
ازلان فوراً سے آگے بڑھا تھا۔۔۔  
آگے بڑھ کر عفاف کا لہنگا اٹھانے میں مدد دی تھی۔۔۔ عفاف کو ساتھ لگاتے ہی کان میں ہلکا سا بولا تھا۔۔۔

اپسرا۔ مجھے۔ آج اپنی محبت پر فخر ہے۔۔۔ میری محبت آپ کے لیے اب سے اور بڑھ چکی ہے کہتے ہوئے وہ دونوں مہندی کی رسم کے لیے آگے بڑھے تھے۔۔۔

عفاف مسکرا دی تھی۔۔۔

بنفشہ بھی اسی رنگ میں مہندی کا لہنگا پہنے باہر آئی تو شہرام نے آگے بڑھ کر ہاتھ تھاما تھا۔۔۔ بنفشہ مسکرا دی تھی۔۔۔

آپ کا ہاتھ میں ہمیشہ ایسے ہی پکڑوں گا کہتے ہوئے وہ دونوں اپنی مقرر کردہ سیٹ پر بیٹھے تھے۔۔

عفاف اور ازلان کے سب سے پہلے مہندی لگا کر رسم شروع کی گئی تھی۔۔۔ سب بڑوں نے بزرگوں نے بچوں نے مناہل، ریان، رامین نے اچھی خاصی انہیں مہندی لگائی تھی کہ ازلان کو ہی بولنا پڑا تھا۔۔

بس کرو یا راتنی کون لگاتا ہے۔۔ اب مجھے اچھے سے دوبارہ نہانا بھی پڑے گا۔۔ ازلان نے سر ادھر ادھر سر ہلاتے کہا تھا۔۔

سب کھلکھلا پڑے تھے۔۔۔  
 بھائی صاحب ابھی تو کچھ لگائی ہی نہیں ہے کہہ کر سب نے اور لگائی تھی۔۔۔

عفاف ہنستی رہ گئی تھی۔۔

ان تینوں کے باری باری مہندی کی رسم کی گئی تھی۔۔۔

یار کوئی گانا ہی لگا دو... پتا تو چلے ہادی مہندی ہو رہی ہے۔۔ ہادی نے آنکھ دباتے کہا تو سب کھلکھلا پڑے تھے۔۔

اسے دیکھو ذرا۔۔ ازلان نے ہنستے ہوئے شہرام کو کہا تھا۔۔۔ وہ بھی ہادی کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا تھا جو اپنی ہی مہندی پر رسم کے بعد ڈانس کر رہا تھا۔۔۔

سب کے چہرے کھل اٹھے تھے۔۔ ہلا گلا کرنے کے بعد مہندی کا فنکشن اختتام پزیر ہوا تھا۔۔۔

ایک حسین شام کا اختتام ہوا تھا۔۔۔



آج کے دن ریسیپشن تھا۔ ہر طرف گہما گہمی عروج پر تھی۔۔۔

لڑکوں کے جوتے نہیں مل رہے تھے اور لڑکیوں کی جیولری۔۔۔

عجیب سین چل رہا ہے ہماری شادی ہے اور ہمیں ہی ہماری چیزیں نہیں مل رہیں۔۔۔ ایمن

نے دہائی دی تھی۔۔۔

Novel | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

یہ کہاں کا اصول ہے کہ جس کی شادی ہو ان کی چیزیں نہیں گھمتی ایمنی۔۔۔ عفاف نے اپنا

سامان اٹھاتے ایمن سے پوچھا تو بنفشہ بھی مسکرا دی تھی۔۔۔

ایمن بھی کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔

لڑکیاں پالر چلی گئی ہیں کیا؟؟؟ روحیلہ شاہ اپنی ساڑھی سنبھالتی ہوئی بولی تھیں۔۔۔

ہاں جی چلی گئی ہیں۔۔۔ ریحانہ بیگم پھولوں کی ٹوکریاں ہاتھ میں پکڑے آگے بڑھتے بولی

تھیں۔۔۔

اوودھی۔۔۔ جلدی کر بچیاں دی نظر اتارنی جلدی مرچیں لے کر آ۔۔۔ اوو آہی نہ جائیں۔۔۔

(او بیٹا۔۔ جلدی کرو بچوں کی نظر اتارنی ہے جلدی مرچیں لے کر آؤ۔۔ وہ آہی نہ جائیں)

بی جان نے مناہل کو آواز دیتے کہا تھا۔۔

ہر ایک کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔۔

سب دل سے مسکرا رہے تھے۔۔ ان کے مسکرانے میں قسمت بھی کھل کے ان کا ساتھ دے رہی تھی جو اتنے عرصے بعد دل سے مسکرا رہے تھے۔۔ قسمت نے ان کی وہیں نظر اتاری تھی۔۔

تبھی ہال میں سے دلہاد لہن کے آنے کا شور اٹھا تھا۔۔۔ سب پلک جھپکائے آنے والے کپیل کو دیکھ رہے تھے۔۔

سب سے پہلے عفاف اور ازلان ہال میں داخل ہوئے تھے۔۔ عفاف نے گولڈن ہینی اور ریڈ کلر کا کمینیشن کا لہنگا پہنا ہوا تھا۔۔ جس پر بہت خوبصورتی سے کام کیا گیا تھا۔۔ ریڈ دوپٹہ خوبصورت طریقے سے سر پر حجاب کی صورت میں لیا گیا تھا۔۔

ازلان عفاف کو حجاب میں دیکھ کر دل سے مسکرا دیا تھا اسے اپنی پسند پہ اور اپنی قسمت پہ رشک ہوا تھا۔۔

کتنی خوبصورت اور حیا دار عورت سے اسے نوازا گیا تھا۔۔

برائیل میک اپ میں وہ اس قدر حسین لگ رہی تھی کہ از لان کو اپنی ہی نظر لگنے کا گمان سا  
 ہوا تھا کہ کہیں اسکی ہی نظر نہ لگ جائے اسے۔۔ از لان بلیک کلر کا ڈریس کوڈ پہنے کسی ریاست کا  
 شہزادہ ہی لگ رہا تھا۔ آج نیلی آنکھوں میں چمک ہی چمک تھی۔۔ سب کچھ پالینے کی  
 چمک۔۔ فاتح قرار پانے کی چمک۔

اذا ما ضعت فی درب

If I lost my way,

نقی عینیک.. عنوانی

NEW ERA MAGAZINE  
 I would live in your eyes  
 NovelstAfrana|Articles|Books|Poetry|Interviews

از لان نے ہلکی سی آواز میں عفاف کے کان میں کہا تو وہ کھل کر مسکرا دی تھی۔۔۔۔

از لان نے ہاتھ پکڑ کر عفاف کو اسٹیج پر چڑھایا تھا۔۔

پورے ہال میں تالیوں کی گونج اٹھی تھی۔۔۔

از لان، عفاف کے سامنے جھک کر نیچے بیٹھا تھا۔۔

عفاف شرم و حیا سے سر نہیں اٹھا پار ہی تھی۔۔ آنکھیں نم تھیں۔۔۔

میری زندگی میں آنے کے لیے آپ کا بے حد شکریہ افسرا۔۔ میں از لان میرا شاہ ہمیشہ آپ کو

خود سے بڑھ کر چاہوں گا۔۔ میری زندگی سنوارنے اور نکھارنے کے لئے آپ کا بے حد

شکریہ۔۔۔ مجھے محبت جیسے لفظ سے روشنائی دلانے اور اس کا احساس جگانے کا شکریہ۔۔۔ میری زندگی میں میرا ہمسفر بننے کا شکر یہ کہتے ہوئے از لان نے عفاف کے ہاتھ میں رنگ پہنادی تھی کہ پورے ہال میں ہونگ شروع ہو چکی تھی۔۔۔

میری زندگی میں اندھیرا ختم کر کے اجالا لانے کا شکریہ شاہ۔۔۔ مجھے یہ احساس دلانے کے لیے شکریہ کہ ماضی سب کے ہوتے ہیں۔۔۔ سب کے ہی ماضی میں کوئی نہ کوئی داستان چھپی ہوتی ہے۔۔۔ ہر ایک کو اس ماضی سے نکلنے کے لیے ایک مضبوط سہارے کی ضرورت پڑتی ہے اور جب آپ جیسے سہارے مل جائیں تو ماضی ماضی رہتا ہی نہیں ہے وہ ایک قبرستان میں ایک قبر کھود کر اس میں دفنایا جاتا ہے۔۔۔ اسکے بعد سے ہی پھر روشنی مقدر بنتی ہے۔۔۔ مجھے اپنے ہونے کا احساس دلانے کا بے حد شکریہ۔۔۔ اتنی محبت دینے کا شکریہ کہ اب کوئی غم غم نہیں لگتا۔۔۔ اپنا ساتھ دینے کا شکریہ۔۔۔ ہلکی سی آواز میں عفاف نے اپنی ڈھکی چھپی محبت کا اظہار کیا تو از لان مسکراتا رہ گیا تھا۔۔۔

سب نے ستائشی نظروں سے اس کیل کو دیکھا تھا جو اپنی محبت کا اظہار بڑے ہی خوبصورت طریقے سے کر رہے تھے۔۔۔ سب سے مختلف، نرالے طریقے سے۔۔۔

کچھ نے انہیں رشک سے دیکھا تھا اور کچھ نے بڑی خوبصورتی سے ان کی جوڑی سلامت رہنے کی دعادی تھی۔۔۔

پھر ہاد اور ایمن اندر داخل ہوئے تھے۔۔ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے تو ہال میں دوبارہ سے تالیوں کی گونج اٹھی تھی۔۔۔

ایمن نے بے بی پنک کلر کے ساتھ پیچ کلر کے کمینشن کا لہنگا پہنا ہوا تھا۔ جس پر نہایت ہی خوبصورت اور نفیس کام کیا ہوا تھا جو اسکے لہنگے کو چار چاند لگا رہا تھا۔۔۔ سر پر اچھے سے دوپٹہ ڈکایا گیا تھا۔۔۔ وہ بھی برائڈل میک اپ میں بلا کی حسین لگ رہی تھی۔۔ ہاد نے کھڑے کھڑے ہی دل میں ایمن کی نظر اتار کر ہلکی سی آواز میں ایمن کے کان میں ماشاء اللہ کہا تھا۔ ایمن ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ مسکرا دی تھی۔۔

یارازی تم نے کتنی دیر لگا دی۔۔ ہمیں باہر کتنا انتظار کرنا پڑا۔۔ میں اور میری بیوی انتظار کرتے کرتے تھک چکے تھے۔۔ ہاد نے اندر آتے ہی تھوڑی اونچی آواز میں کہا تو پورے ہال میں قہقہوں کی گونج اٹھی تھی۔۔

ہے نا ایمن ہم تھک چکے تھے۔۔ ہاد نے فوراً سے آنکھ دباتے کہا تو ایمن نیچے منہ کیے مسکرا دی تھی۔۔۔

ہاد نے ایمن کا ہاتھ پکڑ کے ایک بار اسٹیج پر گھمایا تھا۔۔۔

ہاد کی زندگی میں آپ کا ویلکم ہے۔۔ گھماتے ہوئے ہاد نے کہا تو ایمن کھل کے مسکرائی تھی۔۔

ایمن کی زندگی میں اس کے ہمسفر کا ویلکم قبول ہے جو اب کہتے ہوئے وہ جھینپ سی گئی تھی۔۔

ایک بار پھر سے سب کے قہقہوں کا شور بلند ہوا تھا۔۔۔

وہاں موجود سب لوگوں نے اس چلبیل سے کپل کو بھی رشک سے دیکھا تھا۔۔

اب کی بار شہرام اور بنفشہ اندر داخل ہوئے تھے جس نے میرون اور اسکن کلر کا لہنگا پہن رکھا تھا۔ وہ انتہائی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔ وہ دونوں ہی خوبصورتی کا شاہکار لگ رہے تھے۔۔

شہرام نے آہستہ سے بنفشہ کا ہاتھ تھاما تھا تو بنفشہ نے جھکی نظروں سے ایک بار شہرام کو دیکھ کر مسکرا دی تھی۔۔

اسٹیج پر چڑھتے ہی شہرام نے بنفشہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا تھا۔۔

شہرام کی زندگی میں آپ کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔۔ میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں۔۔ بنفشہ مسکرا دی تھی۔۔

مجھے آپ کی زندگی میں اہمیت ہی چاہیے تھی اور وہ مل چکی ہے بنفشہ نے جواباً کہا تو شہرام بھی مسکرا دیا تھا۔۔

تینوں کپل اسٹیج پر ایک الگ شان سے کھڑے کسی بادشاہ سے کم نہیں لگ رہے تھے۔۔ ہر ایک کی آنکھوں میں ان کی خوشی دیکھ کر ستائش ہی ستائش تھی۔ لڑکے کسی ریاست کے شہزادوں سے کم نہیں جبکہ لڑکیاں کسی عرش سے اتری خوبصورت حسین و جمیل پریاں لگ رہی تھیں۔۔ ہر ایک کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ رہی تھی۔۔

ازلان اسٹیج سے نیچے اتر کر آیا تھا۔۔۔

ڈیڈ۔۔ ماما آئے پکس بنوائیں۔۔۔

میر شاہ اور روحیلہ شاہ ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھ کر نم آنکھوں سے مسکرا دیئے انہیں آج  
ازلان کی نظر میں وہ مقام مل چکا تھا۔۔ جس مقام کا میر شاہ اور روحیلہ شاہ نے برسوں سے  
انتظار کیا تھا۔۔ وہ دونوں دل سے اپنے بچوں کے لیے مسکرا رہے تھے۔۔

فرقان صاحب، روبینہ بیگم نم آنکھوں سے اپنی بچی کی قسمت پر رشک کرتے مسکرا رہے  
تھے۔۔ فرحان صاحب، رابعہ بیگم اپنے بیٹے کی زندگی میں آنے والی خوشیوں کو دیکھ کر مسکرا  
رہے تھے۔۔۔

ریحانہ بیگم اپنے بیٹے کی خوشی میں شریک اسکے ہمسفر کو دیکھ کر دل سے مسکرا رہی  
تھیں۔۔ بی جان ان کی زندگی کے لیے مسکرا کر دعائیں دے رہی تھیں۔۔۔

اسٹیج پر موجود سب نے ہنستی مسکراتی ایک گروپ فوٹولی تھی۔۔ سب کپلز نے ایک دوسرے  
کی نظروں میں مسکراتے ہوئے دیکھتے فوٹوز بنوائی تھیں۔۔ ہر ایک کی آنکھوں میں چمک ہی  
چمک تھی۔۔ ہر ایک کے چہرے پر مسکراہٹ ہی مسکراہٹ تھی۔۔ ان کی زندگی سے غم دور  
ہوئے تھے اور اجالے نے روشنی ہنستے مسکراتے بکھیر دی تھی۔۔۔

ہال میں موجود سب لوگوں نے ان کی طرح کی قسمت پانے کی دعا کی تھی۔۔ ان سب کے  
مسکراتے چہرے ہمیشہ صدارتہ کی دعا کی تھی۔۔۔

انہیں کیا پتا کتنے دکھ دیکھے تھے انہوں نے۔۔ کتنی اذیتیں، تکلیفیں برداشت کی تھیں۔۔ ان سب کو برداشت کرنے کے بعد ان کو آج یہ موقع ملا تھا۔۔ ان کا آج خوبصورت ہوا تھا کہ ان سب کے چہروں پر مسکراہٹ رقصاں تھی۔۔۔

ہر غم کے بعد خوشی ہوتی ہے اور ہر اندھیرے کے بعد اجالا آ کر ہی رہتا ہے۔۔۔

یہ جو زندگی کی کتاب ہے یہ کتاب بھی کیا کتاب ہے

کہیں اک حسین سا خواب ہے کہیں جان لیوا عذاب ہے

کہیں چھاؤں ہے کہیں دھوپ ہے کہیں اور ہی کوئی روپ ہے

کئی چہرے اس میں چھپے ہوئے، اک عجیب سی یہ نقاب ہے

کہیں کھودیا، کہیں پالیا، کہیں رولیا، کہیں گالیا

کہیں چھین لیتی ہے ہر خوشی کہیں مہر باں بے حساب ہے

کہیں آنسوؤں کی ہے داستاں، کہیں مسکراہٹوں کا بیاں

کہیں برکتوں کی ہیں بارشیں، کہیں تشنگی بے حساب ہے



دستکِ محبت کے اس سفر میں ہر ایک کے دل میں محبت کی دستک ہوئی تھی۔۔ ہر ایک کی محبت کو اسکی منزل ملی تھی۔۔ کسی کو اپنی محبت کی منزل آسانی سے کسی آزمائش کے بغیر مل گئی تھی تو

کسی کو آسانی سے محبت دے کر آزما یا گیا تھا۔۔ اور کوئی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بے نام محبت کرتا رہ گیا تھا۔۔ اسکی داستان رقم کر دی گئی تھی کہ بے نام محبت کا نام و نشان تک نہ بچا تھا۔۔ دستکِ محبت کے اس سفر میں ہر ایک نے آزمائش سے گزرنے کے بعد ایک خوبصورت سے سفر میں قدم رکھے تھے۔۔

اس سفر میں بہت سے اپنے بچھڑے تھے اور بہت سے کھوئے ہوئے رشتے واپس ملے تھے ملے تھے۔۔ ہر ایک کو اپنی منزل ملی تھی۔۔ ہر ایک کے دل میں محبت کی دستک ہوئی تھی۔۔ ہر ایک نے اس محبت کے سفر کا اختتام حلال رشتے سے کر کے اپنی زندگیوں میں خوشیاں بکھیر دی تھیں۔۔ ہر ایک کی زندگی میں سے کالا گھپ اندھیرا چھٹ کے صبح کی خوبصورت کرن پیدا کر گیا تھا۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE  
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کبھی بھی کوئی بھی چیز آسانی سے نہیں ملتی ایک بڑے آگ کے دریا سے گزر کر ٹھنڈے پانی کے سمندر میں پاؤں رکھنے پڑتے ہیں۔۔ ان سب راستوں کو عبور کرنے کے لیے بے انتہا محنت لگانی پڑتی ہے پھر ہی جا کر سونا کندھن بنتا ہے۔۔ آزمائشوں سے گزر کر ثابت قدم رہ کر ہی صبر کا پھل ملتا ہے۔۔۔



♥ ختم شدہ ♥

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی

ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول۔ ناولٹ۔ افسانہ۔ کالم۔ آرٹیکل۔ شاعری۔

پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں

بھیج سکتے ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات

کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین